جمیل احمد بٹ

۲۶ مئی ۲۰۱۳ء

# وحی والہام

(زیرِ تصنیف کتاب بعنوان 'ختمِ نبوّت' کا باب اوّل)

اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا اس کی ہستی کا ثبوت ہے اور کلام نہ کرنا اس کی ناراضگی کی علامت۔ اللہ تعالیٰ تین طریق پر اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ ان بندوں میں نبی اور غیر نبی، مومن و کافر، مرد و عورت سب شامل ہیں۔ گو انبیاء پر کلام الٰہی کا نزول بکثرت ہوتا ہے۔

وحی والہام کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رکھا گیا ہے نزول قرآن کے بعد افراد امت رویاء وکشوف اور الہام پاتے رہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود سے اللہ تعالیٰ نے بکثرت کلام فرمایا پھر افراد جماعت نے بھی اس نعمت سے خوب حصہ پایا اور پا رہے ہیں۔

وحی والہام ہر شخص کی ہمت کے موافق ہوتا ہے اور وحی کا پانے والا ایک خاص تجربہ اور کیفیت سے گزرتا ہے۔ سچا الہام اپنے ساتھ ایسی علامات رکھتا ہے جن سے اس کی شناخت بآسانی ممکن ہے۔ تاہم نیک نیتی سے اللہ سے تعلق کو بڑھاتے چلے جانا ہی منتہا ہونی چاہئے اور الہام کی تمنا نہ رکھنا چاہئے۔

## ا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا:

اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا ہی اس کی ہستی کا ثبوت ہے۔ انسان اپنی پیدائش پر ٹھیک ٹھاک کئے جانے کے بعد بھی فرشتوں کی اطاعت کے لائق اسی وقت ٹھہرا جب اللہ نے اسے اپنی ہستی سے آگاہ فرمانے کیلئے اس سے کلام کیا جیسا کہ فرمایا:

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ (حجر 30:15)

ترجمہ: پس جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کرلوں اور اس میں اپنا کلام پھونکوں تو اس کی اطاعت میں سجدہ ریز ہو جانا۔

اسی تناظر میں عدم کلام کو اللہ تعالیٰ نے بے جان معبودوں اور بتوں کا خاصہ قرار دیا ہے۔ جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کو معبود بنالیا تو اللہ نے ان کے اس فعل کو باطل کہا اور اس بچھڑے کے بول نہ سکنے کو بطور دلیل پیش فرمایا، چنانچہ ارشاد ہوا: اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ (اعراف 149:7)

ترجمہ: کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا۔

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ (طٰہٰ 90:20)

ترجمہ: کیا وہ دیکھ نہیں رہے تھے کہ وہ انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔

قرآن کریم کی رو سے اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں جو ایسے معبود مانے جو بولنے پر قادر نہیں جیسا کہ فرمایا:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (احقاف 6:46)

ترجمہ: اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا اُسے پکارتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دے سکتا۔

اللہ تعالیٰ جو حقیقی معبود ہے اس کی شان یہی ہے کہ وہ کلام کرتا ہے قرآن کریم میں اُس نے یہ اعلان عام فرمایا ہے کہ وہ ہر پکارنے والے کو جواب دیتا ہے۔

جیسا کہ فرمایا: أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (بقرہ 187:2)

ترجمہ: میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

## ۲۔اللہ تعالیٰ کا کلام نہ کرنا ناراضگی کی علامت ہے:

اللہ تعالیٰ کا کلام نہ کرنا اس کی ناراضگی کے سبب ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا: وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بقرہ 175:2)

ترجمہ: اللہ ان (جو کتاب کو چھپاتے ہیں اور اس کا کاروبار کرتے ہیں) سے قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا۔

قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝ (مومنون 109:23)

ترجمہ: وہ (اللہ) کہے گا اس (دوزخ) میں دفع ہو جاؤ اور مجھ سے کلام نہ کرو۔

پس جب کلام نہ کرنا اللہ کے غضب اور ناراضگی کا مظہر ہے تو یقیناً اس کے رحم کا تقاضا کلام کرنا اور اپنی راہوں کے متلاشیوں کو جواب دینا ہے۔

## ۳۔اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے کے طریق:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے تین طریق پر کلام کرتا ہے جیسا کہ فرمایا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ (شوریٰ 52:42)

ترجمہ: اور کسی انسان کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اس کے اذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔

کلام الٰہی کے ان تین طریقوں کے اصطلاحی نام وحی والہام، رویاء اور کشوف ہیں۔

**وحی والہام:** وحی کے لغوی معنی اشارہ، مخفی بات، القاء اور الہام کے ہیں جبکہ الہام کے معنی دل میں ڈالنا ہے۔ یوں وحی والہام کے الفاظ اصطلاحی لحاظ سے ہم معنی ہیں اور ہر دو کا مطلب اللہ کا کسی بندے پر بلا واسطہ الفاظ میں اپنا کلام نازل کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا: ' وحی اس کو کہتے ہیں کہ خدا کا کلام مع الفاظ کسی پر نازل ہو '(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 274)

جیسے کوہ طور پر حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا کہ: وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۝ (طٰہٰ 14:20)

ترجمہ: اور میں نے تجھے چن لیا ہے پس اسے غور سے سن جو وحی کیا جاتا ہے۔

نزولِ وحی کی ایک شرط حضرت مسیح موعود نے یوں بیان فرمائی ہے: 'وحیٔ الٰہی وہ خدا کی پاک کلام ہے کہ جس میں منزل علیہ کی طہارتِ تامّہ اور قابلیتِ کاملہ شرط ہے'۔ (براہینِ احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۹۶ حاشیہ نمبر ۶)

**رویاء:** من ورآیِ حجاب۔ کلام الٰہی کی دوسری قسم ہے اس کے معنی ہیں 'پردے کے پیچھے سے' اس میں الفاظ نہیں ہوتے بلکہ حالت خواب میں پیغام اشارۃً بیان ہوتا ہے۔ حجاب کا رنگ رکھنے کے سبب یہ کلام اکثر تعبیر طلب اور ذوالوجوہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں انبیاء کے کئی رویاء کا ذکر ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ کا یہ فرمانا: قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ (الصّٰفّٰت 103:37)

ترجمہ: اے میرے بیٹے یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔

اوراللہ کا اسے رویاء قرار دینا: قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ (الصّٰفّٰت 106:37)

ترجمہ: یقیناً تو اپنی رویاء پوری کر چکا ہے۔

پھر حضرت یوسفؑ کا یہ رویاء: اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۝ (یوسف 5:12)

ترجمہ: یقیناً میں نے (رویاء میں) گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں (اور) میں نے انہیں اپنے لئے سجدہ ریز دیکھا۔

احادیث میں ملتا ہے کہ آں حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھوں میں دو کنگنوں کو دیکھا نیز یہ کہ آپ کے بعد سب سے پہلے آپ کی وہ زوجہ مطہرہ فوت ہوں گی جن کے بازو لمبے ہیں یہ دونوں بھی رویاء کی مثالیں ہیں۔

**کشف:** کشف کلام الٰہی کی تیسری قسم ہے۔اس کے لغوی معنی کسی چیز یا بات کو ظاہر کر دینے کے ہیں اور اس سے مراد مکاشفہ ہے۔ یہ رویاء کا ایک اعلیٰ مقام اور رتبہ ہے اس میں انسان بیداری کے عالم میں بقائمی ہوش وحواس وہ کچھ دیکھتا اور سنتا ہے جو پہلے نیند کی حالت میں دیکھتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰؑ نے بیداری میں ایک آگ دیکھی اور اپنے اہل سے کہا: اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (طٰہٰ 11:20)

ترجمہ: میں نے ایک آگ سی دیکھی ہے۔

اگر کسی کشف میں بمطابق یُرسِلُ رَسولاً فرشتہ کے ذریعہ بالواسطہ وحی ہو تو اس میں ملہم کو پیغام رساں فرشتہ بھی ظاہری حالت میں نظر آتا ہے جیسے حضرت مریمؑ نے فرشتہ کو ایک بشر کی شکل میں دیکھا (مریم:18:19) اور آں حضرت ﷺ نے بارہا حضرت جبرائیل کو متمثّل دیکھا۔

کشف میں جس طرح نزول وحی سماعت اور بصارت کے حواس کے تحت ہوتا ہے۔اسی طرح کبھی اس کا تعلق صرف قوت شامہ سے بھی ہوتا ہے جیسے حضرت یعقوبؑ کا یہ اظہار کہ:

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝ (یوسف 95:12)

ترجمہ: یقیناً مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے خواہ تم مجھے دیوانہ ٹھہراتے رہو۔

یہ خوشبو صرف حضرت یعقوبؑ کو آئی کہ آپ ملہم تھے اور کسی کو نہ آئی۔

ان تینوں اقسام کی مزید وضاحت اور ان کا باہم تعلق حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں یوں ہے:

' کشف کیا ہے؟ یہ رویاء کا ایک اعلیٰ مقام اور مرتبہ ہے اس کی ابتدائی حالت کہ جس میں غیبت حس ہوتی ہے صرف اس کو خواب (رویاء) کہتے ہیں۔۔۔لیکن کشف میں دوسرے حواس کی غیبت نہیں ہوتی۔ بیداری کے عالم میں انسان وہ کچھ دیکھتا ہے جو کہ نیند کی حالت میں حواس کے معطّل ہونے کے عالم میں دیکھتا تھا۔۔۔لیکن وحی ایسی شے ہے جو کہ اس سے بدرجہا بڑھ کر ہے' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 245-246 نیا ایڈیشن)

'وحی کئی قسم کی ہے۔ عادت اللہ ہے کہ وہ سماع پر موقوف ہو تو اسے وحی کہتے ہیں۔ رویت کے متعلق ہو تو اس کو کشف کہتے ہیں۔ ایک قوت شامہ سے ہوتی ہے جیسے **انی لا جدریح یوسف** کبھی قوت حاسہ سے بھی ہوتی ہے غرض تمام حواس خمسہ سے وحی ہوتی ہے'

(الحکم جلد 7 نمبر 15 مورخہ 24 اپریل 1903ء صفحہ نمبر 12 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود جلد چہارم صفحہ نمبر 119)

## ۴۔غیر از نبی کو وحی:

قرآن کریم میں انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات کو بھی اللہ کی طرف سے وحی کا ذکر ہے جیسے شہد کی مکھی، زمین، آسمان اور اجرام فلکی جیسا کہ درج ذیل آیات سے ظاہر ہے:

۱۔ وَاَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ (نحل 69:16)

ترجمہ: اور تیرے ربّ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی۔

۲۔ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَہَا ؕ (زلزال 6:99)

ترجمہ: کیونکہ تیرے ربّ نے اسے (زمین کو) وحی کی ہوگی۔

۳۔ فَقَالَ لَہَا وَ لِلۡاَرۡضِ (حٰم سجدہ 12:41)

ترجمہ: اس (تمام جہانوں کے ربّ) نے اس (آسمان) سے اور زمین سے کہا۔

۴۔ وَاَوۡحٰی فِیۡ کُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَہَا (حٰم سجدہ 13:41)

ترجمہ: اور ہر آسمان کے قوانین اس میں وحی کئے۔

یہ وحی کن معنوں میں تھی اور اس کی نوعیت کیا تھی۔ اس بارے میں زیادہ علم نہیں۔

پھر مذکورہ بالا آیت وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحۡیًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآیِٔ حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِہٖ مَا یَشَآءُ ؕ (شوریٰ 52:42) میں اللہ تعالیٰ نے بشر یعنی بنی نوع انسان سے کلام کا طریق بیان فرمایا ہے، بشر میں نبی اور غیر نبی سب شامل ہیں۔ امام راغبؒ نے اس آیت کی ذیل میں لکھا:

'اللہ تعالیٰ کا انبیاء اور اس کے اولیاء کی طرف جو کلام نازل ہوتا ہے اسے وحی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے'۔ (المفرادات از امام راغبؒ)

قرآن کریم میں جن غیر نبی انسانوں کو اللہ کی طرف سے وحی کئے جانے اور رویاء و کشوف دکھائے جانے کا ذکر ہے۔ ان میں مومن اور کافر مرد اور عورتیں سب شامل ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل آیات سے ظاہر ہے۔

**i۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی طرف وحی**

:اِذۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّکَ مَا یُوۡحٰۤی ۙ (طٰہٰ 39:20)

ترجمہ: جب ہم نے تیری (حضرت موسیٰ کی) ماں کی طرف وحی کی جو وحی کی جاتی ہے۔

وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوۡسٰۤی (قصص 8:28)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی۔

**ii۔ حضرت مریمؑ کی طرف وحی:**

وَاِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰکِ وَطَہَّرَکِ وَاصۡطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۳﴾ (آل عمران 43:3)

ترجمہ: اور فرشتوں نے کہا کہ اے مریم یقیناً اللہ نے تجھے چن لیا ہے۔ اور تجھے پاک کر دیا ہے اور تجھے سب جہانوں کی عورتوں پر فضیلت دی ہے

**iii۔ حواریوں کی طرف وحی:**

وَاِذۡ اَوۡحَیۡتُ اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ (مائدہ 112:5)

ترجمہ: اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی۔

**iv۔ حضرت یوسفؑ کے ساتھی غیر مومن قیدیوں کا رویاء:**

حضرت یوسفؑ جب قید ہوئے تو اس قید خانہ میں آپ کے دو نوجوان ساتھیوں نے رویاء دیکھے اور حضرت یوسفؑ نے اس کی تعبیر کی۔ یہ رویاء سچے نکلے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیل سورۃ یوسف کی آیات 42 اور 43 میں بیان فرمائی ہے۔

**v۔ مصر کے مشرک بادشاہ کا رویاء:**

مصر کے بادشاہ نے ایک رویاء دیکھا اور اپنے سرداروں سے کہا کہ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ (یوسف 44:12) ترجمہ: مجھے میرے رویاء کی تعبیر سمجھاؤ۔

یہ رویاء بھی سچا نکلا جس کی تفصیل سورۃ یوسف کی آیات 48-50 میں مذکور ہے۔

**vi۔ حضرت مریمؑ کی طرف فرشتہ کا نزول:**

فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۸﴾ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ﴿۱۹﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ (مریم 19:18-20)

ترجمہ: جب ہم نے اس (مریم) کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا اور اس نے اس کے لئے ایک متناسب بشر کا تمثل اختیار کیا۔ اس نے کہا میں تجھ سے رحمان کی پناہ میں آتی ہوں اگر تو تقویٰ شعار ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو تیرے ربّ کا محض ایک ایلچی ہوں۔

**vii۔ بائبل میں حضرت ہاجرہؑ پر نزول وحی کا ذکر:**

'اور خداوند کے فرشتہ نے اس سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور تیرے ایک بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام اسمٰعیل رکھنا' ۔ (پیدائش باب 16 آیت 11)

## ۵۔ انبیاء پر نزول وحی:

اللہ تعالیٰ انبیاء پر بطور خاص اپنی وحی نازل کرتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں بطور اصول فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ (انبیاء 21:26)

ترجمہ: اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف وحی کرتے تھے۔

پھر کئی انبیاء پر نزول وحی کا علیحدہ بھی ذکر فرمایا۔ جیسے حضرت یوسفؑ کے بارے میں فرمایا: وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ (یوسف 12:16)

ترجمہ: تو ہم نے اس (حضرت یوسف) کی طرف وحی کی۔

پھر حضرت موسیٰؑ کے اولین الہام کے بارے میں فرمایا: اِذْ نَادَیْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (قصص 28:47)

ترجمہ: جب ہم نے (موسیٰ کو) آواز دی کہ (تو) اپنے ربّ کی طرف سے ایک عظیم رحمت کے طور پر (بھیجا گیا) ہے۔

اور بعد ازاں ہونے والی وحی کی نسبت فرمایا:

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ﴿۱۶۵﴾ (نساء 4:165)

ترجمہ: اور موسیٰ سے اللہ نے بکثرت کلام کیا۔

اور آں حضرت ﷺ پر نزول وحی کا ذکر آپ ﷺ کو مخاطب کر کے یوں فرمایا: وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (شوریٰ 42:53)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے ایک زندگی بخش کلام وحی کیا۔

نیز فرمایا: فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَیْكَ (زخرف 43:44)

ترجمہ: پس جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لے۔

اللہ تعالیٰ کا انبیاء سے یہ مکالمہ و مخاطبہ بکثرت ہوتا ہے اور اس میں پیش خبریوں کے ساتھ ہدایت، بشارات اور ڈراوے بھی ہوتے ہیں کیونکہ یہ فرستادہ ہادی،

بشیر اور نذیر ہوتے ہیں:

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (رعد 8:13)

ترجمہ: اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (بقرہ 214:2)

ترجمہ: پس اللہ نے نبی معبوث کئے اس حال میں کہ وہ بشارتیں دینے والے تھے اور انذار کرنے والے تھے۔

پھر ان میں جو صاحب شریعت تھے ان کی وحی میں احکامات بھی ہوتے تھے۔

## ۶۔آئندہ بھی سلسلہ وحی والہام جاری ہے:

حضرت مسیح موعود نے فرمایا: 'خدا کا نام ملہم۔۔۔بھی ہے اور خدا کی صفات کی نسبت تعطل اور بے کاری جائز نہیں'

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ نمبر 80)

'خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی صفات میں ایک صفت تکلّم بھی ہے کیونکہ وہی ذریعہ فیضان اور ہدایتوں کا ہے۔'

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ نمبر 188)

چنانچہ قرآن کریم میں ماضی کی طرح آئندہ بھی وحی والہام کو جاری رکھا گیا ہے اور بطور اصول یہ فرمایا کہ:

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ (نحل 3:16)

ترجمہ: وہ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے فرشتوں کو روح القدس کے ساتھ اُتارتا ہے۔

پھر بطور خاص مومنین کو یہ خوش خبری عطا فرمائی ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حٰم سجدہ 31:41)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے پھر استقامت اختیار کی ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

وحی والہام کے جاری رہنے کا مذکورہ بالا نظام دین حق میں خدا کے اس تصور کے عین مطابق ہے کہ وہ نہ صرف سنتا ہے بلکہ بولتا بھی ہے۔

## ۷۔نزول قرآن کے بعد سلسلہ وحی والہام:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بنی نوع انسان پر وحی والہام کے تین طریق بیان فرمائے ہیں جن میں سے رویاء وکشوف عام ہیں اور ان کے لئے مسلمان اور مومن ہونا ضروری نہیں اور دیگر مذاہب کے ماننے والے بلکہ فاسق وفاجر لوگ بھی سچے خواب دیکھ سکتے ہیں۔تاہم وحی جو ان سے درجہ میں بڑھ کر ہے اس کو پانے کے لئے آں حضرت ﷺ پر ایمان ضروری ہے۔حضرت مسیح موعود نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

'الہام یعنی وحی الٰہی ایسی شے ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ سے پوری صلح نہ ہو اور اس کی اطاعت کیلئے اس نے گردن نہ رکھ دی ہو تب تک وہ کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی۔خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰم سجدہ 31:41) یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے نزول وحی ان کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مستقیم ہیں وہ صرف مسلمان ہی ہیں'۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 246)

## ۸۔وحی غیر متلو/احادیث قدسیہ

آں حضرت ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝ (نجم 53:4-5)

ترجمہ: اور وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا۔ یہ تو محض ایک وحی ہے جو اتاری جارہی ہے۔

اس مضمون کا ایک پہلو حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں یوں ہے:

'آں جناب ﷺ کا کوئی فعل اور کوئی قول وحی کی آمیزش سے خالی نہیں گو وحی مجمل ہو یا مفصل، خفی ہو یا جلی'۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ نمبر 112)

آں حضور ﷺ کے ان رویاء کشوف اور الہام میں سے بعض کو آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے بیان فرمایا۔ یہ احادیث وحی غیر متلو کہلاتی ہیں۔ اللہ سے نسبت کے سبب ان کے تقدس کے اظہار کے لئے انہیں احادیث قدسیہ بھی کہا جاتا ہے۔

حدیث قدسی کی تعریف (Definition) حضرت سید علی جرجانیؒ (متوفی 816ھ) نے یوں کی ہے:

' حدیث قدسی وہ کلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو الہام یا خواب کے ذریعہ بتایا پھر آپ ﷺ نے اپنے الفاظ میں اسے بیان فرمایا '۔

(کتاب التعریفات صفحہ نمبر 84 بحوالہ چہل احادیث قدسی حصہ اول از مفتی عتیق الرحمٰن صفحہ نمبر 6)

احادیث ہونے کے ناطے ان کی درجہ بندی اصول حدیث کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ اور یہ روایات دیگر احادیث کے ساتھ ہی بیان ہوئی ہیں۔ احادیث قدسیہ کی تعداد امام ابن حجرؒ نے 100 سے زائد قرار دی ہے۔ (الفتح المبین صفحہ نمبر 201)

جبکہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی جامع کبیر میں 133 اور جامع الصغیر میں 66 احادیث قدسیہ ذکر کی ہیں۔ ان احادیث قدسیہ میں وہ مشہور حدیث بھی شامل ہے کہ **لولاك لما خلقت الافلاك** (موضوعاتِ کبیر) کہ اگر آں حضرت ﷺ کی پیدائش مقصود نہ ہوتی تو یہ کائنات پیدا نہ کی جاتی۔

## ۹۔صحابہ کرامؓ کے الہامات:

صحابہ کرامؓ پر ہونے والے رویاء کشوف اور الہامات کے بعض واقعات تو اتنے عام ہیں کہ اکثر لوگ ان سے واقف ہیں۔

فرضیت نماز کے بعد اذان کا طریق اس رویاء کے مطابق شروع ہوا جو حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے دیکھا اور ایک فرشتہ نے انہیں اذان کے الفاظ سکھائے۔ (مشکوٰۃ باب الاذان) یہ اذان حضرت عمرؓ کو بھی سکھائی گئی مگر آپ اس سبب سے خاموش رہے کہ ایک صاحب اس کا پہلے ہی ذکر کر چکے تھے۔ (ابوداؤد جزو اول صفحہ نمبر 80-81 مطبوعہ مصر)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ کی وفات کے سانحہ پر جب صحابہ کرامؓ یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ آپ کو کس طرح غسل دیں تب ان صحابہؓ نے اجتماعی طور پر ایک رویاء دیکھا، خدا نے ان سب پر نیند طاری کر دی پھر انہوں نے ایک کلام کرنے والے کو یہ کہتے سنا کہ نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد 2 صفحہ نمبر 275)

پھر حضرت عمرؓ کے دور خلافت کا یہ واقعہ کہ جب آپ نے ایک لشکر حضرت ساریہؓ کی سرکردگی میں شام بھجوایا۔ بعد میں ایک دن حضرت عمرؓ مدینہ میں خطبہ دے رہے تھے تو آپ نے بلند آواز سے فرمایا '**یا ساریة الجبل**' کہ اے ساریہ پہاڑ کے دامن ہو جاؤ۔ (مشکوٰۃ باب الکرامات)

آپ کا بروقت انتباہ مسلمان لشکر کی فتح کا باعث بنا۔ اس کا پس منظر حضرت عمرؓ کا الہامِ الٰہی یا کشف تھا جس میں آپ نے اس لشکر کو مشکل میں دیکھا دوسری

طرف اہل لشکر کا الٰہی الفاظ کو ایک غیبی آواز کے طور پر سننا ایک اجتماعی الہام تھا جس سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے ہارتی ہوئی جنگ کو جیت میں بدل دیا

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چند الہامات کا درج ذیل ذکر ملتا ہے:

| نام صحابی | سن وفات | الہام/رویاء/ کشف | حوالہ کتب |
|---|---|---|---|
| ۱۔حضرت ابوبکر صدیقؓ | 13ھ | الہام | کتاب اللمع الابی نصر عبداللہ علی السراج القوسینی باب ذکر ابی بکر صدیقؓ صفحہ 123 |
| ۲۔حضرت عمر فاروقؓ | 23ھ | الہام | الوثاق العباسیہ مرتبہ ڈاکٹر حمید اللہ صفحہ 303 |
| ۳۔حضرت علیؓ | 40ھ | الہام | الخصائص الکبریٰ للسیوطیؒ جلد 2 صفحہ 276 |
| ۴۔حضرت ابی ابن کعبؓ | 28ھ | الہام | روح المعانی جلد 2 صفحہ 64 زیر تفسیر آیت خاتم النبین |

(بحوالہ 'پرویز صاحب کی کتاب پر تبصرہ از ابو قیصر آدم خان صاحب صفحہ 116-120 نظارت اشاعت لٹریچر وتصنیف ربوہ)

## ۱۰۔ بزرگان امت کے الہامات:

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین کے بعد اولیاء امت میں سلسلہ وحی والہام جاری رہا۔

بزرگان امت وہ کے الہامات، رویاء وکشوف جو کسی سبب تحریر میں آئے اور کتابوں میں محفوظ ہوئے ان سب کا احاطہ تو ممکن نہیں ہاں ان کا ایک سرسری جائزہ لینے سے یہ ضرور ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کا سلسلہ ہر دور اور ملک ملک جاری رہا۔

درج ذیل جدول ایسا ہی ایک مختصر سا جائزہ ہے۔

| نام بزرگ | سن وفات | الہام/رویاء/ کشف | حوالہ کتب |
|---|---|---|---|
| ۱۔حضرت امام جعفر صادقؒ | 148ھ | الہام | لغمات الانس از حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ صفحہ 318 |
| ۲۔حضرت امام ابوحنیفہؒ | 150ھ | الہام | روح البیان جلد 1 صفحہ 144 |
| ۳۔حضرت امام شافعیؒ | 204ھ | الہام | مشاہیر اسلام مرتبہ ملک نواب علی خان اعوان برنالوی جلد 2 صفحہ ۱۸۲ |
| ۴۔حضرت امام احمد بن حنبلؒ | 241ھ | کشف ونزول جبرائیلؑ | کتاب الشفاء از قاضی عیاضؒ جلد 3 صفحہ 13 نیز تفسیر روح البیان جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 784 |
| ۵۔حضرت بشر بن حارث الحافیؒ | 227ھ | کشف | کشف المحجوب اردو ترجمہ شیخ محمد اقبال صفحہ 115 |
| ۶۔حضرت بایزید بسطامیؒ | 260ھ | الہام وکشف | تذکرۃ الاولیاء صفحہ 159 اور 198 از شیخ عطارؒ |
| ۷۔حضرت ابوالحسن خرقانیؒ | 424ھ | الہام | تذکرۃ الاولیاء از شیخ عطارؒ |
| ۸۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ | 561ھ | الہام، کشف ونزول فرشتہ | حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضہ قیومیہ صفحہ 32 نیز قلائد الجواہر صفحہ نمبر 167 |
| ۹۔حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ | 627ھ | کشف ونزول جبرائیل | دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ صفحہ 56 |
| ۱۰۔حضرت نظام الدین اولیاءؒ | 725ھ | کشف | تذکرہ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۱۔حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ | 973ھ | الہامات | لطائف المنن الکبریٰ للشیخ عبدالوہاب الشعرانیؒ جلد1 صفحہ 62<br>لطائف المنن والاخلاق للشیخ عبدالوہاب الشعرانیؒ جلد2 صفحہ 140 |
| ۱۲۔حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ | 1032ھ | الہام | حدیقہ محمودیہ صفحہ 140، مقامات امام ربّانیؒ صفحہ نمبر65، مبداء معاد از حضرت شیخ احمد سرہندیؒ صفحہ نمبر48 |
| ۱۳۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ | 1176ھ | الہامات | تفہیمات الٰہیہ حصہ دوم صفحہ نمبر125 |
| ۱۴۔حضرت خواجہ میر محمد دردؒ | 1199ھ | الہام | میخانہ درد صفحہ 135، 138، نیز علم الکتاب صفحہ نمبر64 |
| ۱۵۔حضرت سیّد احمد شہید بریلویؒ | 1246ھ | الہام | سوانح احمدی مولفہ محمد جعفر تھانیسری صفحہ 11 مطبوعہ اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور |
| ۱۶۔حضرت مولوی عبداللہ غزنویؒ | 1298ھ | الہامات | مکتوبات مولوی عبداللہ غزنوی صفحہ 2 رسالہ، اثبات الالہام والتبعہ مولفہ محمد حسن رئیس لدھیانہ وسوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی از مولوی عبدالجبار غزنوی صفحہ 25 مطبع القرآن امرت سر |

(باستفادہ 'زندہ خدا اور سلسلہ وحی والہام' از شیخ مبارک احمد صاحب صفحہ نمبر 23-35 نظارت اشاعت لٹریچر وتصنیف ربوہ، مارچ 1976ء)

**۱۱۔اس زمانہ میں سلسلہ الہام:**

پھر اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے بکثرت مکالمہ فرمایا۔آپ کے ان الہامات، رویاء وکشوف کا مجموعہ جن کا آپ نے اپنی تحریرات یا ملفوظات میں ذکر فرمایا ہے 698 صفحات پر مشتمل شائع شدہ ہے اور تذکرہ کے نام سے موسوم ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنے کئی الہامات اور رویاء کا اپنے خطابات میں ذکر فرمایا۔ایک بار فرمایا:'میں اپنی جان ودل سے شہادت دیتا ہوں کہ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھا ہے۔۔۔ان کی محبت واحسان کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کانوں سے یہ کہتے سنا **نحن اولیآء کم فی الحیاۃ الدنیا**'۔(الحکم 21/28 جولائی 1912ء صفحہ نمبر3)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے الہامات، رویاء وکشوف کا مجموعہ 596 صفحات پر مشتمل شائع شدہ ہے اور 'رویاء وکشوف سیّدنا محمود' کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر جمع ہونے والے مقدسین نے بکثرت اس نعمت سے حصہ پایا۔حضرت مسیح موعود نے 1897ء میں تحریر فرمایا:

" میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میری جماعت میں اس قسم کے ملہم اس قدر ہیں کہ بعض کے الہامات کی ایک کتاب بنتی ہے۔سیّد امیر علی شاہ ہر ایک ہفتہ کے بعد الہامات کا ایک ورق بھیجتے ہیں اور بعض عورتیں میری مصدق ہیں جنہوں نے ایک حرف عربی کا نہیں پڑھا اور عربی میں الہام ہوتا ہے"

(ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد13 صفحہ نمبر501)

ایک اور موقع پر فرمایا:'ہماری جماعت میں کوئی بیس پچیس بلکہ تیس کے قریب ایسے آدمی ہوں گے جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں'

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر347 نیا ایڈیشن)

**۱۲۔وحی والہام ہمت کے موافق ہوتا ہے:**

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

'ہر شخص کا کلام اس کی ہمت کے موافق ہوتا ہے جس قدر اس کی ہمت اور عزم اور مقاصد عالی ہوں گے اسی پایہ کا وہ کلام ہوگا۔ سو وحی الٰہی میں بھی وہی رنگ ہو گا جس شخص کی طرف اس کی وحی آئی ہے جس قدر ہمت بلند رکھنے والا وہ ہوگا اسی پایہ کا کلام اسے ملے گا۔ آں حضرت ﷺ کی ہمت و استعداد و عزم کا دائرہ چونکہ بہت ہی وسیع تھا اس لئے آپ کو جو کلام ملا وہ بھی اسی پائے اور رتبہ کا ہے '۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ نمبر 40، نیا ایڈیشن)

## ۱۳۔ نزول وحی کی کیفیت:

آں حضرت ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت کا ذکر اس طرح ملتا ہے:

" آں حضرت ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کو سخت بوجھ اور تکان محسوس ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ سردی کے موسم میں بھی آپ کی پیشانی پر موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے ابھر آیا کرتے تھے اور کبھی آپ کی آنکھیں سرخ ہو جایا کرتی تھیں اور آپ گہرے گہرے تھکے ہوئے سانس لینے لگتے تھے۔"

(سیرت حلبیہ اردو از علامہ ابن برہان الدین حلبی جلد اوّل نصف آخر صفحہ نمبر 169 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر غشی کی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ پر مدہوشی کی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔

(سیرت حلبیہ اردو از علامہ ابن برہان الدین حلبی جلد اوّل نصف آخر صفحہ نمبر 169 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ 'جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا'

(سیرت حلبیہ اردو از علامہ ابن برہان الدین حلبی جلد اوّل نصف آخر صفحہ نمبر 171 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

ایک روایت میں ہے کہ

'اس سے آپ پر بے چینی کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا۔ آنکھیں بند ہو جاتی تھیں اور کبھی کبھی آپ گہرے گہرے تھکے ہوئے سانس لینے لگتے تھے'۔ (سیرت حلبیہ اردو از علامہ ابن برہان الدین حلبی جلد اوّل نصف آخر صفحہ نمبر 171 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

اس سوال کے جواب میں کہ آپ ﷺ کے پاس وحی کس طرح آتی تھی۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں' کبھی تو وحی میرے پاس ایسی آواز کے ساتھ آتی ہے جیسے گھنٹی کی جھنکار ہوتی ہے اور کبھی فرشتہ یعنی وحی لانے والے حضرت جبرائیل ؑ میرے سامنے آدمی کی شکل میں آجاتے ہیں'

(سیرت حلبیہ اردو از علامہ ابن برہان الدین حلبی جلد اوّل نصف آخر صفحہ نمبر 167 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

صاحب حال حضرت مسیح موعود نے نزول وحی کی کیفیت کا یوں ذکر فرمایا ہے:

'میں ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب مکالمہ الٰہیہ کا وقت آتا ہے تو اوّل مجھ پر ایک ربودگی طاری ہوتی ہے تب میں ایک تبدیل یافتہ چیز کی مانند ہو جاتا ہوں میری حس اور میرا ادراک اور ہوش باگفتن باقی ہوتا ہے مگر اس وقت میں پاتا ہوں کہ گویا ایک وجود شدید الطاقت نے میرے تمام وجود کو اپنی مٹھی میں لے لیا ہے اور اس وقت احساس کرتا ہوں کہ میری ہستی کی تمام رگیں اس کے ہاتھ میں ہیں اور جو کچھ میرا ہے اب وہ میرا نہیں اس کا ہے'۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 22 حاشیہ)

'جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ ہم سے کلام کرے اس وقت پوری بیداری میں ہوتے ہیں اور یکدم ربودگی اور غنودگی وارد کر دیتا ہے اور اس جسمانی عالم سے قطعاً باہر لے جاتا ہے'۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر 303 نیا ایڈیشن)

اس سوال کے جواب میں وحی کس طرح ہوتی ہے فرمایا:

' کئی طریق ہیں بعض دفعہ دل میں ایک گونج پیدا ہوتی ہے کوئی آواز نہیں ہوتی پھر اس کے ساتھ ایک شگفتگی پیدا ہوتی ہے اور بعض دفعہ تیزی اور شوکت کے ساتھ ایک لذیذ کلام زبان پر جاری ہوتا ہے'۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 513، نیا ایڈیشن)

"بعض دفعہ الہام الٰہی ایسی سرعت کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ ایک پرندہ پاس سے نکل جاتا ہے'۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 151، نیا ایڈیشن)

## ۱۴۔ سچے الہام کی علامات:

قرآن کریم نے شیاطین کے اپنے چیلے چانٹوں کو بھائی جانے والی باتوں کے لئے بھی وحی کا لفظ استعمال کیا ہے جیسا کہ فرمایا:

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ (انعام 122:6)

ترجمہ: اور لازماً شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود نے الہام کے درج ذیل امکانات بیان فرمائے ہیں:

'الہام خیالی بھی ہو سکتے ہیں، بیماریوں کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں، شیطانی بھی ہو سکتے ہیں اور رحمانی بھی ہو سکتے ہیں' (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ نمبر 448)

تاہم رحمانی اور شیطانی الہام میں فرق واضح ہوتا ہے۔اس بارے میں راہنمائی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے سچے الہام کی درج ذیل علامات بیان فرمائی ہیں:

'۱۔وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب کہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفّا پانی کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف بہتا ہے۔۔۔۔۔

۲۔سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے

۳۔سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعب ناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔۔۔

۴۔سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ بھی پوری ہو جائیں۔

۵۔سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔

۶۔سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور اس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

۷۔سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے۔وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں اپنے معروضات کا جواب پا سکتا ہے گو اس مکالمہ پر کسی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔

۸۔سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔

۹۔سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔

۱۰۔سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔'

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 489-490)

'خدا کا کلام جس قوت اور برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذت اور خدائی طاقت اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے خود یقین دلا دیتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور ہرگز مردہ آوازوں سے مشابہت نہیں رکھتا بلکہ اس کے اندر ایک جان ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک طاقت ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک کشش ہوتی ہے اور اس کے اندر یقین بخشنے کی ایک خاصیت ہوتی ہے اور اُس کے اندر ایک لذت ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک روشنی ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک خارق عادت تجلی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ذرہ ذرہ وجود پر تصرّف کرنے والے ملایک ہوتے ہیں اور علاوہ اس کے اس کے ساتھ خدائی صفات کے اور بہت سے خوارق ہوتے ہیں'۔(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 464)

## ۱۵۔الہام کی تمنا نہیں چاہئے:

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

'تم صدق اور راستی اور تقویٰ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھ لو جب تک زندگی ہے پھر ضرور تم میں سے جس کی نسبت چاہے گا اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کرے گا تمہیں ایسی تمنا بھی نہیں چاہئے تا نفسانی تمنا کی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ نہ شروع ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں'۔(کشتی نوح ۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 28)

'انسان کو چاہئے اپنا فرض ادا کرے اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے۔الہام کرنا اور رویاء دکھانا یہ تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے اس پر ناز نہیں کرنا چاہئے اپنے اعمال کو درست کرنا چاہئے'۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 367، نیا ایڈیشن)

'الہام وحی تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔کوئی انسانی عمل نہیں خدا تعالیٰ کے فعل پر اپنا فخر جاننا اور خوش ہونا جاہل کا کام ہے'۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 421، نیا ایڈیشن)

'اگر تم چاہتے ہو کہ اس (خدا تعالیٰ) کا کلام سنو تو اس کا قرب حاصل کرو مگر یہ یاد رکھو کہ اصل مقصود تمہارا یہ نہ ہو'۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 77، نیا ایڈیشن)

'الہام خدا تعالیٰ کا فعل ہے بندہ کی اس میں فضیلت نہیں بلکہ اعمال صالحہ کی فضیلت ہے اور اس میں کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے۔سو نیک کاموں میں کوشش کرنی چاہئے تا کہ موجب نجات ہو'۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 32، نیا ایڈیشن)

(پہلا باب یہاں مکمل ہوا۔اگلے باب کا عنوان ہوگا 'وحی والہام')

جمیل احمد بٹ

5جون2013ء

# کتاب وشریعت

(زیرِتصنیف کتاب بعنوان 'ختمِ نبوّت' کا باب دوم)

تمام انبیاء وحی نبوت پر مشتمل صحائف اور کتب لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطائے جانے والے اس کلام کا قرآن کریم میں مختلف پیرایہ میں ذکر ہوا ہے اور بعض کتب کا نام بھی لیا گیا ہے۔ ان تمام کتب کی تعلیم بنیادی طور پر ایک ہی تھی۔ شائد اسی لئے ہر کتاب پر ایمان لانا لازم قرار دیا گیا۔ تاہم ایسی ہر کتاب شریعت نہ تھی اور نہ کتاب کے معنی شریعت کے ہیں۔ گو کوئی نہ کوئی شریعت ہمیشہ موجود رہی کہ یہ انسانی ضرورت تھی۔ قرآن میں چار شرائع مذکور ہیں جبکہ نام سے ذکر ہونے والی دیگر دو کتابیں کتبِ شریعت نہ تھیں۔ قرآن سے پہلے نازل شدہ شریعت کی کتاب تورات تھی اور اس کے ماننے والوں کو ہی قرآن نے اہل کتاب فرمایا ہے۔ روزحشر افراد کی باز پرس ان کی کتابِ شریعت کے حوالے سے ہونا بھی بیان ہوا ہے۔ قرآن سے پہلے تمام شرائع اپنا کام پورا کر چکی ہیں اور اب دائمی شریعت قرآن ہی ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

## ا۔نزول کلام الٰہی:

ہر نبی پر کلام الٰہی نازل ہوا۔ یہ وحی انہیں ملنے والی وحی نبوت تھی۔ جس میں مناجات، دعائیں، مبشرات، انذار اور پیش خبریاں ہوتیں اور بیشتر میں پہلے سے دئے گئے احکامات کی یاددہانی ہوتی۔ تاہم طویل وقفوں کے بعد اور ان تعلیمات کے محرّف ہو جانے یا ناکافی ہو جانے پر ضرورتاً نئے احکام بھی شامل کتاب ہوتے۔ جو نئی شریعت ہوتیں اور پرانے احکامات کی جگہ لیتیں۔

ہر نبی کو کتاب دئے جانے کا ذکر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (بقرہ214:2)

ترجمہ: اور ان (انبیاء) کے ساتھ حق پر مبنی کتاب نازل کی۔

نیز فرمایا: لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ (حدید26:57)

ترجمہ: ہم نے یقیناً اپنے رسول کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب اتاری۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو صحیفے اور روشن کتاب دئے جانے کا مجموعی ذکر یوں فرمایا ہے:

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ (فاطر26:35)

ترجمہ: اور اگر وہ تجھے جھٹلا دیں تو یقیناً جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی جھٹلا چکے ہیں۔ ان کے پاس بھی ان کے رسول کھلے کھلے نشان اور مختلف صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔

## ۲۔قرآن میں وحی نبوت کا بیان:

قرآن کریم میں اس وحی نبوت کا زیادہ تر ذکر اشارۃً ہوا ہے۔اور اسے نازل شدہ، ذکر، صحیفہ یا کتاب کہا گیا ہے اور صرف چند کتب کا نام لیا گیا ہے۔

**نازل شدہ:**

کئی بار کلام الٰہی کا عمومی طور پر صرف یہ کہہ کر ذکر کیا گیا ہے کہ جو اللہ نے اتارا۔آغاز قرآن میں ہی فرمایا:

بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ (بقرہ2:5)

ترجمہ: جو تیری طرف اتارا گیا اور اس پر بھی جو تجھ سے پہلے اتارا گیا۔

اسی سورت کی ایک اور آیت میں کئی انبیاء کا نام لے کر یہی بات فرمائی گئی۔

اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَآ اُنۡزِلَ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَمَآ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى وَعِيۡسٰى وَمَآ اُوۡتِىَ النَّبِيُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۚ (بقرہ2:137)

ترجمہ: جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور (اس کی) اولاد کی طرف اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور اس پر بھی جو سب نبیوں کو ان کے ربّ کی طرف سے عطا کیا گیا۔

قرآن کریم کے بارے میں بھی تنزیل کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ فرمایا:

تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۞ (حآقہ 44:69)

ترجمہ: یقیناً یہ تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے اتارا ہوا (کلام) ہے۔

**ذکر:**

قرآن کریم نے وحی نبوت کو کئی بار ذکر کہا ہے جیسے حضرت نوحؑ کی قوم سے فرمایا گیا:

اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَكُمۡ ذِكۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ (اعراف 64:7)

ترجمہ: کیا تم نے اس بات پر تعجب کیا ہے کہ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک ذکر آیا ہے۔

اور یہی الفاظ حضرت ہودؑ کی قوم عاد سے فرمائے گئے: (اعراف 70:7) اسی طرح فرمایا:

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ الۡفُرۡقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكۡرًا لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۞ (انبیاء21:49)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرقان اور روشنی اور متقیوں کے لئے ذکر عطا کیا۔

گزشتہ صاحبان وحی کی قوموں کو اہل ذکر فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ فَسۡـَٔـلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۞ (نحل 44:16)

ترجمہ: اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی کو نہیں بھیجا مگر ایسے مردوں کو جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔پس اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

قرآن کریم کے بارے میں ارشاد ہوا:

وَهٰذَا ذِكۡرٌ مُّبٰرَكٌ اَنۡزَلۡنٰهُ ؕ (انبیاء21:51)

ترجمہ: اور یہ برکت دیا ہوا ذکر ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔

اسی طرح فرمایا: وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ (نحل 45:16)

ترجمہ:اور ہم نے تیری طرف بھی ذکر اتارا ہے۔

نیز فرمایا:وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ (زخرف 45:43)

ترجمہ:اور یقیناً یہ تیرے لئے ایک عظیم ذکر ہے اور تیری قوم کے لئے بھی۔

صحف:

وحی نبوت کا ایک اور قرآنی نام صحف ہے۔حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی وحی کو صحف فرمایا گیا۔

صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى (اعلیٰ 20:87)

ترجمہ:ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

اور:اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۙ وَاِبْرٰهِيْمَ (نجم 53:37-38)

ترجمہ: یا کیا اسے اس کی خبر نہیں دی گئی جو صُحف موسیٰ میں ہے اور ابراہیم (کے صُحف میں)۔

بلا تخصیص گزشتہ وحی نبوت کو پہلے صحیفے کہا گیا:

اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى (طٰہٰ 20:134)

ترجمہ:کیا ان کے پاس وہ کھلی کھلی روشن دلیل نہیں آئی جو پہلے صحیفوں میں موجود ہے؟

اور:اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى (اعلیٰ 87:19)

ترجمہ:یقیناً یہ ضرور پہلے صحیفوں میں بھی ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا گیا کہ گزشتہ انبیاء کو صحیفوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا

:بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ (نحل 16:45)

ترجمہ:(انہیں ہم نے) کھلے کھلے نشانات اور صحیفوں کے ساتھ (بھیجا)۔

قرآن کریم میں بلا تخصیص وحی نبوت کے لئے زُبُر (زبور کی جمع) بمعنی صحیفے کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔جیسا کہ فرمایا:

وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ (شعراء 26:197)

ترجمہ:اور یقیناً یہ پہلوں کے صحیفوں میں (مذکور) تھا۔

نیز آں حضرت ﷺ کے مخالف کفار سے مخاطب ہو کر اللہ نے فرمایا

:اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ (قمر 54:44)

ترجمہ: کیا تمہارے لئے صحیفوں میں بریّت کی کوئی ضمانت ہے۔

خود قرآن کریم کو بھی صحف فرمایا گیا

:رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (بیّنہ 98:3)

ترجمہ:اللہ کا رسول مطہر صحیفے پڑھتا تھا۔

کتاب:

وحی نبوت کو قرآن کریم میں اکثر کتاب کہا گیا ہے جیسے حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی ذریت کو کتاب دئے جانے کا یوں ذکر فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ (حدید 27:57)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور دونوں کی ذریّت میں نبوت اور کتاب (کی عطا) رکھ دی۔

حضرت موسیٰؑ کو کتاب دیے جانے کا یوں ذکر فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ (مومنون 50:23)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی تھی تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

نیز: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ (قصص 44:28)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی

حضرت یحییٰؑ کو کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا گیا:

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (مریم 13:19)

ترجمہ: اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔

حضرت عیسیٰؑ نے خود فرمایا کہ انہیں کتاب عطا کی گئی:

اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ (مریم 31:19)

ترجمہ: اس نے مجھے کتاب عطا کی۔

تمام گزشتہ انبیاء پر کتاب نازل کی گئی:

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (بقرہ 214:2)

ترجمہ: اور ان کے ساتھ حق پر مبنی کتاب بھی نازل کی۔

14 انبیاء حضرت ابراہیم، اسحٰق، یعقوب، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام کا ناموں سے ذکر کے بعد فرمایا: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ (انعام 90:6)

ترجمہ: یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی۔

اسی طرح فرمایا: لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ (حدید 26:57)

ترجمہ: ہم نے یقیناً اپنے رسول کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب اتاری۔

آں حضرت ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ پر حق کے ساتھ کتاب اتاری گئی ہے:

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (آل عمران 4:3)

ترجمہ: اور اس نے تجھ پر کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے۔

## ۳۔ کتابوں کے نام:

قرآن کریم میں چار الہامی کتابوں کا نام سے ذکر ہے۔

**۱۔ تورات** ۔فرمایا: اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ (مائدہ 45:5)

ترجمہ: یقیناً ہم نے تورات اتاری۔

۲۔زبور: وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل 56:17)

اور داؤد کو ہم نے زبور عطا کی۔

۳۔انجیل: وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ (مائدہ 47:5)

ترجمہ: اور ہم نے اسے (عیسیٰ بن مریم کو) انجیل عطا کی۔

۴۔قرآن: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ (دہر 24:76)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے تجھ پر قرآن اتارا۔

## ۴۔تمام کتب میں ایک ہی بنیادی تعلیم:

تمام انبیاء ایک ہی بنیادی تعلیم کے ساتھ بھیجے گئے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ (شوریٰ 14:42)

ترجمہ: اس نے تمہارے لئے دین میں وہی احکام جاری کئے ہیں جس کا اس نے نوح کو بھی تاکیدی حکم دیا تھا اور جو ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی تاکیدی حکم دیا تھا وہ یہی تھا کہ تم دین کو مضبوطی سے قائم کرو اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہ کرو۔

اس آیت میں حضرت نوح ؑ سے حضرت ابراہیم ؑ تک اور حضرت موسیٰ ؑ سے حضرت عیسیٰ ؑ تک کا ذکر انبیاء کے دو بڑے سلسلوں کا یکجائی سے ذکر ہے اور سب کو دی جانے والی تعلیم کو ایک ہی دین قرار دیا گیا ہے۔سب انبیاء کا یوں ہم رنگ ہونا ان کا ایک ہی خدائے واحد کا پیغامبر ہونے کے سبب سے ہے۔اسی لئے ان انبیاء کو امت واحدہ بھی فرمایا گیا:

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (انبیاء 93:21)

ترجمہ: یقیناً یہی تمہاری امت ہے جو امت واحدہ ہے۔

اور وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (مومنون 53:23)

ترجمہ: اور یقیناً یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے۔

اور ان پر ایمان لانے میں کوئی تفریق نہ کرنے کا حکم بھی دیا گیا۔

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (بقرہ 286:2)

ترجمہ: (مومنوں میں سے) ہر ایک ایمان لے آیا اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (یہ کہتے ہوئے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔

تمام گزشتہ کتب اپنی اصل اور نوعیت کے لحاظ سے ایک ہی تھیں۔شائد اسی لئے قرآن کریم نے ان سب کتب کا ذکر صرف ایک کتاب کے طور پر بھی کیا جیسا کہ فرمایا:

وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (نساء 137:4)

ترجمہ:اوراس کتاب پر بھی جواس نے پہلے اتاری تھی۔

## ۵۔کتب پر ایمان لانے کا حکم:

ہر نبی اور رسول وحی نبوت پاتا ہے اوران معنوں میں اس پر کتاب اترتی ہے اوراللہ تعالیٰ یہ حکم بھی دیتا ہے کہ ان تمام کتب پر ایمان لایا جائے۔جیسا کہ فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (نساء4:137)

ترجمہ:اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اوراس کے رسول پر ایمان لاؤ اوراس کتاب پر بھی جواس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اوراس کتاب پر بھی جواس نے پہلے اتاری تھی۔

اس آیت کے اگلے حصے میں کتابوں کا انکار کرنے والوں کو گمراہ بھی قرار دیا گیا ہے۔یہ ایمان اس بات پر ہے کہ یہ کتب اپنی اصل کے اعتبار سے الہامی ہیں اور یہ کہ وحیِ الٰہی ہمیشہ نازل ہوتی رہی ہے۔

## ۶۔کیا ہر کتاب شریعت تھی؟

ہر نبی صاحب کتاب تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا

:'تمام انبیاء۔۔۔کو خدا تعالیٰ نے الگ الگ کتابیں دی تھیں اوران کو ہدایت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کروائیں'۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ نمبر 364)

لیکن ہر کتاب جدید شریعت نہ تھی۔کیونکہ اس کی ضرورت نہ تھی۔گزرتا وقت اور حالات میں تبدیلی کسی مقررہ راستہ میں تبدیلی کی ضرورت بنتے ہیں۔نبیوں کے ایسے سلسلے بھی ہوئے جن میں باپ، بیٹے اور پوتے سب نبی ہوئے۔یہ کیسے ممکن تھا کہ ان میں سے ہر ایک کا راستہ مختلف ہو۔ایسے نبی یقیناً پہلے سے آئی ہوئی شریعت پر عامل اوراسی کا پرچار کرنے والے تھے۔نزول شریعت کا قانون حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں یوں ہے:

'خدا کے احکام جوامر اور نہی کے متعلق ہیں وہ عبث طور پر نازل نہیں ہوتے بلکہ ضرورت کے وقت خدا کی نئی شریعت نازل ہوتی ہے یعنی ایسے زمانہ میں نئی شریعت نازل ہوتی ہے جب کہ نوع انسان پہلے زمانے کی نسبت بدعقیدگی اور بدعمل میں بہت ترقی کر جائے اور پہلی کتاب میں ان کے لئے کافی ہدائتیں نہ ہوں'۔(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد نمبر 23،صفحہ نمبر 80)

نیز فرمایا:'خدا تعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضرورتِ حقّہ سے وابستہ ہے'

(براہین احمدیہ جلد چہارم روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 416 حاشیہ)

جس طرح ان کتب میں شریعت کی چند ہی کتابیں تھیں اور بیشتر بغیر شریعت جدیدہ کے صرف وحی نبوت پر مشتمل تھیں۔اسی طرح ان کتابوں کے حامل انبیاء میں سے چند صاحبان شریعت یعنی تشریعی نبی تھے جبکہ زیادہ تر گزشتہ شریعت کے تابع ان کی تجدید پر مامور تھے اور غیر تشریعی نبی تھے تاہم کیونکہ ہر نبی کسی نئی یا پرانی شریعت کی ترویج کے لئے مامور ہوتا ہے اس لئے ان معنوں میں صاحب شریعت بھی ہوتا ہے۔جیسا کہ حضرت مصلح موعود نے فرمایا ہے:

'ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نہ کوئی شریعت دی جاتی ہے خواہ وہ نئی ہو یا پرانی (یعنی سابق نبی کی شریعت پر عمل کرنے کا حکم دیا جاتا ہے)'

(تفسیر کبیر جلد اوّل از حضرت مصلح موعود صفحہ نمبر 448)

## ۷۔کتاب کے معنی شریعت نہیں:

بعض دفعہ کتاب اور شریعت کو ہم معنیٰ سمجھ کر قرآن کریم میں مذکور کتب زبور اور انجیل کو بھی غلطی سے شریعت کہہ دیا جاتا ہے۔جب کہ کتاب کے معنی شریعت نہیں ہیں۔لغت کی رو سے کتاب کے معنی ہر لکھی ہوئی چیز ہے یا جس کے اندر کچھ لکھا جائے۔حضرت سلیمانؑ نے اپنے خط کو بھی کتاب کہا(نمل 29:27)
ہاں بعض اہل لغت اور مفسرین نے کتاب سے مراد تورات لی ہے اور یوں اس کے معنی شریعت کئے ہیں۔حضرت مسیح موعود نے بھی اپنے ایک فارسی مصرع میں ایسا استعمال فرمایا۔جس کی الگ سے وضاحت یوں فرمائی:

"اور میرا یہ قول کہ 'من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب' اس کے معنیٰ صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں "

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ نمبر 211)

ورنہ آپ دیگر انبیاء کی مانند وحی نبوت سے سرفراز ہونے کے نتیجہ میں نبی ہیں۔

## ۸۔الکتاب:

قرآن کریم میں تورات اور قرآن کو بعض جگہ تخصیص کے ساتھ الکتاب بھی فرمایا گیا ہے چونکہ یہ دونوں کتب شریعت ہیں اس سے بعض حلقوں میں 'الکتاب' اور شریعت کو ہم معنی قرار دیا گیا ہے،لیکن ایسا درست نہیں۔قرآنی محاورہ میں نہ صرف ان انبیاء کی وحی نبوت کو جو کتب شریعت نہ تھیں الکتاب کہا گیا ہے بلکہ نبیوں کے توسط سے کتاب کی تعلیم پانے والی اقوام پر بھی 'الکتاب' کا نازل ہونا فرمایا گیا جیسا کہ درج ذیل آیات سے ظاہر ہے:

وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (عنکبوت 28:29)

ترجمہ:اور ہم نے اس (ابراہیم) کی ذریّت میں بھی نبوت اور کتاب (کے انعام) رکھ دئے۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (انعام 115:6)

ترجمہ:اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی جانتے ہیں کہ یہ تیرے ربّ کی طرف سے حق کے ساتھ اتاری گئی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ الکتاب بمعنی شریعت جدیدہ صرف ایک نبی کو دی جاتی ہے اور وہی اس دور کے تمام انبیاء کی 'الکتاب' بمعنی شریعت ہوتی ہے اور وہ اس کتاب کے حامل ہو کر اس کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔چنانچہ حضرت موسیٰؑ جن پر تورات نازل ہوئی اور حضرت ہارونؑ جو اس شریعت کے تابع نبی تھے ہر دو کو الکتاب دئے جانے کا ذکر ہے:

وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۚ (الصّٰفّٰت 118:37)

ترجمہ:اور ہم نے ان دونوں (موسیٰؑ اور ہارونؑ) کو ایک روشنی بخش کتاب عطا کی۔

پس صاحب شریعت نبی، غیر تشریعی انبیاء اور مومنین سب کو الکتاب دئے جانے کا ذکر ملتا ہے اور ہر جگہ اس کے معنی حسب حال ہوں گے۔

## ۹۔اہل کتاب:

قرآن کریم میں کئی جگہ اہل کتاب کو مخاطب کیا گیا ہے یا ان کا ذکر ہے۔ان اہل کتاب سے عام طور پر یہود اور عیسائی مراد لئے جاتے ہیں۔جس کا قرینہ یہ آیات ہیں: يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ (نساء 154:4)

ترجمہ: تجھ سے اہل کتاب سوال کرتے ہیں کہ تو ان پر آسمان سے (ظاہری طور ہر) کوئی کتاب اتار پس وہ موسیٰ سے اس سے بھی بڑی باتوں کا مطالبہ کر چکے

ہیں۔

یہاں یہودیوں کواہل کتاب کہا گیا ہے۔

يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ (نساء172:4)

ترجمہ:اوراے اہل کتاب!اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرواوراللہ کے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہو یقیناً مسیح عیسیٰ ابن مریم محض اللہ کا رسول ہے۔

یہاں عیسائیوں کواہل کتاب کہا گیا ہے۔

یہودونصاریٰ ہردو بنی اسرائیل تھےاورانہیں کتاب دئے جانے کا علیحدہ بھی ذکر ہے جیسا کہ فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ (جاثیہ 17:45)

ترجمہ:یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کوکتاب عطا کی۔

نیز فرمایا: وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۙ (مومن54:40)

ترجمہ:اور بنی اسرائیل کوکتاب کا وارث بنادیا۔

اس کے علاوہ دیگراقوام میں قرآن کریم نے آل ابراہیمؑ کوبھی صاحب کتاب کہا جیسا کہ ارشاد ہوا:

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (نساء55:4)

ترجمہ:یقیناً آل ابراہیم کوبھی ہم کتاب اورحکمت عطا کر چکے ہیں۔

## ۱۰۔شریعت:

انسانی زندگی کواللہ کی رضامندی کے مطابق گزارنے اوراللہ سے تعلق پیدا کرنے کے قابل بنانے کے لئے اللہ کا مقرر کردہ راستہ شریعت کہلاتا ہے۔ایسا راستہ انسانی ضرورت ہے جسے اللہ تعالیٰ ہمیشہ مہیا فرماتا رہا ہے۔جیسا کہ ارشاد ہے:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ (مائدہ49:5)

ترجمہ:تم میں سے ہرایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اورراستہ بنایا ہے۔

یہ شرائع اللہ تعالیٰ کے انبیاء پراحکامات پرمشتمل کتب کے ذریعہ نازل ہوئیں۔ایسانزول ضرورت کے تابع رہا ہےاورقرآن کریم کے نزول کے بعد جس کا دور قیامت تک ممتد ہے اب کوئی اورشریعت نہیں آئے گی۔

## ۱۱۔کتاب شریعت کے حوالے سے پرسش:

انسان خودکودئے گئے احکامات کا ہی مکلّف ہے اس لئے ایمان کی جزاوسزا بھی اس شریعت کے مطابق ہونی چاہئے جس کی پابندی مختلف ادوار میں لازم کی گئی۔قرآن کریم کی درج ذیل آیت سے روزحشر ایسا ہی ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ (جاثیہ 29:45)

ترجمہ:ہرامت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائے گی۔

یہاں کتاب سے مراد بظاہر کتاب شریعت ہی ہے

## ۱۲۔شریعت کی کتابیں:

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ:

'میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کی کہ یارسول اللہ ﷺ نبیوں کی تعداد کتنی گزری ہے آپ ﷺ نے فرمایا ایک لاکھ بیس ہزار نبی گزرے ہیں جن میں تین سو پندرہ رسول تھے۔ یہ بڑی تعداد ہے'۔(مسند احمد بن حنبل حدیث 21257)

اس حدیث کی وضاحت میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا:

'اس جگہ رسول سے مراد صاحب شریعت رسول لینے ہوں گے اور حدیث کا یہ منشاء سمجھا جائے گا کہ ایک لاکھ بیس ہزار نبیوں میں سے شریعت لانے والے رسول صرف تین سو پندرہ تھے۔ گویا اس جگہ رسول کا لفظ مخصوص معنوں میں لیا جائے گا۔۔۔اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا کی طرف سے دنیا میں وقتاً فوقتاً 315 شریعتیں پہنچی ہیں اور شریعتوں کے شمار کے لحاظ سے یہ ایک حقیقتاً بہت بڑی تعداد ہے'

(مضامین بشیر جلد دوم صفحہ نمبر 865 ربوہ 2011ء بحوالہ الفضل 9 جون 1950ء)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

'یقیناً چار سے بہت زیادہ کتب مختلف اقوام کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی ہیں اور ان بہت سی کتابوں میں سے زبور اور انجیل شامل نہیں کیونکہ یہ شریعت کی کتب نہیں ہیں'۔(تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ نمبر 304)

تاہم قرآن کریم میں چار کتب شریعت کا ذکر ملتا ہے:

### حضرت آدمؑ کی شریعت:

حضرت آدمؑ پہلے نبی تھے اور آپ ہی پر اولین قانون اترا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

'ان (حضرت آدم) کے ذریعہ سے انسان کو شریعت کا تابع کیا گیا'۔(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ نمبر 282)

حضرت آدمؑ کو دی جانے والی شریعت میں ابتدائی طور پر انسان کو تمدن کی تعلیم دی گئی اور لباس، خوراک اور رہائش کے اصول بتائے گئے۔قرآن میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۙ﴿۱۱۹﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۲۰﴾ (طٰہٰ 20:119-120)

ترجمہ: تیرے لئے مقدر ہے کہ نہ تو بھوکا رہے اور نہ ننگا اور تو اس میں پیاسا رہے اور نہ دھوپ میں جلے۔

### حضرت نوحؑ کی شریعت:

دوسری کتاب شریعت حضرت نوحؑ کو دی جانے والی وحی نبوت تھی۔اللہ تعالیٰ نے اس کو اور قرآنی شریعت کو ہم رنگ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا (شوریٰ 42:14)

ترجمہ: اس نے تمہارے لئے دین میں وہی احکام جاری کئے ہیں جن کا اس نے نوح کو بھی تاکیدی حکم دیا تھا۔

شریعت کا یہ دور 950 سال جاری رہا۔(عنکبوت 29:15)

### تورات:

تورات کے معنی ہی قانون کے ہیں اور قرآن کریم سے پہلے یہی کتاب شریعت تھی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ (ہود 11:18) اور (احقاف 46:13)

ترجمہ:اوراس (قرآن) سے پہلے موسیٰ کی کتاب ایک رہنما اور رحمت کے طور پر تھی۔

نیز یہ کہ: بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً (قصص 44:28)

ترجمہ: یہ (حضرت موسیٰؑ کی کتاب) لوگوں کے لئے آنکھیں کھولنے والی اور ہدایت اور رحمت کے طور پر تھی۔

یہ کتاب بنی اسرائیل کے لئے ہدایت اور کتاب شریعت تھی جیسا کہ فرمایا:

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (بنی اسرائیل 3:17)

ترجمہ:اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا تھا۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ (جاثیہ 18:45)

ترجمہ:اور ہم نے انہیں (بنی اسرائیل کو) شریعت کی کھلی کھلی تعلیمات عطا کیں۔

پھر جس طرح احکام الٰہی پر مشتمل قرآنی وحی کے لئے امر کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ (طلاق 6:65)

ترجمہ: یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا ہے۔

اسی طرح تورات کو بھی امر فرمایا گیا:

اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ (قصص 45:28)

ترجمہ:جب ہم نے موسیٰ کی طرف امر بھیجا۔

یہ کتاب شریعت ہر ضرورت کو پورا کرنے والی اور مفصل تھی۔جیسا کہ فرمایا:

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (انعام 155:6)

ترجمہ: پھر موسیٰ کو بھی ہم نے کتاب دی جو ہر اس شخص کی ضرورت پر پورا اترتی تھی جو احسان سے کام لیتا اور ہر چیز کی تفصیل پر مشتمل تھی۔

اسی لئے حضرت موسیٰؑ کے بعد آنے والے انبیاء اس شریعت کے مطابق یہود کے درمیان فیصلہ کرتے تھے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا (مائدہ 45:5)

ترجمہ: یقیناً ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور نور تھا اور وہ نبی جنہوں نے اس (تورات) کی فرمانبرداری کی وہ اس کے مطابق یہود کے لئے فیصلے کیا کرتے تھے۔

یہ تورات یعنی قانون شریعت موجودہ عہد نامہ قدیم (Old Testament) کی 39 کتابوں میں سے صرف وہ پہلی پانچ کتابیں ہی ہیں جنہیں کتب موسیٰؑ کہا جاتا ہے یعنی پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثناء۔جبکہ انبیاء سے منسوب دیگر 24 کتب غیر تشریعی انبیاء کی وحی نبوت کے مجموعے ہیں۔

**قرآن کریم:**

شریعت کی آخری کتاب قرآن کریم ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا (جاثیہ 19:45)

ترجمہ: پھر ہم نے تجھے ایک عظیم امر شریعت پر قائم کر دیا۔پس اس کی پیروی کر۔

اس کتاب کے نزول کو اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمایا:

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (قصص 87:28)

ترجمہ: اور تو کوئی خواہش نہیں رکھتا تھا کہ تجھے کتاب عطا کی جائے مگر (یہ) تیرے ربّ کی طرف سے بطور رحمت ہے۔

اس کتاب کو شفاء اور مومنوں کے لئے رحمت بھی فرمایا گیا:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (بنی اسرائیل 83:17)

ترجمہ: اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفاء ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے۔

اس کتاب کو اللہ نے اپنی کتاب قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا

:هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ (جاثیہ 30:45)

ترجمہ: یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے خلاف حق کے ساتھ کلام کرے گی۔

اس شریعت کے احکام ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں:

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (بیّنہ 4:98)

ترجمہ: ان میں قائم رہنے والی تعلیمات ہیں۔

اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور فرمایا

:اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر 10:15)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

شریعت کے اس ارتقائی سفر کا مضمون حضرت مسیح موعود نے یوں بیان فرمایا ہے:

'خدائی وحی حضرت آدم سے تخم ریزی کی طرح شروع ہوئی اور وہ تخم خدا کی شریعت کا قرآن شریعت کے زمانے میں اپنے کمال کو پہنچ کر ایک بڑے درخت کی طرح ہو گیا'۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 220)

## ۱۳۔ دیگر کتب شریعت نہ تھیں:

قرآن میں مذکور دیگر کتب زبور اور انجیل اور صحف ابراہیم وحی نبوت پر مشتمل کتب تھیں لیکن شریعت کی کتابیں نہ تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کی شریعت پر عامل تھے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ (صافات 84:37)

ترجمہ: اور یقیناً اس (نوح) کے گروہ میں سے ابراہیم بھی تھا۔

حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل کے نبی تھے اور قرآنی آیت (مائدہ 45:5) کے مطابق بنی اسرائیل کے انبیاء تورات کے مطابق یہود کے لئے فیصلے کیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کا یہ قول خود اس بات پر گواہ ہے:

" یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" (متی باب 3 آیت 17)

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تورات کے تذکرہ کے بعد یہ بھی فرمایا گیا کہ:

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (مائدہ 47:5)

ترجمہ:اور ہم نے انہیں کے نقوش پر ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔

## ۱۴۔قرآن دائمی شریعت ہے:

ہر پہلی شریعت انسانی ضروریات بدلنے کے ساتھ اس سے بہتر شریعت سے بدلی گئی۔تا آنکہ تمام بنی نوع انسان کو ایک قوم بنانے کے مقصد کے تحت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو معبوث کیا گیا اور ان کو رحمت اللعالمین،سراج منیر اور خاتم النبین بنا کر تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا جیسا کہ فرمایا:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف 159:7)

ترجمہ:تو کہہ دے کہ اے انسانو!یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

عالمگیر نبی کی بعثت کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے آپ کو ایک ایسی شریعت دی گئی جس سے دین کو مکمل کر دیا گیا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (مائدہ 4:5)

ترجمہ:آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

یوں قرآن کریم آخری شریعت ہے جو تا آخر بنی نوع انسان کی ضروریات کو پورا کرے گی۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

'شریعت قرآن شریف پر ختم ہوگئی ہے صرف مبشرات یعنی پیش گوئیاں باقی ہیں'۔(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 189)

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیتے ہوئے فرمایا

:اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر 10:15)

ترجمہ:یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس شریعت کی حفاظت اور تجدید کے لئے تقدیرِ الٰہی کے تابع خلافت راشدہ،سلسلہ مجددین،مسیح موعود اور مہدی کے ناموں کے ساتھ موعود امتی نبی اور پھر دوبارہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے ذریعہ ایک مستقل انتظام فرمایا گیا۔

(دوسرا باب یہاں مکمل ہوا۔اگلے باب کا عنوان ہوگا ' نبوّت اور نبی')

جمیل احمد بٹ

۲۰ جون ۲۰۱۳ء

# نبوت اور نبی

## (زیرِ تصنیف کتاب بعنوان 'ختمِ نبوّت' کا باب سوم)

اللہ تعالیٰ نے یہ زمین و آسمان بلا وجہ پیدا نہیں کئے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ۝ (انبیاء 17:21)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل تماشہ کرتے ہوئے پیدا نہیں کیا۔

اور نہ انسان کو بے مقصد پیدا کیا

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا (مومنون 116:23) ترجمہ: پس کیا تم نے گمان کیا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے؟

بلکہ انسان کو فطرت الٰہی پر پیدا کیا

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (روم 31:30) ترجمہ: یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا۔

اور زمین میں سب کچھ اسی کے لئے پیدا کیا

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (بقرہ 30:2) ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے سب کا سب پیدا کیا جو زمین میں ہے۔

پھر اللہ نے اسے اپنی صفات کے اظہار کے لئے خلیفہ بنایا

اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (بقرہ 31:2) ترجمہ: یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اور اس کے لئے عبودیت کی راہ مقرر فرمائی

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۝ (ذاریات 57:51)

ترجمہ: اور میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

اور اس غرض سے اسے اللہ کا رنگ اپنانے کا حکم ہو

صِبْغَةَ اللّٰهِ (بقرہ 139:2) ترجمہ: اللہ کا رنگ پکڑو۔

اس مقصد کے حصول میں مدد کے لئے انسان کے اندر اچھے اور برے میں تمیز کی صلاحیت رکھی گئی

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا۝ (شمس 9:91)

ترجمہ: پس اُس کی بے اعتدالیوں اور اس کی پرہیز گاریوں (کی تمیز کرنے کی صلاحیت) کو اس کی فطرت میں ودیعت کیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف جستجو کرنے والوں کی راہنمائی کا وعدہ فرمایا

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (عنکبوت 70:29)

ترجمہ: اور جو لوگ ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

راہنمائی کے یہ آسمانی ذرائع وحی اور نبوت ہیں۔ وحی والہام اور کتاب وشریعت کا ذکر پہلے ہو چکا۔ اس باب میں نبوت اور نبی کا وہ تصور (Concept) بیان کرنے کی کوشش ہوگی جو قرآن میں مذکور انبیاء کے حالات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے۔

## ا۔ نبوت اور نبی کے معنی:

نبوت کے لغوی معنی ہیں الاخبار عن الغیب او المستقبل با لهام من الله (المنجد) یعنی غیب یا مستقبل کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام پا کر خبریں دینا۔ لفظ نبی عبرانی اور عربی زبان میں مشترک ہے اور اس کے لغوی معنی الہام الٰہی سے بکثرت آئندہ کے متعلق خبریں دینے والے کے ہیں ۔ انگریزی زبان میں اس کا مترادف لفظ Prophet ہے جس کے معنی بھی یہی ہیں کہ پیشگوئیاں (Prophecies) کرنے والا۔

قرآن کریم کے مطابق غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کہ وہ عالم الغیب ہے اور وہی اس غیب سے صرف اپنے چنندہ بندوں کو اطلاع دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن 72: 27-28)

ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا بجز اپنے برگزیدہ رسولوں کے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (آل عمران 180:3)

ترجمہ: اور اللہ کی یہ سنت نہیں کہ تم (سب) کو غیب پر مطلع کرے بلکہ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔

حضرت مسیح موعود ان معنوں کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

i. 'نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ سے جو عبرانی اور عربی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں اور یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ امور غیبیہ کھلتے ہیں'۔

(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 209-210)

ii. 'اور نبی کہتے ہیں خبر دینے والے کو یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے۔' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 555 نیا ایڈیشن)

iii. 'نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی والہام ہو'۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 189)

iv. 'نبوت کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو'۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ نمبر 306)

v. 'ہاں نبوت کے واسطے کثرت مکالمہ شرط ہے یہ نہیں کہ دو فقرے گاہ گاہ الہام ہوئے بلکہ نبوت کے مکالمہ میں ضروری ہے کہ اس کی کیفیت صاف ہو اور کثرت سے ہو۔۔۔ اور اصفیٰ اور اجلیٰ مکالمہ انہی لوگوں کا ہوتا ہے جو اعلیٰ درجہ کا تزکیہ نفس کرتے ہیں اس لئے تقویٰ اور طہارت کی بہت ضرورت ہے اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ (سورۃ فاطر 33) ہم نے کتاب کا وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنایا جن کو ہم نے چن لیا۔' (ملفوظات جلد سوم صفحہ نمبر 53 نیا ایڈیشن)

## ۲۔ نبی اور رسول:

قرآن کریم میں انبیاء کا ذکر کہیں نبی کہہ کر کیا گیا ہے اور کہیں رسول۔ بعض دفعہ ایک ہی نبی کو بیک وقت دونوں ناموں سے ذکر فرمایا گیا ہے جیسے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ (مریم 55:19)

ترجمہ: اور (اس) کتاب میں اسماعیل کا ذکر بھی کر یقیناً وہ سچے وعدے والا اور رسول (اور) نبی تھا۔

یوں یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کے متبادل ہیں۔ ایک نبی اس لئے رسول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بھیجا ہے اور ایک رسول اس لئے نبی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر غیب کی خبریں ظاہر فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں یہ مفہوم یوں ہے:

'رسول کے لفظ سے تو صرف اس قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اس قدر مراد ہے کہ خدا سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا'۔ (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ نمبر 248 مطبوعہ 2008)

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہی مسلک تھا جیسا کہ حضرت امام علی القاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں درج فرمایا۔ علامہ آلوسی نے بھی روح المعانی میں ایسا ہی لکھا ہے۔

## ۳۔ نبیوں کا انتخاب:

اللہ تعالیٰ اپنے طالب کو ہدایت دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ (عنکبوت 70:29)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔

اس عام اصول کے تابع وہ خاص لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں گم کر دیتے ہیں تو بالآخر نہ صرف خود ہدایت پاتے ہیں بلکہ دنیا کو ہدایت دینا ان کا منصب ٹھہرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

وَوَجَدَكَ ضَاۗلًّا فَهَدٰى ۝ (ضحیٰ 8:93)

ترجمہ: اور تجھے تلاش میں سرگرداں پایا پس ہدایت دی۔

ضرورت کے تحت ان انبیاء کو اللہ تعالیٰ خود منتخب فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۭ (انعام 125:6)

ترجمہ: اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا انتخاب کہاں سے کرے؟

حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

'اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو مامور کرتا ہے وہ ان کے تعلقات صافیہ اور صدق وصفا کی وجہ سے انہیں اس قابل پاتا ہے کہ انہیں اپنی رسالت کا منصب سپرد کرے'

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 7 نیا ایڈیشن)

یہ منتخبہ رسول ہمیشہ مرد ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰى (یوسف110:12)اور(نحل44:18)

ترجمہ:اورہم نے تجھ سے پہلے کسی کونہیں بھیجا مگر مردوں کوجن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔

یہ رسول عام انسان ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا:

قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ (ابراہیم12:14)

ترجمہ:ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم تمہاری طرح کے بشر ہونے کے سوا کچھ نہیں۔

بشر ہونے کے ناطے تمام بشری تقاضے ان کے ساتھ ہوتے جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ‌ؕ (الفرقان21:25)

ترجمہ:اورہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجے مگر وہ بالضرور کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ اَزۡوَاجًا وَّذُرِّيَّةً‌ؕ (رعد39:13)

ترجمہ:اورہم نے یقیناً تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لئے بیویاں بنائیں اور ذریّت بھی۔

قران کریم میں جن انبیاء کے حالات بیان ہوئے ہیں وہ مختلف النوع ہیں۔

ان کے نام ان کے علاقوں کے رسم ورواج کے مطابق مفرد بھی ہیں اور مرکب بھی جیسے مسیح عیسیٰ ابن مریم:

اسۡمُهُ الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ (آل عمران46:3)

بلحاظ علم ان میں وہ بھی ہیں جن کے بارے میں آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

**اَوَّلُ مَنۡ خَطَّ بِالۡقَلَمِ اِدریسُ** (مسند احمد بن حنبل) ترجمہ:سب سے پہلے (حضرت) ادریسؑ نے قلم سے لکھنا شروع کیا۔

اور وہ بھی جنہوں نے دوسروں کے سامنے یہ کہہ کر زانوئے تلمذ تہ کیا کہ:

عَلٰٓى اَنۡ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا ۝ (کہف67:18) ترجمہ:جو علم آپ کو عطا ہوا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھائیں۔

وہ بھی جو الواح پر لکھے احکام شریعت پڑھ سکتے تھے اور نبیوں کے وہ سردار بھی جن کو نبی اُمی ﷺ فرمایا گیا:

اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ (اعراف158:7) ترجمہ:جو اس رسول نبی اُمّی پر ایمان لاتے ہیں۔

معاش کے اعتبار سے ان میں وہ بھی تھے جو خود بادشاہ تھے اور آں حضرت ﷺ بھی جنہوں نے اپنے بارے میں فرمایا:

'میں چند قراط لے کر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا' (بخاری کتاب الدجارۃ)

دعوت کے ابلاغ کے لحاظ سے وہ بھی تھے جو یوں دعا گو ہوئے:

وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ ۝ يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۡ ۝ وَاجۡعَلۡ لِّىۡ وَزِيۡرًا مِّنۡ اَهۡلِىۡ ۝ (طٰہٰ28:20-30)

ترجمہ: میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ وہ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے اہل میں سے میرا نائب بنا دے۔
اور آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی جنہوں نے تن تنہا پیغام رسانی کے لئے ایسی کامیاب جدوجہد کی کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہزار ہا اہل ایمان نے یہ گواہی دی کہ "بلاشبہ آپ نے پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا" (بخاری کتاب الحج)

## ۴۔انتخاب کب؟

اللہ تعالیٰ اپنے علم کے تحت جہاں یہ بہتر جانتا ہے کہ نبی کے لئے کس کا انتخاب کرے وہیں یہ بھی اس کی حکمت بالغہ ہی جانتی ہے کہ یہ انتخاب کب ہو؟
اس حوالے سے قرآن کریم نے ایک عام فہم اصول ضرورت زمانہ کا بیان فرمایا ہے اور اس مثال سے اس کی وضاحت کی ہے کہ جب دنیا میں پانی کم ہو جاتا ہے۔کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں اور انسانی زندگی کی بقا خطرے میں پڑ جاتی ہے تو اس کمی کو دور کرنے کیلئے آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا:
وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ (شوریٰ 29:42)
ترجمہ: اور وہی ہے جو بارش کو نازل کرتا ہے بعد اس کے وہ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اور اپنی رحمت کو پھیلا دیا ہے۔

اسی طرح جب دنیا سے روحانیت اٹھ جاتی ہے اور ایمان حقیقی جاتا رہتا ہے اور روحانی زندگی کی بقا کو خطرہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ انبیاء کی شکل میں آسمان سے روحانی پانی نازل کرتا ہے کہ یہ روحانی زندگی ان کی اتباع سے ہی ممکن ہو سکتی ہے یہ مضمون حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں یوں ہے:
'انبیاء کی ضرورتوں میں سے ایک یہ بھی ضرورت ہے کہ انسان طبعًا کامل نمونہ کا محتاج ہے اور کامل نمونہ شوق کو زیادہ کرتا ہے اور ہمت کو بڑھاتا ہے اور جو نمونہ کا پیرو نہیں وہ سست ہو جاتا ہے اور بہک جاتا ہے' (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 421)
'نبیوں کے بھیجنے کا اصول ضرورت زمانہ ہے' (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر ا صفحہ نمبر 652)

اسی سبب انبیاء کے تذکروں میں ان کی صداقت کی ایک دلیل ضرورت زمانہ کو بھی قرار دیا گیا ہے۔
حضرت موسیٰؑ کی بعثت کے وقت اس ضرورت کا اظہار ان کے مخاطبین کی زبانی یوں کیا گیا۔
فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ (قصص 48:28)
ترجمہ: (مبادا) وہ کہیں کہ ہمارے رب! کیوں نہ تو نے ہماری طرف کوئی رسول بھیجا تا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور مومنوں میں سے ہو جاتے۔
آں حضرت ﷺ کے وقت یہ ضرورت عالمگیر تھی اور دنیا میں ہر جگہ روحانیت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔اس ضرورت کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:
ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (روم 42:30)
ترجمہ: لوگوں نے جو اپنے ہاتھوں بدیاں کمائیں ان کے نتیجہ میں فساد خشکی پر بھی غالب آ گیا اور تری پر بھی۔
یوں انبیاء کے ذریعہ بعد میں آنے والے نبیوں کی خبریں از خود اس ضرورت کے پیدا ہونے کی خبر بھی ہوتی ہیں گو بعض دفعہ اس کی علیحدہ پیش خبری بھی ہوتی ہے جیسے امت محمدیہ ﷺ میں ایک موعود کی خبر کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا کہ اس وقت ایمان اُٹھ چکا ہوگا۔اور خدا کی توحید کا عقیدہ شرک کے تثلیثی حملوں کی زد میں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فرستادوں یا ان کے بعد خلافت کے نظام کے عدم تسلسل کے نتیجے میں جب یہ ضرورت پیدا ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کا سامان کر دیتا ہے ۔ضرورت کے وقت حالات کی بہتری کے لئے اپنے فرستادہ بھیجنے کا یہ نظام خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے تابع ہے۔یہی ضرورت سلسلہ نبوت کے غیر منقطع ہونے پر بھی دلیل ہے۔

## ۵۔سلسلہ انبیاء:

نبوت کا مقام پانے والے ہر قوم میں سے ہوتے رہے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا (نحل 37:16)

ترجمہ:اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا۔

وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (رعد 8:13)۔ترجمہ:اور ہر ایک قوم کے لئے ایک ہدایت دینے والا ہوتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر 25:35)

ترجمہ:اور کوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں ڈرانے والا گزرا ہے۔

قرآن کریم میں ان میں سے صرف چند کا ذکر ہوا ہے جیسا کہ آں حضورﷺ کو بتایا گیا:وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (نساء 165:4)

ترجمہ:اور کئی رسول ہیں جن کے قصص ہم نے تجھ پر نہیں پڑھے۔

حضرت آدمؑ سے آں حضرتﷺ تک گزرنے والا زمانہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک 4598 سالوں پر محیط تھا(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 247) اس عرصہ میں قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق کہ: وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا (فرقان 52:25)

ترجمہ:اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا ضرور مبعوث کر دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مختلف حصوں میں علیحدہ علیحدہ آباد انسانی قبائل اور اقوام میں بڑی تعداد میں انبیاء بھیجے۔

حضرت ابوذرؓ کے حوالے سے ایک حدیث میں یہ تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بھی بیان ہوئی ہے۔(مسند احمد بن حنبل کی حدیث نمبر 21257)

ایک اور حدیث کے مطابق ان انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔(مشکوٰۃ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 120 حدیث نمبر 5490/38 مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

اور یوں اوسطاً ہر سال 27/26 انبیاء معبوث ہوئے ۔گو بائبل کے مطابق بعض دفعہ ایک ہی وقت میں چار سو نبی بھی آئے۔

(سلاطین باب نمبر 22 آیت نمبر 6)

اس کثرت کے باوجود ایک اور قرآنی اصول کے تابع کہ قوم کی حالت بدلنے سے نعمت واپس لے لی جاتی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (انفال 54:8)

ترجمہ:یہ اس لئے کہ اللہ کبھی وہ نعمت تبدیل نہیں کرتا جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو یہاں تک کہ وہ خود اپنی حالت کو تبدیل نہ کر دیں۔

بنی اسرائیل کی گمراہی کے نتیجے میں ان میں انبیاء کا سلسلہ بند ہو گیا۔حضرت عیسیٰؑ کی بن باپ پیدائش اس بات کا اعلان تھا کہ بنی اسرائیل نبوت کے اہل نہیں رہے اور پھر عملاً بھی نبیوں کی بعثت رک گئی۔چنانچہ اکثر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے آں حضرتﷺ کی بعثت تک کے 600 سالوں

میں کوئی نبی معبوث نہیں ہوا۔

گو صحیح بخاری کی ایک شرح فتح الباری جزء 6 صفحہ نمبر 489 میں اس عرصہ میں آنے والے دو انبیاء کے نام بھی درج ہیں۔ جو غالباً حضرت عیسیٰؑ کے جلد بعد آئے ہوں گے کیونکہ خود قرآن کریم بھی ایک لمبے وقفہ کی تصدیق فرماتا ہے۔: يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ (مائدہ 20:5)

ترجمہ: اے اہل کتاب! رسولوں کے ایک لمبے انقطاع کے بعد تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے۔

ابوداؤد کی ایک حدیث کے مطابق آں حضرت ﷺ نے یہ پیش خبری بھی فرمائی کہ آپ ﷺ کے بعد مسیح موعود کی آمد تک **ليس بيني و بينه نبي** کہ میرے اور ان (موعود حضرت عیسیٰؑ) کے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔

ان تمام گزشتہ انبیاء میں یہ قدر مشترک تھی کہ وہ سب بلا واسطہ اور حقیقی نبی تھے اور ان کے اس منصب کو پانے میں ان سے پہلے گزرے ہوئے کسی نبی کا کوئی افاضہ شامل نہ تھا۔ یہ سب اس جہت سے برابر تھے کہ وہ چنندہ وجود اور اللہ کے فرستادے تھے۔ لیکن پھر بھی ان کے درجات کم وبیش تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ (بنی اسرائیل 56:17)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے نبیوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

بظاہر اس فرق کی ایک وجہ ان کی ذمہ داریوں کا فرق تھا کہ اپنے دائرہ کار کے لحاظ یہ انبیاء ایک جیسے نہ تھے۔ ان میں سے بعض کو شریعت عطا ہوئی۔ مثلاً قرآن کریم نے فرمایا: وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ (جاثیہ 18:45)

ترجمہ: اور ہم نے انہیں (بنی اسرائیل کو) شریعت کی کھلی کھلی تعلیمات عطا کیں۔

یہ شریعت تورات تھی جو حضرت موسیٰؑ کو دی گئی۔ اسی طرح آں حضرت ﷺ کے لئے اللہ نے فرمایا:

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ (جاثیہ 19:45)

ترجمہ: پھر ہم نے تجھے ایک عظیم امر شریعت پر قائم کر دیا۔

لیکن زیادہ تر انبیاء وہ تھے جو پہلی شریعت کے قیام اور تجدید کے لئے بھیجے گئے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا (مائدہ 45:5)

یقیناً ہم نے تورات اتاری اس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔ اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو (اللہ کا) فرمانبردار بنا دیا تھا یہود کے لئے فیصلہ کرتے تھے۔

نیز فرمایا: وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِن بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ (بقرہ 88:2)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد بھی مسلسل رسول بھیجتے رہے۔

قرآنی تذکرہ کے مطابق بعض اقوام میں پے در پے نبی آئے۔ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی ذریت اور بنی اسرائیل میں نبوت کے تسلسل کا ذکر ہے۔ بعض دفعہ یہ سلسلہ ایک ہی خاندان میں نسل در نسل چلا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ، ان کے دو بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ، ان کے بیٹے حضرت یعقوبؑ اور ان کے بیٹے حضرت یوسفؑ سب نبی تھے۔ حضرت موسیٰؑ اور ان کے بھائی حضرت ہارونؑ، حضرت داؤدؑ اور پھر ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ،

حضرت زکریاؑ اوران کے بیٹے حضرت یحییٰؑ بھی نبی ہوئے۔

## ۶۔نبیوں کی اقسام:

قرآن کریم انبیاء کی دواقسام کا ذکر فرماتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ۚ (بقرہ 254:2)

ترجمہ: یہ وہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے (دوسروں) پر فضیلت دی بعض ان میں سے وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اوران میں سے بعض کو درجات میں بلند کیا۔

حضرت مصلح موعود نے یہ وضاحت فرمائی:" کلام تو ہر ایک رسول سے ہوتا ہے یہاں اس سے مراد شریعت ہے اور دوسرے بغیر شریعت کے "

(تفسیر کبیر جلد دوم از حضرت مصلح موعود صفحہ نمبر 573)

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا: وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ (بنی اسرائیل 56:17)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے نبیوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

اصطلاحی طور پر ان اقسام کے نام یوں ہیں: **ایک تشریعی**: یعنی وہ انبیاء جو امر شریعت کے ساتھ بھیجے گئے۔ جیسے حضرت آدمؑ ،حضرت نوحؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اور **دوسرے بلاواسطہ غیر تشریعی**: یعنی وہ سب انبیاء جو اگر چہ وحی نبوت سے سرفراز ہوئے لیکن وہ گزشتہ شریعتوں کی تجدید اور نفاذ کیلئے بھیجے گئے۔ وہ مستقل نبی تھے کیونکہ ان کا انتخاب براہ راست ہوتا تھا اور صاحبان شریعت انبیاء کے افاضہ کا مرہون نہ تھا اور نہ وہ ان انبیاء کے امتی تھے جن کی شریعت کی تجدید کے لئے یہ بھیجے گئے۔

واقعاتی طور پر ایسا ہونا درج ذیل آیات سے ظاہر ہے:

حضرت نوحؑ کی شریعت کا دورانیہ 950 سال فرمایا گیا (عنکبوت 15:29) اوراس دوران کئی رسول آئے جیسا کہ فرمایا:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ (یونس 75:10)

ترجمہ: پھر ہم نے اس (نوح) کے بعد کئی رسولوں کو ان کی اپنی اپنی قوم کی طرف معبوث کیا۔

یہ سب نبی حضرت نوحؑ کی شریعت کے تابع رہے جیسا کہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں فرمایا گیا: وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ۘ (الصّٰفّٰت 84:37)

ترجمہ: اور یقیناً اس (نوح) کے گروہ میں سے ابراہیم بھی تھا۔

حضرت موسیٰؑ کے بعد آنے والے انبیاء کی شریعت تورات ہی تھی جیسا کہ فرمایا:

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ (بقرہ 88:2)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اوراس کے بعد مسلسل رسول بھیجتے رہے۔

بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ توریت کے مطابق یہود کے فیصلے کرتے تھے:

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا (مائدہ 45:5)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے تورات اتاری اس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔ اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو فرمانبردار بنا دیا تھا یہود کے لئے فیصلے کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ توریت کے نقوش پر بھیجے گئے:

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ (مائدہ 47:5)

ترجمہ: اور ہم نے انہیں کے نقوش پر ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔

حضرت عیسیٰؑ نے خود بھی فرمایا کہ وہ توریت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آئے ہیں (متی باب 5 آیت 17)

علمائے اسلام میں سے حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے الیواقیت والجواہر جلد 2 میں، حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ میں اور حضرت امام ابن تیمیہؒ نے کتاب النبوۃ میں نبوت کی ان دو اقسام کا ذکر فرمایا۔

## غیر تشریعی امتی نبی:

آں حضرت ﷺ کی بعثت اور آپ کو دائمی شریعت قرآن کریم اور اعلیٰ ترین منصب 'خاتم النبین' کے عطا کیے جانے کے نتیجہ میں جہاں تشریعی نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا وہیں ایسے غیر تشریعی انبیاء کا سلسلہ بھی بند ہوا، جن کی نبوت صاحب شریعت نبی کے افاضہ کے بغیر تھی اور اب وحی نبوت پانے کیلئے آں حضرت ﷺ کا امتی ہونا اور آپ ﷺ کے عظیم روحانی مقام سے فیض یاب ہونا ضروری ٹھہرا اور یہ نبوت تمام تر آں حضرت ﷺ کے زیر سایہ آپ کی روحانیت کا پرَتو ہونے کے سبب سے امتی نبوت کہلائی۔ اسی کو ظلی اور بروزی نبوت بھی کہا گیا۔ یہ نبوت کی ایک نئی قسم ہے اور آں حضرت ﷺ سے پہلے اس قسم کا کوئی نبی نہیں ہوا۔ ہاں آنحضرت ﷺ کے مقام خاتم النبین کی برکت سے گزشتہ تمام انبیاء آپ کی مہر تصدیق کے محتاج ضرور ہو گئے اور آئندہ بھی مقام نبوت آپ ﷺ کی اتباع اور غلامی سے مخصوص ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

'اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ مامور ہو کر دنیا کی اصلاح کے واسطے آتے ہیں وہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو صاحب شریعت ہوتے ہیں۔۔۔ ایک وہ جو خدا تعالیٰ سے ہم کلام تو ہوتے ہیں اور ان صاحب شریعت نبیوں کی طرح وہ بھی اصلاح خلق کے لئے آتے ہیں اور اپنے وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ آتے ہیں مگر وہ صاحب شریعت نہیں ہوتے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ وہ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ اسی موسوی شریعت کے پابند تھے اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی لغو کام نہیں کرتا۔ جب اس کا زندہ کلام موجود ہو اور ایک مستقل شریعت وقت کی ضرورت کے موافق موجود ہو تو دوسری شریعت کوئی نہیں دی جاتی لیکن ہاں اس وقت تو ایسا ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے کہ جب اہل دنیا کے دلوں سے خدا کی محبت سرد ہو جائے اور اعمال صالحہ کے بجائے چند رسمیں رہ جاویں۔ تقویٰ اور اخلاق فاضلہ نہ رہیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ ایک شخص کو معبوث کرتا ہے جو اسی شریعت پر عمل درآمد کی ہدایت کرتا ہے اور اپنے عمل نمونہ سے اس شریعت حقہ کی کھوئی ہوئی عظمت اور بزرگی کو پھر لوگوں کے دلوں میں قائم کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر 488-489 نیا ایڈیشن)

## ظِلی اور بروزی نبی:

آنحضرت ﷺ کی عظیم الشان قوت قدسی اور فیضان کی برکات کے بیان میں بہت سے علمائے اسلام نے آپ ﷺ کے سایہ، عکس کے رنگ میں نبوت کو ظلی اور بروزی نبوت کا نام دیا ہے۔ اپنی اس نوعیت کے اعتبار سے یہ امتی نبوت کا ہی دوسرا نام ہے۔ وہ بزرگ جنہوں نے اپنی تصنیفات میں ظلی اور بروزی نبی کا تصور پیش کیا ان میں سے چند نام یہ ہیں:

۱۔حضرت امام عبدالرزاق کاشانیؒ بحوالہ شرح فصوص الحکم

۲۔حضرت سیّد عبدالکریم جیلانیؒ بحوالہ انسان کامل اردو

۳۔حضرت ملا عبدالرحمٰن جامیؒ بحوالہ شرح فصوص الحکم ہندی

۴۔حضرت مجدد الف ثانیؒ بحوالہ مکتوبات امام ربانی حصہ چہارم

۵۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بحوالہ حجتہ البالغہ حصہ اول

۶۔حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بحوالہ تحذیر الناس

۷۔حضرت خواجہ غلام فریدؒ بحوالہ اشارات فریدی

۸۔قاری محمد طیّب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند بحوالہ تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام

## ۷۔نبیوں کی غرض:

نبیوں کو بھیجے جانے کی بنیادی غرض توحید کا قیام ہے۔حضرت مسیح موعود کی درج ذیل تحریرات سے انبیاء کی آمد کی دو اغراض ہیں:

### توحید کا قیام:

'جتنے نبی اس نے بھیجے سب اسی لئے آئے تھے کہ تا انسانوں اور دوسری مخلوقوں کی پرستش دور کر کے خدا کی پرستش دنیا میں قائم کریں اور ان کی خدمت یہی تھی کہ لا الہ الا اللّٰہ کا مضمون زمین پر چمکے جیسا کہ وہ آسمان پر چمکتا ہے'(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ نمبر 65)

'نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لئے ہوتی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو اور ایسا ایمان ہو جو لذیذ ہو۔اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اس کی قدرتوں اور صفات کی تجلی کو انسان مشاہدہ کرے'(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 430 نیا ایڈیشن)

'انبیاء کا وجود خدا تعالیٰ کے ظہور کا باعث ہوتا ہے انبیاء کے آنے سے پہلے خدا مخفی ہوتا ہے لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں اور زبان حال سے دنیا بول اٹھتی ہے کہ گویا خدا ہے ہی نہیں۔انبیاء آ کر دنیا کو خواب غفلت سے جگاتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے خدا اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اسی واسطے انبیاء خدا نما کہلاتے ہیں'(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 499 نیا ایڈیشن)

'توحید کے لئے تو یہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کا خدائے عزّ وجل نے زمین پر قائم کیا'(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 204)

### نیک نمونہ:

'انسان فطرتاً کسی بات کی پیروی نہیں کرتا جب تک کہ اس میں کمال کی مہک نہ ہو اور یہی ایک سِرّ ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرتا رہا ہے ۔۔۔کیونکہ یہ لوگ اپنے عملی نمونہ کے ساتھ ایک جذب اور اثر کی قوت رکھتے ہیں اور نیکیوں کا کمال ان کے وجود میں نظر آتا ہے اس لئے کہ انسان بالطبع کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔اگر انسان کی فطرت میں یہ قوت نہ ہوتی تو انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی بھی ضرورت نہ رہتی'۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر 139 نیا ایڈیشن)

'تمام انسان نمونہ کے محتاج ہیں اور وہ نمونہ انبیاء علیہم السلام کو وجود ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ درختوں پر کلام الٰہی لکھا تا مگر اس نے جو پیغمبروں کو بھیجا اور ان کی معرفت کلام الٰہی نازل فرمایا اس میں سِرّ یہ تھا کہ انسان جلوہ الوہیت کو دیکھے جو پیغمبروں میں ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں'۔(ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر 416-417 نیا ایڈیشن)

'انبیاءعلیہم السلام کے آنے کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ ان کے نمونہ کو اختیار کریں اور اسی رنگ میں رنگین ہو کر ان کے ساتھ سچی محبت کا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں'۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ نمبر 533 نیا ایڈیشن)

'اگر انسان میں یہ قوت ہوتی کہ وہ خود بخود ترقی کر سکتا تو پھر انبیاء کی ضرورت نہ تھی تقویٰ کے لئے ایک ایسے انسان کے پیدا ہونے کی ضرورت ہے جو صاحب کشش ہو اور بذریعہ دعا کے وہ نفسوں کو پاک کرے'۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ نمبر 626 نیا ایڈیشن)

'خدا نے بہت سے نمونے پیش کئے ہیں۔آدمؑ سے لے کر نوحؑ وابراہیمؑ وموسیٰؑ عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم الصلوۃ والسلام تک کل انبیاء اسی نمونہ کی خاطر تو اس نے بھیجے ہیں تا لوگ ان کے نقش قدم پر چلیں۔جس طرح پر وہ خدا تک پہنچے اسی طرح اور بھی کوشش کریں'۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ نمبر 183-184 نیا ایڈیشن)

'انبیاء اور رسل۔۔۔کے آنے کی غرض اور غایت ہی یہی تھی کہ لوگ اس نمونہ اور اسوہ پر چلیں'۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 407 نیا ایڈیشن)

## ۸۔نبیوں کی خصوصیات:

انبیاء کی چند خصوصیات کا حضرت مسیح موعود نے یوں ذکر فرمایا ہے:

'جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ اس بات کے حریص اور آرزومند نہیں ہوتے کہ لوگ ان کے گرد جمع ہوں اور اس کی تعریفیں کریں بلکہ ان میں طبعاً مخفی رہنے کی خواہش ہوتی ہے اور وہ دنیا سے الگ رہنے میں راحت سمجھتے ہیں'۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 7 نیا ایڈیشن)

'انبیاءعلیہم السلام۔۔۔خدا تعالیٰ کی محبت،صدق،وفا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے'۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 209-210 نیا ایڈیشن)

'انبیاءعلیہم السلام کبھی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں'۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 212 نیا ایڈیشن)

'ہر شخص تو یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں اس کی عزت اور شہرت ہو۔برخلاف اس کے انبیاءعلیہم السلام اپنے نفس کو بالکل بھلا دیتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ ہی کی عزت اور عظمت کے بھوکے اور پیاسے ہوتے ہیں۔خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اظہار کے لئے وہ ہر قسم کی ذلت کے برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں وہ تمام دکھوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہیں مگر ذرا بھی پروا نہیں کرتے۔ان کی ساری خواہش اور آرزو اسی ایک بات پر آ کر ختم ہو جاتی ہے کہ کس طرح پر اہل دنیا خدا تعالیٰ پر ایمان لاویں'۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 345 نیا ایڈیشن)

'

تمام انبیاء ورسل جو وقتاً فوقتاً آئے وہ نہایت سادگی سے کلام کرتے اور اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔انکے قول وفعل میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہ ہوتی تھی'۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 417 نیا ایڈیشن)

'انبیاءعلیہم السلام۔۔۔بڑے قوی الحوصلہ اور صاحب ہمت لوگ ہوتے ہیں۔۔جس مقصد اور غرض کے لئے وہ آتے ہیں اور اس راہ میں جو تکالیف اور مصائب انہیں اٹھانے پڑتے ہیں کوئی دوسرا شخص خواہ کیسا ہی بہادر اور تنومند کیوں نہ ہو وہ ان مشکلات کو ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔مگر اللہ تعالیٰ انبیاءعلیہم السلام کو کچھ ایسا دل اور حوصلہ عطا کرتا ہے کہ وہ بڑی جرات اور دلیری کے ساتھ ان کو برداشت کرتے ہیں'۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 580 نیا ایڈیشن)

'کوئی نبی نہیں جس میں قوت جاذبہ نہ ہو ہر ایک مامور کو ایک قوت جاذبہ عطا کی جاتی ہے کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا دوسروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور لوگ اس کی طرف کھنچے ہوئے چلے آتے ہیں'۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 35 نیا ایڈیشن)

## ۹۔نبیوں کے کام:

نبی اللہ کے پیغام بر ہوتے ہیں اور جن لوگوں کی طرف وہ بھیجے جاتے ہیں انہیں یہ پیغام پہنچانا ان کا اوّلین فرض ہوتا ہے۔ چند صاحب شریعت انبیاء کو چھوڑ کر جو نئے قوانین کے ساتھ آئے بیشتر انبیاء کا پیغام گزشتہ شریعت کی فراموش کردہ تعلیمات کی یاددہانی، ان کی وضاحت اور ان کا اصل شکل میں نفاذ ہوتا ہے۔ اس پیغام کی ترسیل کے ساتھ وہ ان نشانات کو دہراتے ہیں جو ان پر صفات الٰہی کا مظہر ہونے کے ناطے بکثرت ظاہر ہوتے ہیں اور اس دعوت کو قبول کرنے والوں کا تزکیہ کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں آں حضرت ﷺ کے چار کام بتائے گئے ہیں:

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (جمعہ 3:62)

ترجمہ: وہ ان پر آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔ انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

انسان کی پیدائش کی غرض اللہ کی بندگی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ذاریات 57:51)

ترجمہ: اور میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

نبیوں کا بنیادی کام اس غرض کو پورا کرتا ہے۔ اس بارے میں قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (نحل 37:16)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے اجتناب کرو۔

اللہ کی بندگی اللہ کی معرفت سے مشروط ہے۔ یہ معرفت اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان کو مستلزم ہے۔ نبی کی ذات اس ایمان کو پیدا کرنے کا باعث ہے کہ ان پر ہر آن خدا جلوہ کرتا ہے۔ مشکل حالات میں وہ کامیاب ہوتا ہے۔ اس کے دشمن باوجود طاقتور ہونے کے ناکام رہتے ہیں۔ اس کے دوست اللہ کی تائید و نصرت سے حصہ پاتے ہیں۔ پھر اللہ ان کے ذریعہ تبشیر اور انذار کرتا ہے جیسا کہ فرمایا:

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (بقرہ 214:2)

ترجمہ: پس اللہ نے نبی معبوث کئے اس حال میں کہ وہ بشارت دینے والے تھے اور انذار کرنے والے تھے۔

یہی مضمون لفظ رسول کے ساتھ بھی بیان ہوا ہے:

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (کہف 57:18)

ترجمہ: اور ہم رسول نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔

نیز فرمایا: رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (نساء 166:4)

ترجمہ: کئی بشارتیں دینے والے اور انذار کرنے والے رسول (بھیجے) تا کہ لوگوں کے پاس رسولوں کے آنے کے بعد اللہ کے مقابل پر کوئی حجت نہ رہے۔
غیب کی ان خبروں کو پورا ہوتے اور تائید و نصرت کے ان نشانات کو دیکھنے والوں کے ایمان مضبوط اور مستحکم ہو کر اللہ پر ان کے ایمان و عرفان میں غیر معمولی جلا بخشتے ہیں۔ ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔ اور یہ مومن اللہ کی محبت میں سرشار ہو کر اس کی راہ میں اپنے جان و مال لٹانے کو تیار رہتے ہیں اور یوں اس کے حقیقی بندے بن کر اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کرتے ہیں۔
اللہ سے تعلق کی اس بنیادی غرض کو پورا کرنے کے علاوہ نبیوں کا ایک اور کام مومنوں کو اپنے ہم عصر لوگوں کے ساتھ بہتر زندگی گزارنے کے لئے انہیں ان کی شریعت کے مطابق حقوق و فرائض کی تعلیم دینا اور اس کی حکمتیں بتانا ہے۔

اسی ضرورت کے تحت خدا تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اپنی شریعتیں نازل کیں اور پھر انہیں نافذ کرنے اور ان کی تجدید کرنے کے لئے پے در پے انبیاء بھیجے۔ کہ انبیاء ہی اس سفر میں بہترین راہنماء ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا:
'انبیاء اور اولیاء کا وجود اس لئے ہوتا ہے کہ تا لوگ جمیع اخلاق میں ان کی پیروی کریں اور جن امور پر خدا نے ان کو استقامت بخشی ہے اس جادۂ استقامت پر سب حق کے طالب قدم ماریں'۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ نمبر 276-277 حاشیہ نمبر 11 نیا ایڈیشن)
انبیاء کے کاموں کی مزید وضاحت حضرت مسیح موعود کی درج ذیل تحریرات سے ہوتی ہے:
'نبوت کی علت غائی۔۔۔ تعلیمِ اصول نجات'۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ نمبر 113 نیا ایڈیشن)

'دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیّین و ائمہ اولیاء و خلفا ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آ جائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں'۔ (سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 462)

'تمام نبی اس غرض سے آیا کرتے ہیں کہ حتی الوسع لوگوں کی اخلاقی اور عملی اور اعتقادی حالت کی اصلاح کریں'۔
(ایّام صلح روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 292 حاشیہ)
'تمام نبی اصلاح کے لئے ہی آتے ہیں نہ فساد پھیلانے کے لئے'۔ (ایّام صلح روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 301 حاشیہ در حاشیہ)
'

خدا نے انبیاء علیہم السلام کو اسی لئے اس دنیا میں بھیجا ہے کہ تا دنیا میں ان کے مثیل قائم کرے اگر یہ بات نہیں تو پھر نبوت لغو ٹھہرتی ہے نبی اس لئے نہیں آتے کہ ان کی پرستش کی جائے بلکہ اس لئے آتے ہیں کہ لوگ ان کے نمونہ پر چلیں اور ان سے تشبّہ حاصل کریں اور ان میں فنا ہو کر گویا وہی بن جائیں'۔
(ایّام صلح روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 411-412)
'شریعت کی اصل غرض تزکیہ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لے کر آتے ہیں اور وہ اپنے نمونہ اور اسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہیں جو تزکیہ نفس کی حقیقی راہ ہے وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا ہو اور شرح صدر حاصل ہو'۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 242 نیا ایڈیشن)
غرضیکہ تلاوت آیات، تزکیہ، تعلیم کتاب و حکمت نبیوں کے کام ہیں۔

## ۱۰۔نبیوں کا طریق کار:

انسانوں سے دلی محبت کے سبب نبیوں کے دلوں میں یہ تڑپ ہوتی ہے کہ ان کے سب مخاطب اللہ کے اس پیغام کو قبول کر کے اپنی نجات کا سامان کریں۔اس جذبہ کے تحت وہ بلا کسی صلہ کی تمنا کے اس پیغام حق کو عام کرنے کے لئے کسی ڈر اور خوف کے بغیر اور تمام مخالفتوں کو برداشت کرتے ہوئے اپنی انتہائی کوشش کرتے ہیں اور دعوت الی اللہ کا ہر طریق استعمال کرتے ہیں۔تاہم وہ پیغام بر ہی رہتے ہیں اور داروغہ نہیں بنتے۔ان کی دعوت کا مرکز قیام توحید ہوتا ہے لیکن کیونکہ اللہ پر ایمان نبی پر ایمان سے مستلزم ہے۔اس لئے وہ اپنے اوپر ایمان کی دعوت کو بھی اسی زور سے پیش کرتے ہیں۔

آں حضرت ﷺ کے لئے اپنے فرائض کی بجا آوری کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ طریق کار تجویز فرمایا:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ (نحل 126:16)

ترجمہ:اپنے ربّ کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔

حکمت،اچھی نصیحت اور بہترین دلیل کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت انبیاء کے لئے مقررہ طریق کار ہیں۔

اس طریق پر کامیابی سے عامل رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو اعلیٰ انسانی اطوار سے آراستہ کرتا ہے۔انہیں حلم،برداشت،اچھے اخلاق،نرم زبان، ہمدردی،فہم وفراست اور روحانی علم عطا فرماتا ہے۔وہ خدا کے امر کے مطابق عمل کرتے ہیں۔فرمایا:

لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ۝ (انبیاء 28:21)

ترجمہ:وہ قول میں اس سے آگے نہیں بڑھتے اور اس کے حکم سے کام کرتے ہیں۔

وہ خدا کی بات سے ایک لفظ بھی زائد نہیں کہتے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کا یہ قول قرآن کریم میں محفوظ ہے:

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ (مائدہ 118:5)

ترجمہ:میں نے تو انہیں اس کے سوا کچھ نہیں کہا جو تو نے مجھے حکم دیا تھا۔

ان کی ذمہ داری صرف بات کا پہنچانا ہوتا ہے:

مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ (مائدہ 100:5)

ترجمہ:رسول پر اچھی طرح پیغام پہنچانے کے سوا اور کوئی ذمہ داری نہیں۔

وہ اپنے فرائض کی ادائیگی محض للہ کرتے ہیں اور دنیا سے کسی اجر سے طالب نہیں ہوتے۔جیسا کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے فرمایا:

وَیٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ (ہود 30:11)

ترجمہ:اے میری قوم!اس پر میں تم سے کوئی مال نہیں مانگتا میرا اجر تو اللہ کے سوا کسی پر نہیں۔

حضرت ہودؑ نے بھی یہی فرمایا(ہود 52:11)۔نبی اپنے فرائض کی بجا آوری میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔اللہ فرماتا ہے:

الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ (احزاب 40:33)

ترجمہ:جو اللہ کا پیغام پہنچایا کرتے تھے اور اس سے ڈرتے رہتے تھے اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے تھے۔

انبیاء ان فرائض کی ادائیگی کے بارے میں پوچھے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ (اعراف 7:7)

ترجمہ:اور ہم ضرور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔

**۱۱۔ نبی اور امت:**

قرآن کریم میں امت کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کئی انبیاء کے تذکرے کے بعد انہیں امت واحدہ فرمایا (انبیاء 93:21)۔ جب کہ ان کا تعلق مختلف قوموں اور نسلوں سے تھا۔ یہ مختلف زبانوں میں ہوئے اور مختلف ملکوں میں بھیجے گئے۔ لیکن چونکہ وہ یک رنگ تھے۔ اس لئے انہیں ایک جماعت فرمایا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو شائد ان کی جامع الصفات شخصیت کے سبب تنہا بھی امت کہا گیا جیسا کہ فرمایا:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً (نحل 121:16)

ترجمہ: یقیناً ابراہیم (فی ذاتہ) ایک امت تھا۔

رسولوں کی مخاطب قوموں کو بھی امت کہا گیا جیسا کہ فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ (انعام 43:6)

ترجمہ: تجھ سے پہلے کئی امتوں کی طرف (رسول) بھیجے۔

نیز: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ (یونس 48:10)

ترجمہ: ہر امت کیلئے کوئی نہ کوئی رسول ہوتا ہے۔

نیز: وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ (فاطر 25:35)

ترجمہ: کوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے۔

آں حضرت ﷺ تمام انسانوں کے لئے رسول تھے۔ تاہم صرف آپ کے براہ راست مخاطبین کو بھی امت کہا گیا۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ (رعد 31:13)

ترجمہ: اسی طرح ہم نے تجھے ایک ایسی امت میں بھیجا جس سے پہلے کئی امتیں گزر چکی ہیں۔

یہ تاثر عام ہے کہ ایک کے بعد دوسرے نبی کو ماننے سے ماننے والوں کی امت بدل جاتی ہے۔ لیکن یہ اس لحاظ سے درست نہیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں مذکور انبیاء کے کئی سلسلے ایسے ہوئے ہیں جن میں باپ بیٹا اور پوتا بھی نبی ہوئے۔ اگر ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کو ماننے والے کی امت بدل جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان نبیوں پر ایمان لانے والوں کی امت بار بار بدلتی رہی۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک نبی کو ماننے والے ضرور اس کے امتی ہوتے ہیں۔ لیکن ایسا صرف ان رسولوں کے لئے ہے جو شریعت کے ساتھ نازل ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد آں حضرت ﷺ کے ظہور تک کے 1900 سالوں میں آنے والے بے شمار انبیاء کو ماننے والے بنی اسرائیل بدستور حضرت موسیٰؑ کی امت رہے اور باوجود فرقہ فرقہ ہو جانے کے یہودی ہی کہلائے۔

درج ذیل آیتِ قرانی میں روز قیامت کتاب کی طرف بلایا جانا شریعت کا حوالہ ہی لگتا ہے کہ پوچھ گچھ دئے گئے احکامات کے تحت ہوتی ہے۔:

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ (جاثیہ 29:45)

ترجمہ: اور تو ہر امت کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھے گا۔ ہر امت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائے گی۔

پس امتیں شریعت سے ہوتی ہیں اور غیر تشریعی اور امتی نبیوں کے ماننے والے بدستور صاحب شریعت نبی کی امت رہتے ہیں۔

## ۱۲۔ نبی اور کلمہ:

دین حق میں شمولیت کے لئے اس بات کا اظہار ضروری ہے کہ "**لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ**" یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ الفاظ کلمہ طیّبہ کہلاتے ہیں۔ یہ کلمہ حضرت محمد ﷺ سے خاص ہے ورنہ اس سے پہلے کسی نبی کا کوئی کلمہ نہ تھا۔ دین حق کے بعض حلقوں میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے منسوب کلمات بیان کئے جاتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں اور ان ادیان کی مذہبی کتابیں تورات، انجیل اور زبور کسی کلمہ کا کوئی ذکر نہیں کرتیں۔

پس حضرت محمد ﷺ کے سوا کسی اور نبی کا کوئی کلمہ نہیں تھا۔ اس کی وجہ آں حضرت ﷺ کو ایسی شریعت کا عطا کیا جانا ہے جس کا دور قیامت تک ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ توحید کی دائمی صداقت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا نام ہی سجتا تھا۔ نہ کہ وہ گزشتہ انبیاء جن میں سے کسی کی نبوت کا دور آپ ﷺ کی آمد کے بعد باقی نہیں رہا۔

کلمہ طیبہ نقطۂ آغاز ہے۔ توحید اور رسالت پر اس اقرار ایمانی کے ساتھ قرآن کریم کے تمام ارشادات واحکامات پر ایمان اور آں حضرت ﷺ کی مطابقِ قرآن تمام احادیث کی تصدیق بھی لازم ہے۔ قرآن کریم جن امور پر ایمان لازمی قرار دیتا ہے وہ یہ ہیں:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫

(بقرہ:286:2)

ترجمہ: رسول اس پر ایمان لے آیا جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتارا گیا اور مومن بھی۔ (ان میں سے) ہر ایک ایمان لے آیا۔ اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (یہ کہتے ہوئے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔

اللہ کے تمام رسولوں پر بلاتفریق اس ایمان میں تمام گزشتہ اور آئندہ نبی بھی شامل ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کے علیحدہ کلمہ کی کوئی ضرورت نہیں اور سب کے لئے کلمہ طیبہ '**لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ**' ہی کافی ہے۔

## ۱۳۔ نبیوں کے نام:

قرآن کریم میں 28 انبیاء کا ناموں سے ذکر ہے۔ یہ نام ان انبیاء کے ماحول میں رکھے جانے والے ناموں کے مطابق ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ کا نام دو عبرانی الفاظ کا مرکب ہے یعنی اسمع اور ایل یعنی اللہ نے میری سن لی۔ جبکہ حضرت عیسیٰؑ کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم فرمایا گیا ہے (آل عمران 46:3) یہ تین ناموں سے مرکب ہے کیونکہ آپ کو ان تینوں ناموں سے علیحدہ علیحدہ بھی پکارا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خیال کہ نبیوں کے نام مرکب نہیں ہوتے خلاف واقعہ ہے۔

## ۱۴۔ نبی اور استاد:

انبیاء لوگوں کی اصلاح کے لئے بھیجے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں خود وہ دینی علوم سکھلاتا ہے جس کی انہیں اپنے فرائض کی بجا آوری کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں صرف آں حضرت ﷺ کے بارے میں درج ذیل آیات میں آپ ﷺ کے اُمی ہونے کا ذکر ہے:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ (عنکبوت 49:29)

ترجمہ: اور تو اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتا تھا اور نہ تو اپنے داہنے ہاتھ سے اسے لکھتا تھا۔

مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ (شوریٰ 53:42)

ترجمہ: تو جانتا نہ تھا کہ کتاب کیا ہے۔

قرآن کریم میں دو بار آپ کا نبی اُمی کہہ کر ذکر کیا گیا۔ (اعراف 158:7 اور 159)

یوں اُمّی ہونا آپ ﷺ کا ایک خاص وصف تھا۔ جس سے اس امر میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہا کہ قرآن کریم کی شکل میں علم وحکمت کے جو وسیع سمندر آپ نے بنی نوع انسان کو پہنچائے وہ سب خدائے بزرگ وبرتر کی عطا تھی۔ اس خصوصی اظہار سے یہ بھی استنباط ہوتا ہے کہ دیگر انبیاء اُمّی نہ تھے اور ان کے اپنے ماحول کے مطابق کسی قدر تعلیم حاصل کرنے میں کوئی امر مانع نہ تھا اور نہ اس سے ان کے مقام نبوت پر کوئی زد پڑتی ہے۔

قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ کا ایک صاحب سے علم حاصل کرنے کا یوں ذکر ہے:

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ (کہف 67:18)

ترجمہ: موسیٰ نے اس سے کہا کیا میں اس غرض سے تیری پیروی کرسکتا ہوں کہ مجھے بھی اس ہدایت سے کچھ سکھلا دے جو تجھے سکھلائی گئی ہے۔

آں حضرت ﷺ کے ایک ارشاد کے مطابق حضرت اسماعیلؑ نے بعض لوگوں سے عربی زبان سیکھی۔ (بخاری کتاب الانبیاء)

ایک اور حدیث کے مطابق حضرت ادریسؑ نے سب سے پہلے قلم سے لکھنا شروع کیا۔

(مسند احمد بن حنبل بحوالہ سیرت ابن ہشام اردو جلد اول صفحہ نمبر 19 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اس سبب یہ خیال کہ لکھا پڑھا شخص نبی نہیں ہوسکتا یا نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا، بے اصل ہیں۔

**۱۵۔ نبی اور ملازمت:**

قرآن کریم میں مذکور انبیاء میں سے کئی قبل از نبوت حصول معاش کے لئے دوسرے افراد یا حکومتِ وقت کے ملازم رہے۔

حضرت موسیٰؑ نے اجرت پر مدین میں آٹھ سال شخصی ملازمت کی۔ جس کا نقطہ آغاز یہ مکالمہ تھا:

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ (قصص 27:28)

ترجمہ: ان دونوں (عورتوں) میں سے ایک نے کہا اے میرے باپ! اسے (حضرت موسیٰ کو) نوکر رکھ لے۔

حضرت یوسفؑ نے بادشاہ وقت کے خواب کی تعبیر کی تو اس نے آپ کو اپنی ملازمت کا اہل جانا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ (یوسف 55:12)

ترجمہ: اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ میں اسے اپنے لئے چن لوں۔

حضرت یوسفؑ نے دربار میں ملازمت کے لئے شعبہ خود تجویز کیا اور فرمایا:

قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝ (یوسف 56:12)

ترجمہ: اس (یوسف) نے کہا کہ مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کردے میں یقیناً بہت حفاظت کرنے والا (اور) صاحب علم ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اس ملازمت کو ان کے حق میں اپنی رحمت قرار دیا اور فرمایا

نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ (یوسف 57:12)

ترجمہ: ہم اپنی رحمت جسے چاہیں پہنچاتے ہیں۔

تاریخی طور پر یہ بادشاہ مصر کے فراعین میں سے ایک تھا اور مشرک تھا۔

خود آں حضرت ﷺ اس راہ سے گزرے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**كُنتُ اَرعَا هَا علیٰ قَرَارِیہ لِاَھلِ مَکَّۃَ** (بخاری کتاب الاجارۃ)

ترجمہ: میں چند قیراط لے کر کفار مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ نبی کا قبل از نبوت اپنی رضامندی سے اللہ کی رحمت کی تلاش میں ملازمت کرنا اور اپنی معاش کا سامان کرنا ہرگز کوئی ایسا امر نہیں جو ان کی نبوت میں حارج ہو۔

## ۱۶۔ نبی اور حکومت:

قرآن کریم میں مذکور انبیاء میں سے حضرت داؤدؑ کو حکومت عطا کئے جانے کا ذکر ہے جیسا کہ فرمایا:

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ (بقرہ 252:2)

ترجمہ: اور اللہ نے اسے (داؤد کو) ملک عطا کیا۔

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ (ص 21:38)

ترجمہ: اور اس کی سلطنت کو ہم نے مضبوط کیا

اس سلطنت کے وارث حضرت سلیمانؑ ہوئے:

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ (نمل 17:27)

ترجمہ: اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا۔

یہ دو ہی انبیاء ہیں جو بادشاہ تھے۔ گو کئی انبیاء پر ایمان لانے والوں کو بعد میں بادشاہتیں ملیں جیسے:

وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ (نساء 55:4)

ترجمہ: اور ہم نے انہیں (آل ابراہیم کو) ایک بڑی سلطنت عطا کی تھی۔

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۚ (مائدہ 21:5)

ترجمہ: اور تمہیں (بنی اسرائیل کو) بادشاہ بنایا۔

آں حضرت ﷺ کو بھی بعد میں حکومت اور سیادت عطا ہوئی اور آپ کے غلام جلد نصف دنیا پر حکمران ہو گئے۔

دیگر انبیاء ایسے ملکوں اور قوموں میں معبوث ہوئے جن پر اس وقت ایسے لوگ حکومت کرتے تھے جو مشرک اور غیر مومن تھے۔ بعض دیگر قوموں کے تھے اور نبی کی قوم ان کی غلام تھی۔ جیسے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی بعثت کے وقت فرعون کی حکومت تھی اور بنی اسرائیل بحیثیت مجموعی ایک غلام قوم تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کی بعثت کے وقت فلسطین پر رومی حکومت کا قبضہ تھا۔ اور اس کے مقرر کردہ حاکم وہاں آباد بنی اسرائیل کے قبائل پر راج کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی بعثت کے وقت بادشاہ مشرک تھا۔ جس کی کج بحثی کا قرآن کریم نے یوں ذکر فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ (بقرہ 259:2)

ترجمہ: کیا تو نے اس شخص پر غور کیا جس نے ابراہیم سے اس کے ربّ کے بارہ میں اس بِر تے پر جھگڑا کیا کہ اللہ نے اسے بادشاہت عطا کی تھی۔
حضرت یوسفؑ کے قصہ میں بھی ایک غیر بادشاہ کا ذکر ہے جس نے اوّل آپ کو اپنے خواب کی تعبیر کے لئے بلا بھیجا اور پھر آپ کو اپنے دربار میں جگہ دی۔
اس تاریخ سے ظاہر ہے کہ نبوت و سالت، بادشاہت سے جدا اور لاتعلق ہے اور ہر نبی کا بادشاہ ہونا ضروری نہیں۔ اس کے باوجود بعض حلقوں کا یہ تاثر کہ نبی محکوم نہیں ہوتا اور یہ شاعری کہ:

؎ محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صورت چنگیز (اقبال)

محض خلاف واقعہ ہے اور اس پر ایک لکھنے والے کا یہ تبصرہ برمحل ہے:
'یہ خالص شاعرانہ استدلال ہے غالب کی طرح جس نے کہا ہے

؎ کیوں ردِ قدح کرے ہے زاہد
مے ہے مگس کی قے نہیں ہے

جس طرح مگس کی قے کہہ دینے سے شہد کی لطافت اور شیرینی میں فرق نہیں آ سکتا اسی طرح محکومیت کی نسبت سے الہام بھی اگر حق ہے غارت گرِ اقوام نہیں ہوسکتا۔ خود حضرت عیسیٰؑ رومی سلطنت کے محکوم تھے۔ جب کہ اکثر انبیاء علیہم السلام محکوم اقوام میں معبوث کئے گئے۔'
(نوادرات مجموعہ مضامین اسلم جیراج پوری صفحہ 123-124 بحوالہ پرویز صاحب کی کتاب پر تبصرہ۔ از ابو قیصر آدم خان صاحب صفحہ 493-494 نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف ربوہ دسمبر 1976ء)

## ۱۷۔ انبیاء اور معجزات:

معجزات کا کچھ مضمون حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں یوں ہے:

### معجزہ کی حقیقت:

'معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ایک امر خارق عادت یا ایک امر خیال اور گمان سے باہر اور امید سے بڑھ کر ایک اپنے رسول کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے کے لئے اور اس کے مخالفین کے عجز اور مغلوبیت جتانے کی غرض سے اپنے ارادہ خاص سے یا اس رسول کی دعا اور درخواست سے آپ ظاہر فرماتا ہے مگر ایسے طور سے کہ جو اس کی صفات وحدانیت و تقدس و کمال کے منافی و مغائر نہ ہو اور کسی دوسرے کی وکالت یا کارسازی کا اس میں کچھ دخل نہ ہو'۔
(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ نمبر 261 حاشیہ)

'معجزات وہی ہوتے ہیں جس کی نظیر لانے پر دوسرے عاجز ہوں'۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ نمبر 196 نیا ایڈیشن)

### معجزات کی اقسام:

'۱۔ ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سیّد و مولیٰ نبی ﷺ کا معجزہ تھا اور خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قوت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا۔
۲۔ دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ (نمل:45) ہے جس کو دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا'۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ نمبر 253-254 حاشیہ)

**معجزات کا مقصد:**

'انبیاء علیہم السلام کو جو معجزات دئے جاتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ انسانی تجارب شناخت نہیں کر سکتے اور جب انسان ان خارق عادت امور کو دیکھتا ہے تو ایک بار تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے'۔(ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر 58 نیا ایڈیشن)

'معجزہ سے مراد فرقان ہے جو حق اور باطل میں تمیز کر کے دکھا دے اور خدا کی ہستی پر شاہد ناطق ہو'۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 236 نیا ایڈیشن)

'انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کا ذریعہ ان کے معجزات اور نشانات ہوتے ہیں'۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 563 نیا ایڈیشن)

**سب سے بڑا معجزہ:**

'جو لوگ نبوت کے کمالات سے حصہ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قبل از وقت آنے والے واقعات کی اطلاع دیتا ہے اور یہ بہت بڑا عظیم الشان نشان خدا کے مامور اور مرسلوں کا ہوتا ہے۔اس سے بڑھ کر اور کوئی معجزہ نہیں۔پیش گوئی بہت بڑا معجزہ ہے'۔(ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر 274 نیا ایڈیشن)

## ۱۸۔انبیاء کی شناخت کے اصول:

قرآن کریم نے چند گزشتہ انبیاء اور ان کی قوموں کا حال محفوظ کیا ہے۔ان حالات میں ان انبیاء کے ان کے مخاطبین سے مکالمے،ان کا ردعمل اور نتائج کے ساتھ اس بنیادی حقیقت کو بھی دہرایا گیا ہے کہ یہ سب عام بشر تھے:

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (ابراہیم 12:14)

ترجمہ:ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم تمہاری طرح کے بشر ہونے کے سوا کچھ نہیں۔

اور بشر ہونے کے ناطے تمام انسانی ضروریات انہیں بھی لاحق تھیں جیسے بقائے جسم کے لئے خوراک اور بقائے نسل کے لئے رشتہ ازدواج۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ (انبیاء 9:21)

ترجمہ:اور ہم نے ان کا جسم نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔

نیز فرمایا: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (رعد 39:13)

ترجمہ:اور ہم نے یقیناً تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لئے بیویاں بنائیں اور ذریت بھی۔

اسی طرح یہ نبی اپنی ضروریات کی خاطر بازاروں میں بھی جاتے جس پر مخالفین کے اعتراض کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں محفوظ کیا ہے:

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ (الفرقان 8:25)

ترجمہ:اور وہ کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔

نبی کے عام بشر ہونے کی صورت میں اس کا بیمار ہونا بھی عین فطری ہے اور بیماریوں سے اس کے دعویٰ کی صداقت پر کوئی حرف نہیں آتا۔قرآن کریم ایک نبی حضرت ایوبؑ کی بیماری میں پکار کا یوں ذکر فرمایا:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ (ص 41:38)

ترجمہ:اور ہمارے بندے ایوب کو بھی یاد کر جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ یقیناً مجھے شیطان نے بہت دکھ اور عذاب دیا ہے۔

قرآنِ کریم میں انبیاء کی بشریت اور اس کے تقاضوں کا یہ بیان اور اس حوالے سے ان کے مخالفین کے اعتراضات سے صرفِ نظر سے یہ اصول ٹھہرتا ہے کہ

نبیوں کو جھٹلانے کے لئے ان پر کئے جانے والے وہ تمام ذاتی اعتراضات بے جا ہیں۔ جن میں ضرورتاً یا اپنی ابتدائی زندگی میں حصول معاش کے لئے تگ و دو اور ملازمت، کسی خاص خوراک کی پسندیدگی، بیماریوں، شادی کی خواہش یا ایک سے زائد شادیوں کو محل نظر بنایا جاتا ہے۔ کیوں کہ یہ سب محض بشری تقاضے ہیں۔ جبکہ انبیاء کی شناخت ان سطحی باتوں سے ماوراء ہے اور ان کے منصب کے مطابق اس کے حقیقی اصول یہ ہیں کہ

ضرورت زمانہ، ان کے حق میں گزشتہ پیش گوئیاں اور ان کا پورا ہونا، ان کا اپنے مفوضہ فرائض کی انجام دہی اور ان کے ساتھ اللہ کی مدد۔

حضرت مسیح موعود نے اس بارے میں فرمایا:

'ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔ ضرورت زمانہ، پہلے نبیوں کی پیشگوئی، نصرت و تائید الٰہی'

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ نمبر 241 نیا ایڈیشن)

'ہر ایک نبی کی شناخت کا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا معیار ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کس وقت آیا اور کس قدر اصلاح اس کے ہاتھ سے ظہور میں آئی'

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 357 نیا ایڈیشن)

**۱۹۔ انبیاء کے معیار صداقت:**

قرآن کریم میں چند گزشتہ انبیاء کے حالات مذکور ہیں۔ مختلف وقتوں اور قوموں میں آنے والے ان انبیاء کے حالات کی یکسانیت اور ان کے ایک نہج پر ہونے سے وہ معیار نمایاں ہو جاتے ہیں جن سے وہ خود بھی صادق ٹھہرتے ہیں اور کسی بھی نبی کی صداقت کو جانچنے کی کسوٹی بھی بنتے ہیں۔ قرآن کریم میں ان کا محفوظ کیا جانا اس بارے میں بہترین راہنمائی ہے۔ ایسے چند معیار درج ذیل ہیں:

**i۔ نبی پر کثرت سے اظہار غیب ہوتا ہے:**

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن 72:27-28)

ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران 3:180)

ترجمہ: اللہ کی یہ سنت نہیں کہ تم (سب) کو غیب پر مطلع کرے بلکہ اللہ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

**ii۔ انبیاء کو نصرت الٰہی حاصل ہوتی ہے**

:وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ (الصّٰفّٰت 37:172-173)

ترجمہ: اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا یہ فرمان گزر چکا ہے (کہ) یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی۔

**iii۔ ہر رسول کو جھٹلایا جاتا ہے:**

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ (مومنون 23:45)

پھر ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے جب بھی کسی امت کی طرف اس کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔

**iv۔ ہر نبی کے دشمن ہوتے ہیں:**

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ (فرقان 25:32)

ترجمہ:اوراسی طرح ہم ہر نبی کے لئے مجرموں میں سے دشمن بنا دیتے ہیں۔

**v۔ ہر رسول سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے:**

يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ‌ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝ (یٰس 31:36)

ترجمہ:وائے حسرت بندوں پر!ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

**vi۔تمام رسولوں پر ایک ہی قسم کے اعتراضات ہوتے ہیں:**

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدۡ قِيۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ؕ (حٰمٓ سجدہ 44:41)

ترجمہ:تجھے کچھ نہیں کہا جاتا مگر وہی جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا۔

كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ۝ (ذاریات 53:51)

ترجمہ:اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کی طرف بھی کبھی کوئی رسول نہیں آیا مگر انہوں نے کہا کہ یہ ایک جادوگر یا دیوانہ ہے۔

**vii۔رسول بالآخر غالب آتے ہیں:**

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ‌ؕ (مجادلہ 22:58)

ترجمہ:اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

**viii۔ نبی کی گزشتہ زندگی بے عیب ہوتی ہے:**

اَدۡرٰٮكُمۡ بِهٖ‌ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝ (یونس 17:10)

ترجمہ:پس میں اس (رسالت) سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں تو کیا تم عقل نہیں کرتے۔

اس معیار کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

'خدا تعالیٰ کا قدیم قانون اور سنت یہی ہے کہ وہ صرف ان لوگوں کو منصب دعوت وغیرہ پر مامور کرتا ہے جو اعلیٰ خاندان سے ہوں اور ذاتی طور پر بھی چال چلن اچھا رکھتے ہوں'(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ نمبر 280)

## ۲۰۔نبیوں پر ایمان کی فلاسفی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى الۡغَيۡبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجۡتَبِىۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ‌ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ‌ (آل عمران 180:3)

ترجمہ:اور اللہ کی یہ سنت نہیں کہ تم (سب) کو غیب پر مطلع کرے بلکہ اللہ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔

اس آیت میں انبیاء پر اظہار غیب کی الٰہی سنت کے اظہار کے ساتھ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کا حکم ان دونوں کے باہم تعلق کا مظہر ہے۔رسولوں پر ایمان لانے والوں کو تازہ الٰہی نشانات اور آیات کے مشاہدہ کا موقع ملتا ہے جو اللہ پر ان کے ایمان کو بڑھانے کا ذریعہ بنتا ہے۔غیبی خبروں کو بار بار وقوع میں آتا دیکھ کر مومن گویا خدا کو دیکھ کر اپنے ایمان میں حق الیقین کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔پھر خود بھی ایک تڑپ اور لگن کے ساتھ عبودیت کی راہوں میں تیزی سے قدم بڑھاتے ہیں۔قبولیت دعا کی نعمت سے حصہ پاتے ہیں اور خدائی صفات کا مظہر ہو کر خدا نما وجود ہو جاتے ہیں۔یہی سبب ہے کہ انبیاء کے ساتھ ہونے والی جماعتیں بیشتر خدا شناسی اور قوتِ ایمانی میں نمایاں ہوتی ہیں۔جو ان پر ایمان نہیں لاتے وہ ایمان میں ترقی کے اس یقینی ذریعہ سے محروم رہ

جاتے ہیں اوراس کوچہ سے نا آشنارہ کران کا خدا پر ایمان بھی سنی سنائی باتوں پر قائم ہونے کے سبب سطحی، خشک اور پھلنے پھولنے کی صلاحیت سے محروم رہتا ہے۔ایمان کی یہی برکت ہے جس کو عام کرنے کے لئے انبیاء اللہ تعالیٰ پر ایمان کی دعوت کو اپنے اوپر ایمان سے مستلزم کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود نے اس مضمون کو ان الفاظ میں سمویا ہے:

'نبوت الوہیت کے لئے بطور میخ ہوتی ہے جو شخص نبوت کا انکار کرتا ہے رفتہ رفتہ وہ الوہیت کے انکار تک پہنچ جاتا ہے'۔

( ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر 148-149 نیا ایڈیشن )

انبیاء پر ایمان کی فلاسفی کا ایک اور اظہار قرآن کریم کا کتب سماویہ کے نزول کو رسول کی نسبت سے بیان کرنا ہے۔جیسا کہ قرآن کریم کے نزول کا یوں ذکر فرمایا:

بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ (بقرہ 5:2)

ترجمہ: جو تجھ پر نازل کیا گیا۔

یا تورات کے بارے میں فرمایا:

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ (بقرہ 88:2)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔

انبیاء سے یہ نسبتیں اس حقیقت کے اظہار کے لئے ہیں کہ اس کتاب کی عمل تفسیر اور زندہ ہونا اس نبی کا وجود ہے اور نہ صرف یہ کتاب ہادی ہے بلکہ وہ وجود بھی ہادی ہے جس پر یہ کتاب نازل ہوئی۔(بحوالہ تفسیر کبیر جلد اوّل از حضرت مصلح موعود صفحہ نمبر 137-138)۔

## ۲۱۔انبیاء پر ایمان کا حکم:

بنی نوع انسان کی روحانی ترقی کے لئے بنائے گئے الٰہی نظام میں اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ایک بنیادی درجہ رکھتے ہیں۔اس لئے قرآن کریم میں انہیں محترم گنا گیا ہے، جیسا کہ فرمایا

:وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۚ (الصّٰفّٰت 182:37)

ترجمہ: اور سلام ہو سب مرسلین پر۔

اور مخاطبین کے لئے یہی حکم ہے کہ ضرورت زمانہ، تائید الٰہی اور گزشتہ زندگی کی شہادت کو دیکھ کر ایمان لے آیا جائے اور شک وشبہ میں نہ پڑا جائے ۔جیسا کہ فرعون کی آل میں سے ایک مومن مرد نے کہا:

وَاِنۡ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيۡهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنۡ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبۡكُمۡ بَعۡضُ الَّذِىۡ يَعِدُكُمۡ ؕ (مومن 29:40)

ترجمہ: اگر وہ جھوٹا نکلا تو یقیناً اس کا جھوٹ اس پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو جن چیزوں سے وہ تمہیں ڈراتا ہے ان میں سے کچھ ضرور تمہیں آ پکڑیں گی۔

کیونکہ کھوٹا اور کھرا جلد ظاہر ہو جاتا ہے۔

انبیاء پر ایمان دین حق کے چھ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔قرآن کریم تمام انبیاء پر ایمان کو لازمی قرار دیتا ہے:

فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ (آل عمران 180:3)

ترجمہ: پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔

نیز یہ تاکید بھی فرماتا ہے کہ ایمان بلا تفریق ہو:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (بقرہ 286:2)

ترجمہ: ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔

پھر ایسے ایمان پر اجر کی خوش خبری دیتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ (نساء 153:4)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اندر کسی کے درمیان تفریق نہ کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہ ضرور ان کے اجر عطا کرے گا۔

اور تفریق کرنے والوں کے لئے یہ وعید فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ

وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ (نساء 151:4)

ترجمہ: (یقیناً وہ لوگ جو) کہتے کہ ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کر دیں گے اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ کی کوئی راہ اختیار کریں۔ یہی لوگ ہیں جو پکے کافر ہیں۔

اس لئے کسی ایک کے انکار کو سب کا انکار کہا گیا ہے جیسا کہ فرمایا:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝ (قمر 24:54)

ترجمہ: ثمود نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلا دیا تھا۔

یہی الفاظ حضرت لوطؑ کے انکار کرنے والوں کے لئے بھی آئے ہیں۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ۝ (قمر 34:54)

ترجمہ: قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلا دیا۔

## ۲۲۔ نبیوں پر ایمان لانے کی برکات:

نبیوں پر ابتداء میں یا ان کی کامیابی سے پہلے کسی بھی وقت ایمان اصل میں غیب پر ایمان ہوتا ہے۔ ان کے اس دعویٰ کا کہ خدا نے ان سے کلام کیا ہے خود ان کے علاوہ کوئی گواہ نہیں ہوتا۔ ان کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی ظاہرا کمزور حالت امید افزا نہیں ہوتی۔ وہ جن باتوں پر ایمان کی دعوت دیتے ہیں یعنی فرشتے، گزشتہ انبیاء، گزشتہ کتابیں اور روز حشر۔ سب غیب کی خبریں ہوتی ہیں۔ اس تمام غیب پر ایمان مومن کی خدا ترسی، دلی پاکیزگی،، سادگی، حسن ظن، نیک نیتی اور ایک ایسی سوچ کا متقاضی ہوتا ہے جو دعویدار کی گزشتہ زندگی، ضرورت زمانہ اور بتلائی گئی علامات میں سے نمایاں طور پر پوری ہو جانے والی چند باتوں کو کافی جان کر اور کج بحثیوں کو ترک کر کے خدا کی بات پر لبیک کہنے میں سبقت حاصل کرے۔ یوں یہ ایمان ایمان لانے والے افراد کی ذاتی نیکی اور تقویٰ کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے پہل قدم اٹھانے اور اس ایمان کے تحت عمل صالح کے لازمی تقاضے پورے کرنے کے بعد ان پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔

وہ اللہ کی معرفت سے آگے بڑھ کر اللہ کے دوست ہو جاتے ہیں:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (بقرہ 258:2)

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔

اللہ ان کے ساتھ ہو جاتا ہے:

وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ (انفال 20:8)

ترجمہ: اور اللہ یقیناً مومنوں کے ساتھ ہے۔

وہ روحانی ترقیات پاتے ہیں

: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (مجادلہ 12:58)

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

وہ اللہ کے فضل کے مورد ہو جاتے ہیں:

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا (احزاب 48:33)

ترجمہ: اور مومنوں کو بشارت دے دے کہ ان کو اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ملے گا۔

انہیں مغفرت اور رزق کریم عطا ہوتا ہے:

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (انفال 5:8)

ترجمہ: یہی ہیں جو (کھرے اور) سچے مومن ہیں۔ ان کے لئے ان کے ربّ کے حضور بڑے درجات ہیں اور مغفرت ہے اور بہت عزت والا رزق بھی۔

ان کو کریم، کبیر، عظیم اور لا انتہاء اجر ملتا ہے جیسا کہ درج ذیل آیات میں فرمایا گیا ہے:

وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا (احزاب 45:33)

ترجمہ: اور اس نے ان کے لئے بہت معزز اجر تیار کر رکھا ہے:

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا (بنی اسرائیل 10:17)

ترجمہ: ان کے لئے بہت بڑا اجر (مقدر) ہے:

وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا (نساء 147:4)

ترجمہ: اور عنقریب اللہ مومنوں کو بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ (حٰم سجدہ 9:41)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان کے لئے ایک غیر منقطع اجر ہے۔

یہ سب اجر اگلے جہاں کے نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی ان پر اللہ تعالیٰ درج ذیل فضل فرماتا ہے اور سب ان کو دیکھ سکتے ہیں۔ ان میں:

**اول:** وہ انقلاب ہے جو ان کی عملی زندگی میں برپا ہوتا ہے۔ اور وہ یکدم اللہ اور بندوں کے تمام حقوق کی بہترین ادائیگی کے لئے کوشاں ہو جاتے ہیں۔ تمام اخلاق سیّہ کو دامن سے جھٹک کر وہ اخلاق فاضلہ کو اپناتے ہیں، نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ان کا مطمع نظر ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں اور ان کے دل مسجدوں سے اٹکے رہتے ہیں۔ ایثار، تواضع اور خاکساری ان کا طریق ہو جاتا ہے اور وہ دنیا میں امن وسلامتی کے پیامبر

بن جاتے ہیں۔

دوسرے: وہ دین کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتے ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ان کا طرز حیات بن جاتا ہے اور قدم قدم پر اس کا اظہار ہوتا ہے۔

تیسرے: سب اہل ایمان محبت کے رشتہ میں جڑ جاتے ہیں:

اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا ۚ (آل عمران 104:3)

ترجمہ: اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

انہیں کے لئے فرمایا گیا کہ:

رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ (فتح 30:48)

ترجمہ: آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔

اور یوں مومنوں میں یکجہتی اور اتحاد ہوتا ہے۔

چوتھے: وہ ہر قسم کے خوف اور غم سے نجات دئے جاتے ہیں۔ دشمن بار بار ان کے لئے خوف کے سامان کرتا ہے لیکن وہ اللہ کی اس خوش خبری کے تحت خوف اور ہر غم سے آزاد کئے جاتے ہیں اور ان کے چہرے مسکراہٹ سے سجے رہتے ہیں کہ:

فَمَنۡ اٰمَنَ وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝ (انعام 49:6)

ترجمہ: پس جو ایمان لے آئے اور اصلاح کرے ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ کوئی غم کریں گے۔

پانچویں: قرآن کریم کے اس ارشاد کے تابع کہ:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادۡعُوۡنِىۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ ؕ (مومن 61:40)

ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔

ان مومنوں کی دعائیں بکثرت سنی جاتی ہیں۔

چھٹے: انہیں تائید الٰہی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝ (روم 48:30)

ترجمہ: اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔

یہ تائید الٰہی دین کے لئے ان کی سعی اور قربانیوں کے کہیں زیادہ اچھے نتائج ظاہر کرتی ہے اور ہر دم ان کے لئے ترقی کے راستے کھولتی ہے۔

## ۲۳۔ انبیاء کے مخالفین:

باوجود اس حقیقت کے کہ انبیاء اپنے دعوئے نبوت سے قبل قوم میں اچھا جانے جاتے تھے۔ مثلاً

: قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ (ھود 63:11)

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ اے صالح: تو اس سے پہلے ہمارے اندر امیدوں کا مرجع تھا۔

لیکن ان انبیاء کی ظاہری حالت اور حیثیت کو اس بڑے روحانی مقام سے کم تر جان کر ان انبیاء کے مخاطبین میں سے اکثر نہ صرف ان کو جھٹلا کر انکار کرتے تھے

: كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ (مومنون 45:23)

ترجمہ: جب بھی کسی قوم کی طرف اس کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔

وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ (مومن 6:40)

ترجمہ: اور ہر قوم نے اپنے رسول کے متعلق ہمیشہ ارادہ کیا تھا کہ وہ اسے پکڑ لیں اور انہوں نے جھوٹ کے ذریعہ جھگڑا کیا تا کہ اس کے ذریعہ حق کو جھٹلا دیں۔

بلکہ ان کو ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ بناتے تھے:

یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (یٰس 31:36)

ترجمہ: وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

وہ نبی کو ایک معمولی انسان جانتے اور تمسخر سے سوال کرتے :

اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ (الفرقان 42:25)

ترجمہ: کیا یہ ہے وہ شخص جسے اللہ نے رسول بنا کر معبوث کیا ہے؟

کبھی انہیں پاگل اور مجنوں کہتے:

كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ (ذاریات 53:51)

ترجمہ: اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کی طرف بھی کوئی رسول نہیں آیا۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ ایک جادوگر یا دیوانہ ہے۔

کبھی یہ الزام لگا دیتے کہ نبی دوسروں کا ایجنٹ ہے۔

وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ (الفرقان 9:25)

ترجمہ: اور ظالموں نے کہا کہ تم لوگ یقیناً ایک ایسے آدمی کے سوا کسی کی پیروی نہیں کر رہے جو (دوسروں کے) سحر کے تابع ہے۔

کبھی دعوت حق کو یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ:

وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ (مائدہ 105:5)

ترجمہ: ہمارے لئے وہی بہت کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔

انبیاء کا انکار اور ان کی مخالفت کی وجہ حضرت مسیح موعود نے یوں بیان فرمائی:

'جس قدر ابتدائے دنیا سے لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے آئے ہیں ان کی عقلوں پر پردہ پڑا تھا کہ وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ جب تک دوسرے امور مشہودہ محسوسہ کی طرح انبیاء کی نبوت اور ان کی تعلیم کھل نہ جائے تب تک قبول کرنا مناسب نہیں اور وہ بیوقوف یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ کھلی ہوئی چیز کا ماننا ایمان میں کیونکر داخل ہوگا وہ تو ہندسہ اور حساب کی طرح ایک علم ہوا نہ کہ ایمان۔ پس یہی حجاب تھا جس کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ اوائل میں ایمان لانے سے محروم رہے اور پھر جب اپنی تکذیب میں سخت ہو گئے اور مخالفانہ راؤں پر اصرار کر چکے اس وقت آں حضرت ﷺ کی

صداقت کے کھلے کھلے نشان ظاہر ہوئے تب بھی انہوں نے کہا کہ اب قبول کرنے سے مرنا بہتر ہے'۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 338-339 نیا ایڈیشن)

یہ انکار اور تمسخر بالآخر کھلی مخالفت اور دشمنی میں بدل جاتا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ (الفرقان 32:25)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم ہر نبی کے لئے مجرموں میں سے دشمن بنا دیتے ہیں۔

اس دشمنی کے ہاتھوں اہل ایمان کو ہر دور میں جان و مال کی قربانی دینی پڑی ہے جن کی تفصیل تاریخ مذاہب کا ایک دردناک باب ہے۔

اس مخالفت کی ایک حکمت حضرت مسیح موعود نے یوں بیان فرمائی:

'مصائب حقیقت میں انبیاء اور اولیاء کے لئے روحانی نعمتیں ہیں جن سے دنیا میں ان کے اخلاق فاضلہ ظاہر ہوتے ہیں اور آخرت میں ان کے درجات کی ترقی ہوتی ہے'۔ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر ا صفحہ نمبر 279 حاشیہ 11)

## ۲۴۔ انبیاء کی کامیابی:

یہ سب تکذیب، ہنسی ٹھٹھا، الزام تراشیاں اور دشمنیاں انجام کار بے نتیجہ رہتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے مرسلین کی ہر موقع پر حفاظت فرماتا ہے اور خود ان مخالفین کو گرفتار بلا کرتا ہے:

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (انعام 11:6)

ترجمہ: پس ان کو جنہوں نے ان (رسولوں) سے تمسخر کیا انہی باتوں نے گھیر لیا جن سے وہ تمسخر کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ انبیاء کی مدد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ (صٰفّٰت 37:172-174)

ترجمہ: اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا (یہ) فرمان گزر چکا ہے (کہ) یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی اور یقیناً ہمارا لشکر ہی ضرور غالب آنے والا ہے۔

یہ نصرت الٰہی جماعت مومنین کو بھی حاصل رہتی ہے:

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ (مومن 40:52)

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے اس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

اس تائید کی بدولت نبی نڈر رہتے ہیں اور اس تمام مخالفت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتے:

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ (احزاب 33:48)

ترجمہ: جو اللہ کے پیغام کو پہنچایا کرتے تھے اور اس سے ڈرتے رہتے تھے اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے تھے۔

اور پھر انجام کار اس کامیابی کو پہنچ جاتے جس کا اللہ تعالیٰ نے یوں فیصلہ فرمایا ہوا ہے:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (مجادلہ 58:22)

ترجمہ: اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

اس آخری کامیابی کا ثبوت جماعت مومنین کا بتدریج ترقی کرتے جانا ہے۔جیسا کہ فرمایا:

اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ (انبیاء45:21)

ترجمہ:پس کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں تو کیا وہ پھر بھی غالب آسکتے ہیں؟

## ۲۵۔انبیاء کے مخالفین کا انجام:

جب مخالفین ہنسی ٹھٹھے اور تمسخر کی راہ اپنا کر انبیاء کو جھٹلا دیتے ہیں تو یہ امر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوتا ہے اور یہ مخالف اپنے اس بدانجام کو پہنچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بطور اصول قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے:

وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ (اعراف97:7)

ترجمہ:لیکن انہوں نے جھٹلا دیا پس ہم نے ان کو اس کی پاداش میں جو وہ سب کیا کرتے تھے پکڑ لیا۔

اس طرف متوجہ رکھنے کے لئے قرآن کریم نے بار بار گزشتہ انبیاء کا انکار کرنے اور ان سے ہنسی اور ٹھٹھا کر کے عذاب الٰہی کا سزاوار ہونے والے ان مخالفین کے بدانجام کا ذکر فرمایا ہے۔ان میں قوم نوحؑ ،قوم شعیبؑ،قوم لوطؑ ،قوم ثمود،قوم عاد اور قوم فرعون شامل ہیں۔

قوم نوح پر عذاب کا ذکر یوں فرمایا: كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا (قمر13,12,11,10:54)

ترجمہ:ان سے پہلے نوح کی قوم نے بھی جھٹلایا تھا پس انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی اور کہا کہ ایک مجنوں اور دھتکارا ہوا ہے۔تب ہم نے مسلسل برسنے والے پانی کی صورت میں آسمان کے در کھول دئے۔اور ہم نے زمین کو چشموں کی صورت پھاڑ دیا۔

حضرت نوحؑ کی قوم پر عذاب کا یوں ذکر فرمایا:

وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ (اعراف65:7)

ترجمہ:اور انہیں (قوم نوح کو) غرق کر دیا گیا جنہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا تھا۔

حضرت شعیبؑ کی قوم کے بارے میں اللہ فرماتا ہے:

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (عنکبوت38:29)

ترجمہ:پس (جب) انہوں نے اس کو جھٹلا دیا تو انہیں ایک زلزلہ نے آ پکڑا۔

ان انکاری قوموں پر اللہ تعالیٰ نے جو عذاب نازل کئے ان کا مجموعی ذکر یوں فرمایا:

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّیْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا (عنکبوت41:29)

ترجمہ:پس ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب سے پکڑ لیا پس ان میں ایسا گروہ بھی تھا جن پر ہم نے کنکر برسانے والا جھکڑ بھیجا اور ان میں ایسا گروہ بھی تھا جس کو ایک ہولناک گرج نے پکڑ لیا اور ان میں ایسا گروہ بھی تھا جسے ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے ایسا بھی ایک گروہ تھا جسے ہم نے غرق کر دیا۔

یوں انبیاء کے گزشتہ مخالفین چار طرح کے عذابوں سے اپنے انجام کو پہنچے۔کنکر برسانے والی تیز ہوائیں،خوفناک گرج،زلزلے اور سیلاب۔

## ۲۶۔جھوٹے مدعیان الہام اوران کے ماننے والے:

سلسلہ انبیاء کی اہمیت کے پیش نظر اوراس کے تقدس کی خاطر جھوٹے مدعیان الہام اوران کے ماننے والے اورخدا کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والوں کی گرفت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور یہ قانون مقرر کر دیا ہے کہ:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝

(حآقّہ 69:45-48)

ترجمہ: اوراگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے پھر تم سے کوئی ایک بھی اس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔

اس نظام کے ہوتے ہوئے یہ امکان نہیں رہتا کہ کوئی مفتری الی اللہ کسی لمبے عرصے کے لئے افتراء کا بازار گرم رکھ سکے۔اس لئے قرآن کریم انبیاء پر ایمان لانے کا تاکیدی حکم اوران کے انکار پر عذاب کی خبر تو دیتا ہے لیکن ایسے لوگوں کو سزاوار نہیں ٹھہراتا جو دھوکہ کھا کر کسی مفتری کو سچا سمجھ لیں بشرطیکہ کوئی خلاف قانون حرکت نہ کریں۔کیونکہ اپنی آنکھوں کے سامنے مفتری کی ناکامی کو دیکھ کر ان کے تائب ہونے کا راستہ کھلا رہتا ہے۔شائد اسی پس منظر میں مولوی مودودی صاحب نے مسیلمہ کذاب پر ایمان لانے والوں کو بھی نیک نیّت قرار دیا۔ان کے ایک رسالہ میں جسے ساٹھ کی دہائی میں بکثرت تقسیم کیا گیا لکھا ہے:

" بنوحنیفہ نیک نیتی کے ساتھ (In good faith) اس (مسیلمہ) پر ایمان لائے تھے"

(ختم نبوت از مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ نمبر 22 مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ۔لاہور)

ایسے بعض مفتری مختلف حالات میں ابتدائی دنوں میں کچھ کامیابی پا سکتے ہیں لیکن یہ بجھتے ہوئے شعلہ کی آخری لپٹ جیسا ہوتا ہے اور پھر اندھیرا ان کا مقدر ٹھہرتا ہے اور کوئی ان کا نام لیوا نہیں رہتا۔اسی لئے دنیا کے پردے پر کوئی شخص نہیں جو اپنے آپ کو کسی معلوم مفتری الی اللہ کی طرف منسوب کرتا ہو۔

## ۲۷۔نبوت کے دعویدار کی شناخت کی محفوظ راہ:

کار نبوت ایک مشکل امر ہے اوراس کا جھوٹا دعویٰ ہلاکت کا سامان۔قرآن کریم کا اس بارے میں یہ فیصلہ اوپر ذکر ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹے دعویداروں کو خود ناکام ونامراد کر دیتا ہے۔(حاقہ 69:45-48)۔

جھوٹوں کے اس طے شدہ بدانجام کے ہوتے ہوئے نبوت کے دعویداروں کی شناخت کے لئے ان اصولوں کو پیش نظر رکھنے کے ساتھ جن کی تفصیل پہلے بیان ہوئی بہترین انداز فکر وہی ہے جس کی طرف فرعون کے ایک درباری نے بادشاہ اور دیگر رؤسا کو توجہ دلائی اور جسے آئندہ کی رہنمائی کے لئے قرآن کریم نے ان الفاظ میں محفوظ فرمایا:

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۚ

(مومن 40:29)

ترجمہ: اوروہ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے کھلے کھلے نشان لے کر آیا ہے۔اگر وہ جھوٹا نکلا تو یقیناً اس کا جھوٹ اسی پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو جن

چیزوں سے وہ تمہیں ڈراتا ہے ان میں سے کچھ ضرور تمہیں آ پکڑیں گی۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولوی مودودی صاحب نے لکھا:

' 46 یعنی اگر ایسی صریح نشانیوں کے باوجود تم اسے جھوٹا سمجھتے ہو تب بھی تمہارے لئے مناسب یہی ہے کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، کیونکہ دوسرا احتمال اور نہایت قوی احتمال یہ بھی ہے کہ وہ سچا ہو اور اس پر ہاتھ ڈال کر تم خدا کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ اس لئے اگر تم اسے جھوٹا بھی سمجھتے ہو تو اس سے تعرّض نہ کرو۔ وہ اللہ کا نام لے کر جھوٹ بول رہا ہوگا تو اللہ خود اس سے نمٹ لے گا'۔

(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ نمبر 407 از مولوی سیّد ابوالاعلیٰ مودودی مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور ساتواں ایڈیشن جولائی 1989ء)

پس نبوت کے کسی دعویدار کی شناخت کے لئے اس قرآنی طریق کو اختیار کرنا ہی بہترین راستہ ہے۔

## ۲۸۔ نبوت انعام اور نعمت ہے:

وصفِ نبوت، اس کے حاملین، ان پر ایمان لانے والے اور مخالفین کے حوالے سے متعدد ذیلی عناوین کے تحت جو مضمون اوپر بیان ہؤا اس سے خوب ظاہر ہو جاتا ہے کہ نبوت بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ربوبیت اور رحمانیت کے تحت عطا شدہ ایک نعمت اور رحمت ہے۔ انسان عبدودیت کی خاطر پیدا کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے حصول میں اس کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ نے وحی والہام کے آسمانی پانی کا انتظام فرمایا اور اپنی راہ میں جدوجہد کرنے والوں کے لیے اپنے فضل سے روحانی ترقی کے راستے کھولے جن میں صالحیت، شہادت اور صدیقیت اور نبوت کے مدارج مقرر فرمائے۔ یوں نبوت انسانی روحانی ترقی کا انتہائی درجہ ہے۔ اس مقام کو پانے والے انسان میں ودیعت کی جانے والی اعلیٰ روحانی استعدادوں پر گواہ ٹھہرتے ہیں اور شائد یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان افراد کے لئے بھی جنہیں یہ عطا کی گئی اسے انعام اور نعمت قرار دیا ہے اور ان قوموں کے لئے بھی جن کے افراد کو نبوت ملی اسے نعمت فرمایا ہے۔ اس مضمون کی چند آیات قرآنیہ درج ذیل ہیں:

ایک نبی حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں فرمایا:

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٦٠﴾ (زخرف 60:43)

ترجمہ: وہ تو محض ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے (قابل تقلید) مثال بنا دیا۔

ہر نبی کی بابت فرمایا:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ ﴿٥٩﴾ (مریم 59:19)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا جو آدم کی ذریت میں سے نبی تھے۔

نبوت کو قومی نعمت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ (مائدہ 21:5)

ترجمہ: اور (یاد کرو) وہ وقت جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تمہارے درمیان انبیاء بنائے۔

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں بنی اسرائیل کو اس نعمت کی تین بار ان الفاظ میں یاد دہانی کرائی:

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ (بقرہ 41:2 ، 47 اور 123)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی۔

غرضیکہ اس امر میں کوئی بھی کلام نہیں کہ نبوت ایک نعمت اور رحمت ہے اور جس طرح اللہ کی ربوبیت اور رحمانیت اس کی دیگر صفات کی طرح دائمی ہیں اسی طرح اس کی یہ نعمت اور رحمت بھی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ کسی بھی عنوان اس کو زحمت قرار دے کر ختم سمجھنا اور ایسا ادّعا کرنا یقیناً ناشکر گزاری ہے۔ اور ناشکر گزاری اللہ کو ناپسند ہے۔

(تیسرا باب یہاں مکمل ہوا۔ اگلے باب کا عنوان ہوگا۔ 'قرآن نبوت کو ختم نہیں کرتا')۔

جمیل احمد بٹ

۱۶نومبر۲۰۱۳

# قرآن نبوت کو ختم نہیں کرتا

## (زیرِ تصنیف کتاب بعنوان 'ختمِ نبوّت' کا باب چہارم)

قرآن کریم میں ختم نبوت کے الفاظ کہیں استعمال نہیں ہوئے اور نہ کسی آیت میں یہ فرمایا گیا کہ نبوت ختم ہوگئی ہے بلکہ اس کے برخلاف قرآن نے ان گزشتہ اقوام کو جنہوں نے ماضی میں یہ عقیدہ اختیار کیا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا گمراہ اور حد سے گزرنے والا قرار دیا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے نبوت اور اس کے لوازمات یعنی فرشتوں کے نزول اور وحی والہام کے جاری رہنے کو بطور اصول اور قانون بیان فرمایا ہے۔ انعامِ نبوت پانے کے لئے دعا سکھلائی ہے۔ امت میں نبوت کا وعدہ فرمایا ہے اور کئی آیات میں معین طور پر نبی آنے کی خبر دی ہے۔ اور ساتھ ہی اس نبوت کی نوعیت اور حدود بھی بیان فرمادی ہیں۔ یعنی تکمیل دین کے اعلان کے ساتھ کسی نئی شریعت کے امکان کو رد فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ کے مقامِ خاتم النبیین کے اعلان کے ساتھ نبوت کے لئے آپ کی مہر تصدیق لازمی ٹھہرا کر اس نبوت کو امتی نبوت قرار دیا ہے۔

قرآن کریم میں مذکور اس مضمون کی وضاحت اس باب کا موضوع ہے۔

### ا۔ختم نبوت کے عقیدہ کی مذمت:

تاریخ انبیاء کے مطابق ان کے مخاطبین میں سے بیشتر تو اپنی دانست میں نبوت کی ضرورت ہی نہ پا کر ان کو ماننے سے انکار کرتے رہے ہیں۔ پھر جو ایمان لاتے ان میں سے بہت سے کچھ عرصہ بعد خود بھی اس عقیدہ کو اپناتے رہے ہیں کہ ان کے نبی کے بعد اللہ آئندہ کوئی رسول معبوث نہیں ہوگا۔ اور اس طرح نبوت کی عدم ضرورت کی سوچ میں انکار کرنے والوں کے ہم رنگ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو گمراہ اور حد سے گزرنے والا قرار دیا ہے۔

**پہلی مذمت:** چنانچہ قرآن کریم میں حضرت یوسفؑ کو آخری نبی کہنے والوں کا ذکر یوں ہوا ہے:

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ۝ (مومن 35:40)

ترجمہ: اور یقیناً تمہارے پاس اس سے پہلے یوسف بھی کھلے کھلے نشانات لے کر آچکا ہے مگر تم اس بارہ میں ہمیشہ شک میں رہے ہو جو وہ تمہارے پاس لایا یہاں تک کہ جب وہ مر گیا تو تم کہنے لگے کہ اب اس کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول معبوث نہیں کرے گا۔ اسی طرح اللہ حد سے بڑھنے والے (اور) شکوک میں مبتلا رہنے والے کو گمراہ ٹھہراتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت یوسفؑ کے دعویٰ نبوت پر شکوک میں مبتلا رہنے والوں اور آئندہ نبی نہ آنے کا عقیدہ رکھ کر حد سے بڑھنے والوں کو یکساں گمراہ ٹھہراتا ہے۔ حضرت یوسفؑ کا زمانہ حضرت موسیٰؑ سے پہلے کا ہے اور اس سے ختم نبوت کے عقیدے کی قدامت اور اس کا غلط ہونا ظاہر ہے۔

یہ مضمون اگلی آیت میں بھی چلتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ (مومن 36:40)

ترجمہ: اُن لوگوں کو جو اللہ کی آیات کے بارہ میں بغیر کسی غالب دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو جھگڑتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ان کے نزدیک بھی جو ایمان لائے ہیں۔ اسی طرح اللہ ہر متکبر (اور) سخت جابر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کو دئے گئے نشانات کے بارے میں بلا کسی غالب دلیل کے جھگڑے کھڑے کرنے کو بہت بڑا گناہ فرماتا ہے اور ایسا کرنے والوں کو متکبر اور جابر قرار دے کر ان کے دلوں پر مہر لگا دینے کا فیصلہ فرماتا ہے۔ یہ مہر لگنے کا ذکر نبوت پر نہیں بلکہ ان لوگوں کے دلوں پر ہے جو نبی کا انکار اس بہانے کرتے ہیں کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔

**دوسری مذمت:** نبوت ختم ہو جانے کا عقیدہ رکھنے والوں کا ایک اور ذکر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے:

وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ (جن 8:72)

ترجمہ: اور انہوں (جنوں کی جماعت) نے بھی گمان کیا تھا جیسے تم (یہود نے) گمان کر لیا کہ اللہ ہرگز کسی کو معبوث نہیں کرے گا۔

اس آیت کی رو سے جنوں کی اس جماعت کا بھی وہی عقیدہ تھا جو ان انسانوں نے جن کا ذکر سورۃ مومن کی اوپر درج شدہ آیت میں ہوا ہے حضرت یوسفؑ کے بعد اختیار کر لیا تھا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ انکار نبوت کی غرض سے ختم نبوت کا غلط عقیدہ قدیم سے جن و انس سب میں رہا ہے اس عقیدہ کو اختیار کرنے والے لوگوں کا ردّ اس سے ماقبل آیت میں یوں فرمایا گیا ہے:

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ (جن 7:72)

ترجمہ: اور یقیناً عوام الناس میں کئی ایسے تھے جو بڑے لوگوں کی پناہ میں آجاتے تھے انہوں نے ان کو بداعمالی اور جہالت میں بڑھا دیا۔

عوام الناس کا ایسے لوگوں کے تابع ہونا جنہیں وہ اپنی دانست میں بڑا شمار کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ بڑے ان کے لئے بطور پناہ ہیں اور وہ خود اپنے افعال کے بدنتائج سے بری الذمہ ہو جائیں گے اور ایسا سمجھنے کے نتیجے میں ان کا اپنی بداعمالیوں اور جہالت میں اور بھی بڑھ جانا گزشتہ لوگوں کے اس ذکر پر محدود نہیں بلکہ آج بھی ایک عام مشاہدہ کی بات ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ نبوت ختم ہونے کے عقیدے کے بدنتائج کے ذکر پر مشتمل یہ تمام آیات قرآن کریم میں آیت خاتم النبیین کے بعد آتی ہیں اور یوں یہ مقام خاتم النبیین کے درست معنی اختیار کرنے پر بھی راہنما ہیں۔

اس تنبیہ کے باوجود آں حضرت ﷺ کے بعد ختم نبوت کے عقیدہ کا اختیار کیا جانا بظاہر قرآن کریم کی اس پیش خبری کا پورا ہونا ہے:

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ (حٰمٓ سجدہ 44:41)

ترجمہ: تجھ سے کچھ نہیں کہا جاتا مگر وہی جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا۔

## ۲۔ نبوت جاری رہنے کا قانون:

قرآن کریم نہ صرف نبوت کو رحمت اور نعمت قرار دیتا ہے بلکہ بطور اصول کئی بار نبوت کا جاری رہنا بیان فرماتا ہے جیسا کہ قرآنی ترتیب کے مطابق درج ذیل

سات آیات سے واضح ہے:

**پہلی آیت:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ (آل عمران 180:3)

ترجمہ: اور اللہ کی یہ سنت نہیں کہ تم (سب) کو غیب پر مطلع کرے بلکہ اللہ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔

اس آیت کے اوّل مخاطب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور پھر ساری امت مسلمہ ہے یہاں **یجتبی** مضارع کا صیغہ ہے اور یوں یہ اللہ تعالیٰ کی ایک جاری سنت کا بیان ہے اور اس کے مطابق اظہار غیب کے لئے اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اپنے رسول منتخب فرماتا رہے گا۔

**دوسری آیت:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ (نساء 70:4)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔

اس آیت میں تمام روحانی مدارج بشمول نبوت کو الرسول یعنی اس خاص رسول آنحضرت ﷺ کی متابعت سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ اور مع کے بعد النبیین فرما کر ان میں سے' ہونا بیان کر دیا ہے۔ مع کا ایسا استعمال قرآن میں اور بھی جگہ ہوا ہے جیسا کہ درج ذیل آیات سے ظاہر ہے:

وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ (آلِ عمران ۱۹۴:۳) ترجمہ: اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ (نساء ۱۴۷:۴) ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جو مومنوں کے ساتھ ہیں۔

اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ (حجر ۳۲:۱۵) ترجمہ: اس نے انکار کر دیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو۔

گزشتہ تفاسیر میں بھی یہی معنی لئے گئے ہیں چنانچہ تفسیر بحر المحیط میں اس آیت کے ذیل میں درج ہے کہ: قال الراغب: ممن أنعم عليهم من الفرق الأربع في المنزلة والثواب: النبي بالنبي، والصديق بالصديق، والشهيد بالشهيد، والصالح بالصالح.

(تفسیر بحر المحیط از ابوحیان اُندلسیؒ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 699 بحوالہ پاکٹ بک از ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم صفحہ نمبر 255)

ترجمہ: امام راغبؒ نے کہا ہے کہ ان چار گروہوں میں شامل کرے گا مقام اور نیکی کے لحاظ سے۔ نبی کو نبی کے ساتھ اور صدیق کو صدیق کے ساتھ اور شہید کو شہید کے ساتھ اور صالح کو صالح کے ساتھ۔

اس کے باوجود بعض حلقوں کا مع کے معنی 'ان میں سے' ہونے کے بجائے 'ان کے ساتھ' ہونا قرار دے کر انعامِ نبوت سے انکار کا مطلب ان چاروں درجوں کا انکار ہوگا۔ اور ایسا کہنا آنحضرت ﷺ کے مقام کو ان گزشتہ انبیاء کے مقام سے گھٹانے کے مترادف بھی ہوگا جن کی اطاعت سے ان میں سے دو درجوں کا ملنا قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ (حدید 20:57)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ربّ کے حضور صدیق اور شہید ٹھہرتے ہیں۔

**تیسری آیت:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (اعراف 36:7)

ترجمہ: اے ابنائے آدم! اگر تمہارے پس تم میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیات پڑھتے ہوں تو جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے تو ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

ایسا ہی مضمون سورت بقرہ 39:2 میں بھی بیان ہوا ہے۔ وہاں ہدایت کا لفظ ہے جس کی پیروی کرنے والے خوف اور غم سے نجات پائیں گے۔

اس آیت میں بنی آدم کو مجموعی خطاب ہے اور اس طرز خطاب کی دو اور مثالیں چند آیات پہلے بیان ہوئی ہیں۔ ایک:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ (اعراف 28:7)

ترجمہ: اے بنی آدم شیطان ہرگز تمہیں فتنہ میں نہ ڈالے۔

اور دوسرے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ (اعراف 32:7)

ترجمہ: اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباس تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔

اس سیاق کلام سے بعض حلقوں کا یہ خیال درست نہیں ٹھہرتا کہ یہ خطاب بنی آدم کو عالم ارواح میں کیا گیا تھا اور قرآن کریم میں حکایتاً بیان ہوا ہے۔ بلکہ جس طرح چند آیات پہلے مذکور یہ احکامات عام ہیں اسی طرح یہ ارشاد بھی قرآن کریم کے ہمیشہ کے مخاطبین کے لئے ہے۔

یہی معنی گزشتہ تفاسیر میں بھی لئے گئے ہیں۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

**فانه خطاب لا هل ذلك الزماں و لكل من بعد هم**

یعنی بنی آدم کا خطاب اس زمانہ سے اور بعد کے زمانہ کے سب لوگوں کے لئے ہے۔

(تفسیر اتقان از علامہ جلال الدین سیوطیؒ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 34 سہیل اکیڈمی کارواں پریس لاہور۔ بحوالہ علمی تبصرہ از قاضی محمد نذیر صاحب فاضل صفحہ ۹)

**چوتھی آیت:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ (نحل 3:16)

ترجمہ: وہ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے فرشتوں کو روح القدس کے ساتھ اتارتا ہے کہ خبردار کرو کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس مجھ ہی سے ڈرو۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے چنندہ بندوں پر فرشتوں کے وحی نبوت کے ساتھ اترنے کا قانون بیان فرمایا ہے۔ ایسا اللہ کے حکم سے ہونا اس بات کو لازم کرتا ہے کہ وحی نبوت کے ان حاملین کو مانا جائے۔ اللہ کا یہ فرمانا کہ یہ وحی نبوت اس کی مرضی کے تابع اس کے عابد بندوں پر اترتی ہے وہب نبوت کو عبد ہونے کے کسب سے جوڑ دیتا ہے۔ یوں یہ آیت بھی سلسلہ نبوت کے جاری رہنے پر دلیل ہے۔

**پانچویں آیت:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ (حج 76:22)

ترجمہ: اللہ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔

اس آیت میں ایک الٰہی سنت کو بطور قاعدہ بیان فرمایا گیا ہے۔ اس آیت میں بھی لفظ **یصطفی** مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور مستقبل دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پس رسولوں کا چننا خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور پھر قرآن کریم میں یہ اصول بھی مذکور ہے کہ:

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ (احزاب 63:33)

ترجمہ: اور تو ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

اس آیت کے تحت اپنی سنت اور فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ آئندہ بھی رسول چن سکتا ہے اور یوں اس آیت سے نبوت کا جاری رہنا ثابت ہے۔

**چھٹی آیت:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۙ (مومن 16:40)

ترجمہ: وہ بلند درجات والا صاحب عرش ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے امر سے روح کو اتارتا ہے تا کہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے فرمایا:

'روح سے مراد کلام الٰہی ہے جان سول (Soul) کو عربی بول میں نفس کہتے ہیں قرآن شریف میں روح کے معنی کلام ہی کے ہیں۔'

(حقائق الفرقان جلد سوئم صفحہ نمبر 515)

گزشتہ مفسرین نے بھی یہی قرار دیا ہے جیسا کہ علامہ آلوسیؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے: "اس آیت میں روح سے مراد کلام الٰہی ہے"

(تفسیر روح المعانی از علامہ شہاب الدین محمود آلوسی جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 4 مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور بحوالہ کلید دعوت از جمال الدین شمس صفحہ نمبر 55)

اسی طرح علامہ طبرسی نے لکھا ہے:

"روح سے مراد وحی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہاں روح سے مراد نبوت ہے"

(مجمع البیان از ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی جلد 8 صفحہ نمبر 517 مکتبہ العلمیہ الاسلامیہ سوق الشیر ازی طہران ایران بحوالہ کلید دعوت صفحہ نمبر 39)

اس آیت میں بھی کلام الٰہی یعنی وحی نبوت کے نزول کی الٰہی سنت کا ذکر ہے کہ وہ جب چاہے ایسا کرتا ہے اور یوں یہ سلسلہ وحی اور نبوت کے جاری رہنے پر دلیل ہے۔

**ساتویں آیت:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا (حٰمٓ سجدہ 31:41)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے پھر استقامت اختیار کی ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور بشارت ہو۔

حضرت مسیح موعود نے اس آیت کی تشریح میں فرمایا:

'جن لوگوں نے اپنے قول اور فعل سے بتا دیا کہ ہمارا ربّ اللہ ہے اور پھر انہوں نے استقامت دکھائی ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ فرشتوں کا نزول ہو اور مخاطبہ نہ ہو نہیں۔ وہ انہیں بشارتیں دیتے ہیں'

(الحکم جلد 10 نمبر 4 مورخہ 31 جنوری 1906ء بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود جلد چہارم صفحہ نمبر 88)

خاص لوگوں پر ملائکہ کا یہ نزول اور ان کے ذریعہ پیش خبریوں اور بشارات کا ملنا نبوت کا ملنا ہی ہے

## ۳۔انعامِ نبوت کے لئے دعائیں:

**پہلی دُعا:** سورۃ فاتحہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے اور اس میں جو جامع دعا سکھائی گئی ہے اس کا ایک جز وایسے لوگوں کے راستہ پر چلنے کی دعا ہے جن پر اللہ نے انعام کیا:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ (فاتحہ 1:6-7)

ترجمہ: ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔

انعام یافتہ لوگوں کی نشان دہی قرآن کریم میں یوں فرمائی گئی ہے:

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ (نساء 4:70)

ترجمہ: جن پر اللہ نے انعام کیا (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔

پس اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی یہ دعا تمام روحانی مراتب کے حصول کے لئے ہے جن پر بدرجہ اولیٰ نبوت شامل ہے اور ایک کی نفی کا مطلب سب سے محرومی ہو گی۔ جو خلاف واقعہ ہے۔

ماقبل آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے::

وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ (نساء 4:69)

ترجمہ: اور ہم ضرور انہیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔

سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کی اس یقین دہانی اور اس سے اگلی آیت میں اس انعام کی تفصیل اس کے سورۃ فاتحہ کی دعا سے جڑا ہونے پر ایک مضبوط حوالہ ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ نبوت کے جاری رہنے کی دعا ہی ہے۔

نبوت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کا قرآن کریم میں علیحدہ بھی ذکر ہے جیسا کہ فرمایا:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ (مائدہ 5:21)

ترجمہ: اور (یاد کرو) وہ وقت جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تمہارے درمیان انبیاء بنائے۔

**دوسری دعا:** آں حضرت ﷺ پر بکثرت پڑھے جانے والے درود میں آپ ﷺ اور اولاد کی طرح آپ ﷺ کے اطاعت گزار مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ سے جن نعمتوں کے پانے کی دعا کی جاتی ہے اس میں وہ برکتیں بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل کو عطا فرمائیں۔

**(کما بارکت علی ابرٰھیم و علی اٰل ابرٰھیم)** ان برکات میں سب سے اوّل نبوت تھی۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو نبی بنایا تو آپ نے اپنی اولاد میں اسی نعمت کے جاری رہنے کی دعا کی جسے اللہ تعالیٰ نے قبول بھی فرمایا۔ اس مکالمہ کو قرآن کریم نے یوں محفوظ فرمایا ہے:

قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ (بقرہ 2:125)

ترجمہ:اس (اللہ) نے کہا میں یقیناً تجھے (ابراہیمؑ کو) لوگوں کے لئے امام بنانے والا ہوں تو اس (ابراہیم) نے عرض کیا اور میری اولاد میں بھی (اس نبوت کو جاری رکھیو)۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ہاں مگر) ظالموں سے میرا یہ عہد نہیں۔

اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اولادِ ابراہیمؑ میں سلسلہ نبوت کو جاری رکھا جیسا کہ ایک اور جگہ فرمایا:

وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (عنکبوت 28:29)

ترجمہ:اور (ہم نے) اس (ابراہیم) کی ذریّت میں بھی نبوت اور کتاب (کے انعام) رکھ دئے۔

پس ایک طرف اللہ تعالیٰ کا حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو قبول کرتے ہوئے ان کی نسل کے نیکوں میں بوقت ضرورت امامت جو جامع نبوت ہے کے عطا کئے جانے کا وعدہ ہے اور دوسری طرف آں حضرت ﷺ نے امت کو جس درود کے پڑھنے کی تلقین فرمائی (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الصلوٰۃ النبی ﷺ)، اس کے الفاظ میں آل ابراہیمؑ کو ملنے والے انعامات کے حصول کی دعا بھی شامل کی۔

اس لئے اہل ایمان بار بار اس دعا کو دہراتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس برکت کو امت میں بھی جاری رکھے کہ امت محمدیہ ہی برکات ابراہیمی کی حقیقی وارث ہے۔سو اس دعا کا سکھلایا جانا نبوت کے تسلسل پر ایک مضبوط قرینہ ہے۔اس حقیقت کا اظہار گذشتہ بزرگ بھی کرتے رہے ہیں۔چنانچہ حضرت ابن عربیؒ نے لکھا: "درود شریف سے قطعی طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ بعض لوگ اس امت کے اللہ کے نزدیک نبوت کا مقام پانے والے ہیں "

(فتوحات مکیہ جلد اوّل از حضرت امام ابن عربی صفحہ نمبر 545 زیر آیت نساء 55 بحوالہ کلید دعوت از جمال الدین شمس صفحہ نمبر 40)

**۴۔نبوت کا وعدہ:**

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (نور 56:24)

ترجمہ:تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

پہلے لوگوں میں سے بنی اسرائیل میں جو خلیفہ بنائے گئے وہ نبی بھی تھے جیسے وہ تمام انبیاء جو حضرت موسیٰؑ کے بعد آئے اور جو تورات کے احکام کے مطابق یہود کے لئے فیصلہ کیا کرتے تھے۔(مائدہ 45:5)

اور جن میں سے ایک حضرت داؤدؑ کے بارے میں واضح طور پر فرمایا گیا:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (ص 27:38)

ترجمہ:اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

اور غیر نبی بھی جیسے حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نون ان کے خلیفہ ہوئے اور پھر اسی آیت میں مذکور ان عارف اور ربانی علماء کا سلسلہ جو انبیاء کی مانند تورات کی حفاظت کرتے رہے۔

پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے دونوں اقسام کے خلفاء کا وعدہ فرمایا ہے وہ بھی جو نبی نہ ہوں گے جیسے خلفائے راشدینؓ، سلسلہ مجددین، بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند علمائے حق اور موعود مسیح کے بعد دوبارہ خلافت علیٰ منہاج نبوت اور نبی خلیفہ بھی۔

**احادیث میں خبریں:** ان سب کی علیحدہ علیحدہ خبریں احادیث رسول ﷺ میں یوں بیان ہوئی ہیں:

**خلافت راشدہ:** اِنَّ اَوَّلَ دِینِکُم بَدَ ا نبوۃ وَّ رَحمَۃً ثُمَّ یَکُون خلافت وَّرحمَتً
یعنی بلاشبہ تمہارے دین کی ابتداء نبوت اور رحمت سے ہوئی پھر خلافت اور رحمت رہے گی۔
(مجمع الزوائد از علامہ نورالدین الہیثمی جلد اول صفحہ نمبر 342 بیروت بحوالہ خلافت احمدیہ از مجیب الرحمٰن صفحہ نمبر 47)

**سلسلہ مجددین:** إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهذه الأمة على رأس كل مائة سنة مَنْ يُجَدِّدُ لها دينها (ابوداؤد)
ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو امت کے لئے معبوث کرتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔
مجددین کا تجدید دین کا کام اسی نتیجہ کا حامل ہے جو اس آیت میں خلافت کا قرار دیا گیا ہے یعنی: وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي (نور 56:24)
ترجمہ: اور ان کے لئے ان کے دین کو ضرور تمکنت عطا کرے گا۔
اس سے ظاہر ہے کہ مجددین کا یہ سلسلہ اسی وعدہ کی ایک کڑی ہے۔

**انبیاء بنی اسرائیل کی مانند علمائے حق: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** ۔یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے ہم پلہ ہیں۔
(مکتوبات امامِ ربانی اردو از حضرت مجدد الف ثانیؒ مترجم محمد سعید نقشبندی دفتر اوّل حصہ چہارم صفحہ نمبر 72 مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی بحوالہ کلید دعوت از جمال الدین شمس صفحہ نمبر 57)

**دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوت: ثم تکون الخلافہ علیٰ منہاج النبوۃ** (مشکوٰۃ کتاب الفتن)
یعنی پھر منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی۔

**خلیفہ نبی: اَلا اِنَّہ لَیسَ بَینِی و بَینَہ نَبِیٌ وَّلَا رَسُولٌ اَلَآ اِنَّہٗ خَلِیفَتِی فی اُمَّتی** (طبرانی فی الاوسط)
یعنی سن لو! میرے اور مسیح موعود کے درمیان نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول اور سن لو! کہ وہ میری امت میں میرا خلیفہ ہے۔

**مثیلِ عیسیٰ نبی:** گزشتہ سلسلہ کے مطابق امت محمدیہ میں خلفاء کا ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ آں حضرت ﷺ کو حضرت موسیٰؑ کے مثیل رسول فرمایا گیا۔
إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا (مزمّل 16:73)
ترجمہ: اور یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف بھی ایک رسول بھیجا تھا۔
گزشتہ لوگوں کی طرح خلیفہ بنانے کا الٰہی وعدہ اس امر کا متقاضی ہے کہ دونوں سلسلوں کے مماثل آغاز کی طرح امت محمدیہ کا آخری خلیفہ بھی بنی اسرائیل کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰؑ کے ہم رنگ ہو۔ تاکہ یہ مشابہت پورے طور پر ظاہر ہو سکے۔
اس طرح یہ آیت اپنے اندر اس وعدہ کو لئے ہوئے ہے کہ امت میں حضرت عیسیٰ کے ہم رنگ ایک نبی ظاہر ہوگا۔

**منکم کے معنی:** بعض لوگ اس حتمی نتیجہ سے بچنے کے لئے آیت میں مذکور لفظ ' **منکم** ' بمعنی تم میں سے۔ کو صحابہ کرامؓ سے مخصوص کر کے کہتے ہیں کہ خلیفہ بنائے جانے کا یہ وعدہ صرف اصحاب رسول ﷺ سے تھا۔ یہ توجیہ جہاں آیت میں مذکور دیگر تفاصیل اور آں حضرت ﷺ کو حضرت موسیٰؑ کے ہم رنگ قرار دینے کے تقاضوں کے خلاف ہے وہیں بکثرت دہرائے گئے قرآنی اسلوب سے بھی متصادم ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

'**منکم** کا لفظ قرآن کریم میں قریباً 82 جگہ آیا ہے اور بجز دو تین جگہ کے جہاں کوئی خاص قرینہ قائم کیا گیا ہے باقی تمام مواقع میں **منکم** کے خطاب سے وہ تمام مسلمان مراد ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے'۔ (شہادت القرآن روحانی خزائن جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 331)

ان مقامات میں جو احکامات بیان ہوئے ہیں وہ رائج چلے آتے ہیں مثلاً **امر بالمعروف و نهی عن المنکر** کا حکم اور یہ اس بات پر گواہ ہیں کہ **منکم** کو محدود کرنے کا استدلال درست نہیں۔ اور حقیقت یہی ہے کہ یہ وعدہ بشرط ایمان، اعمال صالح اور اس انعام پر شکر گزاری کے عام ہے۔

**حدیث میں منکم:** آیت استخلاف کے ہم رنگ یہی **منکم** کا لفظ آں حضرت ﷺ نے بھی امت کے موعود نبی کی پیش خبری میں استعمال فرمایا۔ یعنی **امامکم منکم** (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم) کہ وہ تمہارا امام ہوگا تم میں سے اور **اَمَّکُم منکم** (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ بن مریم) اور یوں اس پیشگوئی کو قرآنی وعدہ خلافت کی آیت سے جوڑ دیا۔ اور واضح فرما دیا کہ آنے والا موعود اسی امت میں سے ہوگا نہ کہ بنی اسرائیل کے لئے معبوث کئے جانے والے حضرت عیسیٰؑ۔

**حدیث میں تمکنت دین:** آں حضرت ﷺ نے آنے والے مہدی اور مسیح کے جو کام بتائے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ: لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا (صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ) یعنی وہ ایمان کو ثریا ستارے سے لوٹا لائے گا۔ یہ کام اس آیت میں مذکور اس وعدہ کے تابع لگتا ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) خلافت کے ذریعہ دین کو تمکنت عطا فرمائے گا۔ اور اس یکسانیت سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ امت میں نبی کا وعدہ آیت استخلاف کے مطابق ہے۔

**طویل دورانیہ:** آں حضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم فضلوں کا مورد بنایا جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ (نساء 4:114)

ترجمہ: اور تجھ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کو بہترین امت فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران 3:111)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

ان اعلیٰ مقامات کا تقاضا تھا کہ آپ ﷺ کی امت سے خلافت کا وعدہ بنی اسرائیل سے مماثلت رکھنے کے باوجود دورانیہ کے لحاظ سے بھی ممتاز ہو اور جب کہ حضرت موسیٰؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک کا دور ۱۴۰۰ سال پر ممتد رہا۔ امت محمدیہ میں سلسلہ خلافت انتہائے دنیا تک جاری رہے۔

شائد اسی تناظر میں آں حضرت ﷺ نے جب امت میں خلافت کے قیام کی خبر دی اور اس کے مختلف ادوار کا ذکر فرمایا تو سب کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کی خبر دے کر سکوت فرمایا اور مزید کسی دور کی خبر نہ دی۔

(مسند امام احمد بن حنبلؒ زیر عنوان حدیث حضرت نعمان بن بشیرؓ جلد 4 صفحہ نمبر 273 دار صادر۔ بیروت)

**حفاظت قرآن:** ایک اور آیت قرآنی میں اللہ نے فرمایا ہے کہ:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (حجر 15:10)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن کریم کی معنوی حفاظت کا آسمانی انتظام یہی وعدہ خلافت ہے کیونکہ ان خلفاء کے ذریعہ بار بار دین کی تجدید ہوتی رہتی ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ پر زمانے کے ہاتھوں پڑنے والی گرد صاف ہو جاتی ہے اور اس کی روشن تعلیم پھر نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ چونکہ حفاظتِ قرآن کا وعدہ دائمی ہے اس لئے یہ انتظام بھی ہمیشہ رہے گا۔

مذکورہ بالا تفصیل امتِ محمدیہ میں انعامِ نبوت کے وعدہ پر کافی دلیل ہے

## ۵۔ نبی کی خبریں:

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ میں انعام نبوت کا صرف وعدہ ہی نہیں فرمایا بلکہ قرآن کریم میں مختلف رنگوں میں امت میں نبی کی آمد کی خبر بھی دی گئی ہے۔ یہ آیات اور ان کی کسی قدر وضاحت ذیل میں درج کی جاتی ہے:

### پہلی خبر: عذاب سے پہلے نبی:

اللہ تعالیٰ نے یہ اصول مقرر فرمایا ہے کہ عذاب کے آنے سے پہلے نبی ضرور بھیجا جاتا ہے تا کہ اتمام حجت ہو جائے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل 16:17)

ترجمہ: اور ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول نہ بھیج دیں۔

یہ اس لئے ہے تا مستحقین عذاب یہ گلہ نہ کریں کہ:

وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝

(طٰہٰ 135:20)

ترجمہ: اور اگر ہم انہیں اس سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ ضرور کہتے کہ اے ہمارے ربّ کیوں نہ تو نے ہماری طرف رسول بھیجا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے بیشتر اس کے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہو جاتے۔

اس آیت کے مطابق صرف اتمام حجّت کے لئے بھی نبی بھیجے جاتے ہیں۔ صرف اس غرض سے بھیجے گئے نبی بلا شریعت ہی ہوں گے۔

اس قانون الٰہی کے پس منظر میں قرآن کریم یہ خبر بھی دیتا ہے:

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ (بنی اسرائیل 59:17)

ترجمہ: اور کوئی بستی نہیں مگر اسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک کرنے والے یا اسے بہت سخت عذاب دینے والے ہیں۔

ان تباہیوں کی خبر انجیل میں بھی ہے:

'قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے'۔ (متی باب 24 آیات 7-8)

عالمگیر عذاب کی یہ خبر پہلے ذکر ہوئی سنت الٰہی کی روشنی میں آئندہ ایک نبی کی بعثت کی خبر ہے۔

۱۹ویں صدی کے آخر سے شروع دنیا پر نازل ہونے عذابوں کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ طاعون سے بستیوں کی بستیاں تباہ ہوئیں۔ زلزلوں نے متعدد شہروں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ دونوں عالمگیر جنگوں میں بے انتہا ہلاکتیں ہوئیں۔ پہلی جنگ عظیم میں تین کڑوڑ اور دوسری میں ساڑھے پانچ کڑوڑ انسان ہلاک ہوئے اور تیسری جنگ تو لگتا ہے کہ انسانیت کی صف لپیٹ دے گی۔ ان عذابوں کی آمد ان سے پہلے ایک نبی کی آمد کی متقاضی ہے۔

**دوسری خبر: میثاق النبین:**

قرآن کریم دو میثاقوں کا ذکر فرماتا ہے جو انبیاء سے لئے گئے۔ ان میں اول یہ ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ

(آل عمران 82:3)

ترجمہ: اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا کہ جبکہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔

اس آیت کی تشریح مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے یوں فرمائی ہے:

'ان آیات میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ پختہ عہد لیا ہے کہ جب تم میں سے کسی نبی کے بعد دوسرا نبی آئے جو یقیناً پہلے انبیاء اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا تو پہلے نبی کے لئے ضروری ہے کہ پچھلے نبی کی سچائی اور نبوت پر ایمان خود بھی لائے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کرے'۔ (معارف القرآن جلد نمبر 2 از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 100 بحوالہ راہ ہدیٰ از ایم۔ کے۔ خالد، صفحہ نمبر 142 ناشر اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹیڈ، اسلام آباد، یو کے 1991ء)

مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی (جو شیخ الہند لکھے جاتے ہیں) نے تقریباً انہی الفاظ میں یہ تشریح اپنے ترجمۃ القرآن صفحہ نمبر 78 پر کی ہے۔

(بحوالہ راہ ہدیٰ از ایم۔ کے۔ خالد، صفحہ نمبر 141 ناشر اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹیڈ، اسلام آباد، یو کے 1991ء)

نبیوں سے اور ان کے توسط سے ان کی قوموں سے لیا جانے والا یہ عہد آئندہ آنے والے نبیوں پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا تھا۔ درمیانے عرصہ میں آنے والے انبیاء سے لیا جانے والا یہ عہد بطور خاص تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں تھا۔ ابن جریر نے حضرت علیؓ کے حوالے سے یہ روایت لکھی ہے کہ حضرت آدمؑ سے لیکر کوئی نبی معبوث نہیں ہوا جس سے اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ کے متعلق عہد نہ لیا ہو۔

یہ عہد بنی نوع انسان کو انبیاء کے ذریعہ ان کے خالق کی طرف رجوع کر کے انسانوں کے اپنے مقصد پیدائش کی طرف متوجہ رکھنے اور سچائی کے تسلسل کی خاطر تھا۔ اور اس بات سے قطع نظر تھا کہ بعد میں آنے والے نبی فضیلت کے کس بڑے یا چھوٹے درجہ پر تھے۔ چنانچہ واقعاتی طور پر ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ سے لیا گیا عہد خود ان کے بیٹوں حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کے لئے تھا۔ اور حضرت موسیٰؑ سے لیا گیا عہد ان کے بعد آنے والے بنی اسرائیل کے غیر تشریعی رسول تھے۔ یہ امر انبیاء میں ان کے مقام نبوت کے بارے میں کوئی فرق نہ کرنے کا ایک خوبصورت اظہار ہے۔

اسی عہد کے پاس میں حضرت موسیٰؑ نے اپنے بعد حضرت ایلیاءؑ، حضرت مسیحؑ، اور 'وہ نبی' کی خبر دی۔ اور حضرت عیسیٰؑ نے اس روح حق کی آمد کی نوید دی جو سب کچھ کہہ دے گا۔

اس سفر کو جاری رکھتے ہوئے قرآن کریم اس عہد کا آں حضرت ﷺ سے لیا جانا بھی بیان فرمایا ہے:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ (احزاب 8:33)

ترجمہ: اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے بھی اور نوح سے بھی اور ابراہیم سے بھی اور موسیٰ سے بھی اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی۔

اس آیت میں آں حضرت ﷺ کے ذکر کے ساتھ چار انبیاء کا نام لیا گیا۔ حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت انبیاء تھے جس طرح خود آں حضرت ﷺ۔ حضرت ابراہیمؑ، آں حضرت ﷺ اور بنو اسماعیل کے جد امجد تھے اور حضرت عیسیٰؑ آں حضرت ﷺ سے پہلے آنے والے نبی اور بنی اسرائیل کے

سلسلہ کے آخری نبی تھے۔ان انبیاء کے ذکر کی حکمتیں ایک علیحدہ مضمون ہے۔ یہاں یہ امر مفید طلب ہے کہ آں حضرت ﷺ سے بھی انبیاء کا وہ عہد لیا گیا جس کا تفصیل سے اوپر ذکر ہوا۔آپ ﷺ سے اس عہد کا لیا جانا یعنی آں حضرت ﷺ کو اپنی امت کو آنے والے پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کا عہد لیا جانا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا تھا۔

اگر آں حضرت ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا تو آپ سے اس عہد کے لئے جانے کا کیا جواز تھا؟

غالباً یہی عہد تھا جس کے تحت آں حضرت ﷺ نے اپنے بعد آنے والے مہدی اور مسیح کی بشارت دی۔کم وبیش ستّر احادیث میں یہ خبر اور اس کی علامات کا ذکر ملتا ہے۔خاص طور پر آنے والے پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کے حوالے سے آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ، الْمَهْدِيُّ »

(سنن ابن ماجہ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 1367 کتاب الفتن باب خروج المہدی)

ترجمہ: جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے پہاڑوں پر گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے کیونکہ وہ مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔

من أدرك منكم عيسى ابن مريم فَلْيُقْرِئْهُ مني السلام

(تفسیر دُرِمنثور از علامہ جلال الدین سیوطی جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۳۳ فی تفسیر الماثور سورۃ النساء زیر آیت وَاِنۡ مِّنۡ اھل الکتاب ؒ شائع کردہ دار لکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: جو بھی تم میں سے عیسیٰ بن مریم کو پائے تو اس کو میرا اسلام پہنچا دے۔

سلامتی کا یہ پیغام اس آنے والے کے لئے امن وآشتی کا سامان کرنے کا حکم تھا جو اس سے تعاون کے بغیر محال ہے اور یہ صریح اس کی مدد کا قرینہ ہے۔

## تیسری خبر: سورج کا چاند:

آں حضرت ﷺ کے مراتب عالیہ کے بیان میں قرآن کریم نے آپ ﷺ کو **سراج منیر** (احزاب 47:33) یعنی چمکتا ہوا سورج بھی فرمایا۔سورج جسمانی زندگی میں روشنی، حرارت، توانائی اور نور کا سرچشمہ ہے اور اسی طرح آں حضرت ﷺ روحانی زندگی بھی انہی صفات سے متصف ہے۔ ہر روحانی ہدایت، روشنی اور نور آپ ﷺ کے وجود سے ہے۔ پھر جس طرح سورج ہمارے جسمانی نظام شمسی کا محور ہے اور بے شمار ستارے اور ایک چاند سورج سے فیض پا کر روشن ہیں اور مخلوق خدا کو نفع پہنچا رہے ہیں۔آپ ﷺ کا سراج منیر ہونا اس خبر کو لئے ہوئے ہے کہ آپ ﷺ کے وجود باجود سے فیض پا کر آسمانِ روحانی پر بھی بے شمار ستارے اور ایک چاند جیسا وجود ظاہر ہوں گے۔

ان ستاروں کی نشاندہی آں حضرت ﷺ نے ان الفاظ میں فرمائی کہ: اَصحابی کَالنّجوم (مشکوٰۃ کتاب المناقب صحابہؓ) 'میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' اور اس روحانی چاند کے ظہور کی مہدی اور مسیح کے نام سے پیشگوئی فرمائی۔جس طرح چاند چودھویں تاریخ کو سورج کی روشنی کو درجہ کمال تک جذب اور منعکس کرتا ہے اس روحانی چاند کا ظہور بھی چودھویں صدی میں مقرر کیا گیا۔

چاند کی روشنی تمام تر سورج کا فیض ہوتا ہے اس روحانی چاند کے لئے بھی فیض کا سرچشمہ سراج منیر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہونا تھا۔پس چونکہ آپ کے سورج کی روشنی نور نبوت ہی ہے اور آپ ﷺ کو صرف چراغ ہی قرار نہیں دیا گیا بلکہ منیر بھی فرمایا ہے یعنی دوسرے چراغوں کو روشن کرنے والا اس لئے دوسرے چراغ کا روشن ہونا بھی ضروری ہے اور یوں یہ آپ کے فیض سے مستفید ہو کر ایک ایسے نبی کی آمد کی خبر ہے جو ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی۔

اس سے اگلی آیت اس مضمون کو آگے بڑھاتی ہے:

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ (احزاب 48:33)

ترجمہ: اور مومنوں کو خوش خبری دے دے کہ (یہ) ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔

یہ آیت واضح طور پہلی بات کو جو سورج کے تابع چاند کے ظہور کی ہے نہ صرف ایک خبر بلکہ خوش خبری قرار دے کر بتا رہی ہے کہ ایسا مستقبل میں ہوگا۔

نیز اس انتظام کو کہ اوّل آں حضرت ﷺ جیسے عظیم وجود کو ایک منور کرنے والے سورج کی طرح بھیجا اور پھر بعد کے زمانے میں اس سورج سے روشن شدہ ایک روحانی چاند کے ذریعہ تکمیل تبلیغ ہدایت کا سامان کیا۔ اس کی عظیم برکات کے پیش نظر اللہ کا بڑا فضل قرار دیتی ہے۔

انعام نبوت اللہ تعالیٰ کے بڑے فضلوں میں سے ہے جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں۔ غرضیکہ یہ آیت ایک امتی نبی کی آمد کی خبر ہے۔

اس آیت سے ایک اور استنباط ایک اہل علم نے یوں کیا ہے:

'عربی سے ترجمہ: آں حضرت ﷺ کو چراغ اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ ایک چراغ سے بہت سے دوسرے چراغ روشن ہو سکتے ہیں جبکہ اصل چراغ کی روشنی میں اس سے کوئی کمی نہیں آتی'۔ (زرقانی شرح مواہب الدنیہ از حضرت امام محمد بن عبدالباقی زرقانیؒ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر 171 بحوالہ ضرورت نبوت کا ثبوت از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 83)

آیت خاتم النبین کے بعد سورت احزاب ہی میں اس آیت کی موجودگی سے مقام خاتم النبین کے حقیقی معنوں کی بھی خوب وضاحت ہو جاتی ہے۔

## ۴۔ چوتھی خبر: برائے اصلاحِ بگاڑ:

قرآن کریم میں یہ سنت الٰہی بیان ہوئی ہے کہ جب بھی اکثریت گمراہ ہو جاتی ہے تو اللہ ان میں ڈرانے والا بھیجتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ (صافات 72:37-73)

ترجمہ: اور یقیناً ان سے قبل پہلی قوموں میں سے بھی اکثر گمراہ ہو چکے تھے اور یقیناً ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے تھے۔

یہ ڈرانے والے نبی یا رسول ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا:

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (بقرہ 214:2)

ترجمہ: پس اللہ نے نبی معبوث کئے اس حال میں کہ وہ بشارت دینے والے تھے اور انذار کرنے والے تھے۔

نیز فرمایا:

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (نساء 166:4)

ترجمہ: کئی بشارتیں دینے والے اور انذار کرنے والے رسول بھیجے۔

بگاڑ کا ضرورت نبوت ہونا عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ کتاب ختم نبوت کے مصنف لکھتے ہیں:

"بعثت نبی کی ضرورت جب ہوتی ہے کہ خدا کے بندے اس کی صراط مستقیم کو چھوڑ دیں، تا کہ یہ نبی ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دے"

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی صفحہ نمبر 175 ادارۃ المعارف کراچی ستمبر 2012ء)

آں حضرت ﷺ نے معین طور پر ایک وقت میں اپنی امت کے بگاڑ کی خبر بھی دی۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں ہے:

i۔ ترجمہ حدیث: 'تم لوگ اپنے سے پہلی اقوام کی پیروی کرو گے جس طرح ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی طرح ہوتا ہے یہاں تک اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی ایسا کرو گے۔ صحابہ نے عرض کیا، کیا آپ ﷺ کی مراد یہود و نصاریٰ سے ہے؟ آپ نے فرمایا اور کس سے؟'۔

(بخاری کتاب الاعتصام والسنۃ)

ii۔ يوشِكُ أنْ يأتي على الناس زمانٌ لا يبقى من الإسلامِ إلا اسمُه ، ولا يبقى من القُرآنِ إلا رَسمُه ، مساجِدُهم عامرةٌ وهي خَرابٌ من الهُدَى (مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 91 الجزالاول المکتب الاسلامی، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۳)

ترجمہ: عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔

iii۔ وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً،

(جامع ترمذی جلد 2 صفحہ نمبر 89 کتاب الایمان باب افتراق ھذہ الامت)

ترجمہ: اور میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے صرف ایک جنتی ہوگا اور باقی جہنمی ہوں گے۔

عام لوگوں کے اس بگاڑ کے ساتھ علماء کا حال بھی ابتر ہونے کی خبریں یوں دی گئیں:

ا۔ عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ من عند هم تخرج الفتنت و فيهم تعود

(مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 91 الجزالاول المکتب الاسلامی، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۳)

یعنی اس زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ انہیں سے فتنے اٹھیں گے اور انہیں میں لَوٹ جائیں گے۔

۲۔ فَيَصِيرُ النَّاس اِلَىٰ عُلَمَآ فَاِذَا هُم قِرَدَهُ وَ خَنَا زِيرُ

(کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 190 حدیث نمبر 2013 مطبع دائرہ معارف نظامیہ حیدر آباد دکن 1314ھ)

ترجمہ: لوگ ہدایت اور راہنمائی کے لئے علماء کے پاس جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔

آں حضرت ﷺ کی مسلمانوں کی اکثریت اور علماء کے بگاڑ کی پیش خبریاں یقیناً اس امر کی متقاضی ہیں کہ ان کے ساتھ نبی بھیجنے کی الٰہی سنت بھی ظاہر ہو۔ اور یوں یہ امت میں نبی آنے کی خبر ہے۔

## پانچویں خبر: اسمه احمد:

حضرت عیسیٰؑ نے انجیل میں یہ پیشگوئیاں فرمائیں:

i۔ 'اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا' (یوحنا باب 16 آیت 7)

ii۔ 'مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا بلکہ جو کچھ سنے گا وہی کہے گا' (یوحنا باب 16 آیت 12-13)

iii۔ 'سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمانوں سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس کنارے سے اس کنارے تک جمع کریں گے' (متی باب 24 آیات 29-31)

یہ دو پیش خبریاں تھیں۔ ایک 'وہ نبی' کی یعنی آں حضرت ﷺ کی اور دوسری ابن آدم یعنی حضرت عیسیٰؑ کی اپنی آمد ثانی کی۔

قرآن کریم نے حضرت عیسیٰؑ کی ان پیشگوئیوں کو یوں دہرایا ہے:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ (صف 7:61)

ترجمہ: اوران رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

(کنزالایمان ترجمہ قرآن از مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی، زیر آیت 6 سورۃ صف)

یہ خبر اوّل درجے پر آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کے وجود باجود سے پوری ہوئی۔ گو آپ ﷺ کا ذاتی نام احمد نہ تھا لیکن اس حدیث کے مطابق کہ:

**انا محمد و انا احمد و انا ماحی و انا عاقب** (بخاری کتاب المناقب)

ترجمہ: کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور ماحی ہوں اور عاقب ہوں۔

ماحی اور عاقب کی مانند احمد بھی آپ ﷺ کا صفاتی نام تھا۔

اور پھر ان خبروں میں بتائی گئی علامتیں 'حضرت عیسیٰؑ کے بعد' 'روح حق' 'سچائی کی تمام راہ' 'جو سنے گا وہی کہے گا' سب آپ ﷺ میں پوری ہوگئیں۔ آپ ﷺ کی بعثت حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بعد ہوئی۔

آپ پر روح حق کا اترنا بیان ہوا:

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (نحل 103:16)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ اسے روح القدس نے تیرے ربّ کی طرف سے حق کے ساتھ اتارا ہے۔

اور یہ بھی کہ آپ ﷺ وہی کہتے ہیں جو سنتے ہیں:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (نجم 5-4:53)

ترجمہ: اور وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا یہ تو محض ایک وحی ہے جو اتاری جارہی ہے۔

قرآن کریم کی فصاحت کا کمال ہے کہ سورۃ صف کی اس پیش گوئی میں درج ذیل ایک جملہ کا اضافہ کر کے اس میں حضرت عیسیٰؑ کی اپنی آمد ثانی کی دوسری پیشگوئی کو بھی دہرا دیا:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ (صف 8:61)

ترجمہ: اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جارہا ہو۔

اور یوں انجیل کی مسیح کی آمد ثانی کی یہ پیش گوئی اسلام میں آں حضرت ﷺ کے بعد ایک ایسے امتی نبی کی خبر بن گئی جس کا نام احمد ہوگا اور جس کے دعوے کو جھٹلا کر اسے اسلام کی طرف بلایا جائے گا۔

آیت کا یہ آخری حصّہ اس خبر کو بعد کے زمانے سے متعلق کر دیتا ہے کہ جب کچھ لوگ اپنی دانست میں اسلام کے اجارہ دار بن جائیں گے اور اس موعود نبی کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اسے از سر نو دعوت اسلام دیں گے۔ اسلام کی طرف بلایا جانا ایک مستحسن فعل ہے لیکن یہاں اسے اس موعود کی دعوت کو جھٹلانے والوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے جس سے اس دعوت کا باطل ہونا اور اس دعویدار کا اسلام پر ہونا ظاہر ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح ہے کہ اس آیت میں مذکور موعود نبی کی خبر دیگر اور پیش خبریوں کے تناظر میں جمالی شان میں آں حضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کی خبر بھی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

i۔ 'اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مہدی معہود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب معبوث ہوگا تو اس وقت وہ نبی کریم ﷺ جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہو کر اپنی جمالی تجلی فرمائے گا'۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 254 نیا ایڈیشن)

ii۔ 'آیت **و مبشر الرسول یاتی من بعدی اسمه احمد** میں یہ اشارہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کا آخری زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اس کا ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا'

(اربعین نمبر 3 روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 421 نیا ایڈیشن)

## چھٹی خبر: آں حضور ﷺ کی دوسری بعثت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا (جمعہ 3:62)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔

پھر اگلی آیت میں فرمایا:

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (جمعہ 4:62)

ترجمہ: اور (اسے مبعوث کیا ہے) انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے۔

ان آیات کے مطابق آں حضرت ﷺ کو دو لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے :اول۔ **اُمیین** اور دوسرے **اٰخرین** ۔

**اُمیین** کی نشاندہی آں حضور ﷺ نے خود یوں فرمائی ہے: **انا امت امیته لا لکتب و لا نحسب** (درمنثور)

ترجمہ: ہم امت اُمی ہیں کتاب پڑھنا اور حساب کتاب نہیں جانتے۔

ان امیین میں آں حضور ﷺ کی بعثت اور ان کا تزکیہ اور تعلیم و کتاب و حکمت اور ان کو اصحاب رسول ﷺ کے بلند درجہ پر پہنچانا ایک تاریخی حقیقت ہے۔

اٰخرین۔ 'اٰخَر' کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ہیں:

'اٰخَرُ (خا کی زبر کے ساتھ) غیر کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے یعنی جو دوسرے سے مختلف ہو۔ جیسے رجُلٌ' اٰخَرُ 'دوسرا آدمی [دوسرے کے معنی (Second) نہیں بلکہ (Another) یا (Other Than) ہیں]'

(لغات القرآن جلد اوّل از غلام احمد پرویز صفحہ نمبر 209 ادارہ طلوع اسلام لاہور، دوسرا ایڈیشن 1984ء)

ان دوسروں کی جن میں آں حضور ﷺ کو دوبارہ معبوث کیا جانا تھا۔ ایک علامت یہ بھی بتائی گئی کہ وہ ابھی ان امیین سے نہیں ملے۔

یہ اٰخرین کون ہیں؟ اس کے جواب میں گزشتہ مفسرین نے کئی اندازے لگائے ہیں لیکن وہ اپنی آراء کے حق میں کوئی تائیدی حدیث پیش نہیں کرتے۔ اس لئے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کردہ یہ حدیث ہی جسے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی سب نے روایت کیا ہے اس سوال کا اصل جواب ہے۔

ترجمہ: ہم آں حضرت ﷺ کے حضور بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ جمعہ نازل ہوئی آپ نے پڑھنا شروع کیا جب آپ **واخرین منهم لما یلحقو** پر پہنچے تو ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں جو ہم سے نہیں ملے۔ تین بار پوچھنے پر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی پہنچ گیا تو ان لوگوں میں سے ایک مرد یا بعض مرد اسے واپس لے آئیں گے۔ (بخاری کتاب التفسیر سورہ جمعہ و مسلم)

یہ ارشاد ظاہر کرتا ہے کہ اس آیت میں آپ ﷺ کی جس دوسری بعثت کا ذکر ہے وہ اہل فارس میں سے ایک وجود ہوگا اور اس پر ایمان لانے والے صحابہؓ کا درجہ پائیں گے۔

آں حضرت ﷺ کی اس وضاحت میں یہ امر از خود شامل ہے کہ یہ واقعہ بعد کے زمانے میں ہونے والا ہے کیوں کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں تو ایمان سینوں

میں جگمگا رہا تھا اور خود آں حضرت ﷺ نے اپنی صدی کو بہترین صدی فرمایا پھر درجہ بدرجہ اگلی دو صدیوں کو اور پھر بعد کے ہزار سال کو قبیح اعوج کا زمانہ قرار دے کر اس زمانہ کا تعین فرما دیا جس میں ایک بار پھر اُمیّت کے غلبہ ہونے اور آں حضرت ﷺ کے اپنے بروز کے رنگ میں معبوث ہونے کی خبر تھی۔

**اٰخرین کا امیین** کے بالمقابل ذکر ان کے اور ان میں آپ ﷺ کے بروز کے غیر اُمی ہونے کا بھی ذکر ہے۔ اس لئے بعض حلقوں کا اٰخرین سے یہ مراد لینا کہ اس سے مراد امیین میں سے وہ عرب ہیں جو ابھی اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ جہاں آں حضرت ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے ہٹ کر ہے وہیں آں حضور ﷺ کی بعثت کو صرف امیین تک محدود کر کے قرآن کریم کی ان آیات کے بھی خلاف ہے جن میں آپ ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے رسول فرمایا گیا ہے۔

جیسا کہ فرمایا: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف 159:7)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

نیز: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سبا 29:34)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے۔

پس قرآن کریم کی یہ آیت یقینی طور پر امت میں ایک ایسے وجود کی بعثت کی خبر ہے جو اہلِ فارس میں سے ہوگا۔ آں حضور ﷺ کا بروز کامل ہوگا اور غیر اُمیین کو کتاب وحکمت کی دعوت دے گا اور ان کا تزکیہ کرے گا۔ اور یوں یہ آیت آنے والے اس موعود کے قلم کے ذریعہ دعوت دینے پر بھی قرینہ ہے۔

یہی خبر ایک اور حدیث میں یوں دی گئی يَفِيْضُ الْمَالَ (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ) کہ وہ موعود (علم کے) خزانے لٹائے گا۔

**اٰخرین منھم** میں منہم سے مراد اصحابؓ ہیں۔ بعد میں آملنے والوں کو صحابہ قرار دینا ظاہر کرتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کا یہ آنے والا بروز نبی ہوگا اور اسی لئے اس کے اصحاب آں حضرت ﷺ کے اصحاب کہلائیں گے۔

حضرت مسیح موعود اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

'خدا تعالیٰ قرآن کریم میں آں حضرت ﷺ کے دو منصب قائم کرتا ہے:

(۱) کامل کتاب کو پیش کرنے والا جیسا کہ فرمایا: يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۭ (بینہ 3-4) (۲) دوسرے تمام دنیا میں اس کتاب کی اشاعت کرنے والا جیسا کہ فرماتا ہے: لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (صف 10)۔۔۔ چونکہ آں حضرت ﷺ کا دوسرا غرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے آں حضرت ﷺ کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا اس لئے قرآن کریم کی آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں آں حضرت ﷺ کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے'۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 261 حاشیہ اور صفحہ نمبر 263 نیا ایڈیشن)

ان آیات میں آں حضرت ﷺ کی بروزی بعثت ثانی کا ذکر ہے اس پر ایک مزید قرینہ اس سے اگلی آیت ہے:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (جمعہ 5:62)

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

نبوت ایک انعام ہے جس کی عطا اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے فرماتا ہے اس حقیقت کا یہاں اظہار ایک اور وجود کو یہ مقام دیئے جانے کی خبر ہے۔

غرضیکہ سورۃ جمعہ کی یہ تین آیات اور صحیح بخاری کی حدیث مبارک واضح طور پر امت میں آں حضرت ﷺ کی ایک امتی نبی کے ذریعہ بروزی بعثت ثانیہ کی پیش خبری ہے۔

**ساتویں خبر: امت میں ابن مریم کی پیدائش:**

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنوں کی مثال دو خواتین سے دی ہے۔ایک فرعون کی بیوی اور دوسری حضرت عیسیٰؑ کی والدہ۔جن کے بارے میں فرمایا:

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا (تحریم13:66)

ترجمہ:اور عمران کی بیٹی مریم کی (مثال دی ہے) جس نے اپنی عصمت کو اچھی طرح بچائے رکھا تو ہم نے اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونکا۔

چونکہ اسے مومنوں کے لئے مثال کہا گیا ہے اس لئے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو مومن روحانی طور پر مریمی حالت سے گزریں گے ان کے اندر نفخِ روح ہوگا اور وہ عیسیٰ بنائے جائیں گے۔اس حوالے سے حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

'ہر ایک مومن جو تقویٰ وطہارت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے اور خدا اس میں اپنی روح پھونک دیتا ہے جو کہ ابن مریم بن جاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنی کئے ہیں کہ یہ آیت عام ہے'۔(ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر 523)

پس یہ اظہار اس عمل سے گزر کر امت میں ایک ابن مریم کے ہونے کی واضح خبر ہے۔یہ وضاحت حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ میں فرمائی ہے:

'اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اس کو ملے گا پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جائے گی۔گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابنِ مریم کہلائے گا'۔(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۴۸)

## آٹھویں خبر: رسولوں کی بعثت ثانی:

روز قیامت رسولوں کا جمع کیا جانا ایک حقیقت ہے۔جس کا قرآن کریم میں یوں ذکر ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ (مائدہ110:5)

ترجمہ:جس دن اللہ تمام رسولوں کو اکٹھا کرے گا اور پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا؟

یہ آیت اور اس کا سیاق وسباق واضح طور پر اسے روز قیامت سے متعلق ایک واقعہ ظاہر کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ قرآن کریم اسی دنیا میں رسولوں کو لانے کا بطور خبر بھی ذکر فرماتا ہے۔

وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝ (مرسلٰت 12:77)

ترجمہ:اور جب رسول مقررہ وقت پر لائے جائیں گے ۔

یہ سورت آئندہ ہونے والی خبروں پر مشتمل ہے جیسا کہ ماقبل آیات میں سے ایک میں یہ خبر دی گئی کہ:

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝ (مرسلٰت 9:77)

ترجمہ:اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔

یعنی علم اور روحانیت والے علماء امت اپنی روشنی کھو دیں گے۔اس آیت کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے فرمایا:

'علامات قیامت سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ ایسے علماء جو نجوم کی طرح ہیں ان کی نور فراست جاتی رہے گی'۔(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ نمبر 302)

پس یہ اظہار کہ رسول لائے جائیں گے بھی ایسی ہی ایک پیش خبری ہے۔

بیشتر مذاہب میں آخری زمانے میں ایک نبی کی آمد کا تصور پایا جاتا ہے۔یہود پہلے مسیح کے منتظر ہیں۔عیسائی حضرت مسیح کی آمد ثانی کے۔اور مسلمان امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی آمد کے۔ان تمام رسولوں کا اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے یکجا کیا جانا تو ایک ناقابل عمل صورتحال ہوگی۔اس لئے اس یکجائی سے مراد ایک ہی وجود کو ان انبیاء کا نام دیا جانا زیادہ قرین امکان ہے۔جس کی ایک توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ وہ وقت ایسا ہوگا کہ دنیا ایک بار پھر ان سب

برائیوں کی آماجگاہ بن چکی ہوگی جن کی اصلاح کے لئے مختلف انبیاء مختلف وقتوں میں بھیجے گئے۔ جیسے شرک، لین دین کی بدمعاملگی، جنسی بے راہ روی وغیرہ۔ ایک بڑے تناظر میں ایسا کرنے کی ایک حکمت مختلف انبیاء کے ماننے والوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنا اور بنی نوع انسان کو امت واحدہ میں بدلنا بھی ہوسکتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کی بعثت کا مقصد یہی تھا اور اسی لئے تمام بنی نوع کو آپ ﷺ کی دعوت کا مخاطب قرار دیا گیا۔ چونکہ وہ وقت عیسائیت کے اسلام پر حملہ آور ہونے کا ہوگا اس لئے اس موعود نبی کا اصل کام ردعیسائیت کر کے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیغام کو عام کرنا ہوگا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود نے اس خبر کو احادیث میں حضرت عیسیٰؑ کی آمد کی خبر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

'اس مقام پر جو آخری زمانہ کی ابتر علامات بیان فرما کر پھر اخیر پر یہ بھی فرما دیا کہ اس وقت رسول وقت مقرر پر لائے جائیں گے تو قرآئن بیّنہ صاف طور پر شہادت دے رہے ہیں کہ اس ظلمت کے کمال کے بعد خدا تعالیٰ کسی اپنے مرسل کو بھیجے گا تا مختلف قوموں کا فیصلہ ہو اور چونکہ قرآن شریف سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ ظلمت عیسائیوں کی طرف سے ہوگی اور ایسا مامور من اللہ انہیں کی دعوت کے لئے اور انہیں کے فیصلہ کے لئے آئے گا پس اسی مناسبت سے اس کا نام عیسیٰؑ رکھا گیا ہے'۔ (شہادت القرآن روحانی خزائن جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 319-320 نیا ایڈیشن)

## نویں خبر: پیچھے آنے والا گواہ:

اللہ تعالیٰ آں حضرت ﷺ کی صداقت پر تین دلائل یکجا یوں بیان فرماتا ہے:

اَفَمَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ وَيَتۡلُوۡهُ شَاهِدٌ مِّنۡهُ وَمِنۡ قَبۡلِهٖ كِتٰبُ مُوۡسٰۤى اِمَامًا وَّرَحۡمَةً ؕ (ہود 18:11)

ترجمہ: پس کیا وہ جو اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہے اور اس کے پیچھے اس کا ایک گواہ آنے والا ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بطور امام اور رحمت موجود ہے (وہ جھوٹا ہوسکتا ہے؟)

یہ آیت آں حضور ﷺ کی صداقت پر حال، مستقبل اور ماضی تینوں زمانوں کی گواہی ہے۔ اس وقت ہمارا موضوع مستقبل کی خبر ہے۔

اس خبر کے مطابق یہ آنے والا **یتلوہ** آں حضرت کے پیچھے آئے گا۔ یعنی آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر ہوگا۔ دوسرے وہ شاہد ہوگا یعنی گواہ اور تیسرے **منہ** وہ خدا کی طرف سے ہوگا۔ گواہ کی ضرورت صداقت کے اظہار کے لئے ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ شاہد کے آنے کا وقت وہ ہوگا جب آں حضرت ﷺ اور قرآن کی صداقت کو دشمن اپنی طاقت کے ذریعہ شک وشبہ سے گرد آلود کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو یہ آنے والا اسلام کی صداقت کو طشت از بام کرے گا۔ (باستفادہ تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ نمبر 164-167 از حضرت مصلح موعود۔ نظارت اشاعت ربوہ)

اس خبر کے مطابق احادیث میں آنے والے مسیح اور مہدی کے زمانے میں دشمنوں کی چیرہ دستیوں کا ذکر بھی ملتا ہے اور بطور گواہ تازہ نشانوں اور علم کلام کے ذریعہ **یقیم الناس علی ملتی و شریعتی** اس کا کام بھی قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں اس آنے والے گواہ کی خبر ایک اور جگہ یوں بیان ہوئی ہے:

وَشَاهِدٍ وَّمَشۡهُوۡدٍ ۝ (بروج 4:85)

ترجمہ: اور ایک گواہی دینے والے کی اور اس کی جس کی گواہی دی گئی۔

جس کی گواہی دی جائے گی وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور جو گواہی دے گا وہ آں حضور ﷺ کا بیان فرمودہ مہدی اور مسیح ہوگا جس کا آپ ﷺ نے اہل فارس سے ہونا ظاہر فرمایا۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ)

اس آیت سے قبل کی دو آیات میں اس شاہد کے آنے کے زمانے کا اشارہ ملتا ہے:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ (بروج 85:2-3)

ترجمہ: قسم ہے برجوں والے آسمان کی اور موعود دن کی۔

ہئیت دان آسمان پر بارہ برج قرار دیتے ہیں جو کہ سیارگان کی قرارگاہ ہیں اور عالم روحانی میں یہ بارہ مجددین اسلام میں جن کے بعد تیرھویں مجدد کی آمد کو ایک خاص دن (زمانہ) فرمایا گیا اور پھر اس کا مقام بتایا گیا کہ وہ شاہد ہوگا۔

(باستفادہ تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ نمبر 354-359 از حضرت مصلح موعود، نظارت اشاعت ربوہ)

مجددین کے سلسلہ کے بارے میں آں حضرت ﷺ کا ارشاد یوں ہے:

إنَّ اللہ یَبْعَثُ لھذہ الأمۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ مَنْ یُجَدِّدُ لھا دینھا

(سنن ابی داؤد، جلد 4، کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المائۃ، صفحہ 109)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو اس امت کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔

مجموعی طور پر یہ قرآنی پیشگوئی اسلام پر مخالف حملوں کے دفاع کے لئے آں حضرت ﷺ کے لئے ایک گواہ کی آمد کی ہے جو آپ ﷺ کے کامل بروز کے طور پر امتی نبی ہوگا۔ اور احادیث کے مطابق اہلِ فارس میں سے ہوگا اور دین اور شریعت کو قائم کرے گا اور چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا۔

## ۶۔ امت میں جاری نبوت کی حدود:

مندرجہ بالا حصہ مضمون میں آیات قرآنیہ کے حوالے سے امت میں نبی کی آمد کے متعلق نو پیش خبریاں درج ہوئیں۔ ان خبروں کے ساتھ قرآنِ کریم اس اجراءِ نبوت کی دو حدود کا تعین بھی فرماتا ہے۔

### پہلی حد: بلا شریعت:

ان خبروں کے تحت معبوث ہونے نبی صرف غیر تشریعی ہو سکتے ہیں کیوں کہ قرآن کریم کی شکل میں نسل انسانی کو ایک کامل شریعت عطا ہو چکی جیسا کہ فرمایا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (مائدہ 5:4)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔

اس تکمیل دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت بھی خود اپنے ذمہ لی۔ جیسا کہ فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (حجر 15:10)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس انتظام کے بعد اب کسی اور شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی اور اب تا دم آخر قرآن کریم ہی بنی نوع انسان کے لئے کتاب شریعت ہوگی۔ غیر تشریعی نبوت کے جاری رہنے کا مضمون درج ذیل آیات میں بھی ذکر ہوا ہے۔

۱۔ سورت آلِ عمران آیت ۱۸۰ کے مطابق اللہ تعالیٰ صرف اظہار غیب کے لئے رسول چنے گا۔ رسولوں کی ترسیل کی اس محدود غرض سے ظاہر ہے کہ یہ نبی شریعت کے بغیر ہوں گے۔

۲۔ سورت اعراف کی آیت ۳۶ میں مذکور آنے والے رسولوں کے بارے میں یہ فرمانا کہ وہ پہلے سے نازل شدہ آیات یعنی قرآن کریم ہی پڑھیں گے نیز یہ

کہ ان کی بعثت کی غرض تقویٰ پیدا کرنا اور اصلاح ہوگی ظاہر کرتا ہے کہ وہ غیر تشریعی ہوں گے اور ان کی اپنی کوئی شریعت نہیں ہوگی کہ یہی کام آں حضرت ﷺ نے امت میں آنے والے نبی کے بتائے ہیں کہ :

**یُقِیمُ النَّاسَ عَلیَ مِلَّتِی وَ شَرِیعَتِی** ( بحارالانوار جلد نمبر 13 از ملا باقر مجلسی صفحہ نمبر 17 )

ترجمہ: وہ لوگوں کو میرے دین اور میری شریعت پر قائم کرے گا۔

۳۔حٰم سجدہ ۴۱:۳۱ میں اللہ تعالیٰ مومنوں پر فرشتے اترنے کی بشارت دیتا ہے۔ یہ بلا شریعت نبیوں کی خبر ہے جیسا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

**هذا التنزيل هو االنبوة العامة لا نبوة التشريع۔**

(فتوحات مکیہ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 242، باب معرفۃ الاستقامہ بحوالہ ضرورت نبوت کا ثبوت از قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری صفحہ نمبر 85)

ترجمہ: یہ اترنا (استقامت دکھانے والوں پر فرشتوں کا کلام کے ساتھ) عام نبوت ہے نہ کہ تشریعی نبوت۔

**دوسری حد: آں حضرت ﷺ کی مہرِ تصدیق کے ساتھ:**

دوسرے ان خبروں کے تحت معبوث ہونے والے نبی صرف وہی ہو سکتے ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے، آپ ﷺ کے مطیع اور آپ ﷺ سے محبت کرنے والے ہوں گے اور اس کے نتیجہ میں اس انعامِ نبوت کو پانے والے ہوں گے یعنی امتی نبی ہوں گے کیونکہ آں حضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام ممکنہ روحانی رفعتیں عطا فرما کر آپ ﷺ کو صاحب خاتَم بنا دیا ہے۔ (احزاب 41:33) اور یوں آپ کو یہ منفرد اعزاز بخشا ہے کہ انعام نبوت کے لئے آپ ﷺ کی مہر تصدیق لازم کر دی ہے۔ امتی نبوت کا یہ مضمون قرآن کریم میں اور کئی جگہ بھی بیان ہوا ہے۔ ایسی چند آیات درج ذیل ہیں۔

۱۔اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو اپنے رسول ﷺ کی اطاعت سے وابستہ کیا ہے جیسا کہ فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران 32:3)

ترجمہ: کہ تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اطاعت رسول سے حاصل ہونے والی اللہ کی محبت امتی نبوت پر منتج ہو سکتی ہے۔ اس آیت سے یہ لطیف اور عام فہم استنباط کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

'جو جس سے پیار کرتا ہے تو اس سے کلام بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ جس سے پیار کرتا ہے تو اس سے بلا مکالمہ نہیں رہتا۔ آں حضرت کی اتباع سے جب انسان خدا کو پیار کرنے لگتا ہے تو اس سے کلام بھی کرتا ہے۔ غیب کی خبریں اس پر ظاہر کرتا ہے۔ اسی کا نام نبوت ہے' (ملفوظات جلد سوم صفحہ نمبر 259)

۲۔انبیاء سمیت چار انعام یافتہ گروہوں کے ذکر پر مشتمل آیت قرآنی (سورت نساء 70:4) جہاں اس امر پر ایک مضبوط حوالہ ہے کہ انعام نبوت جاری ہے وہیں اس میں اس انعام کو اللہ کے ساتھ **الرسول** یعنی اس رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مشروط کیا جانا اس نبوت کے امتی ہونے پر بھی واضح دلیل ہے کہ اطاعت رسول امتی ہونے کا اظہار ہی ہے۔

۳۔سورۃ اعراف کی آیت 35 میں رسولوں پر ایمان لا کر اصلاح کرنے والوں کے لئے اس نتیجہ کا اظہار ہے کہ:

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (اعراف 35:7)

ترجمہ: ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

یہ نتیجہ ویسا ہی ہے جیسا آیت استخلاف میں وعدہ خلافت پورا ہونے کا فرمایا گیا:

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (نور 56:24)

ترجمہ: اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔

دونوں کے ہم رنگ نتیجہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح وعدہ خلافت مومنوں سے ہے اسی طرح سورہ اعراف میں جن انبیاء کی آمد کی خبر ہے وہ بھی امتی ہوں گے۔

۴۔ گزشتہ امتوں کی مانند امت محمدیہ سے خلافت کا جو وعدہ فرمایا گیا اسے ایمان لانے والوں سے مختص کیا گیا۔ جیسا کہ فرمایا

**اٰمنوا منکم** (نور 56:24) یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے

اور یوں مومنوں میں سے ہونا لازم کر کے اس انعام کے پانے والوں کا ایک پہلو سے امتی ہونا قرار دیا گیا۔

غالباً اسی کے تابع جب آں حضرت ﷺ نے امت میں امام مہدی اور مسیح کی آمد کی پیشگوئی فرمائی تو اس کے آنے کو **امامکم منکم** (بخاری) اور **امکم منکم** (مسلم) فرمایا یعنی وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ گویا ایک پہلو سے امتی ہوگا اور ایک پہلو سے مقتدا اور امام یعنی نبی۔

## ۷۔ حاصل کلام:

مندرجہ بالا مضمون میں مندرج 61 آیات (22 بنیادی استدلال کی اور 39 تائیدی یا وضاحتی) قرآن کریم کے اوّل اور آخر سمیت 22 پاروں میں پھیلی ہوئی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے تکرار کے ساتھ بار بار امت محمدیہ ﷺ میں حدود کے اندر انعام نبوت کا جاری رہنا بطور قانون اور اصول دہرایا ہے۔ نبوت عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ معین طور پر آنے والے نبی کی خبریں دی ہیں اور بطور انعام نبوت پانے کے لئے دعائیں سکھائی ہیں اور تنبیہاً ان اقوام اور گروہوں کی مذمت کی ہے جنہوں نے ماضی میں ختم نبوت کے عقیدہ کو اختیار کیا تھا۔ اس سب کا حاصل یہی ہے کہ قرآن کریم نبوت کو ہرگز ختم نہیں کرتا۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین عربیؒ نے نبوت کے ختم نہ کئے جانے کی ایک دلیل یہ دی ہے:

'فانه یستحیل ان ینقطع خبر الله و اخباره من العالم اذ لو انقطع لم یبق للعالم غذاء یتغذٰی به فی بقاء وجوده۔'

(فتوحات مکیہ، جلد ۲ باب ۷۳، نمبر ۸۲)

ترجمہ: پس یقیناً یہ محال ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کو اخبارِ غیبیہ کا ملنا منقطع ہو جائے۔ اس لئے کہ اگر یہ منقطع ہو جائے تو دنیا کے لئے کوئی غذا باقی نہ رہے گی جس سے وہ اپنے وجود (روحانی) کو باقی رکھنے کے لئے غذا دے سکے۔

(بحوالہ ضرورتِ نبوت کا ثبوت از قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری صفحہ ۴۵)

(چوتھا باب یہاں مکمل ہوا۔ اگلے باب کا عنوان ہوگا۔ 'آیت خاتم النبیین')۔

جمیل احمد بٹ

۶ مارچ ۲۰۱۴

# آیت خاتم النبیین
# (ختم نبوت کے موضوع پر کتاب کا پانچواں باب)

اس باب کا موضوع قرآن کریم کی آیت خاتَم النبیین کی تشریح وتوضیح اوراس کے مطابق آں حضرت ﷺ کے مقامِ خاتَم النبیین کا بیان ہے۔تاہم اس سے قبل اس بارے میں عام طور پر ذکر ہونے والے چند سوالات کی کچھ وضاحت مفید ہوگی۔درج ذیل ابتدائی پیرے اسی حوالے سے ہیں۔

**دیگر اقوام میں نظریہ ختم نبوت:** نبوت اللہ کی رحمت ہے۔تاہم گزشتہ کئی اقوام اس نعمت کو اپنے اوپر بند سمجھنے کا ادعا کر چکی ہیں۔قرآن کریم دو ایسے گروہوں کا ذکر کرتا ہے جنہوں نے اول حضرت یوسفؑ اور پھر انبیاءِ بنی اسرائیل میں سے ایک کے بعد یہ خیال کیا کہ خدا اب کسی اور نبی کو نہیں بھیجے گا۔لیکن اللہ تعالیٰ اس خیال کو رد فرماتا ہے اور ایسا سوچنے والوں کو غلطی خوردہ۔

دنیا میں موجود تمام مذاہب اس راستے کو بند جانتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جو انبیاء آ گئے سو آ گئے۔یہود، عیسائی اور مسلمان سب عمومی طور پر سلسلہ انبیاء کو ختم شدہ مانتے ہیں۔لیکن یہ ایک عجیب قدرِ مشترک ہے کہ یہ سب اس عقیدہ کے ساتھ کسی نہ کسی رنگ میں ایک اور نجات دہندہ کی آمد کا راستہ کھلا رکھتے ہیں۔یہود تا حال اس ایلیاء کے منتظر ہیں جن کے بعد ان کے مسیح نے آنا تھا۔جبکہ ہر دو 2000 سال پہلے آ چکے اور حضرت عیسیٰؑ کو اس وقت کے یہود نے رد کر کے اور غیر ملکی حکومت سے ساز باز کے ساتھ اپنے حسابوں سولی چڑھا دیا۔عیسائی اسی مسیح کی دوبارہ آمد کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اہلِ اسلام بھی امام مہدی اور مسیح کے نام سے ایک موعود کے لئے چشمِ براہ ہیں۔

**کیا قرآن نبوت کا دروازہ کھلا رکھتا ہے؟** اس سوال کا جواب یقینی طور پر اثبات میں ہے۔قرآن کریم میں کئی بار وحی والہام، فرشتوں کا نزول اور نبوت کے لئے انتخاب کا سلسلہ اصولی طور پر کھلا رکھا ہے۔اس حوالے سے تفصیل گزشتہ باب میں گزر چکی ہے۔خلاصتاً چند سادہ اور اہم قرینے یہ ہیں:

۱۔قرآن کریم ان لوگوں کے تصور کو غلط ٹھہراتا ہے جنہوں نے پہلے یہ خیال کیا کہ آئندہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔

۲۔قرآن کریم نبوت کو رحمت کہتا ہے اور نبیوں کو انعام یافتہ۔اور سب ایمان لانے والوں کو اس منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کی دعا کی تعلیم دیتا ہے۔

۳۔قرآن کریم تمام اہل ایمان کو آں حضرت ﷺ کے ان مطیع اور فرماں برداروں کے حق میں جو آل محمد ﷺ کہلانے کے اہل ہیں یہ دعا کرنے کی تعلیم دیتا ہے کہ ان پر وہی برکات نازل ہوں جو آل ابراہیمؑ پر نازل ہوئیں اور خود یہ بیان فرماتا ہے کہ آل ابراہیمؑ کو نبوت کی نعمت دی گئی۔

۴۔قرآن کریم ایک بار بھی نبوت بند کئے جانے کا ذکر نہیں کرتا۔

۵۔قرآنِ کریم امت میں نبی آنے کی خبر کو کئی بار دہراتا ہے۔

**ختم نبوت کے حق میں احادیث؟** احادیث صحیحہ آں حضورﷺ کے ارشادات مبارکہ ہیں اور ان کے بارے میں ایک اصولی بات یہ ہے کہ آپﷺ کوئی ایسی بات نہ فرما سکتے تھے جو قرآن کریم سے متصادم ہو۔ پس جبکہ قرآن کریم واضح طور پر نبوت کو جاری رکھتا ہے اور پھر کوئی ایسی حدیث ملتی ہے جو بظاہر اس مضمون سے ٹکراتی ہے تو اسے پہلے قرآن کریم پر عرض کرنا ہوگا یعنی اس کی ایسی توجیہ کرنی ہوگی جو اسے قرآن کریم کے مطابق کر دے۔ اور ان احادیث کے ایسے معنی ہی درست سمجھے جائیں گے جن سے یہ تضاد دور ہو جائے۔ اس اصول کے تحت آپﷺ کے بعد نبی نہ ہونے کے الفاظ کی توجیہ یہی ہو سکتی ہے کہ اس سے آپﷺ کے معاً بعد یا آپﷺ کو چھوڑ کر کسی نبی کے آنے کی ممانعت ہے۔ ان معنوں میں لفظ بعد قرآن کریم میں بھی استعمال ہوا ہے۔

**آں حضرتﷺ کے روحانی مراتب:** آں حضرتﷺ جن اعلیٰ روحانی مراتب پر فائز تھے ان کا یک دم اظہار نہیں ہوا بلکہ وہ نزول قرآن کے دوران وقفہ وقفہ سے ظاہر ہوتے رہے۔

ابتدائے زمانہ نبویﷺ میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے صاحبِ خلق عظیم فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (قلم 5:68)

ترجمہ: اور یقیناً تو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔

چوتھے سال نبویﷺ میں رحمت اللعالمین:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (انبیاء 108:21)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت کے طور پر۔

اور نبوت کے پانچویں سال آپﷺ کو صاحب قابِ قوسین فرمایا گیا۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ (نجم 10:53)

ترجمہ: پس وہ دو قوسوں کے وَتر کی طرح ہو گیا یا اس سے بھی قریب تر۔

دسویں سال نبوی میں آپﷺ کا مقام محمود پر فائز ہونا بیان کیا گیا:

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (بنی اسرائیل 80:17)

ترجمہ: قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقام محمود پر فائز کر دے۔

نبوت کے اٹھارویں سال سراج منیر قرار دیا گیا:

وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (احزاب 47:33)

ترجمہ: اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر۔

اور اسی سال آپﷺ کے مقام خاتم النبین کا اظہار ہوا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ (احزاب 41:33)

ترجمہ: محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔

یہ سب مقام و مناصب آں حضرتﷺ کے عظیم الشان وجود کے مختلف رنگ ہیں اور سب اہم اور ضروری ہیں۔

قرآن کریم ان مراتب میں اور ان کے اظہار میں کوئی فرق نہیں کرتا جس سے اہل ایمان کو بھی ایسا ہی کرنے کا اشارہ ملتا ہے۔
اصل حکم آں حضرت ﷺ کی رسالت پر ایمان ہے۔ اس ایمان میں قرآن کریم میں مذکور آپ کے تمام مناصب اور اعلیٰ مقامات پر ایمان شامل ہے اور علیحدہ علیحدہ ان کا ذکر اور کسی ایک مقام پر ایمان کے الگ سے اظہار کا نہ تو کوئی حکم ہے اور نہ صحابہ رسول ﷺ میں ایسا کرنے کی کوئی مثال ہے اگر یہ سب مقام یا ان میں کسی ایک یا آخر الذکر پر علیحدہ ایمان کا اقرار اتنا لازم ہوتا جتنا رسالت پر تو قرین قیاس یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقام کا اظہار ابتداء ہی میں فرما دیتا اور یہ 18 سال موخر نہ کیا جاتا۔ جس عرصہ میں بعض بڑے بڑے صحابہ خدمت اسلام میں اپنی جانیں قربان کر کے یا عمر طبعی گزار کر وفات پا گئے اور انہیں اس مقام پر علیحدہ ایمان کے اظہار کا موقع نہ ملا بلکہ وہ اس سے لاعلم ہی رہے لیکن اس سے ان اصحاب کی عظمت شان پر کوئی فرق نہ پڑا۔
اس مقام کے اظہار کے لئے بعض حلقے ختم نبوت کے الفاظ استعمال کرتے ہیں گو قرآن کریم میں یہ اصطلاح مذکور نہیں اور نہ ہی کسی صحیح حدیث میں اس کا بیان ملتا ہے۔

**آیت خاتم النبین کا نزول:** نبوت کے اٹھارویں سال مدینہ میں سورۃ احزاب نازل ہوئی جس کی ایک آیت میں آپ ﷺ کو خاتم النبین فرمایا گیا۔
عرب رواج کے مطابق متبنیٰ، حقیقی بیٹے سمجھے جاتے تھے۔ وہ وراثت میں حصہ پاتے اور رشتوں کی حرمت وحلت کے اصول بھی ان پر یکساں نافذ ہوتے تھے۔ اس سورۃ میں پہلے گزرنے والی آیات میں سے ایک میں اللہ تعالیٰ نے اس رواج کے بے معنی ہونے کا اعلان فرمایا جس کے تحت آں حضرت ﷺ کا اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کا واقعہ ہوا۔
منہ بولے بیٹوں کے درجہ میں اس تحدید کے بعد مخالفین کے اس اعتراض کا وزن بڑھ گیا کہ مکہ میں نازل ہونے والی سورۃ کوثر کے مطابق آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں کے ابتر رہنے کی جو پیش گوئی فرمائی تھی اس کا عملاً خود آپ ﷺ پر اطلاق ہو رہا تھا۔
آیت خاتم النبین اس اعتراض کا جواب ہے۔ اس آیت کے پہلے حصہ میں اس امر سے اتفاق تو کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا کوئی بیٹا نہیں مگر ساتھ ہی آپ ﷺ کو اللہ کا رسول کہہ کر آپ ﷺ کی ابوّتِ روحانی کی طرف متوجہ کیا گیا کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے مومنین آپ ﷺ کے روحانی بیٹے ہیں۔ جو ایک منہ بولے بیٹے کے مقابل پر ایک گروہ کثیر ہے لیکن اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی عظمت و رفعت کا اظہار یہ کہہ کر فرمایا گیا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہی نہیں بلکہ نبیوں کے لئے مہرِ تصدیق کے مقام پر فائز ہونے کے ناطے سب انبیاء بھی آپ ﷺ کے روحانی فرزند ٹھہرتے ہیں اور آپ ﷺ ان سب کے لئے ایک مقامِ بزرگ پر فائز ہیں کہ ان کا روحانی وجود آپ ﷺ کے دم سے اور آپ ﷺ کے فیضان کا رہین ہے۔
اس آیت میں آں حضرت ﷺ کے اس رفیع الشان مقام کی اس مناسب حال توجیہ کے برخلاف بعض اہل قلم اسے محض آں حضرت ﷺ کی حضرت زینبؓ سے خلاف رواجِ عرب شادی کا جواب قرار دیتے ہیں۔ مولوی مودودی صاحب نے اپنے رسالہ ختم نبوت میں اور غامدی صاحب نے اپنی کتاب المیزان میں یہی موقف اختیار کیا ہے کہ جاہلیت کی اس بدرسم کی اصلاح آپ ﷺ کے ذریعہ اس لئے کرائی گئی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی رسول نہیں آنا تھا۔ اس استدلال کا ریت پر ہونا عیاں ہے۔ اصلاح کے لئے قرآن میں اس بدرسم کو چھوڑ دینے حکم ہی کافی تھا اور یہ ہرگز ضروری نہ تھا کہ آپ ﷺ خود اس پر عمل بھی کرتے۔ قرآن کریم میں اور بھی ایسے اوامر اور مناہی ہیں جن کو کرنے یا جن سے رکنے کا بطور خاص آں حضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔
یوں بھی آں حضرت ﷺ کی عظیم شان کے اظہار میں اس آیت کا یہ ترجمہ کسی طرح بھی اس اعلیٰ مقام کے مناسبِ حال نہیں۔

**گزشتہ بزرگان کی آراء:** اکثر بزرگان اور علماء قرآن کریم میں بیان کردہ اجرائے نبوت کی اصولی تعلیم اور امت میں ایک نبی کی آمد کی معین خبر اور روایات

میں تواتر سے اس آنے والے کی تفصیلات کا بیان دیکھ کر ابتداء سے اس خیال کے حامل رہے ہیں کہ خاتم النبین کے معنی افضل النبین یا آخری صاحب شریعت نبی کے ہیں۔ اور اس مقام کے تابع غیر تشریعی نبوت کا راستہ کھلا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے لیکر تیرہویں صدی کے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ تک اس خیال کے حامل بزرگان، ائما، مفسرین، محققین اور علماء وصلحاء کے اسم ہائے گرامی کی ایک طویل فہرست ہے جو عرب، ترک، مصر، اندلس، ایران اور برصغیر کے بڑے علمی مراکز سے متعلق اور تمام دنیائے عالم اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان سب بزرگان کا یہ موقف یقیناً قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں تھا۔

**موجودہ نظریہ ختم نبوت:** آج عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ نبوت ختم ہوگئی۔ اور آں حضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد میں کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس عقیدہ کو مسلمان ہونے کی ایک بنیادی شرط کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور یہاں تک شدت کی جاتی ہے کہ بعض دفعہ کلمہ طیّبہ کے ترجمہ میں بھی آخری کا لفظ لکھ دیا جاتا ہے اور چند نے اس نظریہ کا تحفظ بطور پیشہ اپنا لیا ہے۔ اس سوچ نے گزشتہ صدی میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ظہور کے بعد بتدریج زور پکڑا ہے۔ وگرنہ تاریخ اسلام میں تیرھویں صدی تک کے تمام بزرگان اور علمائے حق کی تحریرات اس شدتِ بیان سے تہی ہیں اور وہ ان سب احادیث کے ہوتے ہوئے جواب پیش کی جاتی ہیں یہی سمجھتے اور کہتے رہے کہ صرف شریعت والی نبوت ختم ہوئی ہے اور امت میں بلا شریعت نبی ہوسکتا ہے۔ اور کسی آنے والے نبی کا آپ ﷺ کا امتی ہونا لازم ہوگا ۔

**نبوت کیوں بند نہیں ہونی چاہئے؟** اگر اس بحث کو صرف نظریاتی حدود میں رکھتے ہوئے یہ دیکھا جائے کہ نبوت کیوں بند نہیں ہونی چاہئے تو درج ذیل پہلو نمایاں طور پر ہمارے سامنے آتے ہیں۔

۱۔ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت قرار دیا ہے اور یہ اس آسمانی تدبیر کا حصہ ہے جس کے ذریعہ انسانوں کو وہ نمونہ دیا جاتا ہے جس کی پیروی کر کے وہ خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں۔ انسان کی پیدائش کی غرض۔ اللہ تعالیٰ کی عبودیت ہے اور اس مقصد کا حصول بلا ایسے وجودوں کے محال ہے جو اس دنیا میں ایک عام بشر کے طور پر رہتے ہوئے قرب الٰہی کی منزلوں سے گزریں اور ایسے وجود بن جائیں جن سے خدائی صفات کا اظہار ہو۔ ان چنندہ وجودوں کے ذریعہ ہی ہمیشہ لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ حق عبودیت ادا کر کے اپنا مقصد پیدائش پورا کرسکیں۔
پس تجربہ میں آئے ہوئے اس طریق کو بند کرنا گویا اللہ تعالیٰ سے تعلق کے مضمون کی نفی ہے۔ یہی سبب ہے کہ نبوت بند ہونے کے داعی اللہ تعالیٰ سے تعلق کے حدود پر بھی قدغنیں لگاتے ہیں۔ وحی والہام کا راستہ روکتے ہیں اور انسان کو ظاہری علامتوں سے ناپ کر ٹھیک اور دین دار شمار کرنا کافی جانتے ہیں۔

۲۔ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی جوت لگائی ہے۔ جسے صحبت صالحین کی برکت ہوا دے کر شعلہء نور میں بدل سکتی ہے۔ صالحین ہمیشہ اس گروہ میں نظر آتے ہیں جو کسی نبی کے ہاتھ پر ایمان کی دولت پاتے ہیں۔ یا پھر ان لوگوں کا ساتھ پاتے ہیں جو نبی سے صحبت یافتہ ہوں۔ پھر نعمتِ خلافت کے بغیر یہ سلسلہ گزرتے وقت کے ساتھ کمزور ہوتا جاتا ہے۔ جسے کوئی نبی ہی از سرِ نو زندہ کرسکتا ہے۔ چونکہ تعلق باللہ کا سلسلہ رکنا نہیں چاہئے اس لئے نبوت بھی بند نہیں ہونی چاہئے۔

۳۔ قرآن کریم ایک کامل ومکمل شریعت ہے اور اس کے مضامین اور فیض قیامت تک جاری وساری ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے اب اور کوئی کتاب بجز

قرآن نہیں۔اپنی اس عظمت کمال کے ساتھ یہ کتاب ایک نبی کے توسط سے دنیا کو عطا ہوئی اور ایسا نہ ہوا کہ اسے الواح کی شکل یا کسی اور صورت میں نازل کر دیا جاتا اور وہ کافی ہوتا۔جس طرح اول بار کتاب نبی کے ذریعہ بھیجا جانا ضروری تھا اسی طرح اس کتاب کے تمام ادیان پر غلبہ کے فریضہ کی ادائیگی بھی نبی کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے اور اس لئے نبوت جاری رہنا چاہئے۔

**نبوت بند ہونے کے کیا نقصان ہیں؟** جن فوائد کے پیش نظر نبوت بند نہیں ہونی چاہئے۔ان کا عدم حصول ہی نبوت بند ہونے کے نقصان ہیں۔یعنی
۱۔نمونہ نہ ہونے کے سبب خدا سے زندہ تعلق پیدا ہونے میں روک اور آہستہ آہستہ اس اصل مقصد حیات کو ناممکن جان کر ظاہر پرستی کی راہ اختیار کرنا۔
۲۔کتاب کی روح اور مغز سے لاتعلقی، عام زندگی میں عمل دخل محدود اور صرف ظاہری تعظیم کے ساتھ بالائے طاق سجانے کی روایت کا عام ہونا۔
۳۔ایمان کا دلوں سے اٹھ جانا۔

**ختم نبوت پر اصرار کیوں؟** قرآنی تعلیم اور بزرگان امت کی تائید کے برخلاف ہر قسم کی نبوت کے ختم ہوجانے پر اصرار کیوں ہے؟ عام مشاہدے کی بات ہے کہ ختم وہ چیزیں کی جاتی ہیں جو مضر، ضرر رساں، بُری اور برائی پھیلانے کا ذریعہ اور باعثِ زحمت ہوں۔تو کیا نبوت کوئی ایسی ضرر رساں چیز ہے جیسے تپ دق یا پولیو جیسی بیماریاں جس کا خاتمہ عام بھلائی کے لئے ضروری ہو؟ کیا یہ کوئی ایسی معاشرتی برائی ہے جیسے رشوت، بدعنوانی جس کا خاتمہ سب کے مفاد میں ہو؟ کیا یہ کوئی ایسی آفت ہے جیسے سیلاب یا زلزلہ جس کی روک تھام ازبس ضروری ہو؟
یقیناً نہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف نبوت تو اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے۔قرآن کریم اس کو انعام فرماتا ہے۔پھر یہ کیوں ختم ہونی چاہئے؟
جولٹر بیچر اس بارے میں شائع ہوتا ہے اس میں ایسی کوئی اصولی بحث نہیں ہوتی۔اس کے مندرجات میں بتکرار یہی کہا جاتا ہے کہ نبوت ختم ہونے پر ایمان محبت رسول ﷺ کا تقاضا ہے اور کسی بھی نبوت کا دعویٰ آں حضرت ﷺ کی نبوت سے متصادم اور آپ ﷺ کے دور کے قیامت تک ممتد ہونے کی نفی ہے؟
بلاشبہ آں حضرت ﷺ اور قرآن کو چھوڑ کر نبوت کا ہر دعویٰ ان مضمرات کے سبب رد کئے جانے کا لائق ہے اور حبِ رسول اللہ ﷺ کا بجا طور پر یہی تقاضا ہے۔لیکن اگر قرآن وحدیث کے تابع نبوت کا دعوے دار اپنے اوپر اللہ کی اس رحمت کو حضرت محمد ﷺ کی محبت اور اطاعت اور فرمانبرداری کا نتیجہ قرار دیتا ہے اور قال اللہ اور قال الرسول ﷺ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے آپ کو آں حضرت ﷺ کے فیض ہی کو عام کرنے کے لئے مامور کہتا ہے تو یہ دعویٰ ان تمام منفی امکانات سے پاک ٹھہرتا ہے جن کی سبب دعویٰ نبوت رد کیا جانا چاہئے۔

**امتی نبوت کیسے مختلف ہے؟** کوئی امتی پہلے کبھی نبی نہیں ہوا۔اپنی ذاتی خوبیوں کی بناء پر منصبِ نبوت پر فائز کئے جانے والے گزشتہ تمام انبیاء کا انتخاب کسی بھی صاحب شریعت نبی کی روحانی فیض رسانی کے بغیر تھا۔یہ اس لئے بھی تھا کہ ان انبیاء کا اپنا دائرہ اثر اور زمانہ اور اسی مناسبت سے ان کی قوت قدسیہ بھی محدود تھی۔ان کی شرائع کے نفاذ اور تجدید کے لئے آنے والے انبیاء اس شریعت کے پابند تو ہوتے لیکن کسی صاحب شریعت نبی کی سنت اور طریق کی پیروی یا ان سے محبت کا دم نہ بھرتے۔اور نہ ان کے تابع فرماں ہوتے اور ان کا نبوت کے منصب پر فائز ہونا اللہ تعالیٰ کے بلاواسطہ انتخاب کا نتیجہ ہوتا۔
یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظیم قوت قدسیہ اور آپ کی عالمگیر اور تا قیامت نبوت کا فیضان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبین کا رتبہ عطا فرمایا اور یہ راستہ کھولا کہ اب کوئی شخص آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ سے محبت کی بلندیوں تک پہنچنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی نظرِ انتخاب کا مورد بنے اور خود بھی نبوت کا اعزاز پائے۔

اب جب کہ آں حضرت ﷺ کی نبوت کے قیامت تک باقی اور قائم رہنے میں کوئی کلام نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت آخری شریعت ہے اور قیامت تک بحفاظت قائم رہے گی پھر نبوت کی ضرورت اظہر من الشّمس ہے اور خود قرآن کریم میں اور احادیث رسول ﷺ میں بالوضاحت ایک نبی آنے کی خبر موجود ہے اس لئے آں حضرت ﷺ کی فرمانبرداری اور اطاعت کا دم بھرنے والے کسی غلام اور امتی کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے عہدہ نبوت پالینا یقیناً آپ ﷺ کی روحانی فیض رسانی کا ایک اور اظہار ہونے کے سبب بجائے کسی بھی جہت سے نامناسب ہونے کے آپ ﷺ کی شان کو اور بھی بلند کرنے والا ہوگا بالکل اسی طرح جیسے ایک لائق شاگرد استاد کے مرتبہ کو چار چاند لگا دیتا ہے۔

امتی نبوت کا یہ تصور پہلی دفعہ سامنے نہیں آیا ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے خود قرآن کریم اور احادیث میں اس قسم کی نبوت کا ذکر ہے۔ اور پہلے صلحائے امت بھی اس کے قائل رہے ہیں۔

**امتی نبی پہلے کیوں نہیں آئے؟** رہا یہ سوال کہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں کوئی امتی نبی کیوں نہیں آیا تو اس کی درج ذیل وجوہات ممکن ہیں:

۱۔ بنیادی قانون یہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کب نبی آنا چاہئے کیونکہ راستہ ہمیشہ کھلا رہنے اور بعض دفعہ بائبل کے مطابق بنی اسرائیل میں ایک وقت میں چار چار سو انبیاء کے آنے کے باوجود آں حضرت ﷺ سے پہلے کئی صدیوں میں کوئی نبی نہیں آیا۔

۲۔ آں حضرت ﷺ نے خود بھی فرمایا کہ آپ ﷺ اور مسیح موعود کے درمیان کوئی اور نبی نہیں (ابوداؤد)

۳۔ آں حضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کی بدولت صلحائے امت اس درمیانے عرصہ میں بزرگی کے مقام پاتے رہے۔ خلفاء راشدین، مجددین، امت کے نیک خواہلِ علم کا بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہونا اور مسیح موعود کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام سب اسی کا پرتو ہے۔

**کیا آئندہ بھی نبی آئیں گے؟** اس سوال کا اصولی طور پر اثبات میں جواب بھی انہی دو اصولوں کے تابع ہے اوّل اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور دوسرے ضرورت۔ جو بات ہمارے علم میں ہے وہ یہی ہے کہ تمام گزشتہ پیشگوئیاں ایسے ایک وجود کی آمد اور اس کے بعد خلافت کے دائمی سلسلہ کی خبر دیتی ہیں اور یوں اللہ چاہے گا تو خلافت کے ذریعہ یہ ضرورت پوری ہوتی رہے گی۔

ابتدائی باتوں کے اس ذکر کے بعد اب اس باب کے اصل موضوع کا بیان ہوگا:

## ۱۔ آیت خاتَم النبین اور اس کا پس منظر:

آں حضرت ﷺ کے بہت سارے اعلیٰ مراتب اور مناسب میں سے ایک آپ ﷺ کا خاتم النبین ہونا ہے

قرآن کریم میں اس مقام کے اظہار کی آیت یوں ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ (احزاب 41:33)

ترجمہ: محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔

یہ آیت نبوت کے اٹھارویں سال 5ھ ہجری میں نازل ہوئی۔

اس آیت سے قبل سورۃ احزاب کی درج ذیل چند اور آیات میں آں حضرت ﷺ کے حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح کے متعلق امور بیان ہوئے ہیں:

آیت نمبر5: وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ

ترجمہ: (اللہ نے) تمہارے منہ بولوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا ہے، یہ محض تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔

آیت نمبر6: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ

ترجمہ: ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے آباء کے نام سے یاد کیا کرو۔

آیت نمبر38: فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا

ترجمہ: جب زید نے اس (عورت) کے بارے میں اپنی خواہش پوری کر لی (اور اسے طلاق دے دی) ہم نے اسے تجھ سے بیاہ دیا تا کہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے متعلق کوئی تنگی اور تردّد نہ رہے۔ جب وہ (منہ بولے بیٹے) ان سے اپنی احتیاج ختم کر چکے ہوں (یعنی انہیں طلاق دے چکے ہوں)۔

پہلی دو آیات میں یہ اصولی بات بتا دی کہ متبنیٰ حقیقی بیٹے نہیں ہوتے۔ اور یہ شرعی حکم دے دیا کہ ان کی ولدیت نہ بدلی جائے۔

تیسری آیت میں اس نکاح کو اللہ کے حکم کے تابع بتا کر مومنوں کے دلوں میں اس بارے میں کسی تردد کو باقی نہ رہنے دیا کہ ان کے لئے بھی ایسا کرنے میں کوئی روک نہ رہے۔ اور یوں حضرت زینبؓ سے شادی کے حوالے سے تمام قابل ذکر باتیں بیان ہو گئیں۔

**واضح مضمون:** حضرت زیدؓ آں حضرت ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ جب مذکورہ بالا آیات 5، 6 کے تحت ان کی حیثیت واضح ہو گئی کہ منہ بولے بیٹے، بیٹے نہیں ہوتے تو اس کا جو نتیجہ نکلا وہ آیت خاتم النبین کے ابتدائی حصہ میں بیان ہوا کہ آں حضرت ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ اور پھر اس پر اعتراضات کے جواب دئے گئے۔ جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے اس آیت کے دو حصے ہیں۔ پہلے ایک اظہار حقیقت اور پھر لفظ **لٰکِن** کے بعد عربی زبان کے طریق کے مطابق دوسرے حصہ میں ان شبہات اور اعتراضات کا جواب ہے جو اس پہلے بیان پر وارد ہو سکتے ہیں۔ انہی قواعد کی رو سے چونکہ پہلا حصہ منفی ہے اس لئے دوسرا مثبت ہونا چاہئے

**من مانے معنی:** اس واضح مضمون کے باوجود بعض حلقوں میں آیت خاتم النبین کے دونوں جوابی حصوں کو عربی قواعد کو نظر انداز کر کے حضرت زینبؓ کے واقعہ پر مخالفین کے اعتراض کا جواب قرار دے کر بعد کے مضمون کو من مانے معنی دینے کی کوشش کی جاتی ہے مثلاً یہ تحریر:

'ان کا اوّلین اعتراض یہ تھا کہ آپ نے اپنی بہو سے نکاح کیا ہے۔۔۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

محمد تم مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔۔۔ ان کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ۔۔۔ آخر اس کا کرنا کیا ضرور تھا اس کے جواب میں فرمایا

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ مگر وہ اللہ کے رسول ہیں یعنی ان کے لئے یہ ضروری تھا کہ۔۔۔ اس کی حلت کے معاملہ میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں۔ پھر مزید تاکید کے لئے فرمایا وَ **خاتَم النبین** اور وہ **خاتَم النبین** ہیں یعنی ان کے بعد کوئی رسول تو درکنار کوئی نبی تک آنے والا نہیں ہے۔۔۔ لہذا یہ اور بھی ضروری ہو گیا تھا کہ اس رسم جاہلیت کا خاتمہ وہ خود ہی کر جائیں'

(ختم نبوت از سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب صفحہ نمبر 6-7 اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ لاہور اشاعت دوم مارچ 1962ء)

**یہ معنی برمحل نہیں:** کج بنیاد پر کھڑے اس ڈھانچہ کی بے ثباتی عیاں ہے۔ اس بات سے قطع نظر کہ اس تحریر میں لفظ **خاتَم** کے معنی کس حد تک درست ہیں۔

اس غلط استدلال کا ایک نتیجہ تو ظاہر ہے کہ اس میں آں حضرت ﷺ کے رفیع الشان مقام **خاتَم النبین** کے اس قرآنی اظہار کو کسی گمنام مشرک مخالف کے سطحی اعتراض کا رہین قرار دیا گیا ہے گویا یہ اعتراض نہ اٹھتا تو یہ اظہار بھی نہ ہوتا۔ یہ استدلال اس عظیم مقام کی قدر ناشناسی کے سوا اور کیا ہے؟

یہ موقف کہ جہالت کی متبنیٰ بنانے کی رسم کا آں حضرت ﷺ کا خود مٹانا ضروری تھا۔ مودودی صاحب کے ہم خیال اب بھی دہراتے ہیں جیسا کہ ایک اور صاحب نے لکھا:

'چونکہ آپ آخری پیغمبر ہیں اسی وجہ سے ضروری تھا کہ آپ ہی کے ذریعہ سے اس بدرسم کی اصلاح ہو'

(میزان از جاوید احمد غامدی صاحب صفحہ نمبر 149 المورد لاہور فروری 2010ء)

لیکن اس رائے کے حق میں واضح دلیل کسی نے نہیں دی۔ قرآن کتاب شریعت ہے اور اس میں یہ فرما دینا اس رسم کو مٹا دینے کے لئے کافی تھا کہ

'(اللہ نے) تمہارے منہ بولوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا ہے اور یہ کہ ان کو ان کے آباء کے نام سے یاد کرو' (احزاب 33:5-6)

آخر دیگر معاشرتی برائیوں سے بھی تو اسی طرح احکامات کے ذریعہ روکا گیا ہے۔

یہ معلوم نہیں کہ واقعاتی طور پر کتنے صحابہؓ کے لے پالک بیٹے تھے اور ان بیٹوں میں سے کتنوں نے اپنی بیویوں کو طلاق دی۔ اور کتنے صحابہؓ نے اس اجازت کے تحت ان مطلقہ عورتوں سے شادی کی۔ اتنا بہرحال ظاہر ہے کہ اگر یہ اکثر ہونے والا واقعہ ہوتا تو اس کی بہت مثالیں ذکر ہوتیں۔ پس اس شادی اور اس کے ذریعہ اصلاح کو وہ وجہ قرار دینا جس کے تحت اللہ تعالیٰ نے آں حضرت کو خاتم النبین فرمایا۔ اس رفیع الشان مقام سے ذرا میل نہیں کھاتا۔

**تائیدِ مزید:** علامہ شبلی نعمانی اور علامہ سید سلیمان ندوی نے حضرت زینبؓ سے آں حضرت ﷺ کے نکاح کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

'بہرحال جب وہ (حضرت زینبؓ) مطلقہ ہوگئیں تو آپ ﷺ نے ان کی دلجوئی کے لئے خود ان سے نکاح کر لینا چاہا لیکن عرب میں اس وقت تک متبنیٰ اصل بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا اس لئے عام لوگوں کے خیال سے آپ ﷺ تامل فرماتے تھے۔ لیکن چونکہ یہ محض جاہلیت کی رسم تھی اور اس کا مٹانا مقصود تھا اس لئے یہ آیت نازل ہوئی (احزاب:5)' ' اور تم اپنے دل میں وہ چھپاتے ہو جس کو خدا ظاہر کر دینے والا ہے اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہئے'

(سیرت النبی ﷺ حصہ اول از علامہ شبلی نعمانی اور علامہ سید سلیمان ندوی صفحہ نمبر 257 اسلامی کتب خانہ لاہور)

حضرت زینبؓ سے نکاح کے بارے میں علماء کی اس تحریر میں ایسی کسی ضرورت کی نشان دہی نہیں کی گئی ہے کہ اگر آں حضرت ﷺ حضرت زینبؓ سے نکاح نہ کرتے تو آیات مذکورہ بالا کے باوجود متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح نہ کرنے کی رسم ختم نہ ہوتی؟ اور یہ کہ اس کے لئے آپ ﷺ کا خود ایسا نکاح کرنا ضروری تھا؟ بلکہ اس رسم کے خاتمہ کے لئے سورۃ احزاب کی اس آیت کو ہی کافی قرار دیا گیا ہے۔

پس آیت خاتم النبیین کے نزول کو اس واقعہ سے محدود کرنا خلافِ واقعہ ہے۔

## ۲۔ اصل اعتراض کیا تھا؟

ابتدائے نزول قرآن کریم میں آں حضرت ﷺ کے دشمنوں کے بارے میں یہ خبر دی گئی تھی کہ:

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (کوثر 4:108)

ترجمہ: یقیناً تیرا دشمن ہی ہے جو ابتر رہے گا۔

سیرت حلبیہ کے مطابق بعثت کے بعد آں حضرت ﷺ کے صاحبزادے عبداللہ کی وفات ہوئی۔ اس وفات پر ایک بڑے دشمن اسلام نے کہا

'اب ان کی نسل کا سلسلہ ختم ہوگیا اور بے نام ونشان ہوگئے' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (کوثر 3)

(سیرت حلبیہ از علامہ علی حلبیؒ اردو ترجمہ محمد اسلم قاسمی جلد سوم نصف آخر صفحہ نمبر 404 دارالاشاعت کراچی)

اب 18/17 سال گزرنے کے بعد صورتحال یہ تھی کہ آں حضرت ﷺ کے بارے میں خود قرآن اس حقیقت کا اظہار کر رہا تھا کہ آپ ﷺ کا کوئی حقیقی بیٹا نہیں ہے جبکہ ان دشمنوں کی اولاد موجود تھی تو کیا پہلا دعویٰ نعوذ باللہ غلط ٹھہرا اور بجائے دشمنوں کے ابتر رہنے کے آپ ﷺ پر کفار کا طعن درست ہوا؟

یہ وہ اعتراض تھا جو قرائن سے ظاہر ہے۔ **لٰکِن** کے بعد والے حصۂ آیت میں اس اعتراض کے دو جواب دئے گئے ہیں:

(i) **رسول اللّٰہ**۔ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس لئے آپ پر ایمان لانے والے سب آپ کے روحانی بیٹے ہیں اور ان میں دشمنوں کے بیٹے بھی شامل ہیں جو اپنے جسمانی باپوں کو چھوڑ کر آں حضرت ﷺ کو اپنا روحانی باپ مان رہے ہیں پس اتنے بہت سارے بیٹوں کی موجودگی میں کسی جسمانی بیٹے کا نہ ہونا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

(ii) **وَ خاتَم النبیّن**۔ اور یہ کہ اس سے بھی بڑھ کر محمد ﷺ تمام انبیاء کے لئے بطور **خاتَم** ہیں اور وہ سب آپ ﷺ کی مہر تصدیق کے محتاج ہیں اس طرح وہ تمام نبی بھی آپ ﷺ کے روحانی بیٹوں جیسے ہیں اور یوں آپ ﷺ کے نہ صرف بے شمار عام مومن بیٹے ہیں بلکہ وہ سب چنندہ وجود بھی جنہیں اللہ نے نبی کیا وہ بھی آپ ﷺ کے بیٹوں جیسے ہیں تو ان معزز روحانی بیٹوں کے بالمقابل کسی جسمانی بیٹے کے نہ ہونے کی کیا حقیقت ہے؟

**تفسیر بالرائے: ولٰکِن** کے اصول کو ماننے کے باوجود اگر پہلے حصۂ آیت کہ آپ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں پر ہونے والے شبہات کا تعین قرآن کریم سے نہ کیا جائے تو تفسیر بالرائے کا عمل دخل ہو جاتا ہے اور وہ بھی فکرِ ہر کس بقدر ہمت اوست کے مطابق۔

درج ذیل تحریر اس کا ایک نمونہ ہے:

'شبہات یہ ہیں:

۱۔ اوّل جب ابوّت ثابت نہیں تو شفقت پدری جو کہ لازمہ ابوّت ہے وہ بھی آپ ﷺ میں موجود نہ ہوگی۔

۲۔ دوسرے جب ابوّت نہیں جو لازم نبوت ہے تو شائد نبوت بھی نہ ہوگی۔

۳۔ تیسرے بظاہر آپ کی ایک قسم کی تنقیص لازم آتی ہے کہ آپ کے کوئی نرینہ اولاد نہیں

ان کے ازالہ کے لئے ارشاد فرمایا وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ (لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) اس ایک جملہ نے تینوں شبہات کو اٹھا دیا۔۔۔ لیکن خدائے عزوجل چاہتا ہے کہ اپنے پیارے رسول کی برأت خوب آشکار فرمادے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ (اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں)

اس جملہ میں چند فوائد:

۱۔ اس کے بعد تو کوئی دوسرا رسول بھی آنے والے نہیں اس کا سلسلہ ابوّت تو قیامت تک چلنے والا ہے

۲۔ امم دنیا کو اس پر متنبہ کرنا منظور ہے کہ یہ ہمارا آخری رسول ہے۔۔۔ اب بھی ہوش میں آجاؤ۔

۳۔ کمال شفقت کو بیان کرنے کے لئے۔۔۔ یہ رسول تو خاتَم النبین ہیں جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا ایسی حالت میں۔۔۔ آپ ﷺ۔۔۔ امت کی ہدایت اور نصیحت اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں'

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب تلخیص صفحہ 65-69 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

## ۳۔مقام مدح:

لفظ **ولٰکِن** کی رعایت سے بیان کردہ مضمون پہلے حصہ کے شبہات کے ازالہ کے لئے ہے اور چونکہ پہلا حصہ منفی ہے اس لئے دوسرے حصۂ آیت میں یکے بعد دیگرے کہی گئی دونوں باتوں کو مثبت اور دوسری بات کو پہلی بات سے بھی زیادہ خوبی اور مدح والا ہونا چاہئے۔ یہ سادہ سا اصول ہے۔ پس آپ ﷺ کے اللہ کے رسول ہونے کے بیان کے بعد اگلے حصہ میں مذکور مقام خاتم النبین کو مقامِ رسالت سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔

مزید یہ کہ قرآنِ کریم میں مذکور یہ مقام آپ ﷺ کی مدح میں ہے جیسا کہ آں حضرت ﷺ نے خود بھی اپنے خاتم النبین ہونے کو دیگر انبیاء پر اپنی فضیلت کی چھ باتوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔ (مسلم کتاب المساجد، باب المساجد)

اس لئے مقام خاتم النبین کے وہی معنی درست اور مطابق قرآن وحدیث ہوں گے جو اس پیمانہ پر پورا اتریں کہ وہ مثبت ہوں اور جس سے یہ مقام زیادہ مدح کا حامل ٹھہرے۔

یہ مضمون بزرگانِ امت پہلے بھی بیان فرماتے رہے ہیں۔ ایسے دو ارشاد درج ذیل ہیں:

i۔حضرت صوفی حکیم ترمذیؒ (متوفی ۸۶۹ء) فرماتے ہیں:

هذا ، يظن[ر۲] ان « خاتم النبيين[ر۲] » تأويله انه آخرهم[ص۲] مبعثا[ص۲] . فأي منقبة[ص۲] في هذا؟ وأي علم في هذا؟ هذا[ص۲] تأويل البله ، الجهلة ! ۔(کتاب ختم الاولیاء فصل ثامن صفحہ نمبر 341 المطبعۃ الکاثولیکیۃ بیروت)

ترجمہ: یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ خاتم النبین کی یہ تاویل ہے کہ آپ معبوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں بھلا اس میں آپ کی کیا فضیلت وشان ہے؟ اور اس میں کون سی علمی بات ہے؟ یہ تو احمقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔

ii۔بانیٔ دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (متوفی ۱۸۸۰ء) فرماتے ہیں:

'عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتَم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے'

(تحذیر الناس از حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ صفحہ نمبر 3)

## ۴۔لفظ خاتَم کے معنی:

آں حضرت ﷺ کے اس مقامِ کے اظہار میں استعمال ہونے والے لفظ خاتَم کے کیا کیا معنی ہیں اور ان کئی معنوں میں سے کون سا اس مقام کی صحیح ترجمانی کرتا ہے؟ یہ ایک بنیادی سوال ہے۔ عربی زبان میں کیونکہ الفاظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں اس لئے اہل لغت نے ان میں سے حقیقی اور مجازی معنوں کا تعین کیا ہے اور یہ اصول ٹھہرایا ہے کہ ترجمہ میں حقیقی معنوں کو ترجیح دی جائے اور اگر سیاق اور مضمون کے اعتبار سے ان معنوں کو استعمال کرنا ممکن نہ ہو تو پھر مجازی معنی اختیار کئے جائیں گے۔

**لغوی معنی:** مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب میں مختلف عربی لغات کے حوالے سے لفظ خاتَم کے درج ذیل چھ معنی لکھے ہیں:

i۔نگینہ مہر جس پر نام وغیرہ کندہ کیے جاتے ہیں

ii۔انگشتری یا انگوٹھی

iii۔آخرِ قوم

iv۔گھوڑے کے پاؤں میں جوتھوڑی سی سفیدی ہو۔

v۔گدّی کے نیچے جوگڑھا ہے

vi۔مہر کا جونقش کاغذ وغیرہ پر اتارا جاتا ہے۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صفحہ نمبر 75 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**حقیقی معنی:** ان میں سے حقیقی معنوں کے بارے میں حضرت امام راغبؒ نے اپنی لغات مفردات میں جسے شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب اتقان میں لغاتِ قرآن کی بہترین کتاب قرار دیا ہے لکھا ہے کہ:

**'الختم و الطبع یقال علی وجھین مصدر ختمت و طبعت و ھو تا ثیر اشیء کنقش الخاتم والطا بع۔والثانی الا ثر الحاصل عن النقش'۔**

'**خَتْم** اور **طبْع** کی دوصورتیں ہیں۔پہلی صورت یہ ہے کہ یہ دونوں لفظ **خَتَمْتُ** اور **طَبَعْتُ** کا مصدر ہیں اور ان کے معنی خَاتَم (مہر) کے نقش پیدا کرنے کی طرح کسی شے کا دوسری میں اثر پیدا کرنا ہیں اور دوسری صورت حقیقی معنوں کی نقش کی طرح کی تاثیر کا اثر حاصل ہیں'

(المفردات فی غریب القرآن از حضرت امام راغبؒ بحوالہ الحق المبین از قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری صفحہ نمبر 33- 34 ربوہ 1971ء)

**قرآن کریم میں لفظ خَتَم مہر کے معنوں میں:** قرآن کریم میں لفظ **خَتَمَ** مختلف شکلوں میں درج ذیل آٹھ بار استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ اپنے مہر کے حقیقی معنوں میں:

۱۔بقرہ 7:2 **خَتَمَ اللّٰہ** اللہ نے مہر لگادی (فعل)

۲۔انعام 47:6 **خَتَمَ** (اگر اللہ) مہر کردے (فعل)

۳۔جاثیہ 24:25 **خَتَمَ** (اگر اللہ) مہر کردے (فعل)

۴۔یٰس 66:36 **نَخْتِمِ** ہم مہر لگادیں گے (فعل)

۵۔شوریٰ 25:42 **تَخْتِمِ** ہم مہر لگادیں گے (فعل)

۶۔مطفّفین (26:83) **مختوم** سربمہر (اسم)

۷۔مطفّفین (27:83) **خِتٰمُہٗ** اُس کی مہر (اسم)

اور ۸۔آیت خاتَم النبیین (احزاب 40:33) میں اس لفظ کا استعمال ایسی آٹھویں مثال ہے اور یہاں بھی یہ بمعنی مہر ہی ہے یعنی نبیوں کی مہر (اسم)

**مجازی معنی:** مفردات ہی میں حضرت امام راغبؒ نے اس لفظ خاتَم کے درج ذیل معنوں کو مجازی لکھا ہے:

**'ویتجودبذالك تارة فی الاستیثاق من الشیء والمنع اعتبارا بما یحصل من المنع بالختم علی الکتب والابواب نحو ختم الله علی قلوبهم و ختم علی سمعه و قلبه و تارة فی تحصیل اثر عن الشیء اعتبار ا بالنقش الحاصل و تارة یوتعبر منه بلوغ الا خر و منه قیل ختمت القران ای انتهیت الی آ خرة '۔**

' اس سے مجازاً کبھی شے کا مضبوطی سے بند کرتا اور روک دینا مراد ہوتا ہے۔کتابوں اور بابوں پر مہر لگانے سے قیاس کرتے ہوئے جیسے اللہ نے ان کے کانوں اور دلوں پر مہر لگائی اور کبھی اس سے مجازاً کسی سے اثر حاصل کرانا ہوتے ہیں نقش حاصل پر قیاس کرتے ہوئے اور کبھی اس سے مجازاً آخر کو پہنچنا مراد ہوتا ہے جیسے میں نے قرآن مجید ختم کرلیا یعنی اس کے آخر کو پہنچ گیا'

(مفردات از امام راغبؒ بحوالہ کتاب ختم نبوت اور تحریک احمدیت پر تبصرہ از ابو قیصر آدم خان ربوہ صفحہ نمبر 179)

یہی رائے علامہ بیضاویؒ کی ہے۔آیت ختم اللّٰہ علی قلوبھم کی تفسیر میں یہ نوٹ درج ہے:

**'فالطلاق الختم علی البلوغ وا لاستیثاق معنیٰ مجازی'**

یعنی لفظ ختم کا آخری اور بندش کے معنوں میں استعمال مجازی معنی ہیں۔

(حاشیہ تفسیر بیضاوی بحوالہ مولوی مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب صفحہ نمبر ۴۰۔۴۱ مطبوعہ رقیم پریس یو کے)

## ۵۔حقیقی معنوں کے مطابق مقام خاتَم النبین کے معنی:

ختم مصدر کے ایک معنی تاثیر الشئی ہیں دوسرے معنی اس تاثیر کا اثر حاصل ہیں۔ان معنوں کے مطابق آپ ﷺ نبیوں کے ظہور کے لئے موثر ذریعہ یا موثر نبی ٹھہرتے ہیں۔یہ معنی سیاق آیت کے عین مطابق ہیں۔آیت کے پہلے حصہ میں ابوّت جسمانی کی نفی کی گئی ہے اور اس کے بالمقابل اوّل آپ ﷺ کو رسول اللہ کہہ کر امت کا روحانی باپ فرمایا گیا اور پھر خاتم النبین کہہ کر انبیاء کا باپ قرار دیا گیا ہے۔اور یوں آں حضرت ﷺ ابوالانبیاء اور تمام انبیاء آں حضرت ﷺ کی خاتَم کا اثر حاصل قرار پاتے ہیں۔ابّ (باپ) کے معنی از روئے لغت بھی یہی ہیں۔جیسا کہ لکھا ہے:

' و یسمی کل من کان سببا فی ایجادشی ءِ او اصلاحہٖ او ظہورہٖ ابًا'

ترجمہ:اور ہر وہ شخص باپ کہا جاتا ہے جس کو اس کی ایجاد یا اصلاح یا ظہور میں دخل ہو۔

(مفردات القرآن از حضرت امام راغب اصفہانیؒ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 65 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

پس آیت خاتَم النبین میں لفظ خاتَم کے حقیقی معنی اختیار کرنے سے آں حضرت ﷺ کے اس مقام کے معنی نبیوں کی مہر یعنی نبیوں کے لئے ذریعہ تاثیر ہو کر آپ ﷺ کا مقام سب انبیاء سے بلند ثابت ہوتا ہے۔اور تمام انبیاء کے لئے آپ کی مہر تصدیق لازمی ٹھہرتی ہے۔اور بعد میں کسی آنے والے نبی کے لئے آپ ﷺ کی مہر تصدیق کے لازم ہونے سے اس کا آپ ﷺ کا امتی ہونا ضروری قرار پاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود نے اس مضمون کو خلاصتاً یوں بیان فرمایا ہے:

**'لَکِن** کا لفظ زبان عرب میں استدراک کے لئے آتا ہے یعنی تدارک مافات کے لئے سو اس آیت کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا۔یعنی جس کی آنحضرت ﷺ کی ذات سے نفی کی گئی تھی۔وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا۔سو **لَکِن** کے لفظ سے ایسے فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا'۔(ریویو مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ نمبر 214)

یہ معنی انتہائی مدح میں ہونے کے سبب مثبت ہیں جیسا کہ پہلے منفی جملہ کے بعد ہونا چاہئے تھا۔
آں حضرت ﷺ کے مہرِ تصدیق ہونے کا مضمون قرآن کریم کی ایک اور آیت میں یوں بیان ہوا ہے:
وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (صافات ۳۷:۳۸)

ترجمہ: اور سب رسولوں کی تصدیق کرتا تھا۔
نیز یہ معنی قرآن کریم کی ان سب آیات کے مطابق ہیں جن میں سلسلہ انبیاء کو جاری رکھا گیا ہے اور جن کا گزشتہ باب میں ذکر ہوا ہے۔
اب چونکہ لفظ خاتَم کے حقیقی معنی یہاں بالکل درست اور پوری شان سے چسپاں ہو جاتے ہیں اس لئے کسی مجازی معنوں کا استعمال درست نہ ہوگا۔
خاتم کی اس بحث سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس لفظ کے حقیقی معنوں کی رو سے آں حضرت ﷺ نبیوں کی مہرِ تصدیق ہیں اور جہاں تمام گزشتہ انبیاء کی نبوت آپ کی مہر تصدیق کی رہین ہے وہیں آئندہ کے لئے بھی آپ ﷺ کا وجود روحانی نبی تراش ہے۔

## ۶۔مہر کے معنی اختیار کرنے کی مثالیں:

خاتَم کے حقیقی معنی مہر ہیں۔ یہ اسم ہے۔قرآن کریم میں اسے مضاف کے طور پر استعمال کیا گیا جس کا مضاف علیہ النبین ہے اور یوں ملا کر خاتَم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر ہوتے ہیں۔اور اس سے مراد آپ ﷺ کا سب انبیاء کے لئے مہرِ تصدیق ہونا ہے۔
کبار صحابہؓ خاتَم کے معنی مہر کرتے تھے۔اس کی ایک مثال حضرت علیؓ کا یہ قول ہے کہ:
**بینَ کَتِفَیهِ خاتَمُ النّبُوة و هُوَ خاتم النبین** (ترمذی فی الشمائل)
ترجمہ: آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ نبیوں پر مہر ہیں۔
اور یوں انہوں نے آپ ﷺ کندھوں کے درمیان کی مہر کو آپ کے نبیوں کے لئے روحانی مہر ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔
دلچسپ بات ہے کہ مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب میں یہ روایت درج کر کے اس کے پہلے لفظ خاتَم کا ترجمہ تو مہر ہی کیا ہے لیکن دوسرے خاتَم کا حسب منشاء 'ختم کرنے والے'۔(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 383)

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

صحابہ کرامؓ کی اتباع میں کئی گزشتہ علماء نے بھی خاتَم کے یہی معنے کئے ہیں۔جیسا کہ درج ذیل تحریروں سے ظاہر ہے۔
تحریر بانی دیوبند حضرت محمد قاسم نانوتویؒ (متوفی 1880ء):
'اوروں کی نبوت تو آپ کی نبوت کا فیض ہے پر آپ ﷺ کی نبوت کسی اور نبی کی نبوت کا فیض نہیں۔اس طرح آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔غرض جیسے آپ نبی اللہ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی'
(تحذیر الناس صفحہ نمبر 4,3 مع تکملہ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی دارالاشاعت اُردو بازار کراچی)
تحریر مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب (متوفی ۱۹۴۹ء)
'جس طرح روشنی کے تمام مراتب آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ روح محمدی پر ختم ہو جاتا ہے۔بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ مرتبی اور زمانی لحاظ سے خاتم النبین ہیں اور جس کو نبوت ملی ہے آپ کی مہر لگ کر ملی ہے'۔
(تفسیر عثمانی مشتمل بر ترجمہ از شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اور تفسیر از مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب صفحہ نمبر 505 شائع کردہ ادارۂ اسلامیات)

اسی طرح قرآنِ کریم کے بہت سے مترجمین نے بھی خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر کئے ہیں جیسے:
علامہ شہاب الدین محمود آلوسیؒ (متوفی ۱۸۵۴ء) (تفسیر روح المعانی۔مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)
مولوی عبدالحق صاحب حقانی دہلوی (تفسیر حقانی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 92 ایڈیشن نہم)
مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی۔(متوفی ۱۹۲۰ء) (ترجمۃ القرآن صفحہ نمبر 725 ادارہ اسلامیات۔انارکلی لاہور)

## ۷۔لفظ خَتَم کے مہر کے علاوہ معنی:

خلافِ حقیقت موقف کو اپنا کر اس کی تائید میں بعض دفعہ لفظ خَتَم کے استعمال کی ایسی مثالیں دی جاتی ہیں جن میں آخری یا ختم ہونے کے معنی نکلتے ہیں۔جیسے مولوی مودودی صاحب نے اپنے رسالے ختم نبوت کے صفحہ نمبر 10 پر 8 مثالیں دی ہیں۔ان میں سے تین کے معنی تو انہوں نے خود مہر کئے ہیں۔جبکہ باقی میں سیاق مضمون کے لحاظ سے چونکہ لفظ خَتَم کے حقیقی معنی لینے ممکن نہیں اس لئے وہاں اس لفظ کے مجازی معنی آخر تک پہنچانے یا بند کرنے کے لئے گئے ہیں۔ ان مجازی معنوں سے کسی کو انکار نہیں۔اور اصول یہی ہے کہ اگر سیاق کے تحت حقیقی معنی لینے ممکن نہ ہوں تو مجازی معنی لئے جاسکتے ہیں۔لیکن ایسے مجازی استعمال کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آئندہ وہ لفظ ہمیشہ مجازی معنوں میں استعمال ہوگا۔یا یہ کہ اس کے حقیقی معنی بدل گئے ہیں۔یہ اصول مودودی صاحب کو بھی تسلیم ہے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے:

'کسی زبان میں بھی یہ قاعدہ نہیں کہ اگر کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنوں کے بجائے کبھی کبھی مجازاً کسی دوسرے معنوں میں بولا جاتا ہو تو وہی اس کے معنی بن جائیں اور لغت کی رو سے جو اس کے حقیقی معنی ہیں اس کا استعمال ممنوع ہو جائے'۔(ختم نبوت از مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ نمبر 11 حاشیہ)

خَتَم کے حقیقی لغوی معنی مہر ہیں جیسا کہ مفردات کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے۔اور آیت خاتَم النبیین میں اس کے یہی حقیقی معنے سجتے اور درست ہیں۔

## ۸۔ خاتَم کے مہرِ تصدیق کے معنوں پر اعتراض اور جواب:

مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب ختم نبوت میں خاتَم کے معنی مہر کرنے پر تین اعتراض لکھے ہیں۔یہ اعتراض اور ان کے جواب خلاصتہً یوں ہیں:

**پہلا اعتراض:** اس کا مطلب ہے کہ نبی بنانا رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں ہے کہ جس پر چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں۔(صفحہ ۱۴۴)

**جواب:** آں حضرت ﷺ کی مہر تصدیق سے نبی بننے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ بطور خاتَمِ روحانی ہونے کے انبیاء کے ظہور میں واسطہ ہیں۔آپ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے انتخاب سے جس فرد کو نبی بنانے کے لئے منتخب کرے گا اس میں دیگر صفاتِ مطلوبہ کے ساتھ یہ صفت ضرور ہوگی کہ وہ آپ ﷺ کی پیروی کرنے والا اور آپ ﷺ سے محبت کرنے والا ہوگا۔نہ یہ کہ آپ ﷺ خود ہی جس پر چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں۔

**دوسرا اعتراض:** اس سے نبوت اکتسابی بن جاتی ہے کہ جو کوئی آں حضرت ﷺ کی مکمل پیروی کرے وہ نبی بن جائے۔(صفحہ ۱۴۴۔۱۴۵)

**جواب:** نبوت خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کے لئے انتخاب ضرورت کے مطابق ہوتا ہے یہ اصول قرآن میں بیان شدہ ہیں۔اس انتخاب کے لئے آں حضرت ﷺ کی شریعت کی پیروی اب شرط ہے جو آپ ﷺ کے مقامِ خاتم النبین کا تقاضا ہے۔سو یہ بات نہیں کہ نبوت اکتسابی ہوگئی ہے اور جو پیروی

کرے گا وہ آپ ﷺ کی مہر سے نبی ہو جائے گا۔ نبی بوقتِ ضرورت وہی بنے گا جسے اللہ چاہے گا۔

**تیسرا اعتراض:** آں حضرت ﷺ کی روحانی توجہ اپنے ایک لاکھ سے زائد جاں نثار صحابہؓ میں سے کسی کو نبی نہ بنا سکی اور نہ ان لوگوں میں سے کوئی نبی بن سکا جن کو آپ ﷺ نے خیر القرون فرمایا۔ (صفحہ ۱۴۵)

جواب: کسی کا مقام نبوت پانا ضرورت کے تحت اللہ تعالیٰ کے انتخاب سے ہے۔ اس لئے باوجود یکہ صحابہ کرامؓ اپنے روحانی مدارج میں کمالات انبیاء کے جامع تھے اور ان میں سے چند کے بارے میں خود مفتی صاحب کی کتاب میں مذکور (صفحہ نمبر 284) ایک حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ باعتبار کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔ تاہم آں حضرت ﷺ کے ظہور کے فوراً بعد یا اگلی صدی میں کسی نبی کی ضرورت نہ تھی اس لئے ان میں سے کسی کو نبی کا نام نہیں دیا گیا۔ اور یوں یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔

پہلے سے طے شدہ تقدیر کے مطابق یہ چودھویں صدی کا زمانہ ہی تھا جس میں نبوت کی ضرورت ہونی تھی اور جس میں مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کی پیشگوئیاں موجود تھیں اور یہی وقت آں حضرت ﷺ کی اس صفت کے جلوہ کا تھا۔ جسے حضرت مسیح موعود نے اپنے خداداد کمالِ عرفان سے روحانی نبی تراش لکھا ہے۔ (باستفادہ 'الحق المبین' از قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری صفحات 159-163)

## ۹۔ مہر لگانے سے مراد؟

فیروز اللغات اردو جدید میں مہر کرنا (لگانا) کے تحت تین معنی درج ہیں:

(۱) کاغذ پر چھاپ لگانا (۲) بند کرنا (۳) تصدیق کرنا۔ (صفحہ نمبر 666 نیا ایڈیشن مطبوعہ فیروز سنز)

اس سے ظاہر ہے کہ مہر کرنا یا مہر لگانے کے معنی صرف بند کرنا قرار دینا درست نہیں اور سیاق کے مطابق جہاں اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں وہیں تصدیق کرنا بھی ہو سکتے ہیں۔

یہ حصّۂ آیت کیونکہ **لکِن** کے بعد ہے اس لئے اس میں لفظ خاتَم کے معنی مثبت ہونا چاہیے۔ نبیوں کی مہرِ تصدیق کے معنی آپ ﷺ کی روحانی ابوّت کو نبیوں پر پھیلا کر آپ ﷺ کے اس مقامِ خاتم النبیین کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ اس لئے یہی اس کے بہترین معنی ہیں۔

بعض دفعہ مہر کے معنی تو اختیار کر لئے جاتے ہیں لیکن اس سے مراد کو منفی رنگ دے کر مضمون کو الٹ دیا جاتا ہے۔ جملہ کے معنی منفی ہو جاتے ہیں اور بجائے مقام مدح ظاہر ہونے کے بیان زمانی ترتیب کے اظہار کی ایک عام سی بات میں بدل جاتا ہے۔ سیاق کے مطابق ایسے معنی درست نہیں ہو سکتے۔

مولوی مودودی صاحب نے یہی موقف اپنایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

'عربی لغت ومحاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاک خانے کی مہر کے نہیں جسے لگا لگا کر خطوط جاری کئے جاتے ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے'۔ (ختم نبوت از مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ نمبر 12)

**ڈاک خانے کی مہر:** خاتَم کے معنی یقیناً ڈاک خانے کی وہ مہر نہیں جسے لگا کر خطوط جاری کئے جاتے ہیں کیونکہ ڈاک خانے کی مہر اس غرض سے ہے بھی نہیں۔ پوسٹ آفس میں مہروں کا استعمال 1840ء میں ڈاک ٹکٹ کے جاری ہونے کے بعد شروع ہوا۔ اور ان کی بنیادی غرض لفافے پر لگے ٹکٹ کو مطلوبہ شرح کے مطابق ہونے کی تصدیق کرنا تھا۔ یعنی یہ مہر بھی مہرِ تصدیق تھی۔ اگر ٹکٹ مطلوبہ شرح کے مطابق نہ ہوتے تو کمی مکتوب الیہ کو دینی ہوتی۔ ہاں ان مہروں کا

ایک اور مفاد ان ٹکٹوں کو دوبارہ استعمال کے نا قابل کرنا تھا۔اس استعمال کو ایسی مہر قرار دینا جسے لگا کر خطوط جاری کئے جاتے ہیں۔ ایک خلاف واقع بات ہے۔

ہاں بعض خطوط پر اس لئے بھی مہر لگائی جاتی ہے کہ مکتوب الیہ سالم مہر سے تصدیق کر سکے کہ وہ خط کسی اور نے نہیں کھولا۔

غالباً یہی وہ استعمال ہے جس کو مودودی صاحب نے خاتَم کے معنی قرار دے کر فرمایا ہے کہ 'اس سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے'۔لیکن ظاہر ہے کہ مہر کا ایسا استعمال بھی بنیادی طور پر تصدیق ہی ہے۔اور اس مطلوب کو نہیں پہنچتا جو مولوی صاحب چاہتے ہیں کہ مہر کا یہی استعمال ہے کہ نہ لفافے میں سے کوئی چیز باہر نکلے اور نہ کوئی اندر جائے۔

## ۱۰۔مہر کا تصدیق کے لئے استعمال:

مہر ہزار ہا سالوں سے تصدیق کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔جس کی دسیوں مشہورِ عام مثالوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

۔وہ مہر جو آں حضرت ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی کی شکل میں تیار کروائی اور جس پر **محمد رسول اللّٰہ** کے الفاظ کندہ کرائے گئے (بخاری کتاب العلم و کتاب الجہاد) اور جس کی غرض یہ تھی کہ ان تبلیغی خطوط پر تصدیق کے لئے ثبت کی جائے جو آپ ﷺ مختلف ملکوں کے فرمانرواؤں کو دین حق کی دعوت دینے کے لئے بھجوانا چاہتے تھے۔

۔وہ مہر جو مہر سلیمان کے نام سے مشہور تھی اور جس پر اسم اعظم کندہ تھا۔

۔وہ مہریں جو مہر شاہی کہلاتی اور مختلف بادشاہوں کے طرف سے جاری کردہ فرمانوں کی تصدیق کے لئے (To Authenticate) استعمال ہوتی رہیں۔

۔بابل، مصر، عرب اور وادی سندھ کی پرانی تہذیبوں کے آثار میں ملنے والی مہریں جو اس امر کی تصدیق کیلئے استعمال ہوتی تھیں کہ دستاویزات کسی صاحب اختیار نے جاری کی ہیں۔خاص طور پر ان دستاویزات کے لئے ان کا لگایا جانا لازم تھا جن کی قانونی حیثیت ہوتی تھی۔

۔وہ مہریں جو بہت سارے علماء اپنے فتووں پر ثبت کر کے تصدیق کرتے ہیں کہ یہ فتاوٰی انہی کی طرف سے جاری ہوئے ہیں۔

۔چرچ میں تصدیق کے لئے استعمال ہونے والی مہریں جن کی اس اہمیت کے پیشِ نظر ایک پوپ کی وفات کے بعد نئے پوپ کے پہلے کاموں میں سے ایک گزشتہ پوپ کی مہر کو ضائع کرنا ہوتا تھا۔

۔کمپنیوں میں قانونی طور پر ضروری ایک مہرِ عام ( Common Seal ) کا تمام اہم دستاویزات کی تصدیق کے لئے استعمال۔

غرضیکہ مہر کا بطور تصدیق استعمال ہونا اس کی ایک عام غرض ہے۔

## ۱۱۔خاتَم النبیین کے معنی آخر النبیین لینا کیوں درست نہیں؟

لفظ خاتَم کے چھ معنوں میں سے اس کے مذکورہ بالا حقیقی معنوں یعنی 'نبیوں کی مہر' کو چھوڑتے ہوئے بعض تراجم میں اس کے تیسرے معنی 'آخرِ قوم' کو ترجیح دے کر خاتَم النبیین کے معنی 'آخر النبیین' کئے جاتے ہیں۔اس مجازی معنی کو اختیار کر کے اس آیت کا ترجمہ یہ بنتا ہے:

محمد تم مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور آخر النبیین یعنی نبیوں میں سے آخری ہیں۔

یہ معنی درج ذیل سات وجوہات کے سبب درست نہیں ہیں:

**وجہ اول۔قرآن سے متصادم:** یہ ترجمہ کہ آپ ﷺ نبیوں میں سے آخری ہیں قرآن کی ان تمام آیات سے متصادم ہے جو گزشتہ باب میں ذکر ہوئیں اور جن میں سلسلہ انبیاء کا جاری رہنا بیان کیا گیا ہے، انعامِ نبوت پانے کی دعائیں سکھائی گئیں ہیں اور امت میں آنے والے نبی کی خبریں دی گئیں ہیں۔

**وجہ دوم۔مخالفِ حدیث:** یہ معنی درج ذیل حدیثِ رسول ﷺ کے مخالف ہے جس کے مطابق آں حضرت ﷺ پیدائش آدم سے بھی پہلے مقامِ خاتم النبیین سے سرفراز ہو چکے تھے یعنی سب انبیاء آپ کے بعد ہی آئے۔

**انی عندالله الخاتم النبیین و ان اٰ دم لمنجدل فی طینة** (مسند احمد بن حنبل، مسند الشامیین)

ترجمہ: یقیناً میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا جب کہ آدم ابھی اپنی مٹّی میں تخلیق کے مراحل میں تھا۔

**وجہ سوم۔حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ارشاد کے مخالف:** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ جو نصف دین سکھانے والی تھیں انہوں نے یہ معنی لینے سے یہ کہہ کر منع فرمایا ہے کہ

**قولو خاتم النبین و لا تقو لو لا نبی بعدی**

(درِ منثور از حضرت امام سیوطی ؒ زیرِ آیت خاتم النبین جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 386 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: لوگو یہ کہو کہ آں حضرت ﷺ خاتم النبین ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت عائشہؓ کا یہ ارشاد مقام خاتم النبین کا درست ادراک ہے اور اس کے نتیجہ میں آپ ﷺ کی پیروی اور فیض سے امت میں مقامِ نبوت پانے کے امکان کا اثبات ہوتا ہے اور یوں ختم نبوت کے آج کل مروّجہ معنوں کی نفی ۔

**وجہ چہارم۔مجازی معنی:** یہ لفظ خاتم کے مجازی معنی ہیں۔اور مجازی معنی صرف اسی صورت میں اختیار کئے جاسکتے ہیں جب حقیقی معنی نہ کئے جاسکتے ہوں۔جبکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حقیقی معنی نہ صرف اختیار کئے جاسکتے ہیں بلکہ انتہائی برمحل اور مقامِ خاتم النبیین کی بہترین وضاحت کرنے والے ہیں۔اس لئے مجازی معنوں کے استعمال کا کوئی جواز نہیں۔

**وجہ پنجم۔منفی معنی:** آپ ﷺ کے بعد نبی کا نہ ہونا منفی معنی ہیں جبکہ پہلا حصہ مضمون بھی منفی ہے اور قواعد کے مطابق دوسرا حصہ مثبت ہونا چاہئے۔

اس بات کی ایک مثال سے وضاحت کے لئے درج ذیل دو جملے ملاحظہ ہوں:

۔بہادر شاہ ظفر ایک کمزور حکمران تھا لیکن بادشاہ تھا اور بابر و اکبر کا جانشین۔

۔بہادر شاہ ظفر ایک کمزور حکمران تھا لیکن بادشاہ تھا اور مغل بادشاہت کو ختم کرنے والا۔

پہلے جملہ میں دوسرے حصہ کی دونوں باتیں مثبت ہیں جبکہ دوسرے جملہ میں ایسا نہیں۔مغل بادشاہت کو ختم کرنا ایک منفی بات ہے۔یہ جملہ کی ساخت میں درست نہیں بیٹھتا کیونکہ جملہ کے پہلے منفی حصہ کے بعد دونوں باتیں مثبت ہونی چاہئے۔اس لئے قواعد کی رو سے جملہ غلط ٹھہرتا ہے۔

**وجہ ششم۔خلافِ مدح:** کسی مفید اور کارآمد سلسلہ کو ختم کر دینے میں مدح کا پہلو نہیں۔جیسے مندرجہ بالا مثال میں مغل بادشاہت کو ختم کر دینے سے بہادر شاہ ظفر

کی کوئی خوبی ظاہر نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس تاثر ابھرتا ہے۔اسی طرح خاتم کا ترجمہ 'نبیوں میں آخری' مقام مدح سے مناسبت نہیں رکھتا۔ پہلے بھی کئی بزرگ اس رائے کا اظہار کر چکے ہیں کہ زمانے کے لحاظ سے آخری ہونا مقام مدح نہیں ہے۔

**وجہ ہفتم۔اسلوبِ قرآنی سے غیر مطابق:** اُردو لفظ آخری کے معنوں میں قرآن کریم میں 28 جگہ جو عربی لفظ استعمال ہوا ہے وہ خاتَم نہیں بلکہ **اٰخِر** ہے۔ ان میں سے اہم تو بطور اسم الٰہی کے ہے:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (حدید 4:57)

ترجمہ: وہی اول ہے اور وہی آخر۔

یہاں یہ اول کے بالمقابل ہے اور اس کے معنی یہی ہیں کہ جس کے بعد اور کوئی نہ ہو۔ پھر اہل جنت کے اللہ کی حمد کے اعلان کو انکا آخری اعلان فرمایا گیا:

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ (یونس 11:10)

ترجمہ: اور ان کا آخری اعلان یہ ہوگا۔

اس کے علاوہ 26 جگہ آخرت کے دن کے لئے **الیوم الاٰخر** کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں کہ اس کے بعد اہل دنیا کے لئے کوئی دن نہیں۔

پس اگر اللہ تعالیٰ کا مقصود آں حضرت ﷺ کو آخری نبی کہنا ہوتا تو اس قرآنی محاورہ کے مطابق بالکل صاف اور واضح الفاظ **نبی الاٰخر** ہوتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔اس لئے خاتَم النبیین کے مجازی معنی آخرِ قوم اختیار کرنا کیونکر قرآنی منشاء کے مطابق ہوسکتا ہے؟

آج بھی عام عربی محاورہ میں آخری دن کہنا ہو تو **الیوم الاٰ خر** کہیں گے نہ کہ **خاتم الیوم**۔اور آخری بادشاہ کا ترجمہ **الملك الاٰخر** ہوگا نہ کہ **خاتم الملك**۔

## ۱۲۔آخری، مطلق آخری نہیں:

خاتم النبیین کے معنی نبیوں میں آخری کرنے کے باوجود اکثر اس سے ایسا آخری مراد نہیں لیا جاتا جس کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ آسکے۔کیونکہ آں حضرت ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰؑ نبی اللہ کی دوبارہ آمد کا عقیدہ رکھا جاتا ہے اور یوں بیک وقت دو متصادم عقائد رکھ کر ان میں تطبیق کی راہیں نکالی جاتی ہیں۔عام طور پر کی جانے والی ایسی دو تاویلیں درج ذیل ہیں:

**پہلی تاویل۔وصف نبوت کے پانے کے لحاظ سے آخری:** یہ کہا جاتا ہے کہ آں حضرت ﷺ وصف نبوت کے پانے کے لحاظ سے آخری نبی ہیں اور چونکہ حضرت عیسیٰؑ پہلے نبی ہو چکے اس لئے ان کی دوبارہ آمد کے باوجود آں حضرت ﷺ آخری نبی رہتے ہیں۔

قطع نظر اس سوال کے کہ آخرِ قوم کے مجازی معنی اس تاویل کے کہاں تک متحمل ہیں۔یہ استدلال درج ذیل احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں باطل ہو جاتا ہے کہ:

i۔ کنت نبیاً و آدم بین المآء والطین (بحوالہ الحق المبین از قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 45 ربوہ 1971ء)

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم پانی اور مٹّی کے درمیان تھا۔

ii۔انا اوّل الانبیاءِ خلقاً (بحوالہ الحق المبین از قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 45 ربوہ 1971ء)

ترجمہ: میں سب سے پہلے پیدا ہونے والا نبی ہوں۔

iii۔اوّل ما خلق اللّٰہُ نوری (بحوالہ الحق المبین از قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 45 ربوہ 1971ء)

ترجمہ: سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔

اس احادیث کے مطابق وصف نبوت پانے میں آں حضرت ﷺ سب سے اوّل ہیں اور سب نبیوں نے یہ مقام آپ کے بعد پایا۔ ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کہ آپ ﷺ مقصودِ کائنات ہیں اور آپ کی خاطر ہی یہ زمین و آسمان بنائے گئے جیسا کہ اس حدیث قدسی سے ظاہر ہے کہ:

لولاك لما خلقت الافلاك

ترجمہ: اگر آپ ﷺ کی پیدائش مقصود نہ ہوتی تو یہ کائنات پیدا نہ کی جاتی۔

یوں آں حضرت ﷺ کی شرفِ انسانیت کے اعلیٰ ترین مظہر اور نبی و رسول اور تمام انبیاء کے سردار کے طور پر پیدائش اس کائنات کی تخلیق کا بنیادی سبب تھا۔ ایسے میں یہ کہنا کہ آپ ﷺ کو وصف نبوت سب سے آخر میں ملا۔ آپ ﷺ کے اس مقام کی گویا نفی ہے۔

**مطلق آخری کون ٹھہرتا ہے؟** آں حضرت ﷺ کے بعد ایک گزشتہ مستقل نبی کی دوبارہ آمد کے عقیدہ کے ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آئے گا یعنی آں حضرت ﷺ اسی حد تک خاتم النبین ہوں گے کہ آپ ﷺ کو وصف نبوت سب سے آخر میں ملا۔ جبکہ عملاً حضرت عیسیٰؑ دنیا میں آنے والے آخری نبی ہوں گے اور اگر خاتم النبین کے معنی آخری نبی ہیں تو گویا حضرت عیسیٰؑ خاتم النبین ہوں گے۔ یہ مضمرات بھی اسی تاویل کے درست نہ ہونے پر دال ہیں۔

**دوسری تاویل۔ حضرت عیسیٰؑ سابق نبی:** اس تطبیق کے لئے ایک اور تاویل یہ کی جاتی ہے کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد پر ان کا مقام نبوت ساقط ہو جائے گا۔ چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

'وہ (حضرت عیسیٰؑ) بعد نزول اس امت کی طرف بحیثیت نبوت (نقل مطابق اصل نبی چاہئے تھا) معبوث ہو کر نہ آئیں گے بلکہ بحیثیت امامت تشریف لائیں گے'

حاشیہ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

'آپ کا اس وقت اس امت میں تشریف لانا بالکل ایسا ہوگا جیسے صوبہ پنجاب کا گورنر صوبہ بہار میں کسی ذاتی ضرورت سے چلا جائے'

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 175-176 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

اسی اندازِ فکر کے تتبع میں بعد میں مولوی مودودی صاحب نے لکھا:

'حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا یہ دوبارہ نزول نبی کا حیثیت سے نہیں ہوگا۔ نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کمی کریں گے نہ ان کو تجدید دین کے لئے دنیا میں لایا جائے گا۔ ان کا آنا بلا شبہ اسی نوعیت کا ہوگا جیسے ایک صدر ریاست کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے'۔

(ختم نبوت از سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ نمبر 55-56)

ان قلم کاروں کی اپنی سوچ کے مطابق ان آراء سے کئی سوال پیدا ہوتے ہیں:

ا۔ کیا کوئی نبی کبھی غیر نبی یا سابق نبی بھی ہو سکتا ہے؟ کیا مقام نبوت بھی ایسے عام دنیوی منصبوں میں سے ہے جس سے کچھ عرصہ بعد ریٹائرمنٹ ہو جاتی ہے؟

۲۔دو ہزار سال سے زائد عرصہ تک کسی خاص کام کی انجام دہی کے لئے محفوظ رکھنے کے بعد نبی سے غیر نبی کی طرف یہ ترقی معکوس کیوں؟
۳۔کیا ایک شخص کا دو ہزار سال سے زائد زندہ رکھ کر کسی خاص صوبے میں میں بھیجا جانا کسی ذاتی ضرورت سے دوسرے صوبہ میں چلے جانا شمار ہو سکتا ہے؟
۴۔ایک کام جو ایک غیر نبی کر سکتا ہے اس کے لئے ایک نبی کی تنزلی کر کے غیر نبی کرنا کیوں ضروری ہے جبکہ غیر نبی تو ساری امت ہی ہے۔
ان سوالوں سے قطع نظر مندرجہ بالا تحریروں کا غیر صحیح ہونا درج ذیل احادیث سے ویسے ہی ثابت ہے۔جن میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ فرمایا گیا اور ان پر وحی الٰہی اترنے کی خبر دی گئی ہے:

**i۔آنے والے موعود مسیح کو چار مرتبہ نبی اللہ فرمایا گیا:**

وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ ..... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ (؟) عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ ..... ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ ..... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللّٰهِ

(صحیح مسلم جلد 4 کتاب الفتن باب ذکر الدجال صفحہ نمبر 2254 شرح امام نوویؒ مطبع دار احیاء الکتب العربیہ قاہرہ 1918ء)

ترجمہ:اور مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی دشمنی کے نرغہ میں محصور ہو جائیں گے۔۔۔تو پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابہ خدا کے حضور رجوع کریں گے۔۔۔پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی ایک خاص جگہ اتریں گے۔۔۔پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی خدا تعالیٰ کے حضور تضرع کے ساتھ رجوع کریں گے۔

**ii۔آنے والے مسیح پر اللہ تعالیٰ وحی نازل کرے گا :**

'اذا وحی اللہ الیٰ عیسیٰ انی قد اخرجت عباداً لی لا یدان لا حدٍ بقتالھم'۔(صحیح مسلم جلد۴ کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

ترجمہ:خدا تعالیٰ عیسیٰ موعود کو وحی کرے گا کہ میں نے کچھ لوگ (یعنی یاجوج ماجوج) نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔

یوں یہ دونوں تاویلیں درست نہیں ٹھہرتیں اور نتیجتاً دونوں عقیدے بھی منطبق نہیں ہو پاتے۔

**تطبیق کی صحیح راہ** یہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو وفات یافتہ مانا جائے اور ان کی آمد کو خاتَم کے حقیقی معنوں کے تابع امت میں سے ہونا مانا جائے۔

ویسے بھی حضرت عیسیٰؑ کی امتِ محمدیہ میں اصالتاً آمد قرآن کریم کی درج ذیل آیات کے سبب ممکن نہیں کیونکہ ان میں آپؑ کو بنی اسرائیل کے لئے رسول مقرر کیا گیا ہے۔

۱۔ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ (آل عمران 50:3)

ترجمہ:اور وہ رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔

۲۔ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صف 7:61)

ترجمہ:اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! یقیناً میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔

حقیقت یہی ہے کہ پیشگوئی یہ تھی کہ مسیح موعود امت میں سے ہوگا اس سے اللہ تعالیٰ مکالمہ ومخاطبہ فرمائے گا اور وہ نبی ہوگا گو یہ نبوت غیر تشریعی ہوگی یعنی وہ کوئی نیا پیغام یا نئے احکام نہیں لائیں گے نہ وہ شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کمی کریں گے۔بلکہ وہ نبی ہونے کے ساتھ امتی بھی ہوں گے اور آں حضرت ﷺ سے محبت کرنے والے آپ ﷺ کی اطاعت کرنے والے اور آپ ﷺ کے دین کو زندہ اور آپ ﷺ کی شریعت کے قائم کرنے والے ہوں گے۔

**۱۳۔نبی آخر سے مراد آخری تشریعی نبی:**

خاتم النبیین کے مجازی معنی آخرِ قوم کو اختیار کر کے آپ کو مطلق آخری نبی کہنے میں جو منفی پہلو درپیش ہیں ان کے پیش نظر بہت سے بزرگان نے اخرِ قوم سے

'آخری تشریعی نبی' مراد لیا ہے۔ اور اس میں مدح کا یہ پہلو نمایاں کیا ہے کہ آپ ﷺ کو وہ شریعت عطا کی گئی جو تا قیامت انسانی ضروریات کو پورا کرنے والی ہے۔ پھر اس کی ظاہری اور معنوی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ رکھی ہے۔ جس کا یہ منطقی نتیجہ ہے کہ یہ شریعت ہمیشہ قائم و دائم رہے گی۔ یہ ایک بڑا اعزاز ہے جو آپ کو عطا ہوا۔ اب چونکہ کوئی اور شریعت نہیں آئے گی اس لئے آپ ﷺ آخری تشریعی نبی ہیں۔ اور عدم ضرورت کے تحت آئندہ ایسے انبیاء کا سلسلہ موقوف کر دیا گیا جو کوئی نئی شریعت لائیں۔ اس لئے اگر خاتم النبیین کے معنی آخرِ قوم لئے جائیں تو اسے شریعت والے نبیوں کو ختم کرنے تک محدود سمجھا جانا چاہئے۔ جن بزرگوں نے اس سے یہ مراد لیا ہے ان میں سے چند کے حوالے درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ (متوفی ۱۲۴۰ء) نے فرمایا:

فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخا لشرعہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یزید فی حکمہ شرعا آخر وھذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی "أی لا نبی" بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی۔

(فتوحات مکیہ جلد نمبر 2 باب 73 سوال نمبر 15 صفحہ نمبر 24 دار صادر بیروت)

ترجمہ: وہ نبوت جو رسول کریم ﷺ کے آنے سے منقطع ہوگئی ہے وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت پس اب کوئی شرع نہ ہوگی جو آں حضرت ﷺ کی شرع کی ناسخ ہو اور نہ آپ ﷺ کی شرع میں کوئی نیا حکم بڑھانے والی شرع ہوگی اور یہی معنی رسول کریم ﷺ کے اس قول کے ہیں کہ نبوت اور رسالت منقطع ہوگئی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔ یعنی مراد آنحضرت ﷺ کے قول لا نبی بعدی سے یہ ہے کہ اب کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو میری شریعت کے مخالف شریعت پر ہو بلکہ جب بھی کوئی نبی ہوگا تو وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت ہوگا۔

۲۔ حضرت سیّد عبدالکریم جیلانیؒ (متوفی ۱۴۰۳ء) فرماتے ہیں:

فانقطع حکم نبوۃ التشریع بعدہ۔ وکان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین،

(انسان کامل جز واول طبعہ ثالثہ سن اشاعت 1970ء شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

ترجمہ: تشریعی نبوت کا حکم آں حضرت ﷺ کے بعد ختم ہوگیا ہے۔ پس اس وجہ سے آپ ﷺ خاتم النبیین ہوئے۔

۳۔ حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ (متوفی ۱۵۶۶ء) فرماتے ہیں:

علم أن النبوۃ لم ترتفع مطلقا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم وإنما ارتفع نبوۃ التشریع،

(الیواقیت والجواہر جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 39 شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

ترجمہ: جان لو محمد ﷺ کے بعد مطلق نبوت بند نہیں ہوئی بلکہ صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے۔

۴۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی ۱۷۶۳ء) فرماتے ہیں:

وختم بہ النبیون أی لا یوجد بعدہ من یأمرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس

(تفہیمات الٰہیہ جزو 2 صفحہ نمبر 85 ادارۃ النشر اکادمیہ شاہ ولی اللہ دہلوی حیدر آباد پاکستان)

ترجمہ: یعنی آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا ربانی مصلح نہیں آسکتا جسے خدا تعالیٰ کوئی نئی شریعت دے کر مبعوث کرے۔

۵۔مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی فرنگی محلی (متوفی ۱۸۸۶ء) فرماتے ہیں:

'بعد آں حضرت ﷺ یا زمانے میں آں حضرت ﷺ کے مجرد کسی نبی ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے'۔

(دافع الو سواس صفحہ ۱۶، اڈیشن دوم)

۶۔مولانا نواب نورالحسن خان صاحب ابن صدیق حسن خان بھوپالی فرماتے ہیں:

حدیث لا وحی بعد موتی بے اصل ہے۔ہاں لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لاویگا۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ نمبر 162 مطبع سعید المطابع کائنات)

**۱۴۔محاورتاً آخری بمعنی منتہائے کمال:**

کسی فن اور شعبۂ حیات میں اس حد تک کمال حاصل کر لینے والا کہ کوئی اور اس درجہ تک نہ پہنچ سکے محاورتاً آخری ہونا کہلاتا ہے۔یہ اردو زبان میں بھی مستعمل ہے۔مثلاً علامہ اقبال کا اپنے استاد داغ دہلوی کی وفات پر کہا گیا یہ مشہور مصرع

؎ آخری شاعر جہاں آباد کا خاموش ہے

(کلیاتِ اقبال صفحہ ۱۱۶، اقبال اکیڈمی پاکستان، لاہور)

کئی گزشتہ بزرگان اور علماء نے بھی خاتَم النبیین کے معنی بطور مدح آخر النبیین کئے ہیں اور اس سے مراد مطلق آخری کے بجائے آخری کے یہی معنوی معنی لئے ہیں یعنی درجۂ کمال میں آخر۔ایسی چند آراء درج ذیل ہیں:

۱۔حضرت صوفی حکیم ترمذیؒ (متوفی ۸۶۹ء) فرماتے ہیں:

فاتوا محمدًا ، فهو خاتم النبيين » . ومعناه عندنا : ان النبوة تمّت بأجمها لمحمد ، صلى الله عليه وسلم. فجعل قلبه ، لكمال النبوة ، وعاء عليها ، ثم ختم ا (کتاب ختم الاولیاء فصل الثامن صفحہ نمبر 341 المطبعۃ الکاثولیکۃ۔بیروت)

ترجمہ:ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ نبوت حضرت محمد ﷺ کی ذات میں اپنے تمام کمالات میں مکمل ہوگئی ہے۔آپ کا دل نبوت کے کمال کے لئے ایک برتن کے طور پر بنایا گیا پھر اس پر مہر لگا دی گئی۔

۲۔حضرت امام فخر الدین رازیؒ (متوفی 1216ء) فرماتے ہیں:

**'فالعقل خاتم الكل و الخاتم يجب ان يكون افضل أ لا نرىٰ الا رسولنا صلى الله عليه وسلم لما كان خاتم النبيين كان افضل الا نبياء عليهم الصلوٰة والسلام'۔**

ترجمہ۔عقل تمام (خلقتوں) کی خاتم ہے۔اور خاتم کے لئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔دیکھو جس طرح ہمارے پیغمبر ﷺ خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ نمبر 31، بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری، صفحہ ۶۵۔۶۶)

۳۔حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ (متوفی 1230ء) فرماتے ہیں:

'(مجذوب) جب اس درجے (آدھے سے زیادہ) کو پہنچتا ہے تو وہ مجذوب نبوت کے حصّے کے سبب سے تمام مجذوبوں سے بڑھ جاتا ہے اور خاتم اولیاء ہوتا ہے، اور سردار تمام ولیوں کا۔ جیسا کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ خاتم الانبیاء تھے'۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر 537 مطبوعہ کانپور۔ بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری، صفحہ ٦٦)

۴۔حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ (متوفی 1282ء) کے یہ اشعار:

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجُود　　مثل او نے بود نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استاد دست　　نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

(مثنوی مولانا روم دفتر ششم حصہ اوّل صفحہ نمبر 53 مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز قریشی بک ایجنسی تاجران کتب لاہور)

ترجمہ: آپ ﷺ خاتم اس لئے ہوئے کہ آپ بے مثل ہیں فیض روحانی کی بخشش میں آپ ﷺ جیسا نہ کوئی پہلے ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ جیسا کوئی استاد صنعت میں کمال پیدا کرتا ہے تو کیا تو نہیں کہتا کہ تجھ پر صنعت ختم ہے۔

۵۔مولوی شبیر احمد عثمانی (متوفی 1949ء) جنہیں پاکستان میں شیخ الاسلام کہا جاتا تھا لکھتے ہیں:

'آں حضرت ﷺ جیسا کہ اپنی عادات و اخلاق میں تمام انبیاء علیہم السلام سے فائق تھے ایسے ہی علوم کے بھی سارے مراتب آپ پر تمام کر دئے گئے تھے۔۔۔۔۔ تو جس کا اعجاز علمی ہوگا۔ گویا اس پر تمام کمالاتِ علمی کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور اس کو ہمارے نزدیک خاتم الانبیاء کہنا مناسب ہوگا'

(رسالہ اعجاز القرآن صفحہ نمبر 61 بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صفحہ نمبر 68)

٦۔قاری محمد طیّب صاحب (متوفی 1983ء) سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

آپ ﷺ ہی منتہائے علوم ہیں کہ آپ پر ہی علوم کا کارخانہ ختم ہو جاتا ہے اسلئے آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء بنایا گیا'

(شانِ رسالت صفحہ نمبر 48 بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صفحہ نمبر 85)

قاری محمد طیب صاحب مزید لکھتے ہیں:

'حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا۔ اور اس طرح نور نبوت آپ ہی سے چلا اور آپ ہی پر لوٹ کر ختم ہو گیا اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے کہ اسی سے اس کے وصف خاص کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور اسی پر انتہا بھی ہو جاتی ہے اس لئے ہم آپ کو وصف نبوۃ کے لحاظ سے صرف نبی ہی نہیں کہیں گے بلکہ خاتم النبین کہیں گے کہ آپ ہی پر تمام انوار نبوۃ کی انتہا ہے'

(آفتابِ نبوت (کامل) از قاری محمد طیّب صاحب سابق مہتمم دارلعلوم دیوبند صفحہ نمبر 109 ناشر ادارہ عثمانیہ (رجسٹرڈ) نمبر ۳۲ پرانی انارکلی لاہور)

## ۱۵۔خاتم النبین بمعنی افضل النبیین:

ہر زبان میں الفاظ مرکب صورت میں استعمال ہو کر اپنے معنی بدل لیتے ہیں۔ الفاظ خاتم النبین مرکب اضافی ہیں جس میں لفظ خاتَم مضاف ہے اور النبین

مضاف علیہ۔ یہ مرکب مذہب کی تاریخ میں صرف ایک مرتبہ اور صرف ایک ہی وجود باجود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے بطور مدح استعمال ہوا ہے لیکن اس کے ہم رنگ استعمال کی عربی میں اور بھی مثالیں ہیں اور جب ایسا کوئی مرکب اضافی کسی کی مدح کے لئے استعمال ہوا ہے تو کہنے والے کے نزدیک اس کے معنی ہمیشہ اپنے ممدوح کے لئے اس جماعت مضاف علیہ کے اعلیٰ، کامل اور انتہائی افضل فرد کے ہوتے ہیں۔ ایسے استعمال کی چند اعلیٰ مثالیں تو خود درج ذیل احادیث ہیں:

حضرت علی کو خاتم لاولیاء فرمانا۔ (عمدہ البیان، جلد دوم صفحہ ۲۸۴، زیر آیت خاتم النبیین)

مسجد نبوی کو خاتم المساجد فرمانا۔ (صحیح مسلم)

چند اور مرکب اضافی جو کئی افراد کے لئے استعمال کئے گئے یہ ہیں:

**خاتم الاولیاء:** حضرت علیؓ (تفسیر صافی سورۃ احزاب)۔ امام شافعیؒ (التحفۃ اسنیہ، ص ۴۵)۔ حضرت شیخ ابنِ عربیؒ (سرورق فتوحات مکیہ)۔

**خاتم المحدثین:** حضرت امام سیوطی (ہدیۃ الشیعہ، ص ۲۱۰)۔ الشیخ الصدوق (**کتاب من لا یحضرہ الفقیہ**) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی (عجالہ نافعہ جلد اول)۔ شاہ عبدالعزیز صاحب (ہدیۃ الشیعہ، ص ۴)۔ مولوی انور شاہ صاحب کاشمیری (کتاب رئیس الاحرار ص ۹۹)

**خاتم المفسرین:** شیخ رشید رضا (الجامعۃ الاسلامیہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ)۔ مولوی محمد قاسم صاحب (اسرارِ قرآنی، سرورق)

**خاتم الشعراء:** ابوتمام (وفیات الاعیان، جلد اول)۔ ابوالطیّب (مقدمہ دیوان المتنبّی مصری ص ی) ابوالعلاء المعری (مقدمہ دیوان المتنبّی مصری حاشیہ ص ی) شیخ علی حزیں (حیاتِ سعدی ص ۱۱۷)۔ حبیب شیرازی (حیاتِ سعدی ص ۸۷)

مندرجہ بالا مثالیں کتاب القول المبین از حضرت ابوالعطاء جالندھری مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ مطبوعہ اپریل 1962ء سے لی گئی ہیں جس کے صفحات 84-85 پر ایسی چالیس سے زائد مثالیں بمع حوالہ جات درج ہیں۔

ان میں کہیں نفی جنس مراد نہیں یعنی جب کسی بزرگ کو خاتم الاولیاء کہا گیا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ ولایت اس پر ختم ہوگئی ہے یا وہ آخری ولی ہے اور اس کے بعد کوئی ولی پیدا نہیں ہوگا بلکہ مطلب یہی ہوتا ہے کہ تمام اولیاء میں وہ سب سے افضل، اکمل اور اعلیٰ ولی ہے۔

پس مرکب اضافی خاتم النبیین کے معنی بھی یہی ہوں گے کہ مقام خاتم النبیین آں حضرت ﷺ کو عطا کئے جانے والے ارفع روحانی مقامات میں افضل ترین ہے اور آں حضرت ﷺ سلسلہ انبیاء میں سب سے اعلیٰ، اور کامل فرد یعنی افضل النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کے لئے قرآن کریم میں یہ فرمان ایسی مدح ہے کہ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اس مقامِ افضلیت کو انہی معنوں میں اختیار کرنا شروع سے اکابر صحابہ کرام اور بعد میں بزرگان اور ثقہ اہل علم کا موقف رہا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

## ۱۶۔ افضل النبیین کے معنوں پر اعتراض اور جواب:

مندرجہ بالا معنوں پر مولوی مودودی صاحب نے اپنے رسالے ختم نبوت صفحہ نمبر 11 حاشیہ میں یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ

"خاتم الشعراء، خاتم الفقہاء یا خاتم المفسرین کہنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جس شخص کو یہ لقب دیا گیا ہے اس کے بعد کوئی شاعر، فقیہہ یا مفسر پیدا نہیں ہوا بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اس شخص پر ختم ہوگئے" یہ موقف اختیار کیا ہے کہ

"مبالغہ کے طور پر اس طرح کے القاب کا استعمال یہ معنی ہرگز نہیں رکھتا کہ لغت کے اعتبار سے خاتم کے اصل معنی ہی کامل یا افضل کے ہو جائیں اور آخری کے معنی میں یہ لفظ استعمال کرنا سرے سے غلط قرار پائے"

ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ مقام مدح میں استعمال شدہ لفظ خاتم کا مفہوم یہی ہوتا ہے کہ شخص موصوف اس کمال میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ زمانی تقدم وتاخر کا بیان مقام مدح نہیں ہوتا اور مرکب اضافی کی صورت میں اس کے معنی صرف اور صرف یہ ہوتے ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ اس قاعدہ کے خلاف کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ پس خاتم کے حقیقی معنی یہی ہیں جبکہ آخرِقوم اس کے مجازی معنی ہیں۔

اس قاعدہ کے خلاف مولوی مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ

'آپ کسی عرب کے سامنے جب کہیں گے کہ جاء خاتم القوم تو وہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لے گا کہ قبیلہ کا فاضل وکامل آدمی آ گیا'۔

(ختم نبوت از مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ نمبر 11 حاشیہ)

جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ مرکب اضافی کی ویسی مثال نہیں جس میں ایک فرد کو ایک گروہ کا خاتم کہا جاتا ہے اور جس کے معنی حتمی طور پر اس گروہ کے فاضل اور کامل فرد کے ہوتے ہیں۔ ایسی کوئی مثال نہیں ملتی اور مولوی صاحب کا ایسی کوئی مثال پیش نہ کرسکنا اس حقیقت پر ایک اور گواہی ہے۔

## ۱۷۔ خاتَم النبیین کے معنی 'نبیوں کو ختم کرنے والے' کیوں درست نہیں؟

خاتَم کے چھ لغوی معنوں میں کوئی 'ختم کرنے والا' نہیں لیکن پھر بھی بعض دفعہ خاتَم النبیین کے معنی 'نبیوں کو ختم کرنے والا' کر دیا جاتا ہے۔ جو دراصل لفظ 'خاتِم' (ت پر زیر کے ساتھ) کے ایک معنی ہیں۔ اگرچہ آیت خاتم النبیین میں لفظ خاتَم ت کی زبر کے ساتھ ہے۔ تاہم بعض روایتوں میں اس کی قرات خاتِم یعنی ت کی زیر کے ساتھ بھی ملتی ہے۔ اسی رعایت سے مفتی محمد شفیع صاحب نے لفظ خاتِم کے چھ لغوی معنی بھی درج کئے ہیں۔ جن میں سے اس کے حقیقی اور دیگر چار مجازی معنی تو وہی ہیں جو پہلے لفظ خاتَم کے تحت (i) تا (v) درج ہوئے ہیں جبکہ چھٹے معنی یوں لکھے ہیں:

'بمعنی اسم فاعل۔ کسی چیز کو ختم کرنے والا'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 75 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

اس سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ جہاں کہیں بھی خاتَم النبیین کے معنی 'نبیوں کو ختم کرنے والا' لکھے گئے ہیں۔ وہاں قرآن کریم میں استعمال ہونے والے لفظ خاتَم (زبر کے ساتھ) کی بجائے اس کی دوسری قرات کے لفظ خاتِم (زیر کے ساتھ) کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور اس لئے ایسا ترجمہ قرآن کریم کے مطابق نہیں ہے۔ اور انہیں اختیار کر کے قرآنی الفاظ خاتَم النبیین کا یہ ترجمہ کہ 'آپ ﷺ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں' درست قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔

ان معنوں کا درست نہ ہونا درج ذیل چھ مزید وجوہات سے بھی ظاہر ہے:

**پہلی وجہ: مجازی معنی:** یہ اس لفظ کے بھی حقیقی معنی نہیں ہیں بلکہ مجازی ہیں کیونکہ سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اسے ختم کرسکتا ہے کسی دوسرے وجود کے لئے نبیوں کو ختم کرنے والا کہنا صرف مجازی طور پر ہی ہوسکتا ہے۔ اور مجازی معنی اسی وقت استعمال ہوسکتے ہیں جب حقیقی استعمال نہ ہوسکتے ہوں۔

**دوسری وجہ: منفی معنی:** یہ منفی ہیں۔ جبکہ جملہ کی ساخت کے مطابق مثبت معنی ہونا چاہیے۔

**تیسری وجہ: مدح نہیں:** یہ مدح میں نہیں ہیں جبکہ مقامِ خاتَم النبیین مقامِ مدح ہے۔

**چوتھی وجہ: مقامِ رحمت اللعالمین سے متصادم:** یہ معنی آں حضرت ﷺ کے مقامِ رحمت اللعالمین سے متصادم ہیں۔

آپ حضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کے لئے رحمت بنایا اور فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝ (انبیاء 108:21)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت کے طور پر۔

نبوت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور انعام ہے اور نبی اس کے مَورد۔ پھر آپ ﷺ کا نبیوں کے اس انعام اور رحمت کو ختم کر دینا کیوں کر آپ ﷺ کے مقامِ رحمت اللعالمین کے مطابق ہوسکتا ہے؟

**پانچویں وجہ: مقامِ امت کے برخلاف:** یہ معنی امت محمدیہ کے اس درجہ کے برخلاف ہیں کہ

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ (آل عمران ۳:۱۱۱)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔

یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ امت بہترین بھی ہو اور نعمتِ نبوت سے محروم بھی؟

**چھٹی وجہ: واقعاتی طور نادرست:** نبیوں کا ختم کرنا واقعاتی طور پر دو طرح ممکن ہے۔ ایک جسمانی طور پر اور دوسرے روحانی طور پر۔ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ ماننے کے عقیدے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کی بعثت کے وقت صرف ایک ہی گزشتہ نبی زندہ تھے یعنی حضرت عیسیٰؑ جو آپ ﷺ کے زمانہ بعثت میں بھی زندہ رہے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی زندہ موجود ہیں۔ پس جسمانی طور پر آپ ﷺ نے نبیوں کو ختم نہیں کیا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کے بجنسہٖ آں حضرت ﷺ کے بعد نبی کے طور پر نزول اور امت محمدیہ کی اصلاح کے فریضہ کی انجام دہی کا عقیدہ ظاہر کرتا ہے کہ روحانی طور پر بھی نبی ختم نہیں ہوئے۔

پس جب نبی کسی طور ختم نہیں ہوئے تو خاتَم النبیین کے یہ معنی کہ آپ ﷺ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں کیوں کر درست ہو سکتے ہیں؟

**خلیفہ راشد حضرت علیؓ کی ہدایت:** ان سب وجوہات سے کیوں کہ یہ معنی اس آیت کے ترجمہ میں درست نہیں بیٹھتے۔ شائد یہی سبب تھا کہ اکابر صحابہؓ نے اس لفظ کو خاتَم ہی پڑھا اور دوسرے معنوں سے پیدا ہو سکنے والے اشتباہ سے اپنے بچوں کو محفوظ رکھنے کے لئے یہی چاہا کہ ان کی اگلی نسلیں بھی یہی پڑھیں جیسا کہ چہارم خلیفۂ راشد حضرت علیؓ کی درج ذیل ہدایت سے ظاہر ہے:

عن أبي عبد الرحمن السلمي قال: كنت اقرىء الحسن والحسين، فمر بي علي بن أبي طالب رضي الله عنه وأنا اقرئهما فقال لي: اقرئهما وخاتم النبيين بفتح التاء

(درِ منثور از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ زیر آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 386 دار لکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت ابو عبد الرحمٰن السلمیؒ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو پڑھاتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت علی بن ابی طالبؓ میرے پاس سے گزرے جب کہ میں ان کو پڑھا رہا تھا تو انہوں نے مجھے فرمایا۔ ان کو خاتم النبیین 'ت' کی زبر کے ساتھ پڑھاؤ۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کی اس روایت سے مقام خاتم النبیین کے بارے میں ان کی رائے کا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہم رنگ ہونا بھی ظاہر ہے

جنہوں نے یہ کہنے سے منع فرمایا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (درِمنثور از حضرت امام جلال الدین سیوطی، جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 386)

**۱۸۔امکانِ نبوت:**

اس امر کے پایۂ ثبوت تک پہنچ جانے کے بعد کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں اور نہ اس کے معنی نبوت کا ختم ہونا ہیں۔ یہ امر خود بخود ثابت ہو جاتا ہے کہ امکانِ نبوت موجود ہے۔

امت میں اس امکانِ نبوت کا ایک اور اظہار درج ذیل احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں امتیوں میں کمالِ نبوت پائے جانے کا ذکر ہے:

i۔کَانَ ھٰذِہ الامَّۃُ اَن تَکُو نُو ا انبیاءِ کُلَّھَا (ابوداؤد)

ترجمہ: یہ امت بلحاظ کمالات سب کے سب انبیاء ہونے کے قریب تھے۔

ii۔مفتی محمد شفیع صاحب نے خود بھی ایسی ایک حدیث درج کی ہے:

' کنز العمال میں آں حضرت ﷺ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ نے چند صحابہ کے متعلق فرمایا: کادُو اَن یَّکُو نُوا اَنبیاء یعنی یہ لوگ باعتبار کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہیں'۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ 284 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

ان اصحاب میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی ؒ نے فرمایا ہے کہ:

"ایں ہر دو بزرگوار از بزرگی و کلانی در انبیاء معدود اند و بکمال ایشان محفوف"

(مکتوبات امامِ ربّانی حضرت مجدد الف ثانی ؒ مکتوب نمبر 371 صفحہ نمبر 251 بحوالہ الحق المبین از قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 161)

ترجمہ: کہ یہ دو بزرگ ہستیاں اپنی بزرگی اور بڑائی کی وجہ سے انبیاء میں شمار ہوتی ہیں۔

امت کے علمائے حق میں کمالات نبوت پانے کے بارے میں یہ احادیث بھی ملتی ہیں:

iii۔علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل۔ (مکتوبات امامِ ربّانی حضرت مجدد الف ثانی ؒ اردو دفتر اوّل حصہ چہارم صفحہ نمبر 72 مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی بحوالہ کلید دعوت از جمال الدین شمس صفحہ نمبر 57)

ترجمہ: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے ہم پلہ ہیں۔

۔ان لعلماء ورثۃ الانبیاء (ترمذی ابواب العلم)

ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔

اس سب سے مفتی محمد شفیع صاحب نے یہ نتائج نکالے ہیں کہ:

'الحاصل اس امت کے فضلاء کمالات نبوت سے محروم نہیں بلکہ کمالات نبوت میں ان کو وافر حصہ ملا ہے'

'احادیث مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ یہ امت کمالات نبوت میں تمام پہلی امتوں سے بھی بہت آگے ہے'

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ 284 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

امکانِ نبوت کی اس حقیقت کا واشگاف اظہار بہت سے بزرگان نے کیا ہے۔ ایسی چند آراء درج ذیل ہیں:

بانی دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب (متوفی ۱۸۸۰ء) نے فرمایا ہے:

'بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا'

(تحذیر الناس صفحہ نمبر 34 مع تکملہ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی دارالاشاعت اُردو بازار کراچی)

حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحئ لکھنوی حنفیؒ (متوفی ۱۸۸۲ء) فرماتے ہیں:

'بعد آنحضرت ﷺ یا زمانے میں آنحضرت ﷺ کے مجرد کسی کا نبی ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرعِ جدید ہونا البتہ ممتنع ہے'۔

(دافع الوسواس صفحہ نمبر 16 مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ)

## ۱۹۔ظلی، بروزی اور امتی نبوت:

آں حضرت ﷺ کے عظیم اور رفیع الشان مقام کے تقاضوں کے تحت مشئیت الٰہی نے انعامِ نبوت کو آپ ﷺ کی ذات والا صفات میں مرکوز کر دیا۔ اور جس طرح گزشتہ انبیاء آپ ﷺ کی تصدیق سے نبی مانے گئے وہیں آئندہ بھی اس انعام کو پانے کے لئے آپ ﷺ کا امتی ہونا لازم کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کی مہرِ نبوت کے تابع اب صرف ایسے نبی کا ہی امکان باقی ہے جو آں حضور ﷺ کا امتی ہو اور اسے ملنے والا انعامِ نبوت ظلی اور بروزی رنگ کا ہوا۔ اسی سبب امت کے لئے موعود مسیح اور مہدی کو آں حضرت ﷺ کا بروز کہا گیا ہے۔ جیسا کہ کئی بزرگان نے وضاحت کی ہے۔ ایسے چند حوالے درج ذیل ہیں:

i۔امام عبدالرزاق کاشانیؒ (متوفی ۱۳۳۰ء) نے لکھا ہے:

**لان باطنه باطن محمد صلى الله عليه وسلم** (شرح فصوص الحکم صفحہ ۵۳، مطبوعہ مصر)

ترجمہ: مہدی کا باطن محمد رسول اللہ ﷺ کا باطن ہوگا۔

ii۔بارھویں صدی کے مجدّد حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدّث دہلوی (متوفی ۱۷۶۳ء) نے لکھا ہے:

**ينعكس فيه انوار سيد المرسلين** (الخیر الکثیر صفحہ ۷۲، مطبوعہ بجنور مدینہ پریس)

کہ اس میں سید المرسلین ﷺ کے انوار کا انعکاس ہوگا

**نیز هو شر ح للا سم الجامع المحمدی و نسخة منتسخة منه** (الخیر الکثیر صفحہ ۷۲، مطبوعہ بجنور مدینہ پریس)

کہ وہ اسم جامع محمدی کی شرح اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا۔

## ۲۰۔مقام خاتم النبین کا حقیقی عرفان:

اس دور میں حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے جو علم و عرفان عطا فرمایا اس کی برکت سے آپ نے قرآن حکیم کے معارف عام فرمائے اور دین حق کی سچائی پر بیش و بہا نکات رقم فرمائے۔ وہیں آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام خاتم النبین کے اس حقیقی تصور کو جسے پہلے بزرگان امت اشارۃً بیان فرماتے رہے آپ نے باوضاحت پیش فرمایا اور آں حضرت ﷺ کی عظمت و بزرگی کے اظہار میں چار چاند لگا دئے۔ ایسی چند تحریریں نموناً ذیل میں درج ہیں:

**صرف ایک کھڑکی فنافی الرسول کی کھلی ہے:** 'نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کیلئے'۔

(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 207-208)

**زندہ نبی:** 'اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا'۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ نمبر 16)

**نبوت محمد ﷺ کی فیض رسانی:** 'اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمد ﷺ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمد ﷺ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے'۔ (الوصیت روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 311)

**صاحب خاتم:** 'اللہ جلشانہ نے آنحضرت ﷺ کو 'صاحب خاتم' بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام 'خاتم النبیین' ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں **عُلماءُ اُمَّتِی کَاَنبِیَاءِ بَنِي اِسرَائِیل** یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت سے نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ بھی کچھ دخل نہ تھا'۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 100 حاشیہ)

**ہر ایک فیض کا سرچشمہ:** 'وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے'۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 118-119)

**۲۱۔ خلاصۂ مضمون:**

آیت خاتم النبیین آں حضرت ﷺ کی ابوّتِ روحانی کے اظہار میں ایک مقامِ مدح ہے۔ جس کا مکمل ادراک لفظ خاتَم کے حقیقی معنوں کو اختیار کرنے سے ہی ممکن ہے یعنی یہ کہ آپ ﷺ نبیوں کی مہر ہیں۔ قرآن کریم میں بھی خاتَم بمعنی مہر استعمال ہوا ہے۔ یہ ترجمہ قرآن کریم کے کئی مترجمین نے کیا ہے۔ مہر کا تصدیق کے لئے استعمال عام ہے اور اس کی بیسوں مثالیں ہیں ۔ اردو میں بھی مہر لگانے کے ایک معنی تصدیق کرنا ہے۔

سیاق کے مطابق جہاں لفظ خاتَم کے حقیقی معنی ممکن نہ ہوں وہاں مجازی معنی اختیار کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن خاتَم النبیین کے معنوں میں مجازی معنی اختیار کر کے آخر النبیین ترجمہ کرنا درست نہیں کیونکہ یہ ترجمہ ان آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے متصادم ہے جن میں انعامِ نبوت جاری رہنے اور امت میں اس انعام کو پانے والے کی آمد کی خبریں دی گئی ہیں۔ ایسا ترجمہ بزرگانِ امت کے ارشادات کے بھی مخالف ہے۔ پھر یہ مجازی معنی منفی اور خلاف مدح بھی ہیں۔

قرآنی اسلوب میں آخری کے معنوں میں کئی بار لفظ اٰخر استعمال ہوا ہے۔ اگر یہ مقصود ہوتا تو قرآن یہاں خود ہی اٰخر النبین فرما دیتا۔ اٰخر النبین ترجمہ کر کے پھر اس میں 2000 سال پہلے معبوث ہونے والے حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کی راہ نکالنے کے لئے ایسی تاویلیں کی جاتی ہیں جو نہ صرف احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں بلکہ آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبین پر بھی حرف انداز ہیں اور عملاً حضرت عیسیٰؑ کو اس مقام میں شریک کر دیتی ہیں۔ اس کے لئے ان

کی کوئی گنجائش نہیں اور درست راہ یہی ہے کہ حقیقی ترجمہ اختیار کیا جائے۔یعنی نبیوں کی مہر۔

ہاں امت کے نامور بزرگان کے مطابق آں حضرت ﷺ دو معنوں میں آخری نبی ضرور ہیں:

**ایک:** آخری صاحب شریعت نبی کہ اس سے قرآن کریم کا تا قیامت الٰہی قانون رہنا بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

دوسرے: آخری بمعنی منتہائے کمال یعنی آں حضرت ﷺ کو نبوت کے تمام تر کمالات عطا ہوئے اور کوئی بھی آپؐ کا ہمسر نہیں۔

اب جبکہ آپ ﷺ مطلق آخری نبی نہیں ہیں اور نہ آپ پر نبوت ختم ہوتی ہے تو از خود امت میں امکان نبوت پیدا ہو جاتا ہے۔تاہم آں حضرت ﷺ کے مقامِ خاتم النبین کے تابع یہ امکانِ نبوت صرف ظلی، بروزی اور امتی نبوت کا ہے۔بزرگانِ امت اس قسمِ نبوت کا اجمالاً ذکر کرتے رہے ہیں لیکن اس کا حقیقی عرفان امامِ زمانہ حضرت مسیح موعود کو عطا ہوا اور آپ نے اسے بوضاحت پیش فرمایا ۔

(پانچواں باب یہاں مکمل ہوا۔اگلے باب کا عنوان ہوگا۔'ختمِ نبوت کے حق میں سو قرآنی آیات؟')

جمیل احمد بٹ

۲۴ اپریل ۲۰۱۴ء

# ختم نبوت کے حق میں سو قرآنی آیات؟

## (زیر تصنیف کتاب بعنوان ختم نبوت کا باب ششم)

انعام نبوت کو ختم قرار دینے والے اکثر لٹریچر میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ 100 سے زائد قرآنی آیات سے ثابت ہے۔ جیسے کتاب ختم نبوت مصنفہ مفتئ اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ایڈیشن 2012ء میں آیت خاتم النبین کی بحث کے بعد 74 صفحات (155-233) میں مزید آیات کا ذکر کر کے مصنف نے لکھا ہے کہ 'یہ ننانوے آیاتِ قرآنیہ ہیں جو آں حضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا اختتام بوضاحت ثابت کرتی ہیں'۔

### صرف بعض صریح:

اس بیان کے بعد اگلے صفحہ پر جلی حروف میں 'ایک ضروری تنبیہ' کے زیر عنوان یہ وضاحت بھی تحریر ہے کہ 'یاد رکھنا چاہئے کہ مذکورہ الصدر ننانوے آیتیں جو ختم نبوت کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں ان میں سے بعض اس مقصد میں بالکل صریح اور عبارت النص ہیں اور بعض اشارۃ النص یا دلالۃ النص اور اقتضاء النص کے طور پر ہیں۔۔۔ اور بعض وہ آیات ہیں جن میں بطریق استنباط یا نکات کے طور پر ختم نبوت کا ثبوت نکلتا ہے جو اصل مسئلہ کی تائید کے لئے پیش کی گئی ہیں'

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ 234 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

تاہم آیات کے بیان میں کہیں یہ مذکور نہیں کہ ان میں سے کون سی بطور نص ہیں اور کون سی صرف تائیدی۔ اور جو بطور نص ہیں ان میں سے کون سی صریح ہیں اور کون سی محض اشارہ ، استدلال یا تقاضا۔ یہ وضاحت نہ کرنے کی وجہ بظاہر سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ ان 99 آیات میں سے بشمول آیت خاتم النبین کے ایک بھی ایسی نہیں جو اس طرح صریح اور بطور نص کے ہو کہ اس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ اللہ نے نبوت ختم کر دی ہے یا یہ کہ اللہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی معبوث نہیں کرے گا یا یہ کہ آنحضرت ﷺ مطلق آخری نبی ہیں۔ بلکہ ان تمام کی تمام آیات میں بیان کردہ مختلف مضامین سے اپنی رائے کے مطابق ختم نبوت کے حق میں استدلال کیا گیا ہے۔

### سیاق وسباق سے لاتعلق:

مزید یہ کہ ان آیات کا انتخاب بظاہر اس معیار پر کیا گیا ہے کہ ان میں وہ الفاظ موجود ہوں جن کی بنیاد پر دلیل قائم کی گئی ہے اور اس امر سے بالکل صرفِ نظر کر دیا گیا ہے کہ ان آیات کا سیاق وسباق کیا ہے۔

مخاطب یہود ہیں یا منافقین، یہود کی گزشتہ حرکات پر سرزنش کی جا رہی ہے یا مومنوں کو ایمان اور اطاعت کے مثبت نتائج کی خوش خبری دی جا رہی ہے۔ کفار کے مقابلہ میں مومنوں کی صفات کا ذکر ہے یا گزشتہ تاریخ کے حوالے سے نصیحت۔ ظاہر ہے کہ اگر اس بنیادی بات کا خیال رکھا جاتا تو بہت سی آیات غیر متعلق ہو جاتیں لیکن پھر سو آیات کا ہدف بھی پورا نہ ہوتا۔

**ایک نبی کی آمد کی راہ کھلی رکھنا:**

مزید یہ کہ کم وبیش تمام آیات سے استدلال کرتے ہوئے جہاں ختم نبوت کے اپنے مطلوب معنوں پر زور دیا گیا ہے وہیں ایک نبی حضرت عیسیٰؑ کے نزول کی راہ کھلی رکھی گئی ہے۔اور بجائے یہ کہنے کے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہوگا آیات کی تشریح میں کہیں یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا یا کوئی نبی معبوث نہ کیا جائے گا یا کوئی جدید نبی نہیں ہوگا یا کسی قسم کا منصب نبوت عطا نہیں ہوگا یا آپؐ کے بعد کوئی اور نبی (جس پر پہلے سے ایمان نہ رکھتے ہوں) پیدا نہ ہوگا۔

اور کہیں ختم نبوت کے بزور بیان کے بعد حضرت عیسیٰؑ کے بطور نبی نزول کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ وضاحت کی گئی ہے کہ جن معنوں میں ان آیات سے ختمِ نبوت ثابت ہے اس کا اطلاق حضرت عیسیٰؑ پر نہیں ہوتا اور آں حضرت ﷺ کے بعد ان کے بطور نبی آنے کے باوجود ختم نبوت قائم رہتی ہے۔

**۲۳ استدلال:**

واضح رہے کہ آیات گو 99 ہیں لیکن بنیادی استدلال صرف ۲۳ ہیں اور بیشتر دلائل کے حق میں کئی کئی آیات درج کی گئی ہیں۔اس لئے ان دلائل کا ہی جواب دیا گیا ہے اور اضافی آیات کا ان کے ساتھ یکجا ذکر کیا گیا ہے۔

ہر دلیل کے تحت مفتی صاحب کی بیان کردہ تمام آیات بحوالہ مقررہ آیت نمبر، آیات کا قرآنی حوالہ (بسم اللہ کو شمار نہ کرنے کے سبب یہ حوالے ایک ایک نمبر کم ہیں)، ان کا مفتی صاحب کا کیا ہوا ترجمہ، استدلال، ان کی کتاب کا حوالہ اور پھر دلیل کا مختصر اور بعض جگہ ایک سے زائد جواب درج ذیل ہیں:

**پہلی آیت:** مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (احزاب:۴۰)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔ (صفحہ ۶۱)۔

دوسرا ترجمہ: نہیں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن آپ اللہ کے رسول اور آخرالانبیاء ہیں۔ (صفحہ ۶۳)

**استدلال۔۱** : اس آیت کے پہلے حصّہ میں ابوّت کی نفی کی گئی اور پھر رسول کہہ کر ابوّت کا اثبات کیا گیا اور پھر لفظ خاتم النبیین بڑھا کر گویا یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہی نہیں کہ آپؐ کثیر الاولاد ہیں بلکہ کوئی اور ہستی اس کثرت میں آپؐ کے ہم پلہ نہیں ہوسکتی کیونکہ آپؐ کا سلسلہ ٔابوّت تا قیامت چلنے والا ہے اور کوئی نبی آپؐ کے بعد پیدا ہونے والا نہیں۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۶۱۔۶۸، ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** مفتی صاحب نے خاتم النبین کا پہلا ترجمہ یہ کیا ہے کہ 'تمام انبیاء کے ختم کرنے والے' جبکہ لفظ خاتم کے جو ۶ ممکنہ تراجم انہوں نے خود لکھے ہیں ان میں کوئی 'ختم کرنے والا' نہیں ہے۔ہاں ایک اور لفظ خاتم (ت کی زیر سے) کے ذیل میں یہ معنی شامل ہیں۔ (صفحہ ۷۵)۔ کیونکہ قرآن میں خاتَم آیا ہے نہ کہ لفظ خاتِم اس لئے مفتی صاحب کا ترجمہ قرآنی متن کا ترجمہ نہ ہونے کے سبب درست نہیں ہے۔

**دوسرا جواب:** دوسرا ترجمہ 'آخرالانبیاء' لفظ خاتم کے ایک مجازی معنوں کے ساتھ ہے۔

لفظ خاتم کے حقیقی معنی مہر ہیں اور اس کے مطابق آں حضرت ﷺ نبیوں کی مہر ہیں جو ایک مقام مدح ہے اور قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق ہے جس میں آپ ﷺ کو رسولوں کا مصدق فرمایا گیا ہے:

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (صٰفّٰت 38:37)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ وہ تو حق لے کر آیا تھا اور سب رسولوں کی تصدیق کرتا تھا۔

چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر حقیقی معنی استعمال ہو رہے ہوں تو مجازی معنوں کو استعمال نہیں کیا جاتا۔ اس لئے یہ ترجمہ بھی درست نہیں ٹھہرتا۔

پھر ان معنوں میں مدح کا پہلو بھی نہیں کیونکہ آخری ہونا اپنی ذات میں کوئی فضیلت نہیں۔ جیسے بہادر شاہ ظفر کے بارے میں یہ قول کہ وہ آخری مغل بادشاہ تھا کوئی تعریف کا کلمہ نہیں۔ ہاں تعریف کے اس پہلو کو شامل کر کے کہ آپ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے۔ اگر یہ ترجمہ کیا جائے کہ آپ ﷺ آخری صاحبِ شریعت نبی ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ یا اگر آخری معنوی طور پر سمجھا جائے یعنی سب سے افضل جیسا کہ اقبال کا اپنے استاد کی وفات پر یہ کہنا کہ

؎ آخری شاعر جہاں آباد کا خاموش ہے

تو آخر الانبیاء بمعنی افضل الانبیاء درست ہو سکتا ہے۔

پس جب قرآنی لفظ کے معنی ہی درست نہیں تو ان معنوں کی بنیاد پر قائم استدلال خود بخود گر جاتا ہے۔

**تیسرا جواب:** آخری نتیجہ مفتی صاحب نے یہ نکالا ہے کہ 'اور کوئی نبی آپ کے بعد پیدا ہونے والا نہیں'۔ الفاظ کا یہ انتخاب یہ راہ کھلی رکھنے کے لئے ہے کہ پہلے پیدا شدہ نبی آں حضرت ﷺ کے بعد بھی آ سکتا ہے۔ جبکہ ایسا آنے والا زمانی اعتبار سے خود بخود آخری ہو جائے گا۔ اور چونکہ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا تو خاتم النبین کے یہ معنی کہ 'نبیوں کو ختم کرنے والا' درست طور پر اس آنے والے پر اطلاق پائیں گے۔ اور وہی خاتم النبین ٹھہرے گا۔ یہ نتیجہ آں حضرت ﷺ کی شان پر حرف ہے اس لئے درست نہیں۔

**چوتھا جواب:** گزشتہ باب میں کی گئی وضاحت سے ظاہر ہے کہ الفظ خاتَم کے حقیقی معنوں کی رو سے یہ آیت بجائے ختم نبوت کے آں حضرت ﷺ کے فیضِ روحانی کی برکت سے انعامِ نبوت کے بطور امتی نبوت کے جاری رہنے پر دلیل ہے اور وہاں درج بیسیوں دیگر آیات، احادیث اور بزرگان امت کی تحریرات ان معنوں پر گواہ پر ہیں۔ خلاصتاً یہ مضمون یوں ہے:

۱۔ یہ آیت آں حضرت ﷺ کی مدح میں ہے اور خود آپ ﷺ نے بھی مقام خاتَم النبین کو دیگر انبیاء پر اپنی فضیلت کی چھ وجوہات میں شامل فرمایا ہے۔ اس لئے اس کے وہی معنی درست ہوں گے جو مدح میں ہوں۔

۲۔ اس آیت میں یہ اظہار کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں بظاہر اس حوالہ سے کئے جانے والے اس مخالف اعتراض کی تائید ہے کہ نعوذ باللہ آپؐ ابتر ہیں جس کا ازالہ **لٰکِن** کے بعد آیت کے اگلے حصہ میں اس مثبت بیان سے کیا گیا ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور اس ناطے سے مومنوں کے لئے بجائے باپ ہیں اور یہ کہ آپ خاتم النبین ہیں اور اس حیثیت سے انبیاء بھی آپؐ کی مہر تصدیق کے محتاج ہو کر آپؐ کی روحانی ابوّت کے تحت ہیں۔

۳۔ قرآن میں آپ ﷺ کو تمام انبیاء کا مصدق فرمایا گیا ہے (صٰفّٰت ۳۷:۳۸) اور آپ ﷺ کے ماننے والوں کو کسی تفریق کے بغیر سب نبیوں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ آپ ﷺ کے انبیاء کا مہر تصدیق یعنی خاتم النبین ہونے کا عملی اظہار ہے۔

۴۔ لفظ خاتَم کے حقیقی معنی کیونکہ مہر ہیں اور اس کے ساتھ خاتَم النبین کے معنی بالکل درست اور برمحل ہو جاتے ہیں اس لئے اس لفظ کے مجازی معنوں کے استعمال کی کوئی حاجت نہیں۔

۵۔ اس آیت کے علاوہ قرآن کریم میں لفظ **خَتَمَ** مختلف شکلوں میں سات بار استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ اپنے مہر کے حقیقی معنوں میں۔

۶۔ اس آیت میں خاتَم کا لفظ بطور noun آیا ہے نہ کہ بطور verb۔ اس لئے اس کا ترجمہ 'نبیوں کی مہر' ہے نہ کہ 'نبیوں پر مہر لگانا'۔

۷۔ پھر مہر لگانے کے معنی صرف بند کرنا قرار دینا درست نہیں۔ بمطابق فیروز اللغات اردو جدید اس کے ایک معنے 'تصدیق کرنا' بھی ہیں۔

۸۔ مہر ہزار ہا سالوں سے تصدیق کے لئے استعمال ہو رہی ہے جس کی سب سے اعلیٰ مثال وہ مہر ہے جو اس غرض سے آں حضرت ﷺ نے ایک انگوٹھی کی شکل میں تیار کروائی تھی۔

۹۔ اردو لفظ آخری کے معنوں میں قرآن کریم میں ۲۸ جگہ جو عربی لفظ استعمال ہوا ہے وہ خاتم نہیں بلکہ **اٰخِر** ہے۔ اس قرآنی اسلوب کے مطابق اگر آخری نبی کہنا مقصود ہوتا تو اس کے لئے صاف اور واضح الفاظ **نبی الاٰخر** ہوتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔

۱۰۔ لفظ خاتم کے ایک مجازی معنی آخرِ قوم ضرور ہیں جسے اختیار نہ کرنے کی ایک اضافی وجہ اس کا مدح میں نہ ہونا ہے کہ زمانی اعتبار سے آخری ہونے میں مدح کی کوئی بات نہیں ہے۔

۱۱۔ آخرِ قوم کے مجازی معنی اسی وقت اختیار کیے جا سکتے ہیں جب مدح کا یہ پہلو اختیار کیا جائے کہ آں حضرت ﷺ کی لائی ہوئی شریعت دائمی ہے اور آپؐ آخری صاحب شریعت نبی ہیں۔

۱۲۔ خاتم النبیین کے معنی نبیوں میں آخری کرنے کے باوجود آں حضرت ﷺ کے بعد چونکہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ کی آمد کا عقیدہ رکھا جاتا ہے اس لئے ان معنوں سے بہر حال ایسا مطلق آخری مراد نہیں ہو سکتا جس کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ آ سکے۔

۱۳۔ لفظ خاتَم کے کوئی معنی 'ختم کرنے والا' نہیں ہیں۔ ہاں 'ت' کی زیر کے ساتھ لفظ خاتِم کے ایک مجازی معنی یہ ضرور ہیں۔ چونکہ قرآن کریم میں یہ لفظ 'ت' کی زبر کے ساتھ ہے اس لئے خاتَم النبیین کا ترجمہ 'نبیوں کو ختم کرنے والا کرنا' قرآنی متن کے مطابق درست نہیں ہے

۱۴۔ ویسے بھی یہ معنی منفی، مقامِ رحمت اللعالمین سے متصادم، خیرِ امت ہونے کے مقام کے برخلاف، مدح میں نہ ہونے اور خلافِ واقعہ ہونے کے سبب برمحل نہیں ہیں۔

۱۵۔ قرآن میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی ہے بلکہ ماضی میں ایسا عقیدہ رکھنے والوں کا دو جگہ ذکر کر کے ان کی مذمت کی گئی ہے۔

۱۶۔ اگر آخری کا لفظ معنوی طور پر کسی گروہ کے کامل اور بہترین فرد کے معنوں میں استعمال کیا جائے تو یہ معنی مدح میں ہونے کے سبب درست سمجھے جا سکتے ہیں۔ اس لئے بعض بزرگان نے افضل النبیین کے معنوں میں آپؐ کو آخری نبی کہا ہے۔ اردو زبان میں بھی یہ مضمون مستعمل ہے اور اقبال نے اپنے استاد داغ کو انہی معنوں میں 'جہاں آباد کا آخری شاعر' کہا ہے۔

۱۷۔ عربی زبان میں ایک گروہ کے مضاف الیہ کے ساتھ لفظ خاتَم کا اکٹھا استعمال اس گروہ کے بہترین فرد کے لئے بھی ہوتا ہے۔ ان معنوں میں کئی افراد کو خاتَم المفسرین، خاتَم الشعراء وغیرہ کہا گیا ہے۔ خود آں حضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو خاتم الاولیاء فرمایا ہے اس لحاظ سے بھی خاتم النبیین کے ایک معنی افضل النبیین ہی ہیں۔

۱۸۔ پس خاتَم النبیین کے معنی خاتَم کے مجازی معنوں کے ساتھ 'آخری شرعی نبی' اور 'سب نبیوں سے اعلیٰ اور افضل' ہیں۔ اور

۱۹۔ حقیقی معنوں کے ساتھ 'نبیوں کی مہر' ہیں یعنی گزشتہ انبیاء کی تصدیق کرنے والے اور آئندہ اپنے فیض روحانی سے نبی تراش۔ آں حضرت ﷺ کا یہ مقامِ عظمت بے مثل ہے کیونکہ کبھی پہلے کوئی امتی نبی نہیں ہوا۔ نبوت کی یہ قسم نبوت محمدیہؐ کے غیر منقطع اور دائمی ہونے کا ایک عظیم الشان اظہار ہے۔

۲۰۔ قرآن کریم میں آں حضرت ﷺ کے کئی مقام بیان ہوئے ہیں جیسے صاحبِ خلقِ عظیم، رحمت اللعالمین، صاحبِ قابِ قوسین، صاحبِ مقامِ محمود، سراجِ منیر اور خاتم النبیین۔ قرآن میں ان میں سے کسی ایک مقام کو کسی دوسرے پر فوقیت نہیں دی گئی ہے۔

۲۱۔ یہ آیت نبوت کے ۱۸ ویں سال سن ۵ ہجری میں نازل ہوئی۔ اگر یہ بنیادی عقیدہ ہوتا تو اس کے نزول میں اتنی تاخیر نہ ہوتی۔

**دوسری آیت:** اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (مائدہ:3)

ترجمہ: آج مَیں نے تمہارا دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔

**استدلال۔۲** : دین کامل ہو گیا اس لئے نہ کسی نئے نبی کی ضرورت ہے نہ کسی نئے دین کی۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 155-165 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** اکمال دین کا یہ تقاضا کہ کوئی اور دین نہ آئے درست ہے اور اس پر یہ قرینہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شریعت کی حفاظت اور اسے برقرار رکھنا خود اپنے ذمہ لیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورۃ حجر 10:15)

ترجمہ: اور ہم نے ہی یہ ذکر (قرآن شریف) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

لیکن اس سے یہ استنباط کرنا کہ نبوت بھی ختم ہو گئی ہے۔ درج ذیل تین وجوہات سے درست نہیں:

i۔ قرآن سے پہلے نازل ہونے والی شریعت تورات تھی۔ اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (انعام 155:6)

ترجمہ: پھر موسیٰ کو بھی ہم نے کتاب دی جو ہر اس شخص کی ضرورت پر پوری اترتی تھی جو احسان سے کام لیتا اور ہر چیز کی تفصیل پر مشتمل تھی۔

اس تکمیل کتاب کے باوجود حضرت موسیٰؑ کے بعد ہزار ہا انبیاء بھیجے گئے جن کا کام تورات کی تعلیمات کو قائم کرنا تھا۔ جیسا کہ فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ (بقرہ 88:2)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد مسلسل رسول بھیجتے رہے۔

اس لئے دین کے کامل ہو جانے کے بعد اس کی تازگی اور قیام کے لئے انبیاء کے بھیجے جانے میں کوئی روک نہیں اور سنت اللہ یہی ہے۔

**دوسرا جواب۔** دین کی غرض بندوں کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ اس روحانی تعلق کے مختلف مدارج ہیں۔ وہ دین زیادہ کامل ہے جو ان تمام مدارج کا حصول ممکن بناتا ہو۔

پہلے انبیاء کے ذریعہ ان کے ماننے والے روحانی طور پر ترقی کر کے صالح، شہید اور صدیق ہوئے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۚ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ (حدید 20:57)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ربّ کے حضور صدیق اور شہید ہیں۔

چونکہ قرآن کریم سب سے بڑھ کر کامل دین ہے اور کیونکہ یہ شریعت قیامت تک ہے اس لئے ضروری تھا کہ ہر روحانی مرتبہ کا حصول اس کے ذریعہ ممکن ہو جائے۔ اسی لئے قرآن کریم نے اس کامل دین میں آں حضرت ﷺ کی اطاعت کے نتیجہ میں ان مدارج پر نبوت کا اضافہ فرما دیا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ (نساء 70:4)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا (یعنی) نبیوں میں سے۔

پس اتمام حجت اور اکمال دین کا تقاضا نبوت کا اجراء ہے نہ کہ اس کا اختتام۔

**تیسرا جواب**۔اکمال دین کی تشریح خود قرآن کریم میں یوں فرمائی گئی:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ

(ابراہیم 14:25-26)

ترجمہ: کیا تو نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ نے مثال بیان کی ہے ایک کلمۂ طیبہ کی ایک شجرۂ طیبہ سے۔اس کی جڑ مضبوطی سے پیوستہ ہے اور اس کی چوٹی آسمان میں ہے۔وہ ہر گھڑی اپنے ربّ کے حکم سے اپنا پھل دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان آیات میں کلام پاک کا کمال تین باتوں پر موقوف قرار دیتا ہے۔اوّل اس کے اصول ثابت شدہ اور یقین کامل کے درجہ پر اور فطرتِ انسانی کے مطابق ہوں دوسرے قانون قدرت کے مطابق ہوں اور تمام تفاصیلِ تعلیم کمال کے درجہ کی ہوں اور تیسرے یہ کہ ہر ایک وقت اور ہمیشہ وہ اپنا پھل دیتا رہے۔

پھل سے مراد برکات سماوی اور مکالمات الٰہیہ میں جیسا کہ ایک اور جگہ بیان ہوا:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حٰمٓ سجدہ 41:31)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے پھر استقامت اختیار کی ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

فرشتوں اور وحی کا یہ اترنا اجرائے نبوت ہے۔

(باستفادہ حضرت مسیح موعود کی کتاب جنگ مقدس روحانی خزائن جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 123-126)

**تیسری آیت:** وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ (آل عمران 3:81)

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب مَیں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر ایسا رسول تمہارے پاس آیا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے (یعنی محمد ﷺ) تو تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو۔

**استدلال۔۳** :اس آیت میں نبی کریم ﷺ کے سب انبیاء کے بعد تشریف لانے کو لفظ **ثُمَّ** کے ساتھ ادا کیا گیا جو لغت عرب میں تراخی یعنی مہلت کے لئے آیا ہے۔اس سے آں حضرت ﷺ کا آخری نبی ہونا متعین ہو گیا۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 165-167 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**جواب:** تمام انبیاء سے آں حضرت ﷺ کے متعلق عہد لیا گیا ہے۔اس میثاق النبین میں کوئی شبہ نہیں۔لفظ ثُمَّ سے عربی قواعد کے مطابق مفتی صاحب نے جو دلیل پیش فرمائی ہے اس کو درست مان کر بھی اس آیت کا مضمون آں حضور ﷺ سے قبل آنے والے انبیاء کا احاطہ کرتا ہے اور دلیل قائم نہیں رہتی۔کیونکہ خود آں حضرت ﷺ سے بھی یہ عہد لیا گیا۔جیسا کہ درج ذیل آیت میں فرمایا گیا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ (احزاب 33:8)

ترجمہ: اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے بھی۔

پس آں حضرت ﷺ سے اس عہد کا لیا جانا اس امر کو مستلزم ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی آنے والا تھا۔ غالباً یہی عہد تھا جس کے تحت آں حضرت ﷺ نے کم از کم ستّر احادیث مبارکہ میں آنے والے مہدی اور مسیح کی بشارت دی، اس کی شناخت کی علامات بتائیں اور اس عہد کے مطابق اس پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کی یوں تاکید فرمائی:

فَقَالَ « فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ ، الْمَهْدِيُّ »

(سنن ابنِ ماجہ، کتاب الفتن، باب خروج المہدی، جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر 1367 شائع کردہ عیسیٰ البابی الحلبی شرکاء)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بَل جانا پڑے کیونکہ وہ مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔

عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ «من أدرك منكم عيسى ابن مريم فَلْيُقْرِئْهُ مني السلام»

(درِمنثور فی تفسیر الماثور از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ، سورۃ النساء، زیر آیت وَاِنۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ۔۔۔، جلد 2 صفحہ 433، دارلکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو بھی تم میں سے عیسیٰ بن مریم کو پائے تو اس کو میرا اسلام پہنچا دے۔

**آیت نمبر ۴:** قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَا ۨ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ (اعراف:158)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ مَیں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، وہ اللہ کہ جس کے لئے ملک ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔

**آیت نمبر ۵:** تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۙ (الفرقان:1)

ترجمہ: مبارک ہے وہ ذات جس نے قرآن مجید کو اپنے بندہ (محمد ﷺ) پر نازل فرمایا تا کہ وہ تمام جہاں والوں کے لئے نذیر بنے (یعنی تمام عالم والوں کو خدا کے عذاب سے ڈرائے)۔

**آیت نمبر ۶:** وَ اَرۡسَلۡنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا ؕ (النساء:79)

ترجمہ: ہم نے آپ کو (اے محمد ﷺ) تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

**آیت نمبر ۷:** وَ مَا ہُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۘ (القلم:52)

ترجمہ: یہ قرآن تمام جہاں والوں کے لئے تذکیر ہے۔

**آیت نمبر ۸:** وَ اُوۡحِیَ اِلَیَّ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَکُمۡ بِہٖ وَ مَنۡۢ بَلَغَ ؕ (الانعام:19)

ترجمہ: میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی تا کہ اس کے ذریعے سے مَیں تم کو ڈراؤں اور تمام لوگوں کو جن کو یہ قرآن پہنچے۔

**آیت نمبر ۹:** وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ مِنَ الۡاَحۡزَابِ فَالنَّارُ مَوۡعِدُہٗ ۚ (ہود:17)

ترجمہ: تمام انسانوں کی جماعتوں میں سے جو شخص اس کا کفر کرے پس جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔

**آیت نمبر ۱۰:** یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمُ الرَّسُوۡلُ بِالۡحَقِّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ فَاٰمِنُوۡا خَیۡرًا لَّکُمۡ ؕ (النساء:170)

ترجمہ: اے لوگو! بے شک لایا ہے تمہارے پاس پیغمبر (آنحضرت ﷺ) دین حق، پس ایمان لاؤ اس پر، بہتر ہے تمہارے لئے۔

**آیت نمبر ۱۱:** وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا (سباء:28)

ترجمہ: اور ہم نے آپؐ کو تمام ہی انسانوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔

**آیت نمبر۹۶:** اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝ وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ ۞ (ص 87-88)

ترجمہ: یہ تو ایک نصیحت ہے جہاں والوں کو، اور تم معلوم کرلو گے اس کا حال تھوڑی دیر پیچھے۔

**استدلال۔۴** : آں حضرت ﷺ کا عموم بعثت یعنی آپؐ تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر آئے۔ اس لئے اگر آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آتا ہے تو آپ کی امتیازی فضیلت باقی نہیں رہتی۔ آپ کی امت پھر اس نبی کی امت کہلائے گی جو بعد میں معبوث ہوا۔ عیسیٰ علیہ السلام چونکہ ان کو نبوت پہلے مل چکی ہے اس لئے ان کا آخر زمانے میں بحیثیت امام کے آنا اس کے منافی نہیں۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 167-171، 227-228 اور 231 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** آں حضرت ﷺ تمام بنی نوع انسان کی طرف رسول تھے اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت قرآن کریم قیامت تک آخری کتاب شریعت ہے۔ یہ دونوں امر شک وشبہ سے بالا ہیں۔ تاہم اس سے نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپؐ مطلق آخری نبی ہیں کیونکہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے لئے بھیجے گئے اور پھر آپ کے بعد بنی اسرائیل میں ہزار ہا نبی آئے اور حضرت عیسیٰؑ کے لئے کہا بھی گیا کہ:

**رسولًا الیٰ بنی اسرائیل** (آل عمران 50:3)

ترجمہ: وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہیں۔

ان سب انبیاء کے معبوث ہونے کے باوجود حضرت موسیٰؑ کی یہ امتیازی فضیلت برقرار رہی کہ آپ بنی اسرائیل کے لئے بھیجے گئے تھے۔

اس لئے آں حضرت ﷺ کے بعد آپ کی امت ہی میں سے کسی کو تکمیل اشاعتِ دین کے لئے بھیجنے سے یہ حقیقت اور امتیاز کہ آپ ﷺ تمام دنیا کے لئے رسول ہیں برقرار رہتا ہے۔

**دوسرا جواب۔** بنی اسرائیل میں ہزار ہا انبیاء کی آمد اور ان پر ایمان لانے کے باوجود یہود بدستور حضرت موسیٰؑ کی امت رہے اور ان انبیاء کی علیحدہ علیحدہ امتیں نہیں بن گئیں۔ ایسا اس لئے ہوا کہ امت نبیوں سے نہیں بلکہ شریعت سے ہے۔

چونکہ آں حضرت ﷺ کے بعد صرف وہی نبی آسکتے ہیں جو قرآن کو شریعت قرار دیں اس لئے ان کے ماننے والے بدستور آں حضرت ﷺ کی امت رہیں گے اور ان انبیاء کی امتیں نہیں کہلائیں گی۔

آنے والے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں خود مفتی صاحب نے یہ استثناء فرمایا ہے کہ ان کے ماننے والے ان کی امت نہ ہوں گے بلکہ بدستور امت محمدیہ ﷺ کا حصہ ہوں گے۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 169 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**تیسرا جواب۔** آں حضرت ﷺ کا تمام انسانوں کی طرف بھیجا جانا اس بات کا متقاضی تھا کہ آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی کامل اشاعت بھی تمام انسانوں میں ہو۔ چونکہ آپ ﷺ کے وقت ابھی دنیا کی کئی آبادیوں کا پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفر کے زرائع میسر نہ تھے نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی۔ اس لئے عملی طور پر تمام دنیا کو تبلیغ نہ ہوسکتی تھی۔ اس عام دعوت کا آغاز آں حضرت ﷺ نے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خط لکھ کر فرمادیا۔ لیکن تکمیل اشاعتِ دین اس قرآنی پیش خبری کے پورا ہونے سے وابستہ رہی۔ جس کے لئے آں حضرت ﷺ کی دوسری بعثت مقدر تھی۔ جیسا کہ فرمایا:

وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (جمعہ:4)

ترجمہ: اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اُسے معبوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔

(باستفادہ حضرت مسیح موعود کی کتاب تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد نمبر 17، صفحہ نمبر 258-263 اور
کتاب چشمہ ٔمعرفت روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 76-77)

پس ایک امتی نبی کی آمد کی خبر ہوتے ہوئے آں حضرت ﷺ کی بعثت عموم کے ذکر کی ان آیات سے یہ نتیجہ نکالنا کہ گویا آپ ﷺ مطلق آخری نبی ہیں درست نہیں ٹھہرتا۔

**آیت نمبر ۱۱:** وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝ (انبیاء 107)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر۔

**استدلال۔۵** : آں حضرت ﷺ رحمت اللعالمین ہیں پس اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہو تو آپ ﷺ کی امت کے لئے آپ ﷺ پر ایمان نجات کے لئے کافی نہ ہوگا جب تک اس نبی پر ایمان نہ لائے۔ کیونکہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک خدائے تعالیٰ کے تمام انبیاء پر بلاتفریق ایمان نہ لائے۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 171-174 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** آں حضرت ﷺ رحمت اللعالمین ہیں اور تمام مخلوقات آپ ﷺ کی رحمت سے فیض پا رہے ہیں۔ انسانوں میں سے جو آپ پر ایمان لاتے ہیں وہ اس رحمت سے زائد حصہ پاتے ہیں۔ آں حضرت ﷺ پر ایمان کا تقاضا آپ ﷺ کے احکامات، ارشادات اور سنت پر عمل ہے اور ہر شخص جو ایسا کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی نجات کا سامان کرے گا کہ نجات بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔ اور جو بدقسمتی سے ایسا نہ کرے گا اس کا بظاہر ایمان اسے کوئی فائدہ نہ دے گا۔

آپ ﷺ نے امت میں کے دین کی تازگی اور شریعت کے قیام کے لئے ایک امتی نبی کی آمد کی خبر دی اور خصوصی احکامات دئے کہ اس کی بیعت کی جائے اور اسے آپ ﷺ کا سلام پہنچایا جائے۔ ان واضح احکامات کی خلاف ورزی اپنے بدنتائج کی سزاوار ہوگی جس کا ذمہ دار خود وہ نافرمان ہوگا۔ اس لئے اس پیش خبری کے مطابق کسی موعود کی آمد پر ایسے نتیجہ کا نکلنا آں حضرت ﷺ کے عظیم مقام رحمت اللعالمین پر کیسے اثر انداز ہوسکتا ہے؟

**دوسرا جواب:** جو افراد حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد پر ان پر ایمان نہ لائیں گے تو ان کی نجات کا سوال بھی ضرور اٹھے گا لیکن مفتی صاحب نے اس امکان کی نفی کرتے ہوئے یہ پیش بندی فرمائی ہے: 'آپؐ کی امت اُن (حضرت عیسیٰؑ) پر پہلے ہی ایمان لا چکی ہے اور قرآن کریم ان کی نبوت و رسالت کا اعلان کر چکا ہے تو اب ان کے نزول کے بعد امت محمدیہ کی نجات کے لئے کسی جدید شرط کا اضافہ نہ ہوگا'

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 174 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

یہ تحریر اوپر مذکور ان احادیث رسول ﷺ کے برخلاف ہے جن میں رحمتِ عالم ﷺ نے خود آنے والے موعود کی بیعت کرنے اور انہیں سلامتی کا پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہے اور جو نجات کیلئے شرط جدید کے مترادف ہے۔

**تیسرا جواب:** امت میں آنے والا موعود خود آں حضرت ﷺ کے مقام رحمت اللعالمین کا ایک اظہار ہے۔ یہ لطیف مضمون حضرت مسیح موعود کی درج ذیل تحریر سے خوب عیاں ہے:

'جیسا کہ خدا تعالیٰ کے دو ہاتھ جلالی اور جمالی ہیں اسی نمونہ پر ہمارے نبی ﷺ اللہ جل شانہٗ کے مظہر اتم ہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت و

شوکت کے عطا فرمائے۔ جمالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝(انبیاء:108) یعنی ہم نے تمام دنیا پر رحمت کر کے تجھے بھیجا ہے اور جلالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (انفال:۱۸) اور چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ دونوں صفتیں آں حضرت ﷺ کی اپنے وقتوں میں ظہور پذیر ہوں اس لئے خدا تعالیٰ نے صفتِ جلالی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ ظاہر فرمایا اور صفتِ جمالی کو مسیح موعود اور اس گروہ کے ذریعہ سے کمال تک پہنچایا اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (جمعہ:4)'۔(اربعین، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 421 حاشیہ)

**آیت نمبر۱۲:** وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۝ (نساء:115)

ترجمہ: جو کوئی برخلاف کرے رسول کے ساتھ، بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اس کے لئے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کے، متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہو اور داخل کریں گے ہم اُس کو دوزخ میں، اور بُرا ٹھکانا ہے (دوزخ)۔

**استدلال۔۶** :طریق مومنین کی اتباع نہ کرنا معصیت ہے۔ اگر کوئی نبی آ کر طریق مومنین کی اتباع کرے گا تو اس کا وجود محض بے فائدہ اور بے کار ہے۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 174-178 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** قرآنی سیاق کے مطابق اس آیت میں منافقین کا ذکر ہے اور ارشاد ہے کہ اگر وہ رسول کی مخالفت کریں گے اور مومنوں کے طریق کے سوا اور طریق اختیار کریں گے تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

اس واضح مضمون کو ذاتی رائے سے بطور دلیل پیش کرنے کے باوجود اس سے کچھ حاصل نہیں کیونکہ امتی نبی رسول اللہ ﷺ کے برخلاف نہیں بلکہ بہر صورت آں حضرت ﷺ کی اطاعت ہی کرے گا اور چونکہ اس کا آنا ایسے وقت میں ہوگا جب بیشتر ایمان کے مدعی آں حضرت ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق حقیقی طریق رسول یعنی اطاعت رسول کو چھوڑ چکے ہوں گے۔ اور یہ وقت مفتی صاحب کے اس اصول کے مطابق عین ضرورت کا ہوگا:

'بعثت نبی کی ضرورت جب ہوتی ہے کہ خدا کے بندے اس کی صراۃ مستقیم کو چھوڑ دیں تا کہ یہ نبی ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دے'

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 175 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

اور چونکہ وہ موعود اسی راہ محمدی ﷺ کی طرف سب کو دعوت دے گا۔ اور ثریا تک پہنچے ہوئے ایمان کو دوبارہ دلوں میں قائم کرے گا۔ اس لئے کوئی وجہ اعتراض باقی نہیں رہتی۔

**دوسرا جواب:** مفتی صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کو اپنے اس اعتراض سے بچانے کے لئے فرمایا ہے کہ

'وہ (حضرت عیسیٰ) بعد نزول اسی امت کی طرف بحیثیت نبوت (نقل مطابق اصل نبی چاہئے تھا) معبوث ہو کر نہ آئیں گے بلکہ بحیثیت امامت تشریف لائیں گے۔۔۔ تو اب اس آیت سے آپ کے نزول پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا'

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 175-176 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

گویا امام آ کر ان مومنوں کے طریق کے مطابق عمل کرے جن کی اصلاح کے لئے وہ آیا ہے تو کوئی حرج نہیں؟ اگر یہی بات ہے تو مفتی صاحب کے الفاظ میں معمولی تصرف کے ساتھ 'امام کا وجود محض بے فائدہ اور اس کی بعثت محض بے کار' کیوں نہ ہوگا؟

**آیت نمبر۱۳:** ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ؕ (واقعہ 13-14)

ترجمہ: خدا کے مقرب بڑی جماعت ہے پہلوں میں سے اور تھوڑی پچھلوں میں سے۔

**آیت نمبر۱۴:** ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ؕ (واقعہ 39-40)

ترجمہ: اصحاب الیمین (یعنی جنتی) جماعت کثیر ہیں پہلوں میں سے اور جماعت کثیر ہیں پچھلوں میں سے۔

**آیت نمبر۱۵:** اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝ (مرسلات 16-17)

ترجمہ: کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا، پھر آن کے پیچھے چلاتے ہیں پچھلوں کو۔

**استدلال۔۷** : پہلوں اور پچھلوں میں سے نیک اور کافر۔ اس میں آخرین سے مراد امت محمدیہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ امت آخری امت ہے اور آئندہ نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی جدید امت۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 176-179 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** آیات نمبر۱۴ اور ۱۵ (واقعہ 13-15 اور 39۔40) میں آخرین سے امت محمدیہ مراد لینا اس لحاظ سے درست نہیں معلوم ہوتا کہ یہاں مقربین کو قلیل فرمایا گیا ہے جبکہ گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں امت محمدیہ میں مقربین کی تعداد اس کے برعکس ہونی چاہئے۔ بعد کی آیات 40۔41 میں دونوں گروہوں کا ایک جیسا ذکر امت کے اوّلین اور آخرین کا ہم رنگ ہونا ظاہر کرتا ہے اور یہی وہ مضمون ہے جو آں حضرت ﷺ کی آخرین کے بارے میں فرمودہ اس خبر کا ہے کہ

**وما علینا و اصحابی** کہ وہ میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر ہوں گے اور جو حضرت مسیح موعود کے اس مصرع میں بیان ہوا لگتا ہے کہ

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

ورنہ اگر گزشتہ امتوں اور امت محمدیہ کا درجہ میں مساوی ہونا قرار دیا جائے تو اس پر بھی یہی اعتراض وارد ہوتا ہے۔

امت محمدیہ کو قرآن کریم نے بہترین امت قرار دیا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ (آل عمران 111:3)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو۔

اس لئے اس کے مقربین گزشتہ امتوں سے بڑھ کر ہونے چاہئیں نہ کہ مساوی یا کم۔

درحقیقت یہاں اوّلین اور آخرین دونوں گروہ امت محمدیہ کے ہیں اور ان سے مراد اسلام کے دور اوّل اور دورِ آخر کے قربانی کرنے والے ہیں اور فرمایا گیا ہے کہ ان کی قربانیاں باہم مشابہ ہوں گی اور انہیں ایک جیسے درجات عطا کئے جائیں گے۔ گو اوّل دور کے ان قربانیاں کرنے والوں کو اپنی قربانیوں اور ایثار میں بعد میں آنے والوں پر عدد اور رتبہ کے لحاظ سے فوقیت حاصل ہوگی۔

(باستفادہ قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد صاحب صفحہ نمبر 983 جولائی 2002ء)

**دوسرا جواب:** آیت نمبر۱۵ (مرسلات:۱۶۔۱۷) سے چند آیات قبل مستقبل کی پیش خبریوں کے ذیل میں یہ عظیم خبر ہے کہ:

وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ؕ (مرسلات 12:77)

ترجمہ: اور جب رسول مقررہ وقت پر لائے جائیں گے۔

رسول تو اس دنیا میں معبوث کئے جاتے ہیں پس اس سے مراد لازماً یہی ہے کہ آں حضرت ﷺ کی غلامی اور اطاعت کے نتیجہ میں ایک ایسا نبی معبوث ہوگا

جس کا آنا گزشتہ سب رسولوں کا آنا ہوگا یعنی اس کی سعی سے تمام گزشتہ امتیں، امت محمدیہ میں داخل ہوں گی۔

(باستفادہ قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد صاحب صفحہ نمبر ۱۱۱۱، جوالائی ۲۰۰۲ء)

اس سیاق کلام کے مطابق ان آیات میں پہلے ہلاک ہونے والوں کے پیچھے آنے والوں کا ذکر اس موعود رسول کے حوالے سے ہے نہ کہ کسی اور معنوں میں۔

**تیسرا جواب:** امت محمدیہ کے بعد کسی جدید امت کے نہ ہونے پر تو کوئی اختلاف نہیں کیونکہ آں حضرت ﷺ کے شان خاتم النبیین کے تحت ایسے انبیاء کی آمد جو ایک پہلو سے امتی ہوں اور ایک پہلو سے نبی اور جن کا مقصد دین کی تازگی اور شریعت قرآن کا قیام ہو۔ محض آں حضور ﷺ کے خادم ہوں گے اور جب کہ وہ خود آں حضور ﷺ کے امتی ہوں گے ان کو ماننے والے بھی بدستور امت محمدیہ ہی رہیں گے۔ یوں کوئی امت نہ بنے گی اور امت محمدیہ ہی آخری امت رہے گی۔ ویسے بھی امت شریعت سے ہوتی ہے اور جب شریعت قرآن ہی رہے گی تو نئی امت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پس یہ استنباط اسی حد تک درست ہے کہ کوئی جدید امت نہ ہوگی ورنہ ایک امتی نبی کی آمد کی پیشگوئی پر مشتمل احادیث تو واضح ہیں۔

**آیت نمبر ۱۶:** وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ (مائدہ:101)

ترجم: اور اگر تم ان اشیاء کا سوال کرو گے (جن کے سوال سے منع کیا گیا ہے) نزول قرآن کے زمانے میں ان اشیاء کا ذکر کر دیا جائے گا۔

**استدلال۔۸** : یہ آیت نزول قرآن کے زمانہ کے بعد انقطاعِ وحی کا اعلان کرتی ہے اور وہ انقطاع نبوت کو مستلزم ہے۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 179-180 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**جواب:** آیت میں احکام شریعت میں غیر ضروری سوالات سے روکا گیا ہے تا کہ مزید حدود و قید سے مشکلات نہ پیدا ہوں۔ اس بیان سے یہ استنباط کہ 'آیت مذکورہ نزولِ قرآن کے بعد انقطاع وحی کا اعلان کرتی ہے' (صفحہ 180) بظاہر غیر موجود ہے۔

قرآن کریم آخری کتاب شریعت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا اس لئے نزول قرآن کے بعد تشریعی وحی کا انقطاع تو لازم ہے تاہم اس شریعت کے قیام کے لئے آں حضرت ﷺ کی شانِ خاتم النبیین کے تابع ایسے انبیاء جو ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہوں۔ اپنی آمد پر جو وحی نبوت پائیں گے وہ قرآنی احکامات کے تابع ہوگی۔ اور اس میں کوئی امر مانع نہیں۔

مفتی صاحب کا یہ جملہ کہ 'انقطاع وحی انقطاع نبوت کو مستلزم ہے' (صفحہ 180)

ان قرآنی آیات کے مطابق نہیں جن میں مومنین پر فرشتوں کے نزول اور ان کے ذریعہ بشارت پانے کا ذکر ہے اور جن کا پہلے باب میں ذکر ہو چکا ہے۔

پھر نزول قرآن کے بعد انقطاع وحی کا ان کا یہ بیان ان کی درج ذیل تحریر سے بھی متصادم ہے جس میں انہوں نے نزولِ قرآن کے بعد نزولِ وحی تسلیم کیا ہے:

'حضرت عیسیٰؑ پر اگر بعد نزول وحی ہوگی تو وہ اس آیت کے مخالف نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 222 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**آیت نمبر ۱۷:** هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ (توبہ:33)

ترجمہ: وہ ہے جس نے بھیجا اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تا کہ غالب کرے اس کو تمام دینوں پر۔

**آیت نمبر ۱۸:** هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (فتح:28)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام اَدیان وملل پر غالب کر دے، اور اللہ تعالیٰ

شہادت کے لئے کافی ہے۔

**آیت نمبر۱۹:** هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ ۙ وَ لَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ ۚ (صف:9)

ترجمہ : وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول (محمد ﷺ) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تا کہ اس کو تمام اَدیان وملل پر غالب کردے، اگر چہ مشرکین بُرا مانیں۔

**استدلال۔۹** : نبی کریم ﷺ کو اس لئے بھیجا گیا کہ دین حق کو تمام ادیان پر غالب کردے ۔تمام مذاہب پر غلبہ جب ہی ثابت ہوتا ہے جبکہ یہ شخص تمام ادیان کے عالم میں آجانے کے بعد پیدا ہو تو ثابت ہوا کہ آپؐ کے بعد کوئی نیا آسمانی دین اس دنیا میں نہ آئے گا۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 180-181 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء )

**جواب:** دین حق کا دیگر تمام ادیان کے بعد آنا اور اس کے بعد کسی آسمانی دین کا نہ آنا امر واقعہ ہے۔ یہ قرآنی شریعت کا آخری زمانہ تک قائم رہنے کا مضمون ہے۔ اور اس دین کے قیام کے لئے امتی نبیوں کے آنے سے اس حقیقت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ غلبہ اس موعود مسیح اور مہدی کے وقت میں ہونا مقدر تھا جیسا کہ اکثر مفسرین نے لکھا کہ ادیان باطلہ پر دین اسلام کا کامل غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا (تفسیر ابنِ جریر جلد نمبر 28 صفحہ نمبر 53)

حضرت سعد ابنِ جریرؒ سے روایت ہے کہ یہ آیت مہدی کے لئے ہے۔ سعید ابن منذر اور بیہقی نے جابرؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ یہاں مہدی مراد ہیں (بحوالہ مناہل العرفان از کفیلہ خانم جلد دوئم صفحہ نمبر 24)

اور یوں یہ آیات امت میں ایک نبی کے حق میں ہیں نہ کہ اس کے خلاف۔

**آیت نمبر۲۰:** یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ (نساء:59)

ترجمہ :اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول (محمد ﷺ) کی، اور اُن لوگوں کو اطاعت کرو جو تم میں سے اولی الامر ہیں۔

**استدلال۔۱۰** :صرف آپ ﷺ کی اطاعت کو مدار نجات قرار دینا کھلا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ خدا کا کوئی نبی دنیا میں بھیجا جائے اور لوگ اس کی اطاعت کے لئے مکلّف نہ کئے جائیں۔ دوسرے اگر آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا تھا تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد بجائے اولی الامر کے اس نبی کی اطاعت کا سبق دیا جاتا۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 181-184 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**جواب:** اللہ کے رسول کی اطاعت آپ ﷺ کے تمام احکامات کی اطاعت کو مستلزم ہے۔ خود مفتی صاحب نے اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے:

'یہ یاد رہے کہ تمام انبیاء سابقین پر ایمان لانا بھی آپ ﷺ کی اطاعت میں داخل ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ان پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی ہے'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 181 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء )

اس درست اصول کے مطابق جب آں حضرت ﷺ نے امت میں ایک نبی کی آمد کی خبر دی (صحیح مسلم) اور حکم دیا کہ امام مہدی کی بیعت کی جائے خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے، تو اس تاکید کے سبب اس امتی نبی پر ایمان لانا بھی آپ ﷺ کی اطاعت میں داخل سمجھا جائے گا اور اس پر ایمان لانے کے لئے کسی علیحدہ قرآنی حکم کی ضرورت نہیں ہے۔

**آیت نمبر۲۱:** وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ یُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبۡهُ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۙ (فتح:17)

ترجمہ: جوشخص اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول (محمد ﷺ) کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کوایسی جنتوں میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور جوشخص اعراض کرے گا اس کوسخت دردناک عذاب دیں گے۔

**آیت نمبر۲۲:** مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ (نساء:80)

ترجمہ: اور جس نے رسول (یعنی آنحضرت ﷺ) کی اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، اور جس نے پشت پھیری (بلا سے) ہم نے آپؐ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا۔

**آیت نمبر۲۳:** وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ۝ (نساء69)

ترجمہ: اور جوشخص اللہ تعالیٰ اور رسول (یعنی آنحضرت ﷺ) کی اطاعت کرے وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہو جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے، یعنی نبیّین اور صدیقین اور شہداء وصالحین کے ساتھ، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

**آیت نمبر۳۷:** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (انفال:20,)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم پر چلو اللہ کے اور اس کے رسول (ﷺ) کے۔

**آیت نمبر۳۸:** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ (انفال:24)

ترجمہ: اے ایمان والو! مانو حکم اللہ کا اور رسول (محمد ﷺ) کا جبکہ بلائے تم کو ایک کام پر جس میں تمہاری زندگی ہے۔

**آیت نمبر۳۹:** وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (انفال:46)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول (ﷺ) کا، اور آپس میں نہ جھگڑو کہ نامراد ہو جاؤ اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے۔

**آیت نمبر۴۰:** يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (انفال:64)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) کافی ہے اللہ آپ کو اور اُن مسلمانوں کو جو آپ کا اتباع کریں۔

**آیت نمبر۴۱:** وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (توبہ:71)

ترجمہ: مسلمان حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول (ﷺ) کے، اُن پر اللہ رحم کرے گا، بے شک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

**استدلال۔۱۱:** نجات اور دخول جنت کے لیے صرف آں حضرت پر ایمان اور آپ کی اطاعت کافی ہے سوائے انبیاء سابقین کے اور کسی نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی اور نبی آنے والا ہوتا تو خدا کا مطیع اور مقربین کے ساتھ ہونے کے لئے اس نبی کی اطاعت بھی لازمی ہوتی۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 184-189 ,197 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کے فیض سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امتی نبوت کا مقام پانے والے یہ درجہ اس دین کی تازگی اور اس شریعت کے قیام کے لئے پائیں گے جو آں حضرت ﷺ تمام دنیا کے لئے لے کر آئے اس لئے ان کی تعلیم اور احکام اسی شریعت کے مطابق ہوں گے اور کوئی نئے نہ ہوں گے کہ ان کی اطاعت کے لئے علیحدہ قرآنی ارشاد کی ضرورت ہوتی۔ اصل اطاعت تو آں حضرت ﷺ کی ہی ہے۔ جو آں حضور ﷺ کی اطاعت میں کسی امتی نبی کو مانے گا اور اس کی قوت قدسیہ سے برکت پا کر تمام احکامات دینی پر عمل پیرا ہوگا۔ وہ ان انعامات کا وارث ہو جائے گا جو ان آیات میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا نتیجہ فرمائے گئے ہیں۔

**دوسرا جواب:** مفتی صاحب نے ان آیات میں سے آیت نمبر 23 یعنی آیت

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (نساء۴:۷۰)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

سے بھی یہی استدلال کیا ہے جبکہ یہ آیت واضح طور پر اطاعت رسول کے نتیجہ میں انعاماتِ الٰہی بشمول نبوت عطا کئے جانے پر دال ہے۔ جس کی گزشتہ بزرگان نے بھی تائید کی ہے۔ چنانچہ حضرت امام راغبؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے:

ممن أنعم عليهم من الفرق الأربع في المنزلة والثواب: النبي بالنبي، والصديق بالصديق، والشهيد بالشهيد، والصالح بالصالح (تفسیر بحر المحیط از حضرت ابن حیان اُندلسیؒ (المتوفی 754ھ) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 699 شائع کردہ دار الفکر الطباعۃ والنشر والتوزیع)

ترجمہ: (اللہ ان کو) ان چار گروہوں میں شامل کرلیگا۔ مقام اور ثواب کے لحاظ سے نبی کو نبی کے ساتھ اور صدیق کو صدیق کے ساتھ شہید کو شہید کے ساتھ اور صالح کو صالح کے ساتھ۔

**آیت نمبر۲۴:** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الحدید 28)

ترجمہ: اے پہلے (انبیاء پر) ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (محمد ﷺ) پر ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے مرحمت فرمائے گا اور تمہارے لئے ایک روشنی کردے گا، جس کے ذریعے سے تم چلو گے اور تمہاری مغفرت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

**آیت نمبر۲۵:** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ (النساء:136)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد ﷺ) پر اور اس کتاب پر جس کو نازل کیا اپنے رسول (ﷺ) پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے۔

**آیت نمبر۳۱:** يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ (نساء:170)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس رسول آچکا حق بات لے کر، تم ایمان لاؤ، تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

**آیت نمبر۳۲:** يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ (نساء:174-175)

ترجمہ: اے لوگو! تم کو پہنچ چکی تمہارے ربّ کی طرف سے سند (یعنی آنحضرت ﷺ) اور اُتاری ہم نے تم پر روشنی واضح (یعنی قرآن مجید) پس جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی مہر اور فضل میں۔

**آیت نمبر۳۳:** قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ (مائدہ 15-16)

ترجمہ: تمہارے پاس آئی اللہ کی طرف سے روشنی (یعنی آنحضرت ﷺ) اور کتاب مبین (یعنی قرآن مجید) جن سے اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے سلامتی کے راستے کی ان کو جو تابع ہوئے اس کی رضامندی کے۔

**آیت نمبر۳۴:** فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ

الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ (اعراف:156-157)

ترجمہ: سومَیں لکھ دوں گا (اپنی رحمت) اُن لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ جو ہماری باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو تابع ہیں اس رسول کے جو نبی ہے اُمی، جس کو پاتے ہیں (اہل کتاب) لکھا ہوا اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں۔

**آیت نمبر ۳۵:** فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَ عَزَّرُوۡہُ وَ نَصَرُوۡہُ وَ اتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ (اعراف:157)

ترجمہ: پس جولوگ آپ (آنحضرت ﷺ) پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپؐ کی رفاقت اور مدد کی اور تابع ہوئے اس نور (قرآن) کے جو اس کے ساتھ اترا ہے، وہی مراد کو پہنچے۔

**آیت نمبر ۳۶:** فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ کَلِمٰتِہٖ وَ اتَّبِعُوۡہُ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾ (اعراف:158)

ترجمہ: ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمی پر، جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلام پر، اور اس کے تابع ہو جاؤ تو شاید تم ہدایت پاؤ۔

**آیت نمبر ۴۲:** فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ النُّوۡرِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلۡنَا ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿۸﴾ (تغابن:8)

ترجمہ: ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد ﷺ) پر اور اس نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل کیا، اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے خبردار ہے

**آیت نمبر ۴۳:** یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۱۰﴾ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿ۙ۱۱﴾ (صف:11)

ترجمہ: اے ایمان والو! مَیں بتاؤں تم کو ایک سوداگری کی بچاوے تم کو دُکھ کی مار سے، ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد ﷺ) پر جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔

**آیت نمبر ۴۴:** اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَکُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِیۡنَ فِیۡہِ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ اَنۡفَقُوۡا لَہُمۡ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ ﴿۷﴾ (حدید:7)

ترجمہ: تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں تمہیں پہلوں کا قائم مقام بنایا ہے، پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اللہ کے راستے میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

**استدلال ۱۲:** صرف آں حضرت ﷺ پر ایمان لانے کا حکم۔ اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہونے والا ہوتا تو اس پر ایمان لانے کا حکم ہوتا۔ اور اس پر ایمان کو بھی شرط بنایا جاتا جس سے لازم آتا ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی اور نبی (جس پر پہلے سے ایمان نہ رکھتے ہوں) پیدا نہ ہوگا۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 190-194,191-198,196-199 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کے تحت آپ کی متابعت میں آنے والے ایسے نبی جو ایک پہلو سے امتی ہوں اور ایک پہلو سے نبی۔ دراصل آپ ﷺ کے ظل اور بروز ہونے تھے۔ اور ان کی غرض دینِ حق کی تازگی اور قرآنی شریعت کا قیام ہونا تھا۔ اس لئے ان کی اپنی کوئی حیثیت نہ تھی اور ان کے علیحدہ ذکر کی کوئی ضرورت نہ تھی اور ان کو ماننا آں حضور ﷺ کی پیش خبریوں کو درست مان کر آپ ﷺ پر کامل ایمان کا اظہار ہی تھا۔

قرآن کریم کا اس موعود کو آں حضرت ﷺ کی بعثت ثانی فرمانا: وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ (جمعہ 4:62) اور احادیث میں اس موعود کی آں حضرت ﷺ کے نام اور والدین کے نام میں ظاہری یکسانیت کی خبریں، حتیٰ کہ بعد وفات آپ ﷺ کے ساتھ تدفین کی خبر اُس کی علیحدہ حیثیت کی نفی کی خبر ہی تھی۔

**دوسرا جواب:** ان آیات میں سے آیت نمبر 24 کا تخاطب ایمان لانے والوں سے ہے جسے مفتی صاحب نے یہ الفاظ زائد کر کے کہ 'پہلے انبیاء پر' اس کا رخ

'اہل کتاب' کی طرف موڑ دیا ہے جو سیاق کلام سے درست نہیں ٹھہرتا کیونکہ اگلی آیت کے الفاظ ہیں:

لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ (حدید 30:57)

ترجمہ: تا کہ اہل کتاب کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ان (مومنوں) کو اللہ کے فضل کے حصول پر کچھ قدرت نہیں۔

پس مومنوں کو رسول پر ایمان لانے کا حکم زائد معنی رکھتا ہے اور یہ اسی موعود مسیح اور مہدی پر ایمان کا حکم ہے جسے آں حضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنا تھا اور جس نے آپؐ کی مطابعت میں امتی نبی کا درجہ پانا تھا۔ اگلی آیت کا آخری حصہ کا مضمون بھی ویسا ہی ہے جیسا سورۃ جمعہ میں مذکور آں حضور ﷺ کی بعثت ثانیہ کی خبر سے اگلی آیت کا۔ اس سے بھی اس مضمون کا ہم رنگ ہونا ظاہر ہے۔

**تیسرا جواب:** ان آیات میں سے آیت نمبر 24 کے ایک حصہ یعنی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (حدید 29:57)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت میں سے دُہرا حصہ دے گا اور تمہیں ایک نور عطا کرے گا جس کے ساتھ تم چلو گے۔

میں اطاعت کے نتیجہ میں جس نور دئے جانے کا ذکر ہے وہ ہے ہی نورِ الہام جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے درج ذیل ارشادات سے واضح ہے۔ اور یوں بجائے بند کرنے کے یہ آیت نبوت کے اجراء کی خوش خبری ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

'اس مقام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بڑی اور اعلیٰ درجہ کی کرامت جو اولیاء اللہ کو دی جاتی ہے جن کو تقویٰ میں کمال ہوتا ہے وہ یہی دی جاتی ہے کہ ان کے تمام حواس اور عقل اور فہم اور قیاس میں نور رکھا جاتا ہے اور ان کی قوتِ کشفی نور کے پانیوں سے ایسی صفائی کر لیتی ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی۔'

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 178)

اس نور کی مزید وضاحت آپ نے یوں فرمائی ہے:

ا۔ 'یعنی نورِ الہام اور نورِ اجابتِ دعا اور نور کرامت اصطفاء'۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 296)

ب۔ 'فالنور الذی ھوالا مرالفارق بین خواص عبادالله و بین عباد آخرین ھو لا لھام و الکشف و التحدیث'۔

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد نمبر 7، صفحہ نمبر 298)

ترجمہ: وہ نور جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں اور دوسرے بندوں میں فرق کرنے والا ہے وہ الہام اور کشف اور محدثیّت ہے۔

**چوتھا جواب:** آیت نمبر 33 میں اہل کتاب مخاطب ہیں۔ آیت کا ابتدائی حصہ ہے:

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ (مائدہ 16:5)

ترجمہ: اے اہل کتاب یقیناً تمہارے پاس ہمارا وہ رسول آچکا ہے جو تمہارے سامنے بہت سی باتیں جو تم (اپنی) کتاب میں چھپایا کرتے تھے خوب کھول کر بیان کر رہا ہے۔

اس سیاق سے ساتھ اہل کتاب کو بائبل کی ان پیشگوئیوں کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جن میں آں حضرت ﷺ کی خبر تھی۔ یوں اس آیت سے وہ استنباط نہیں ہو رہا جو مفتی صاحب نے کیا ہے۔

**پانچواں جواب:** آیت نمبر 34 اور 35 بھی اہل کتاب کے بارے میں ہیں۔ جیسا کہ آخری حصہ میں تورات اور انجیل کے حوالے سے ظاہر ہے اور یوں ان آیات سے بھی وہ استنباط نہیں ہو رہا جو مفتی صاحب نے کیا ہے۔

**آیت نمبر ۲۶:** اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫

( بقرہ:285)

ترجمہ: ایمان لائے رسول اس پر جو کچھ اُترا اس کی طرف اُس کے ربّ کی طرف سے اور مسلمان سب ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے ملائکہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے رسولوں میں سے۔

**آیت نمبر ۲۷:** وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (بقرہ:41)

ترجمہ: ایمان لاؤ! اس وحی پر جو ہم نے نازل کی ہے تصدیق کرنے والی اس وحی کی جو تمہارے پاس ہے۔

**آیت نمبر ۲۸:** قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۝ (آل عمران:84)

ترجمہ: (اے محمدؐ!) تم کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس وحی پر جو اُتری ہم پر اور جو وحی اتری ابراہیمؑ پر اور اسماعیلؑ پر اور اسحٰقؑ پر اور یعقوبؑ اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو اور سب نبیوں کو اپنے ربّ کی طرف سے، ہم جدا نہیں کرتے ان میں سے کسی کو اور ہم اس کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔

**آیت نمبر ۲۹:** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (النساء:60)

ترجمہ: کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپؐ کی طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔

**آیت نمبر ۳۰:** وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ۝ (محمدؐ:2)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور وہ اس سب وحی پر ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر نازل کی گئی، اور وہ اُن کے ربّ کے پاس سے امرِ واقعی ہے، اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ اُن پر اتار دے گا اور اس کی حالت اچھی رکھے گا۔

**آیت نمبر ۴۷:** لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (نساء:162)

ترجمہ: لیکن اُن میں جو لوگ علم پر ثابت ہیں اور ایمان والے ہیں، وہ ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپؐ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی۔

**آیت نمبر ۴۸:** اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ (نور:51)

ترجمہ: ایمان والوں کی بات یہ تھی کہ جب بلائے ان کو اللہ رسول کی طرف ان میں فیصلہ کرنے کے لئے تو کہیں ہم نے سنا اور مانا اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

**آیت نمبر ۴۹:** وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝ (نور:52)

ترجمہ:اور جولوگ اللہ اوراس کے رسول (محمد ﷺ) کی اطاعت کریں اوراللہ سے ڈریں اور بچیں اس کے محرّ مات سے، وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

**آیت نمبر۵۰:** قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ (نور:54)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرواور رسول کی۔

**آیت نمبر۵۱:** وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ (نور:54)

ترجمہ:اگرتم آپؐ کی (یعنی آنحضرت ﷺ) کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤ گے۔

**آیت نمبر۵۲:** وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝(نور:)56

ترجمہ:اورقائم کرونماز اورادا کرو زکوٰۃ اوراطاعت کرورسول (محمد ﷺ) کی، شایدتم پررحم ہو۔

**آیت نمبر۵۳:** اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (نور:)62

ترجمہ:ایمان والے وہ ہیں جوایمان لائے ہیں اللہ پراوراس کے رسول (محمد ﷺ) پر۔

**آیت نمبر۵۴:** اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ (یٰس:11)

ترجمہ:بس آپؐ تو صرف ایسے ہی شخص کوڈرا سکتے ہیں جونصیحت پر چلے،اورخدا سے بے دیکھے ڈرے،سوآپؐ اس کومغفرت اورعمدہ عوض کی خوشخبری سنا دیجئے۔

**آیت نمبر۵۵:** اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (حجرات:15)

ترجمہ:ایمان والے وہ ہیں جوایمان لائیں اللہ پراوراس کے رسول (ﷺ) پر۔

**آیت نمبر۵۶:** وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝(احزاب:71)

ترجمہ:اورجوکوئی پیروی کرے اللہ کی اوراس کے رسول (محمد ﷺ) کی اس نے پائی بڑی مراد۔

**آیت نمبر۵۸:** اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ (اعراف: 3)

ترجمہ:اس وحی کا اتباع کروجوتمہاری طرف تمہارے ربّ کی طرف سے نازل ہوچکی ہے،اورنہ چلواُس کے سوااوررفیقوں کے پیچھے۔

**استدلال۔۱۳** :صرف اس وحی پرایمان لانے کا حکم ہے جوآپ ﷺ پراورآپ سے پہلے نازل ہوئی اوراسی پر جنت ومغفرت کے وعدہ ہیں۔اگر بعد میں بھی سلسلہ وحی جاری ہوتا تواس وحی پر بھی ایمان لانے کی تاکید ہوتی۔لیکن کسی اوروحی پرایمان لانے کا حکم نہیں اوراس کے بغیر ہی نجات ہے جواس کا اعلان ہے کہ آپ ﷺ کے بعدکوئی وحی نازل نہ کی جائے گی اورنہ کوئی نبی پیدا ہوگا۔

(ختم نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 191-194، 202-204، 205 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** آں حضرت ﷺ پراورآپ سے پہلے نازل ہونے والی وحی پرایمان کا حکم جہاں اس وحی کی حقانیت پرایمان ہے وہیں اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر بھی ایمان کا حکم ہے کہ وحی کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہےاور چونکہ اللہ کی سنت تبدیل نہیں ہوتی اس لئے ہمیشہ جاری رہے گا۔اوراللہ کی رضااوراس کے عطا کردہ انعام جس طرح پہلے ان لوگوں کے لئے مقدر رہے جواللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی پرایمان لائے اسی طرح آئندہ بھی ایمان لانے والے ان انعامات کے وارث ہوں گے۔

تاہم چونکہ آں حضرت ﷺ پرنازل ہونے والی شریعت آئندہ آنے والے تمام انسانوں کے لئے ہمیشہ ہدایت کا راستہ رہنی تھی اورآپ ﷺ کے بعدکوئی ایسی وحی نازل نہ ہونی تھی جوکسی شریعت کی حامل ہو بلکہ صرف ایسی وحی نبوت کا نزول ہونا تھا جوتبشیر وانذار پرمشتمل ہواس لئے بعض جگہ اس پرایمان لانے کا

علیحدہ سے حکم نہ دیا گیا اور **من قبلکم** کی قید بھی لگائی۔جیسا کہ مفتی صاحب کی منتخبہ بعض آیات۔لیکن قرآن کریم میں ہر وحی پر ایمان کا حکم **من قبلکم** کی شرط کے بغیر بھی ہے اور آئندہ زمانہ کا بھی احاطہ کرتا ہے۔جیسے یہ آیت:

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (بقرہ2:286)

ترجمہ: (اُن میں سے) ہر ایک ایمان لے آیا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔

ہم دوسرے باب میں دیکھ چکے ہیں کہ کتاب کا لفظ وحی الٰہی کے لئے استعمال ہوا ہے۔لہٰذا یہاں مومنوں کی یہ علامت بتلائی گئی ہے وہ ہر رسول اور ہر وحی پر ایمان لاتے ہیں اور یہ کہ ان کا شعار سننا اور ماننا ہوتا ہے۔جیسا کہ فرمایا:

وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (بقرہ2:286)

ترجمہ:اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔

**دوسرا جواب:** آیت 27 (بقرہ:۴۱) کے مخاطب اہل کتاب ہیں۔آیت 29 (نساء:۶۰) منافقین کے بارہ میں ہے اور آیت 47 (نساء:۱۶۲) یہود کے بارے میں ہے اور اس طرح ان تینوں آیات سے وہ استنباط نہیں ہو رہا جو مفتی صاحب نے کیا ہے۔

**تیسرا جواب:** آیت نمبر 54 (یٰس:۱۱) میں آں حضور ﷺ کی وحی اور آپؐ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اس طرح اس آیت سے وہ استنباط نہیں ہو رہا جو مفتی صاحب نے کیا ہے۔

**آیت نمبر۴۵:** هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ۝ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ (جمعہ:2-3)

ترجمہ: وہی ہے جس نے بھیجا اَن پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا، پڑھتا ہے ان کے پاس اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھاتا ہے عقل مندی، اور اس سے پہلے پڑے تھے یہ صریح گمراہی میں، اور ایک اوروں کے واسطے انہی میں سے جو ابھی اُن میں نہیں ملے اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔

**استدلال۔۱۴ :** یعنی آپ ﷺ کی نبوت تمام نسلوں کے بھی محیط اور شامل ہے جو آپ کے عہد مبارک میں پیدا نہ ہوئے تھے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔اس لئے آپ کے بعد نہ کسی اور نبی کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 199-201 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**جواب:** اس آیت میں آں حضرت ﷺ کی ایک اور بعثت کی واضح خبر ہے اور مفتی صاحب کے ترجمہ سے بھی مترشح ہے 'اوروں کے واسطے جو ان سے ابھی ملے نہیں، انہی میں سے 'یعنی وہ لوگ جو ابھی آں حضرت ﷺ اور ان کے اصحاب سے نہیں ملے اللہ تعالیٰ 'انہی میں سے' آں حضور ﷺ کو پھر معبوث کرے گا۔اس آیت کے نزول پر اس کی تشریح خود آں حضرت ﷺ نے فرمائی اور صحیح بخاری میں یوں بیان ہوئی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الجُمُعَةِ: ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلاَثاً، وَفِينَا سَلْمَانُ الفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: «لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ، أَوْ رَجُلٌ، مِنْ هَؤُلاَءِ».

(صحیح بخاری جزو ثالث، باب تفسیر القرآن زیر آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۔۔۔ جلد3، صفحہ 1560 مکتبۃ العصیر یہ بیروت)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت ﷺ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی جس میں یہ آیت بھی تھی وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۔ حضور ﷺ سے یہ دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ یہ کون لوگ ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ آنحضور ﷺ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ سے تین دفعہ پوچھا گیا۔ اسی مجلس میں سلمان فارسیؓ بھی بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسیؓ پر رکھ کر فرمایا! کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو ان (اہل فارس) میں سے ایک شخص یا ایک سے زیادہ اشخاص اس کو پالیں گے۔

یہ حدیث بعد کے زمانہ میں اہل فارس میں سے ایک وجود کے ذریعہ آں حضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کی مکمل پیش خبری ہے۔

اس آیت میں اوّل امیّین میں اور پھر ان آخرین میں جو آپ ﷺ سے ابھی ملے نہیں آپ ﷺ کی بعثت ثانیہ کی واضح خبر ہے۔ یہ تشریح بہت سارے بزرگوں نے فرمائی ہے۔ اور یوں یہ آیت ختم نبوت کے ان معنوں کو رد کرتی ہے جو انعامِ نبوت کو ختم کرتے ہیں اور آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبین کے ان معنوں کی تصدیق کرتی ہے جس کے مطابق آپؐ کے تابع امتی نبوت کا راستہ کھلا ہے۔

**آیت نمبر ۴۶:** قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ (یوسف:108)

ترجمہ: آپؐ کہہ دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے، مَیں خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ مَیں دلیل پر قائم ہوں، میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی۔

**استدلال۔۱۵** :اس آیت میں ارشاد ہے کہ دعوتِ حق دینے والے آں حضرت ﷺ اور وہ صحابہ کرامؓ اور علمائے امت جو آپ کے اسوۂ حسنہ کے متبع اور پیرو ہیں۔ اگر آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہونے والا تھا تو مناسب تھا کہ آں حضرت ﷺ کے بعد پہلے ان انبیاء کا ذکر ہوتا جو آپ ﷺ کے بعد آنے والے تھے۔ پھر ان کے بعد صحابہ کرامؓ اور علماء کا تذکرہ درجہ بدرجہ ہوتا۔ ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی معبوث ہونے والا نہیں۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 201-202 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**جواب:** آں حضرت ﷺ کی متابعت میں امت میں آنے والے رسول بدرجہ اولیٰ آپ ﷺ کے ساتھی ہیں بلکہ ان پر ایمان لانے والوں کو بھی ایک حدیث میں آں حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کے طریق پر ہونے والا فرمایا ہے۔ پس اس آیت میں ان سب کا مجموعی ذکر ہے کہ وہ دلیل پر قائم ہوں گے اور جو بات کریں گے دلیل سے کریں گے اور علیحدہ علیحدہ ذکر کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

**آیت نمبر ۵۷:** وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ (احزاب:7)

ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا، اور آپ سے (اے محمدؐ) اور نوحؑ اور ابراہیمؑ، اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابنِ مریم سے۔

**استدلال۔۱۶** :اس آیت میں سب سے پہلے آں حضرت ﷺ کا ذکر فرمایا گیا۔ ایک حدیث کے مطابق آپ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں تمام انبیاء سے پہلے تھا اور اس عالم بعث میں سب کے آخر میں اسی لئے سب سے پہلے میرا نام لیا گیا۔ (ابن کثیر جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 48)

اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی آں حضرت کے سب سے پہلے اور سب سے آخری نبی ہونے کی دلیل ہے۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 204-205 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**جواب:** آں حضرت ﷺ سے بھی وہ عہد لیا جانا جو پہلے تمام انبیاء سے لیا گیا جس کا آل عمران 82:3 میں ذکر ہے کہ جو نبی بعد میں آئے اس پر ایمان لایا جائے اور اس کی مدد کی جائے درحقیقت آپ ﷺ کے بعد سلسلہ وحی و نبوت جاری رہنے کی خبر ہے۔ ورنہ آپ ﷺ سے یہ عہد لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

آں حضرت ﷺ نے اپنے سب سے پہلے نبی بنائے جانے کا خود بھی ذکر فرمایا ہے جو کہ آپ کا اعزاز ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ ﷺ ہر لحاظ سے اول تھے کہ یہ کائنات پیدا ہی آپ کے لئے کی گئی ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے:

**لولاك لما خلقت الافلاك**

ترجمہ: اگر آپ ﷺ کی پیدائش مقصود نہ ہوتی تو یہ کائنات پیدا نہ کی جاتی۔

اس تناظر میں اس آیت میں آپ ﷺ کے ذکر کے بعد دیگر انبیاء کا ذکر تو اس عہد کے عام ہونے کا مضمون ہے اور بطور مثال ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مثال کے طور پر دیگر انبیاء کا ذکر آپ ﷺ کے بعد ہی ہونا تھا۔ اصل بات آپ ﷺ سے عہد لیا جانا تھا جو آپ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری رہنے پر دلیل ہے اور جس کے تحت آں حضرت ﷺ نے ستر کے قریب احادیث میں اپنے بعد آنے والے مہدی اور مسیح کی خبر دی اور اس کی اتباع اور مدد کرنے کی تاکید فرمائی۔

**آیت نمبر ۵۹:** وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ (یونس:13-14)

ترجمہ: اور ہم ہلاک کر چکے سب امتوں کو تم سے پہلے، جبکہ انہوں نے ظلم کیا اور لائے تھے ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے وہ ایمان لانے والے، یونہی سزا دیتے ہیں ہم گنہگار قوم کو، پھر ہم نے تم کو نائب کیا زمین میں ان (سب) امتوں کے بعد تا کہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو۔

**آیت نمبر ۶۰:** وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (انعام:165)

ترجمہ: وہ اللہ ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے درجات دوسروں پر بلند کئے۔

**آیت نمبر ۶۱:** هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ۭ (فاطر 39)

ترجمہ: وہ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا۔

**استدلال۔۱۷:** ان آیات کے مطابق امت محمدیہ تمام امتوں کی خلیفہ اور زمین میں سب کی قائم مقام ہے جس کا حاصل صاف ہے کہ یہ امت آخر الامم ہے اس کے بعد نہ کوئی جدید نبی آئے گا اور نہ اس کی کوئی نئی امت پیدا ہوگی۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 205-209 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** امت محمدیہ آخری امت ہے اس امر میں کوئی اختلاف نہیں۔ آں حضرت ﷺ کی لائی ہوئی شریعت قرآن کریم قیامت تک بنی نوع انسان کی شریعت رہے گی اور چونکہ اب کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی اس لئے کوئی نئی امت بھی نہیں ہوگی کیونکہ امت شریعت سے ہے نہ کہ نبی سے۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے بعد ہزار ہا نبی آئے۔ یہ نبی براہ راست منتخب ہوتے تھے لیکن پھر بھی کوئی نئی امت نہ بنی اور بنی اسرائیل بدستور حضرت موسیٰؑ کی امت رہے۔

امت محمدیہ ﷺ میں آنے والے نبی تو امتی ہوں گے اور جو خود امتی ہو اس کی امت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ پس امت محمدیہ ﷺ پھر بھی آخر الامم رہے گی اور باوجود امتی نبی کی آمد کے کوئی نئی امت نہ پیدا ہوگی اور یہی مضمون ان سب آیات کا ہے۔

**دوسرا جواب:** ان آیات میں سے آیت نمبر 59 (یونس 10:15) کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ ہم دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو۔ ایسے ہی الفاظ یہود کے لئے بھی ان کے زمین میں خلیفہ بنائے جانے کے وقت استعمال ہوئے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝ (اعراف 130:7)

ترجمہ: اور تمہیں زمین میں جانشین بنادے پھر وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

یہ ایک جیسے الفاظ ان دونوں اقوام کے ایک جیسا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ یہود کا بڑا گناہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب تھا۔ گویا یہاں یہ اشارہ ہے کہ امتِ محمدیہ میں بھی ایک عیسیٰ پیدا ہونے والا ہے۔ (باستفادہ کتاب حضرت مسیح موعود، تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد ۲۱، صفحہ ۱۳، ۱۴)۔

**آیت نمبر ۶۲:** اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (قمر:1)

ترجمہ: قریب آ پہنچی قیامت اور شق ہو گیا چاند (جو کہ قربِ قیامت کی علامت اور آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے)

**آیت نمبر ۶۳:** اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُعْرِضُونَ ۝ (انبیاء:1)

ترجمہ: لوگوں کے لئے اُن کا حساب (قیامت کا دن) قریب آ گیا اور وہ غفلت میں اس سے روگردانی کر رہے ہیں۔

**آیت نمبر ۶۴:** اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ (نحل:1)

ترجمہ: آ پہنچا خدا تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ۔

**آیت نمبر ۹۲:** اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝ (سبا:46)

ترجمہ: محمد (ﷺ) تو ڈرانے والے ہیں ایک آنے والے عذابِ شدید سے پہلے۔

**آیت نمبر ۹۵:** فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ (محمدؐ:18)

ترجمہ: وہ لوگ اب کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں بجز اس کے کہ اُن پر قیامت اچانک پہنچ جائے اس لئے اب قیامت کی علامات آ پہنچی ہیں۔

**استدلال ۔۱۸:** اتنی طویل اور عریض مدت کے ہوتے ہوئے اگر قیامت کو قریب کہا جا سکتا ہے تو صرف اس اعتبار سے کہ آپ ﷺ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 209-210,228-229-231 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** آیت نمبر 62 (قمر:2) میں مذکور ساعت، ساعت وسطیٰ ہے نہ کہ ساعت قیامت جیسا کہ اسی سورت میں ساعت کا ایک اور ذکر یوں بھی ہے کہ:

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ (قمر 47:54)

ترجمہ: بلکہ ان سے انقلاب کی گھڑی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری سے یہ بھی ثابت ہے کی آں حضرت ﷺ نے اس آیت کو غزوہ بدر کے دن پڑھا۔

آیت نمبر 63 (انبیاء:2) میں حساب کی گھڑی کے قریب آ جانے اور آیت نمبر 64 (نحل:2) میں اللہ کے حکم کے آ پہنچنے کا ماضی میں ذکر قیامت کے یقینی ہونے کا اظہار ہیں۔

آیت نمبر 92 (سباء:46) میں آں حضرت ﷺ کے نذیر ہونے کا ذکر ہے اور قیامت کا یہ انذار سب انبیاء کرتے رہے ہیں۔

آیت نمبر 95 (محمدؐ:17) میں ساعت سے مراد قیامت وسطیٰ یعنی آپؐ کے مخالفین کی تباہی کی گھڑی ہے جس کی علامات میں شق القمر (قمر:2) اور آں حضرت ﷺ کی ہجرت مدینہ (انفال:34) میں بتائی گئی تھیں اور جو کہ پہلے ہی ظاہر ہو چکی ہیں۔

اور یوں ان پانچوں آیات سے وہ استنباط نہیں ہو رہا جو مفتی صاحب نے کیا ہے۔

**دوسرا جواب:** اگر ان آیات کے یہی معنی ہیں کہ آں حضرت ﷺ علاماتِ قیامت میں سے ہیں اور یہ کہ
'آپ ﷺ اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی نہیں'۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 210 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)
تو اس سے بھی یہی مراد ہے کہ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی صاحب شریعت نبی نہ ہوگا۔ جیسا کہ اس حدیث رسول ﷺ سے ظاہر ہے جو مفتی صاحب نے اسی صفحہ پر بیہقی جلد 9 صفحہ نمبر 369 کے حوالے سے درج کی ہے اور جس کا ترجمہ یوں کیا ہے:
'وہ ناقہ جس کو تم نے دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت'۔

کیوں کہ امت شریعت سے ہے اس لئے آں حضرت ﷺ کے اس ارشاد سے یہی مراد ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی صاحب شریعت نبی ہوگا اور نہ کوئی نئی امت۔ اور چونکہ یہ حدیثِ رسول ﷺ قیامت کے حوالے سے ہے اس لئے مفتی صاحب کی پیش کردہ آیات میں بھی یہی مراد لیا جانا چاہئے۔

**آیت نمبر ۶۵:** كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (شوریٰ:3)

ترجمہ: اسی طرح اللہ تعالیٰ وحی بھیجتا ہے آپؐ کی طرف اور ان انبیاء کی طرف جو آپؐ سے پہلے ہیں، وہ اللہ جو زبردست حکمت والا ہے۔

**آیت نمبر ۶۶:** وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ (انعام:42)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے تھے، بہت امتوں کی طرف۔

**آیت نمبر ۶۷:** قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ (آل عمران:183)

ترجمہ: اے محمدؐ! آپ کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے کس قدر پیغمبر آئے معجزے لے کر۔

**آیت نمبر ۶۸:** فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ (آل عمران:184)

ترجمہ: آپؐ سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے گئے۔

**آیت نمبر ۶۹:** وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ (انعام:10)

ترجمہ: اور مذاق اُڑایا گیا ان رسولوں کا جو آپ ﷺ سے پہلے گزرے۔

**آیت نمبر ۷۰:** وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ (انعام:34)

ترجمہ: اور جھٹلائے گئے ہیں بہت سے رسول تم سے پہلے۔

**آیت نمبر ۷۱:** وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ (یوسف:109)

ترجمہ: اور ہم نے آپؐ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا)۔

**آیت نمبر ۷۲:** وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ (رعد:32)

ترجمہ: اور ٹھٹھا کیا گیا بہت سے رسولوں کے ساتھ آپؐ سے پہلے

**آیت نمبر ۷۳:** وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ (رعد:38)

ترجمہ: اور ہم نے بھیجے ہیں بہت سے رسول آپؐ سے پہلے۔

**آیت نمبر ۷۴:** وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ (نحل:43)

ترجمہ:(اے محمدؐ) آپؐ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد بھیجے تھے کہ ہم حکم بھیجتے تھے ان کی طرف۔

**آیت نمبر۷۵:** تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ (نحل:63)

ترجمہ:اللہ کی قسم! ہم نے بہت سے رسول بھیجے بہت فرقوں میں آپؐ سے پہلے۔

**آیت نمبر۷۶:** وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ (فاطر:31)

ترجمہ:اور جو کتاب ہم نے آپ کی طرف بطور وحی بھیجی وہی حق ہے،تصدیق کرنے والی اپنے سے پہلی وحی کی۔

**آیت نمبر۷۷:** سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا (بنی اسرائیل:77)

ترجمہ:دستور پڑا ہوا ان رسولوں کا جو آپؐ سے پہلے بھیجے ہم نے۔

**آیت نمبر۷۸:** وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۝ (انبیاء:25)

ترجمہ:اور ہم نے آپؐ سے پہلے جو کوئی رسول بھیجا اس کو بھی وحی کی کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں میرے سوا،سو میری ہی بندگی کرو۔

**آیت نمبر۷۹:** وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ ۔۔۔(حج:52)

ترجمہ:اور ہم نے آپؐ سے پہلے جو کوئی رسول اور نبی بھیجا ہے۔۔۔

**آیت نمبر۸۰:** وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ (فرقان:20،،

ترجمہ:اور جتنے بھیجے ہم نے آپؐ سے پہلے رسول سب کھانا کھاتے تھے۔

**آیت نمبر۸۱:** فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ (فاطر:4)

ترجمہ:آپؐ سے پہلے بہت رسول جھٹلائے گئے۔

**آیت نمبر۸۲:** وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝ (زمر:65)

ترجمہ:آپؐ کی طرف اور آپؐ سے پہلے انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ اگر (بالفرض) تم بھی شرک کرو تو تمہارے بھی سارے عمل حبط (بیکار) ہو جائیں،اور تم خسارہ والوں میں داخل ہو جاؤ۔

**آیت نمبر۸۳:** مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ۝ (حٰمٓ سجدہ:43)

ترجمہ:آپؐ سے وہی کہا جاتا ہے جو سب رسولوں سے آپ سے پہلے کہا گیا کہ آپؐ کا ربّ مغفرت والا ہے اور دردناک عذاب والا۔

**آیت نمبر۸۴:** كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ (شوریٰ:3)

ترجمہ:ایسے ہی وحی بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ آپؐ کی طرف اور آپؐ سے پہلوں کی طرف جو زبردست حکمت والا ہے۔

**آیت نمبر۸۵:** وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا ۔۔۔(زخرف:23)

ترجمہ:اور اسی طرح جو رسول بھیجا ہم نے آپؐ سے پہلے کسی بستی میں۔۔۔

**آیت نمبر۸۶:** وَسْـَٔـلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ (زخرف:45)

ترجمہ:اور ان رسولوں سے دریافت کر لیجئے جو ہم نے آپؐ سے پہلے بھیجے تھے۔

**آیت نمبر۸۷:** وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ۝ (زخرف:6)

ترجمہ:اور بہت رسول بھیجے ہم نے پہلی امتوں میں۔

**آیت نمبر۹۷:** فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (بقرہ:97)

ترجمہ: سو جبرائیلؑ نے یہ قرآن آپؐ کے قلب تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے، اس کی یہ حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اس وحی کی جو آپؐ سے پہلے نازل ہو چکی ہے۔

**آیت نمبر۹۸:** وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ (بقرہ:101)

ترجمہ: اور جب اُن کے پاس رسول (محمدؐ) اللہ کی طرف سے جو اس وحی کی تصدیق کرتا ہے جو اہل کتاب کے ساتھ تھی (یعنی توراۃ وانجیل وغیرہ)

**آیت نمبر۹۹:** وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ (بقرہ:91)

ترجمہ: قرآن مجید حق ہے اس وحی کی تصدیق کرنے والا جو اہل کتاب کے ساتھ تھی (یعنی توراۃ وانجیل وغیرہ)

**استدلال۔۱۹ : مِن قبلكَ ، من قبلُ** اور **امم اولین** کی قید کے ساتھ نبوت ورسالت ووحی کے سلسلہ کا صرف زمانہ ماقبل محدود ہونے سے ظاہر ہے کہ بعد میں نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ سلسلہ وحی جاری رہے گا۔ اگر یہ سلسلہ جاری تھا تو مناسب بلکہ ضروری تھا کہ قرآن انبیاء سابقین کی طرح آنے والے انبیاء کا بھی مسلسل ومکمل تذکرہ کرتا، ان کے نام، ان کے مولد، حلیہ، اخلاق وعادات اور حالات بیان کر دیتا۔ یہ تذکرہ نہ ہونا یہ حکم کر رہا ہے کہ آئندہ سلسلہ نبوت باقی نہیں۔۔۔خلاصہ یہ کہ حضرت عیسیٰؑ کے سوا اس امت میں کسی نبی یا رسول کے پیدا ہونے کا قطعاً کوئی تذکرہ بلکہ اشارہ تک کسی حدیث میں نہیں۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 210-224، 231-233 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**پہلا جواب:** اس استدلال کے حق میں کہ قرآن نبوت ورسالت اور وحی کا نزول صرف زمانہ ماقبل میں کرتا ہے پیش کردہ 26 آیات اصل میں 25 ہیں کیونکہ آیت 65 اور آیت 84 دونوں ایک ہی ہیں یعنی شوریٰ:3 اور شائد غلطی سے علیحدہ نمبروں کے ساتھ دہرا دی گئی ہیں۔ ان 25 میں سے 22 میں ماقبل کا ذکر صرف بطور مثال ہے اور یہ اظہار مقصود ہے کہ آں حضور ﷺ کے حالات گزشتہ انبیاء جیسے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

آیت 66 (انعام:42) میں گزشتہ انبیاء پر سختیاں گزرنے کا ذکر ہے۔

آیت 67 (آل عمران:183) میں یہود کے مطالبہ پر ذکر ہے کہ گزشتہ انبیاء کھلے کھلے نشان لائے۔

آیت 68 (آل عمران:184) میں گزشتہ انبیاء کو جھٹلائے جانے کا ذکر ہے

آیت 69 (انعام:10) میں گزشتہ انبیاء سے تمسخر کئے جانے کا ذکر ہے

آیت 70 (انعام:34) میں گزشتہ انبیاء کے جھٹلائے جانے کا ذکر ہے

آیت 71 (یوسف:109) میں گزشتہ انبیاء کے مرد ہونے کا ذکر ہے۔

آیت 72 (رعد:32) میں گزشتہ انبیاء سے تمسخر کئے جانے کا ذکر ہے۔

آیت 73 (رعد:38) میں ذکر ہے کہ گزشتہ انبیاء کی بیویاں اور ذریت تھی۔

آیت 74 (نحل:43) میں گزشتہ انبیاء کے مرد ہونے کا ذکر ہے۔

آیت 75 (نحل:63) میں ذکر ہے کہ گزشتہ انبیاء کے مخالفین شیطان کے پیرو تھے۔

آیت 76 (فاطر:31) میں ذکر ہے کہ قرآن کریم گزشتہ وحی کی تصدیق کرتا ہے۔

آیت 78 (انبیاء:25) میں ذکر ہے کہ گزشتہ انبیاء کی طرف وحی ہوئی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

آیت 79 (حج:52) میں ذکر ہے کہ گزشتہ انبیاء کی تمناؤں میں شیطان کچھ ملا دیتا تھا۔

آیت 80 (فرقان:20) میں گزشتہ انبیاء کے بازاروں میں چلنے پھرنے کا ذکر ہے۔

آیت 81 (فاطر:4) میں گزشتہ انبیاء کے جھٹلائے جانے کا ذکر ہے۔
آیت 82 (زمر:65) میں ذکر ہے کہ گزشتہ انبیاء کا کام بھی شرک سے روکنا تھا۔
آیت 83 (حٰم سجدہ:43) میں ذکر ہے کہ آپؐ سے وہی کہا جاتا ہے جو گزشتہ انبیاء سے کہا گیا۔
آیت 85 (زخرف:23) میں ذکر ہے کہ آپؐ کے مخالفین گزشتہ انبیاء کے مخالفین کے ہم رنگ تھے۔
آیت 86 (زخرف:45) میں ذکر ہے کہ رحمان ہی گزشتہ انبیاء کا بھی معبود تھا۔
آیت 87 (زخرف:6) اگلی آیت کے مضمون کے مطابق اس میں گزشتہ انبیاء سے تمسخر کئے جانے کا ذکر ہے۔
آیت 98 (بقرۃ:101) میں گزشتہ انبیاء کے مخالفین کے کتاب کو پس پشت ڈالنے کا ذکر ہے۔
آیت 99 (بقرۃ:91) میں ذکر ہے کہ قرآن کریم اہل کتاب پر نازل شدہ کی تصدیق کرتا ہے۔
اس طرح ماضی کے ذکر پر مشتمل ان سب آیات سے وہ استنباط نہیں ہوتا جو مفتی صاحب نے کیا ہے۔

**دوسرا جواب:** مشکلات کے وقت آں حضرت ﷺ کی تسلی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے بار بار گزشتہ انبیاء پر گزرنے والے ایسے وقتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ آیت 77 کا سیاق بھی ایسا ہی ہے۔ یہ پوری آیت اور اس کا مکمل اور واضح ترجمہ یوں ہے:

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل 78:17)

ترجمہ: یہ سنت ہمارے ان رسولوں کے متعلق تھی جو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے اور تو ہماری سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔
اس سیاق کے ساتھ یہ آیت بھی دیگر آیات کی طرح اس استنباط کو نہیں پہنچتی جو مفتی صاحب نے کیا ہے۔
تاہم اس آیت کا اگلا مسلسل حصہ کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کی یہ سنت برقرار رہے گی اس استدلال کے بالکل برعکس ہے، کیونکہ رسولوں کے حوالے سے سنت میں آئندہ کسی تبدیلی نہ ہونے کا اعلان، واضح طور پر آپؐ کے بعد رسولوں کی آمد کا امکان لئے ہوئے ہے اور یوں یہ آیت امکانِ نبوت کا مضمون ہے نہ کہ ختمِ نبوت کا۔

**تیسرا جواب:** اس دلیل کے تحت دہرائی گئی ان سب آیات میں سے صرف آیت نمبر ۶۵ (شوریٰ:۳) میں **من قبلك** کے الفاظ ماضی کے کسی واقعہ کے بغیر ہیں لیکن یہ تاثر کہ نبوت و رسالت اور وحی کا ذکر کہیں بھی اس قید کے بغیر نہیں ہوا، پھر بھی درست نہیں ہے۔ جیسا کہ درج ذیل آیت سے ظاہر ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ

(بقرہ 286:2)

ترجمہ: رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے ربّ کی طرف سے اس کی طرف اتارا گیا اور مومن بھی۔ (ان میں سے) ہر ایک ایمان لے آیا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (یہ کہتے ہوئے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔
پس قرآنی تعلیم یہی ہے کہ زمانہ سے قطع نظر، بلاتفریق تمام رسولوں پر ایمان لایا جائے۔

**چوتھا جواب:** آیت 97 (البقرۃ 98:2) کے ترجمہ میں لکھے گئے یہ الفاظ 'اس وحی کی جو آپؐ سے پہلے نازل ہو چکی ہے' کے متبادل عربی الفاظ آیت میں نہیں ہیں۔ درست ترجمہ یہ ہے:

'اس (جبرائیل) نے اللہ کے اذن سے اس (کلام) کو تیرے دل پر اتارا ہے جو اس کی تصدیق کر رہا ہے جو اس کے سامنے موجود ہے'۔
اس درست ترجمہ کے ساتھ یہ آیت اس استنباط کو نہیں پہنچتی جو مفتی صاحب نے کیا ہے۔

**پانچواں جواب:** دلیل کا دوسرا حصّہ یہ ہے کہ
'ہم کتب سابقہ کو انبیاء مابعد کے مفصل اور مکمل حالات اور ان کے تذکروں سے بھرا دیکھتے ہیں اور اس کے خلاف قرآن کریم میں آں حضرت ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کا نام تک نہیں پاتے'۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 215 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)
'یہ بیان حقائق کے برعکس ہے۔ کتب سابقہ تورات، انجیل اور زبور میں ہمارے سامنے ہیں۔ 'مفصل اور مکمل' حالات تو ان کتب میں گزشتہ انبیاء کے بھی مذکور نہیں۔ قرآن کریم نے بھی ان انبیاء کے صرف ایسے واقعات کا ہی ذکر فرمایا ہے جو آں حضور ﷺ کے فوری مخاطبین کے لئے کارآمد ہو سکتے تھے یا جن سے بعد میں فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا۔
گزشتہ کتب میں بعد میں آنے والے انبیاء کا ذکر ضرور ہے مگر اشارتاً اور اخفاء کا پہلو لئے ہوئے۔ اگر تورات میں آنے والے انبیاء کے آنے کے بارے میں مفصل اور مکمل حالات بیان کئے گئے ہوتے تو یہود اوّل حضرت عیسیٰؑ اور پھر آں حضرت ﷺ کا انکار نہ کرتے اور نہ دشمنی کہ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر لٹکا دیا اور آں حضرت ﷺ کے خلاف سازشوں اور مکر و فریب کا جال پھیلائے رکھا۔
اگر پیش گوئیاں اتنی صاف اور واضح ہوں کہ کوئی شبہ نہ رہے تو ایمان کوئی قابل قدر چیز نہیں رہ جاتی۔ چمکتے سورج کو سورج مان لینا ایک عام سی بات ہے اور یہ کسی انعام کا مستحق نہیں بناتی۔ اسی طریق کے مطابق قرآن کریم آنے والے کا ذکر بھی نہ صرف ایک بار بلکہ بار بار کرتا ہے لیکن اجمالاً اور اشارتاً۔ امت محمدیہ میں آنے والے ایک موعود کے بارے میں ایسی دس خبریں چوتھے باب میں درج کی گئی ہیں۔
پس دلیل کا یہ حصّہ بھی خلاف واقعہ ہے۔

**آیت نمبر ۸۸:** ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا‌ۚ فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ‌ۚ وَمِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ‌ؕ (فاطر:32)
ترجمہ: پھر ہم نے قرآن مجید کا وارث ان لوگوں کو بنا دیا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں انتخاب کیا، پھر ان میں (تین قسم کے لوگ ہیں) بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے (گنہگار)، اور بعض بیچ کی چال چلنے والے، اور بعض نیکیوں میں بڑھنے والے اللہ کے حکم سے، یہی ہے بڑی بزرگی۔
**استدلال ۲۰:** کتاب کے وارث تین گروہوں کا ذکر۔ قرآن کے ان تین وارثوں میں کسی نبی کا ذکر نہیں۔
(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 224-226 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)
**جواب:** قرآن کے وارث **سابقین بالخیرات** وہ مومن ہیں جو نفسِ مطمئنہ اور **راضیۃً مَّرضیہ** کے حامل ہوتے ہیں اور بلاشبہ امت کے نبی ایسے گروہ میں شامل ہیں۔ ابن کثیر نے بھی اس گروہ میں روحانی راہنماؤں کو شامل کیا ہے۔
اگر اس سے صرف صحابہ کرامؓ مراد لئے جائیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امت کے وہ ہزارہا اولیاء، بزرگ اور مجددین بھی اس گروہ سے باہر ہو جائیں گے جن کا نیکیوں میں آگے بڑھا ہونا ہر شک و شبہ سے بالا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت کسی روحانی افاضہ کو روکنے کے لئے نہیں بلکہ اس اعلان کے لئے ہے کہ قرآن ایک جامع اور کامل نظام حیات ہے اور اس کے ذریعہ قیامت تک آنے والے تمام بنی نوع انسان کے لئے خواہ وہ اپنے نفس پر ظلم کر کے اپنے نفس امارہ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں چلانے والے ہوں۔ خواہ وہ

درمیانہ درجہ کے ہوں اور بعض نیکیوں کو جبر سے اور بعض شوق سے بجالاتے ہوں یا خواہ اعلیٰ درجہ کے ہوں اور نیکیوں میں آگے نکل جانے والے۔

**آیت نمبر ۸۹:** يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۝ (احزاب:66)

ترجمہ: جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے ان کے منہ آگ میں، کہیں گے کاش ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ کی اور اطاعت کی ہوتی (محمد) رسول اللہ ﷺ کی۔

**آیت نمبر ۹۰:** وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ (فرقان:27)

ترجمہ: اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا کاش کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ راستہ اختیار کرتا۔

**استدلال۔۲۱:** آں حضرت ﷺ کی نافرمانی پر سزا، اگر آں حضرت ﷺ کے بعد اور انبیاء پیدا ہونے والے تھے تو ان کی اطاعت کے ترک پر بھی عذاب ہونا چاہئے تھا۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 227 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**جواب:** آنے والے موعود نبی نے آں حضور ﷺ کے تابع اور خود آں حضور ﷺ کا مطیع ہونا تھا۔ اور اسے ماننا اور قبول کرنا بھی خود آں حضرت ﷺ کے اس حکم سے تھا کہ اس کی بیعت کی جائے:

فَقَالَ « فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ ، الْمَهْدِيُّ »

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب خروج المہدی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 1367 شائع کردہ عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاۃ)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے رویات ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔

پس ایسے مطیع کے قرآن وسنت کے تابع احکامات کی اطاعت تو خود آں حضرت ﷺ کی اطاعت ہی ہے اور اس کے ترک کے نتائج کے علیحدہ ذکر کی کوئی حاجت نہ تھی۔

**آیت نمبر ۹۳:** يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ (ابراہیم:27)

ترجمہ: مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

**استدلال۔۲۲:** قولِ ثابت قبر میں سوال ہے اور جس کا جواب ہے کہ میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ یہ آیت ختم نبوت کے لئے ایک قوی دلیل ہے۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 229-230 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**جواب:** اس آیت میں قول الثابت یعنی مظبوط بات کو مفتی صاحب نے ایک حدیث کے حوالے سے کلمہ طیّبہ قرار دیا ہے اور قرآن فرماتا ہے کہ اللہ قولِ ثابت سے ایمان والوں کو ثبات عطا فرماتا ہے پس کلمہ طیّبہ سے ثبات کا ملنا توحید اور رسالت کی برکات کا ذکر ہے۔ کلمہ طیبہ چونکہ ہمیشہ یہی رہنا تھا اور امت میں آنے والے نبی سے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی تھی۔ اس لئے اسی کلمہ کا باعث ثبات ہونا ظاہر ہے۔

پھر چونکہ امتی نبی نے خود آں حضرت ﷺ کو اپنا نبی کہنا تھا۔ اور یہی تعلیم دینی تھی اس لئے کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

قول ثابت کے دیگر معنوں کی رو سے اس میں دلائل و براہین، کشوف والہام اور فرشتوں کا نازل ہونا سب شامل ہیں جو بار بار مومنوں کے ثبات کا باعث بنتے ہیں اور ان کے ایمان کو غیر متزلزل کرتے ہیں اور آخرت میں بھی سکون واطمینان کا ذریعہ ہوں گے۔ پس یہ آیت مومنوں کو کلمہ طیبہ سے ملنے والے ان روحانی

انعامات کے حصول کی طرف متوجہ کرتی ہے اور کسی انعام کا راستہ بند نہیں کرتی۔

**آیت نمبر۹۴:** قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:31)

ترجمہ: اے محمدؐ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اگر تم میرا اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

**استدلال۔۲۳** : اتباع رسول پر محبت خداوندی کا وعدہ یہ اور کسی نبی کے اتباع یا اس پر ایمان لانے پر موقوف نہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ ہی آخری نبی ہیں۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 230-231 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**جواب:** محبتِ خداوندی کا وعدہ بلاشبہ آں حضرت ﷺ کی اتباع سے وابستہ ہے۔ امت میں آنے والے نبی کو خود بھی یہ انعام اسی اتباع کے نتیجہ میں ملنا تھا، اور اس نے اسی عشق رسول ﷺ کی تعلیم دینی تھی۔ پس محبتِ خداوندی کا انعام آں حضور ﷺ کی اطاعت سے ہی وابستہ رہتا ہے اور موعود امتی نبی کو ماننا بھی اطاعت رسول ﷺ کی خاطر ہی ہے۔

## ان 99 آیات قرآنیہ کا ماحصل:

مندرجہ بالا وضاحتوں کی روشنی میں ختم نبوت کے حق میں لائی گئی ان 99 آیاتِ قرآنیہ کا ماحصل یہی ٹھہرتا ہے کہ ان آیات سے ختمِ نبوت کے حق میں جو بھی استدلال کیا جائے ان کے باوجود ان سے یہ بہرحال ثابت نہیں ہوتا کہ نبوت کلیتًا ختم ہوگئی ہے۔ بلکہ مفتی صاحب کی پیش کردہ شرائط کے اندر ایک نئی قسم کی نبوت اور ایک ایسے نبی کی آمد کا راستہ بہرحال کھلا ہے

جو حضرت محمد ﷺ سے کسی روحانی فیض پائے بغیر ایک مستقل اور بعض کے نزدیک ایک صاحب شریعت نبی ہو۔

جس نے دو ہزار سال پہلے وصف نبوت پایا ہو اور وہ بنی اسرائیل کے لئے آیا ہو۔

جو باوجود اولوالعزم اور صاحب شریعت ہونے کے آں حضرت ﷺ کے بعد جب دوبارہ آئے تو نبوت سے معزول تو نہ ہو لیکن بطور نبی نہ ہو۔

قرآن کے بعد اسے وحی بھی ہو اور

جو منصب نبوت پر قائم رہتے ہوئے اور نئی وحی پاتے ہوئے آں حضرت ﷺ کے ایک خلیفہ کی حیثیت میں امت محمدیہ کا امام ہو۔ اور

ان پر ایمان لانے والے بدستور آں حضرت ﷺ کی امت رہیں۔

## حضرت عیسیٰؑ کا نزول:

ختم نبوت کے ان معنوں پر اصرار کے ساتھ کہ آں حضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا اختتام ہے اور 'آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ غیر تشریعی یا ظلی بروزی' (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 233 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

مفتی صاحب آں حضرت ﷺ کے بعد نبی اللہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس بارے میں ان کے چند ارشادات درج ذیل ہیں:

'اگر چہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بعد نزول بھی خدا کے اولوالعزم نبی ہوں گے جیسا قبل رفع اور قبل نزول تھے۔ لیکن چونکہ ان کی بعثت اپنے زمانے میں بھی صرف بنی اسرائیل کی طرف تھی نہ کہ تمام عالم کی طرف جیسا کہ آیت کریمہ "**رسولًا اِلیٰ بنی اسرائیل**" سے معلوم ہوتا ہے اس لئے وہ بعد نزول بھی اس امت کی طرف بحیثیت نبوت معبوث ہو کر نہ آئیں گے بلکہ بحیثیت امامت تشریف لائیں گے'

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ 176-176 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

'قیامت تک دنیا میں پیدا ہونے والے انسان سارے آپ ہی کی امت ہیں تو ان حالات میں اگر آپ ﷺ کے بعد دوسرا نبی یا رسول آتا ہے تو آپ کی امتیازی فضیلت باقی نہیں رہتی۔ آپ ﷺ کی امت پھر اس نبی کی امت کہلائے گی جو بعد میں معبوث ہوا اور عیسیٰ علیہ السلام چونکہ ان کو نبوت پہلے مل چکی ہے اس لئے ان کا آخر زمانے میں بحیثیت امام کے آنا اس کے منافی نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 169 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

'وحی بھیجنے میں صرف آں حضرت ﷺ اور آپ سے پہلے انبیاء کی تخصیص کیا یہ نہیں بتلاتی کہ انبیاء ماقبل کے علاوہ اور کسی پر وحی نہ بھیجی جائے گی؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اگر بعد نزول وحی ہوگی تو وہ اس کے مخالف نہیں کیونکہ وہ انبیائے سابقین میں داخل ہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 222 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

'اس لئے ان کا آخر زمانے میں بحیثیت امام کے آنا اس کے منافی نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 169 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

'وحی بھیجنے میں صرف آں حضرت ﷺ اور آپ سے پہلے انبیاء کی تخصیص کیا یہ نہیں بتلاتی کہ انبیاء ماقبل کے علاوہ اور کسی پر وحی نہ بھیجی جائے گی؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اگر بعد نزول وحی ہوگی تو وہ اس کے مخالف نہیں کیونکہ وہ انبیائے سابقین میں داخل ہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 222 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

**صرف نئے اور پرانے کا فرق:**

نبوت کے جاری رہنے کی یہ شکل گزشتہ باب میں بیان کئے گئے مقام خاتم النبیین سے صرف اس حد تک مختلف ہے کہ اُس میں یہ امکان اس شرط کے ساتھ تھا کہ امتی نبوت کے اس مقام کا حامل آں حضرت ﷺ کا امتی، فرمانبردار اور آپ ﷺ سے محبت کرنے والا ہوگا تو یہ انعام پائے گا جب کہ مفتی صاحب کی رائے میں ایسی کوئی شرط نہیں اور بنی اسرائیل کے لئے معبوث ہونے والے نبی بھی آں حضرت ﷺ کے خلیفہ ہو سکتے ہیں۔

ان شرائط کے ساتھ نبوت کی راہ کھلی رکھنے پر وہ کوئی قرآنی دلیل پیش نہیں کرتے بلکہ قرآن میں بار بار مذکور اس حقیقت کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں کہ قرآنِ کریم کے مطابق حضرت عیسیٰؑ اپنی عمر طبعی پوری کر کے دو ہزار سال قبل فوت ہو چکے ہیں اور تاریخی طور پر ان کی قبر بھی موجود ہے۔ اور یہ کہ فوت شدہ دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے۔ اور یہ بھی کہ آں حضرت ﷺ نے جب بوجوہ اس نام کے ساتھ ایک موعود کی آمد کی پیش خبری فرمائی تو اس کا حلیہ اس متوفی حضرت عیسیٰؑ سے مختلف بتایا۔

گزشتہ باب میں مقام خاتم النبیین کی وضاحت میں ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ اس کے حقیقی معنی آں حضرت ﷺ کی روحانی فیض رسانی سے نبوت کی ایک ایسی قسم کا جاری رہنا ہے جو ایک لحاظ سے امتی اور ایک لحاظ سے نبی ہو۔ اور آں حضرت ﷺ کی عظیم روحانیت کا ظل اور بروز ہو۔ مفتی صاحب گو اس رفیع الشان مقام کی تعبیر ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ کرتے ہیں۔

نبوت کی تفصیل میں اس اختلاف سے قطع نظر ہماری اور ان کی تشریح میں یہ امر مشترک رہتا ہے کہ نبوت کلیتاً ختم نہیں ہوئی۔

**وصف نبوت پانے میں آخری؟**

دونوں تشریحات میں نبوت کی ایک قسم کا جاری رہنا مشترک ہے۔ جس کے توڑ کے لئے مفتی صاحب نے وصفِ نبوت پانے میں آخری ہونے کا سہارا لیا

ہےاور یہ فرق کیا ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰؑ پہلے سے نبی ہو چکے ہیں اور آں حضرت آخر میں۔اس لئے حضرت عیسیٰؑ کے آنے کے باوجود آں حضرت ﷺ آخری رہتے ہیں۔ یہ نظریہ دو جہت سے محل نظر ہے۔

**اول:** اگر خاتم النبین کے معنی مطلق آخری نبی ہیں تو کسی گزشتہ نبی کا بھی آں حضرت ﷺ کے بعد آنے سے واقعاتی طور پر وہی آنے والا آخری نبی کہلائے گا اور بطور خاص اس لئے بھی کہ اس کے بعد قیامت تک اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پس اس طرح یہ نبی حقیقی طور پر خاتم النبین ہو جائے گا۔ جبکہ آں حضرت ﷺ اس محدود معنوں میں اس منصب کے حامل قرار پائیں گے کہ آپ ﷺ وصف نبوت پانے کے لحاظ سے آخری ہوں گے۔

**دوسرے:** خود آں حضرت ﷺ کو وصفِ نبوت میں آخری قرار دینا درج ذیل احادیث رسول ﷺ کے مطابق درست نہیں ہے کہ:

**كُنتُ نَبِيّاً وَ اٰدَم بَينَ المآءِ وَالطِّين** (بحوالہ الحق المبین از قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۴۵ ربوہ ۱۹۷۱ء)

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ ابھی مٹی اور پانی میں تھا۔

**انا اولُ الانبیاءِ خلقاً** (بحوالہ الحق المبین از قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۴۵ ربوہ ۱۹۷۱ء)

کہ میں سب سے پہلا نبی ہوں جو پیدا کیا گیا

اور: **اولُ ما خلق اللّٰہ نُوری** (بحوالہ الحق المبین از قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۴۵ ربوہ ۱۹۷۱ء)

کہ سب سے پہلے خدا نے میرا نور پیدا کیا۔

پس آں حضرت ﷺ نے خود اپنے آپ کو نبوت پانے والا آخری نہیں بلکہ پہلا نبی فرمایا ہے۔ ان احادیث سے اپنے موقف کو رد ہونے سے بچانے کے لئے مفتی صاحب اپنے آخری نبی کے تصور پر دوسری حد بندی یہ کی ہے کہ اس میں 'اُس دنیا میں' کے الفاظ زائد کر دئے ہیں یعنی آپ ﷺ کے سب سے پہلے نبی ہونے کو عالم بالا سے متعلق کر کے اس دنیا میں آپ ﷺ کو وصف نبوت پانے والا آخری نبی قرار دیا ہے حالانکہ جس وصف کا تعلق خلق سے ہو وہ زمانوں میں کیسے منقسم ہو سکتا ہے؟

**ان تاویلوں سے پیدا ہونے مسائل:**

۱۔ حقیقت یہی رہتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے آپؐ کے بعد آنے سے آں حضرت ﷺ مطلق آخری نبی نہیں رہتے۔

۲۔ حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ اس حال میں آمد سے کہ باوجود اولوالعزم نبی رہنے کے اور معزول نہ ہونے کے آپ نبی نہ رہیں بلکہ آں حضرت ﷺ کے خلیفہ اور امام ہوں ایک نئی صورتحال ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ ایسا ہونے پر کوئی قرآنی دلیل نہیں۔ آپ کی اسی طرح آمد خود قرآن وحدیث کے برخلاف بھی ہے اپنی تشریف آوری کے بعد جب آپ قرآن سے یہ درس دیں گے:

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (نساء:172:4)

ترجمہ: یقیناً مسیح ابن مریم محض اللہ کا رسول ہے۔

لیکن ساتھ ہی اس منصب کا انکار بھی کریں گے تو کیا صورتحال پیدا ہو گی؟

اور جب آپ اپنے آپ کو صحیح مسلم کی اس حدیث کا مصداق قرار دیں گے جس میں آں حضرت ﷺ نے انہیں چار بار نبی اللہ کہا ہے تو کیا ساتھ ہی نبی ہونے سے انکار کر کے اس کی تردید بھی کریں گے؟

۳۔ نبوت کی یہ ایک جدید قسم ہو گی۔ جس میں ایک نبی دو ہزار سال سے زائد عرصہ تک نبی رہنے کے بعد بطور نبی معبوث نہ ہوتے ہوئے آں حضرت ﷺ کے

خلیفہ اور امت محمدیہ کے امام کے منصب پر فائز ہو جائیں گے۔
اس قسم کی نبوت کی قرآن وحدیث میں کوئی سند نہیں اور اس لئے یہ بے حقیقت ہے۔
۴۔مفتی صاحب کی تحریر کی روشنی میں حضرت عیسیٰؑ کی اس طرح دوسری آمد میں ایک اور عجیب صورت حال یہ متوقع ہے کہ وہ آئیں گے تو امت کی اصلاح کے لئے اور ہوں گے آں حضرت ﷺ کے خلیفہ اور امت محمدیہ کے امام۔لیکن جب قرآن کا درس دیں گے تو یہ پڑھائیں گے '**رسولًا اِلیٰ بنی اسرائیل**' (آل عمران 50:13) کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہیں۔
اور یوں معاذ اللہ قرآن کریم کے برخلاف اظہار ہوگا۔پھر بنی اسرائیل کا رسول ہوتے ہوئے اپنے آپ کو بخاری اور مسلم کی ان احادیث کا مصداق قرار دیں گے کہ **امامکم منکم** اور **اما کم منکم** کہ آنے والا موعود امت میں سے ہی ہوگا۔اور یوں معاذ اللہ حدیث صحیح کے برخلاف اظہار ہوگا۔

**مسائل کا حل:**

ان تمام مسائل کا سادہ سا حل خاتم النبیین کے حقیقی معنوں کو اختیار کرنا اور قرآن کریم کے مطابق حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو وفات یافتہ مان کر ان کی دوبارہ آمد کی پیش خبری کو ایک امتی نبی کے ذریعہ پورا ہونے پر یقین کرنا ہے۔اس سے جہاں آں حضرت ﷺ کے عالی شان مقام اور مرتبہ کا اظہار ہوتا ہے وہیں امت محمدیہ بھی دوسروں سے بہتر ثابت ہوتی ہے۔

(چھٹا باب یہاں مکمل ہوا۔اگلے باب کا عنوان ہوگا 'از روئے حدیث امّت میں نبوّت جاری ہے')

جمیل احمد بٹ

۱۲ جولائی ۲۰۱۴ء

# ازروئے حدیث امت میں نبوت جاری ہے

(ختمِ نبوّت کے موضوع پر کتاب کا ساتواں باب)

آیات قرآنیہ کی متابعت میں آں حضرت ﷺ کے بہت سے ارشادات حتمی طور پر نبوت کو جاری رکھتے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں یہ مضمون کئی بار اور کئی طرح بیان ہوا ہے۔ زمانی طور پر آخری ہونے کے بجائے بعض احادیث میں کسی بھی نبی کے ظہور سے پہلے آپ ﷺ کا خاتم النبین ہونا بیان ہوا ہے اور بعض میں اس مقام کا مدح اور افضل النبین کے معنوں میں ہونے کا اظہار ہے۔

پھر بہت ساری احادیث میں امت میں تجدید دین کے عمل کے جاری رہنے، علمائے حق کے انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہونے، مبشرات کے جو نبوت کا بنیادی حصہ ہیں باقی رہنے اور آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے نبی بن سکنے کے امکان کا ذکر ہے۔

پھر ان پر مستزاد واضح طور پر ایک نبی اللہ کی آمد کی پیش خبری، اس موعود سے پہلے کسی نبی کے نہ آنے کی خبر اور بمطابق میثاق النبین امام مہدی کی بیعت اور مدد کرنے کا حکم بھی موجود ہے اور یہ وضاحت بھی کہ یہ موعود امت میں سے ہوگا یعنی امتی نبی۔ غرضیکہ یہ سب مضامین احادیث میں بیان شدہ ہیں۔ اس باب کا موضوع انہی کا دہرانا ہے۔

## ا۔ مقامِ مدح اور افضل النبین:

آں حضرت ﷺ نے مقام خاتم النبین کے حوالے سے جو ارشادات فرمائے ہیں ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس مقام سے مراد آپ ﷺ کا افضل النبیین ہونا ہے اور اس کا زمانہ کے لحاظ سے آخری ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ ایسے چند ارشادات درج ذیل ہیں:

**i۔ تمام نبیوں پر فضیلت:** آپ ﷺ نے اپنے اس مقام کو ان وجوہات میں شامل فرمایا ہے جن میں آپ ﷺ کو تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی جیسا کہ فرمایا:

**ا۔ افضلت علیٰ الانبیاء لبست .....وختم بی النبیون** (مسلم فی الفضائل)

ترجمہ: مجھے چھ باتوں میں سب نبیوں پر فضیلت دی گئی ہے۔۔۔۔ میرے ذریعہ سب انبیاء مہر لگائے گئے ہیں۔

چونکہ اپنے خاتم النبین ہونے کو آپ ﷺ نے ایک وجہ فضیلت فرمایا ہے اس لئے اس کے معنی ایسے کئے جانے چاہئیں جن سے آں حضرت ﷺ کی افضلیت ثابت ہو اور یہ معنی یہی ہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے لئے مہر تصدیق ہیں۔ کیونکہ محض زمانے کے لحاظ سے

آخری ہونے میں کوئی فضیلت نہیں۔ جیسے بطور مثال بہادر شاہ ظفر کا مغلیہ حکومت کا آخری بادشاہ اس کے لئے کوئی فضیلت شمار نہیں ہوتا۔

### ii۔ دیگر انبیاء مطیع:

اس مقامِ فضیلت کا ایک اور اظہار دو گزشتہ انبیاء کے حوالہ آپ ﷺ نے یوں فرمایا:

۲۔ لو کان موسی وعیسی حیین لا وسعھما إلا اتباعی

(تفسیر القرآن العظیم از ابن کثیرؒ سورۃ آل عمران زیر آیت وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 378 ناشر المکتبۃ التوفیقیۃ امام الباب الخضر)

ترجمہ: اگر اس وقت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

(تفسیر ابن کثیرؒ اردو جلد اول زیر تفسیر سورت آل عمران آیت 83-84 مترجم علامہ محمد میمن جونا گڑھی صفحہ نمبر 85۔ شائع کردہ نور محمد، اصح المطابع و کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، کراچی)

آپؐ کے اس ارشاد سے آں حضرت ﷺ کی بلند شان اور مقام خاتم النبین کے درست ادراک کے اظہار کے ساتھ مطیع اور تابع نبی یعنی امتی نبی کا تصور بھی نمایاں ہے۔

## ۲۔ مقامِ خاتم النبین زمانہ کی قید سے آزاد ہے:

آں حضرت ﷺ نے اپنے آپ کا نہ صرف سب انبیاء سے پہلے نبی بنائے جانے کا ذکر فرمایا ہے بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ ﷺ حضرت آدمؑ سے بھی پہلے مقامِ خاتم النبین پر فائز کئے گئے تھے۔ یوں آپ ﷺ اول النبین بھی ہیں اور خاتم النبین بھی اور آپ ﷺ کی نبوت زمانے کی قید سے آزاد ہے۔ اس لئے مقام خاتم النبین سے یہ معنی کرنا غلط ٹھہرتا ہے کہ آپ ﷺ زمانی لحاظ سے آخری ہیں۔

### i۔ آپ ﷺ دوسرے انبیاء سے پہلے نبی بنائے گئے:

درج ذیل احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ سب انبیاء سے پہلے مقام نبوت پر فائز کئے گئے۔

**۳۔۱۔ انا اول الانبیاء خلقاً**

(موضوعات کبیر صفحہ نمبر 116 و درمنثور جزو 5 صفحہ نمبر 184 بحوالہ پاکٹ بک از ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم صفحہ نمبر 320)

ترجمہ: انبیاء میں سب سے پہلے میں نبی بنایا گیا۔

**۴۔ب۔ کُنتُ نَبیاًو آدَمُ بَینَ الرُّوحِ وَ الجَسَدِ**

(طبرانی جامع الصغیر حرف 'ک' بحوالہ حقانیت احمدیت از مولانا محمد صادق سماٹری ربوہ صفحہ نمبر ۵۶)

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم ابھی پیدا نہ ہوا تھا۔

آں حضرت ﷺ کے اوّل النبین ہونے کا یہ اظہار بھی آپ ﷺ کے مقام خاتم النبین کے ان معنوں کی تائید کرتا ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے

لئے روحانی ابوّت کے مقام پر فائز ہیں۔

**ii۔آپؐ پیدائش آدم سے پہلے خاتم النبین تھے۔**

درج ذیل حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ سب انبیاء سے پہلے مقام خاتم النبین پر فائز کئے گئے۔

۵۔ انی عبداللہ لخاتم النبیین وان آدم علیہ السلام لمنجدل فی طینتہ

(مسند امام احمد بن حنبلؒ جلد ثانی زیر عنوان حدیث العرباض بن ساریہ صفحہ نمبر 127 دار صادر بیروت)

ترجمہ: یقیناً میں عبداللہ اس وقت سے **خاتم النبین** ہوں جبکہ آدمؑ اپنی پیدائش کے ابتدائی مراحل میں تھے۔

آپ ﷺ کے سب انبیاء سے پہلے خاتم النبین ہونے کا یہ اظہار اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مقام خاتم النبین محض زمانی تآخر سے بالا ایک بڑی حقیقت ہے۔

**۳۔نبوت جاری رہنے کی تعلیم:**

مقام خاتم النبین کی اس وضاحت کی تائید میں آں حضرت ﷺ کے ایسے کئی ارشادات ہیں جن میں کئی طور امت میں نبوت جاری رہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ایسی چند احادیث درج ذیل ہیں:

**i۔سلسلہ مجددین:** اصولی طور پر امت میں ایک مقررہ وقفہ سے اصلاحِ احوال کی ضرورت اور اس کی درستگی کے نظام کی خوش خبری اس حدیث میں دی گئی ہے:

۶۔ إنَّ اللہ یبعث لھذہ الأمۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ مَنْ یُجَدِّدُ لھا دینھا

(سنن ابوداؤد جلد نمبر 4، کتاب الملاحم باب مایذکر فی کرن المائۃ صفحہ نمبر 109)

ترجمہ: یقیناً اللہ اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ معبوث کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔

دین کی تجدید کے لئے ان آنے والوں کا اللہ تعالیٰ کا معبوث کرنا اس قرآنی وعدہ کے تحت ہے جس میں فرمایا گیا:

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ (سورت نور آیت 56)

ترجمہ: کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو ضرور تمکنت عطا فرمائے گا۔

یہ سلسلہ قرآن کریم کی حفاظت کے اس اعلان کے تحت بھی ہے کہ:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ (سورت حجر 15-10)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

یہ خوش خبری اس بات کی واضح دلیل ہے کہ دین میں کسی خرابی کی درستگی ایسے وجودوں کے ذریعہ ہی ہوتی ہے جنہیں اللہ اس غرض سے کھڑا کرتا ہے اور یہ تاثر کہ بنیادی اصلاح کا کام مدرسوں، انجمنوں، دین کا علم رکھنے والے عام افراد، اور قلم کاروں سے ہوسکتا ہے، درست نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایسے برگزیدوں کا کام ہے جو خدا سے تعلق رکھتے ہوں اور رویاء وکشوف والہام کی روشنی میں اس فریضہ کو انجام دیں۔

یہ نظام دائمی ہے گو اس کے وقت معینہ پر خلافت علیٰ منہاج نبوت میں بدل جانے کی پیش خبری بھی آں حضرت ﷺ نے فرمائی ہے۔

امت میں ان سب آسمانی انعامات کا عطا ہونا انجام کار نبوت کے جاری رہنے پر دلیل ہے۔

**ii۔ مبشرات باقی ہیں:**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

**۷۔ یاایھا الناس انہ' لم یبقِ من النَّبُوَّۃِ الاَّ المُبشرات** (بخاری کتاب التعبیر)

ترجمہ: اے لوگو! نبوت میں سے مبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔

مبشرات نبوت کا لازمی جزو ہے جبکہ شریعت اضافی۔ یہ حدیث شریعت والی نبی کی نفی کرتی ہے اور اس کے بغیر نبوت کا اثبات۔ حدیث کے الفاظ کے ہم رنگ یہ مثال ہے کہ کھانے میں روٹی کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ ظاہر ہے روٹی کھانے کا حصہ بھی اور خود کھانا بھی اسی طرح مبشرات نبوت کا حصہ بھی ہیں اور خود نبوت بھی۔ قرآن کریم کے مطابق انبیاء مبشرات کے ساتھ ہی بھیجے جاتے ہیں، جیسا کہ فرمایا:

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ (انعام 49:6)

ترجمہ: اور ہم پیغمبر نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔

ماضی میں بھی وہ تمام انبیاء جو شریعت کے بغیر تھے مبشرات یعنی امورِ غیبیہ پر اطلاع پانے کی وجہ سے ہی نبی کہلاتے رہے۔ انہی میں سے ایک حصہ رویائے صالحہ اور کشف والہام کی شکل میں مومنین کو بھی ملتا ہے۔

اسی حدیث کی روشنی میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

**لِاَنَّ النُّبُوَّۃُ تَتَجزّٰی و جُزءٌ' مِّنھا بَاقٍ بَعدَ خَاتَمِ الاَ نبِیَاء**

(المسوی شرح موطا جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱۶ مطبوعہ دہلی)

ترجمہ: نبوت قابلِ انقسام ہے اور اس کا ایک جزو خاتم الانبیاء کے بعد باقی ہے۔

مبشرات والی نبوت کے جاری رہنے پر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ نے یہ دلیل دی ہے کہ:

**فا نّہ یستحیل ان یّنقطع خبرو اِللّٰہ وا خبارہ عن العالم اذ لو انقطع لم یبق للعالم غذاءٌ یتغذی بہ فی بقآءِ وجودہ**

(فتوحاتِ مکیہ جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۰۰ باب ۷۳ نمبر ۸۲)

ترجمہ: یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اخبار غیبیہ اور حقائق ومعارف کا علم دیا جانا بند ہو جائے کیونکہ اگر یہ بند ہو جائے تو پھر دنیا کے

لئے کوئی روحانی غذا باقی نہ رہے گی جس سے وہ وہ اپنے روحانی وجود کو باقی رکھ سکے۔
(باستفادہ الحق المبین از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۸ ربوہ 1971ء)

**iii۔امت میں کمالات نبوت:**

امت میں عام طور پر کمالات نبوت پائے جانے کا ذکر آں حضرت ﷺ کے بہت ارشادات میں ملتا ہے اور بعض صحابہ کے بارے میں خاص طور پر بھی۔ پھر امت کے علمائے حق کو آپؐ نے بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند فرمایا ہے۔ ایسی چند احادیث درج ذیل ہیں:

**۸۔ا۔ کان ھذہ الامۃ ان تکونو ا انبیاء کلھا** (ابوداؤد)

ترجمہ: یہ امت بلحاظ کمالات سب کے سب نبی ہونے کے قریب تھے۔

ب۔ چند صحابہ کے بارے میں فرمایا:

**۹۔کادو ان یکونو انبیاء**

ترجمہ: یعنی یہ لوگ باعتبار کمالات نبی ہونے کے قریب تھے۔

(کنز العمال بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 284 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

ج۔امت کے علمائے حق کے بارے میں فرمایا:

**۱۰۔ان العلماء ورثۃ الانبیاء** (ترمذی ابواب العلم)

ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔

د۔علمائے حق کو مانند انبیاء بنی اسرائیل فرمایا:

**۱۱۔علمائے امتی کا انبیاء بنی اسرائیل**

(مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اردو۔ دفتر اوّل حصہ چہارم صفحہ نمبر 72، مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی بحوالہ کلید دعوت از جمال الدین شمس صفحہ نمبر 57)

امت میں کمالات نبوت کی موجودگی کی یہ سب بشارتیں انجام کار نبوت جاری رہنے پر دلیل ہیں۔

**iv۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی کے سوا افضل ترین:**

حضرت ابوبکرؓ سب سے اوّل ایمان لانے والے بزرگ وجود تھے۔ آپؓ کو زمانہ نبوت میں ہر اہم موقع پر آں حضرت ﷺ کی رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہجرت کے موقع پر اس ساتھ کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہوا۔ آپ کے انہی فضائل کے سبب آپ امت کے بزرگ ترین وجود تھے۔ آں حضرت ﷺ کے نے بھی ایسا فرمایا لیکن امت میں کسی نبی کے استثناء کے ساتھ۔

اس حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

۱۲۔ اَبُوْبَکْرٍ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ نَبِیٌّ

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صفحہ نمبر 6 و جامع الصغیر السیوطی بحوالہ الحق المبین از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 91)

ترجمہ: ابوبکر اس امت میں افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

اگر امت محمدیہ میں کوئی نبی پیدا نہ ہونا ہوتا تو آں حضرت ﷺ کا یہ ارشاد کافی ہوتا کہ حضرت ابوبکرؓ تمام امت میں افضل ہیں اور اس فضیلت سے آئندہ آنے والے نبی کے استثناء کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

یہی مضمون درج ذیل ایک اور حدیث میں بھی ملتا ہے جس میں آں حضرت ﷺ نے نبی کے استثناء کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سب انسانوں سے افضل قرار دیا ہے:

**۱۳۔ابو بکر خیر الناس الا ان یّکون نبی**

(جامع الصغیر از امام جلال الدین سیوطیؒ، زیر عنوان حرف الھمزہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 6 ایڈیشن کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق از علامہ عبدالراؤف مناوی )

ترجمہ: ابوبکر سب لوگوں سے بہتر ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

کنز العمّال کے اردو ترجمہ از مولانا مفتی احسان اللہ شائق میں یہ حدیث یوں درج ہے:

'ابوبکر لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔ ہاں البتہ کوئی نبی ہے تو وہ ابوبکر صدیق سے افضل ہے'۔

(حدیث نمبر ۳۲۵۴۸۔ حصہ ۱۱۔۱۲، صفحہ نمبر ۲۵۹، دارالاشاعت۔ اردو بازار۔ کراچی)

مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب میں ایک لفظ کے فرق کے ساتھ اس مضمون کی درج ذیل حدیث بھی درج کی ہے:

۱۴۔**ابو بکر خیر الناس بعدی الا ان یّکون نبی**۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صفحہ نمبر 317 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

ترجمہ: ابوبکر میرے بعد سب لوگوں سے بہتر ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

اس حدیث میں 'بعدی' کا زائد لفظ بمعنی 'میرے بعد' اور پھر 'ان یکون نبی' یعنی 'کوئی نبی پیدا ہو' کے الفاظ قابل غور ہیں جو واضح طور پر آپ ﷺ کے بعد امکان نبوت پر دلیل ہیں۔

**۷۔صاحبزادہ حضرت ابراہیم کے نبی ہونے کا امکان:**

ایک اور حدیث جس میں آں حضرت ﷺ کے بعد امکان نبوت کا یقینی ذکر ہے وہ ارشاد ہے جو آپ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات پر ان الفاظ میں فرمایا اور جسے حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا:

۱۵۔ وَلَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیقًا نَبِیًّا

(ابن ماجہ کتاب الجنائز باب **ما جاء فی الصلوٰۃ علیٰ ابن رسول اللہ و ذکر وفاتہ** جلد اول صفحہ نمبر 474 شائع کردہ عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاء)

ترجمہ: اگر وہ زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔

حضرت ابراہیم کی وفات ۹ ہجری میں ہوئی یعنی آیت خاتم النبین کے ۵ ہجری میں نزول کے ۴ سال بعد۔

اگر مقام خاتم النبین کے معنی یہی ہوتے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو آں حضرت ﷺ یہ امکان کس طرح ظاہر فرما سکتے تھے کہ حضرت ابراہیم زندہ رہنے کی صورت میں ضرور نبی ہوتے۔ بلکہ درست اظہار تو یہ ہوتا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو بھی نبی نہ ہوتے کیونکہ نبوت ختم ہوگئی ہے۔

دو علماء کے اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کی رائے کو بیشتر دیگر بزرگان نے رد کیا ہے۔ جن میں حضرت ملا علی قاریؒ (موضوعات کبیر صفحہ نمبر 58) علامہ شوکانیؒ (الفوائد المجموعہ صفحہ نمبر 141) اور شہاب علی البیضاوی جیسے بزرگ شامل ہیں۔

(بحوالہ الحق المبین از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 98-99)

حضرت امام قاری نے اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

**وَاذا خبر الصادق و ثبت لنه النقل الموافق فلا كلام فيه مما نها فيه**

ترجمہ: اور جب نبی کریم ﷺ نے یہ خبر بیان فرمائی اور نقلاً یہ خبر آپ سے ثبوت کو پہنچ گئی تو اس میں کوئی کلام ہی باقی نہیں رہا۔

(موضوعات کبیر از حضرت ملا علی قاریؒ مترجم اردو صفحہ نمبر 319-320 مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

نیز لکھا:

**له طُرقٌ ثلثةٌ يقوى يعضُهَا بِبَعضٍ**

ترجمہ: اس کی تین سندیں ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔

(موضوعات کبیر از حضرت ملا علی قاریؒ مترجم اردو صفحہ نمبر 320 مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

پھر اس حدیث کی تشریح میں حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

لو عاش إبراهيمُ وصارَ نبيّاً، وكذا لو صارَ عُمرُ نَبيّاً لكانا من أتباعه ــــــ فلا يُناقِضُ قولَهُ تعالى ﴿وخاتَمَ النبيّين﴾ (٤٢٤) إذ المعنى: أنّه لا يأتي نبيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ ولم يَكُنْ مِنْ أُمَّتِهِ.. ويقويه حديث «لو كان موسى حيّاً لما وَسِعَهُ إلا اتباعي

ترجمہ: اگر ابراہیمؓ زندہ رہتے اور نبی ہوتے اور عمرؓ بھی نبی ہوتے تو ہر دو آپؐ کے متبعین سے ہوتے۔۔۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے قول **خاتم النبین** کے منافی نہیں کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو آپ کی ملت کو منسوخ کر دے اور آپ کی امت سے نہ ہو جیسا کہ اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ 'اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔'

(موضوعات کبیر از حضرت ملا علی قاریؒ مترجم اردو صفحہ نمبر 321-322 مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

پس یہ حدیث امت میں امکان نبوت کی واضح دلیل ہے۔

حضرت امام ابن حجر الہیثمی نے اپنی کتاب الفتاویٰ الحدیثیہ میں حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے حوالہ سے ایک حدیث درج کی ہے جس کے آخری الفاظ ہیں:

۱۶۔وَ قالَ اَ ماَ واللہ انہُ لنبی ابن نبی‘

ترجمہ:اورفرمایاخدا کی قسم یہ ضرور نبی ابن نبی ہے۔

آں حضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی حضرت ابراہیم کے نبی بالقوہ ہونے پر روشن دلیل ہے۔

(بحوالہ الحق المبین از حضرت قاضی محمد نذیر لائل پوری صفحہ ۱۰۰۔۱۰۱، ۱۹۷۱ء ربوہ)

## ۴۔امت میں نبی آنے کی خبر:

آں حضور ﷺ نے امت میں امکان نبوت کے ذکر کے ساتھ کئی رنگ میں امت میں نبی آنے کی خوش خبری بھی دی۔ایسی چند خبریں درج ذیل ہیں:

### i۔خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کی خبر:

درج ذیل حدیث میں آں حضرت ﷺ نے اپنے فوراً بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت اور اس کے بعد حکومت وسیادت کے دو ادوار اور ان کے بعد ایک بار پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کی پیش خبری فرمائی ہے۔

۱۷۔تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اذا شاء ان یرفعھا ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اذا شاء اللہ أن یرفعھا ثم تکون ملکا عاضا فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعھا اذا شاء أن یرفعھا ثم تکون ملکا جبریۃ فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اذا شاء ان یرفعھا ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ثم سکت

(مسند احمد بن حنبل زیر عنوان حدیث نعمان بن بشیرؓ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 273 دار الصادر بیروت ومشکوٰۃ باب الانذار وتحریر)

ترجمہ:تمہارے اندر نبوت موجود رہے گی جب تک خدا چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھالے گا۔پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت ہوگی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ یہ نعمت بھی اٹھالے گا پھر ایک طاقت ور اور مضبوط بادشاہت کا دور آئے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے وہ رہے گا پھر اسے بھی اٹھالے گا اور ظالم وجابر حکومت کا زمانہ آئے گا جب تک خدا چاہے گا پھر اسے بھی اٹھالے گا پھر خلافت منہاج نبوت قائم ہو گی۔اس کے بعد حضورؐ خاموش ہو گئے۔

اس پیش خبری میں دنیوی حکومتوں کے دو ادوار کے بعد ایک بار پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کی خوش خبری واضح طور پر اوّل ایک نبی کی آمد کی خبر ہے جس کے بعد اس کی منہاج پر سلسلہ خلافت جاری ہوگا۔آں حضور ﷺ کا اس خلافت کے دور کے بعد سکوت کرنا اور مزید کسی دور کا ذکر نہ فرمانا خوش خبری میں مسرت کا یہ پہلو بھی نمایاں کرتا ہے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا یہ دور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تا قیامت جاری رہے گا۔

**ii۔امت میں نبی کی آمد کے وقت کی خبر:**

نبوت کا راستہ کھلا ہونا اپنی جگہ ایک حقیقت ہے لیکن نبی کا آنا بہر حال بوقت ضرورت خدائی فیصلہ اور انتخاب کے تابع ہے تاہم پیش خبری کے رنگ میں آں حضرت ﷺ نے اس نبی کی آمد کے زمانے کا تعین یوں فرمایا ہے:

۱۸۔**لیس بینی و بینه نبی** (بخاری کتاب بداء الخلق ،جلد۲صفحہ۱۵۸ مصری)

ترجمہ: کہ آپ ﷺ اور اس (آنے والے موعود) کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

ابوداؤد میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

۱۹۔**لیس بینی و بینه نبی و انه نازل** (ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

ترجمہ: اس (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا اور وہ ضرور نازل ہوگا۔

اس ارشاد سے یہ سوال بھی حل ہو جاتا ہے کہ اگر نبوت جاری ہے تو تیرہ سو سال میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا؟ اس لئے نہیں آیا کہ خدائی تقدیر یہی تھی کہ اس درمیانی عرصہ میں کوئی نبی نہ آئے اور وہی وجود نبی ہو جس کی مسیح اور مہدی کے نام سے امت میں آنے کی خبر دی گئی تھی۔

**iii۔ نبی کے آنے کی واضح خبر:**

یہ آنے والا نبی ہونا تھا اس کی واضح خبر یہ حدیث مبارکہ ہے جس میں اس موعود کا چار بار نبی اللہ کہہ کر ذکر فرمایا گیا ہے۔

۲۰۔ وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ ..... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ ..... ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ ..... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللهِ .....(صحیح مسلم جلد نمبر 4 کتاب الفتن صفحہ نمبر 2254 مطبع دار احیاء الکتب العربیہ)

اس حدیث مبارکہ میں آنے والے موعود کو چار بار نبی اللہ فرمایا گیا ہے۔ یہ غیر معمولی طرز کلام ہے اور غالباً اسی حکمت پر مبنی ہے کہ اپنے بعد نبی کی آمد کی اس خبر میں کوئی اشتباہ نہ رہ جائے۔ اور اس کا یقینی طور پر ہونا سب پر کھل جائے۔

**iv۔آنے والے نبی کے نام:**

پیش خبریوں میں آنے والے کو عیسیٰ ابن مریم اور امام مہدی کہا گیا لیکن یہ وضاحت بھی ساتھ ساتھ موجود ہے کہ یہ دونوں نام اصل میں ایک ہی وجود کے ہیں

ایسی دو احادیث درج ذیل ہیں:

۲۱۔۱۔ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ نمبر 411 بروایت حضرت ابو ہریرہؓ بحوالہ 'امام مہدیؑ کا ظہور از مسلمات اہل سنت و تشیع' از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 10 )

ترجمہ: تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائے گا وہی امام مہدی حکم وعدل ہوگا۔

اس حدیث مبارکہ میں واضح طور پر عیسیٰ ابن مریم کو ہی امام مہدی فرمایا گیا ہے۔

۲۔ابن ماجہ میں حضرت انس ؓ بن مالک سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

۲۲۔ وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 1341 شائع کردہ عیسیٰ الباب الحلبی وشرکاء)

ترجمہ: کوئی مہدی مسیح کے سوا نہیں ہوگا۔

یہ حدیث مشہور کتب مستدرک امام حاکم، جامع العلم اور مجمع البیان تفسیر علامہ طبرسی میں بھی بیان ہوئی ہے۔

علامہ ابن کثیر ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کی تشریح کی ہے کہ المہدی سے مراد مہدی کامل ہے اور حدیث کا یہ مطلب کہ مہدی کامل حضرت عیسیٰ ہی ہوں گے۔ اگرچہ مہدی اور بھی ہو سکتے ہیں (النہایہ فی الفتن والملاحم صفحہ 27 دار لکتب العلمیہ بیروت لبنان بحوالہ مسیح اور مہدی۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نظر میں از حافظ مظفر احمد صاحب صفحہ نمبر 60 اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لیمیٹڈ انگلینڈ 1998ء )

علمائے سلف میں سے امام ابن تیمیہ ؒ، علامہ قرطبیؒ ، علامہ ابن قیم ؒ، علامہ سیوطی ؒ، علامہ مناوی نے بھی اس حدیث سے یہی قرار دیا ہے۔

حکم وعدل حضرت مسیح موعود نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے:

' محدثین اس پر کلام کرتے ہیں مگر مجھ پر خدا تعالیٰ نے یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے '

(ملفوظات جلد دوم صفحہ نمبر 45 نیا ایڈیشن)

پس آنے والے ایک فرد کے یہ دو نام ان کے کاموں کے لحاظ سے ہیں۔ یعنی کسر صلیب کے کام کے لئے عیسیٰ ابن مریم اور امت محمدیہ کی اصلاح وتربیت کے لئے امام مہدی۔

**v۔آنے والے پر ایمان لانے کا حکم:**

آں حضرت ﷺ نے امت میں آنے والے مہدی کی بیعت کی سخت تاکید کرتے ہوئے یہ فرمایا

۲۳۔ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ، الْمَهْدِيُّ

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 1367 شائع کردہ عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاء)

ترجمہ: جب تم مہدی کو پاؤ اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے

اسی طرح اس موعود کے دوسرے نام مسیح کے حوالے سے اسے اپنا سلام پہنچانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

۲۴۔ من أدرك منكم عيسى ابن مريم فَلْيُقْرِئْهُ مني السلام

(درِمنثور ازحضرت امام جلال الدین سیوطیؒ زیرآیت **و ان من اهل الکتاب** جلدنمبر 2 صفحہ نمبر 433 دارلکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: جوبھی تم میں سے عیسیٰ بن مریم کو پائے تو اس کو میرا اسلام پہنچادے۔

سلامتی کا سامان کرنے کا یہ ارشاد اس کی تائید کرنے، ساتھ دینے، اور مدد کرنے کے معنی لئے ہوئے ہے۔

ایمان لانے اور مدد کرنے کے یہ احکامات اس میثاق کے عین مطابق ہیں جو اولاً سب انبیاء سے آں حضرت ﷺ کے حق میں لیا گیا اور جس میں یہ الفاظ شامل تھے:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ (آل عمران 82:3)

ترجمہ: تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔

اور پھر اس عہد کا آں حضرت ﷺ سے بھی لیا جانا یوں مذکور ہوا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ (احزاب 8:33)

ترجمہ: اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا پختہ عہد لیا اور تجھ سے بھی۔

**vi۔ زمانے کے امام کی شناخت کرنے کا اصولی حکم:**

زمانے کے امام اور ان کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت کے تخت نشینوں کی شناخت اور ان کی اطاعت کا جوا لازمی طور پر اٹھانے کے لئے آں حضرت ﷺ نے امت کو یہ اصولی نصیحت بھی فرمائی کہ:

**۲۵۔ لم من مات بغير امام مات ميتة جاهلية**

(مسند امام احمد بن حنبل زیرعنوان حدیث معاویہؓ بن ابی سفیان جلدنمبر 4 صفحہ نمبر 96)

ترجمہ: جس نے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

## ۵۔ آنے والے نبی کا امتی ہونا:

مقام خاتم النبین کے تقاضوں کے عین مطابق آنے والے نبی کا امتی ہونا ضروری تھا۔ اسی لئے آں حضرت ﷺ نے اس موعود کی خبر میں واضح طور پر اس کا امت میں سے ہونا بھی بیان فرمایا: جیسا کہ بخاری کی یہ حدیث:

۲۶۔ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

(بخاری کتاب الانبیاء جلدنمبر 2 باب نزول عیسیٰ ابن مریم صفحہ نمبر 1073 المکتبۃ العصریہ بیروت)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم نازل ہوگا جو تمہارا امام ہوگا تمہیں میں سے۔

یہ حدیث قرآن کریم کے اس وعدہ کے مطابق ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ ۔(نور 56:24)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ کیا ہے تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے کہ انہیں ضرور زمین پر خلیفہ بنادے گا۔

صحیح مسلم میں ایسی ہی حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں:

۲۷۔**امّکم منکم** (مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

ترجمہ: پس وہ تمہاری امامت کرے گا (کیونکہ) وہ تم میں سے ہی ہوگا۔

حدیث کے یہ الفاظ حضرت عیسیٰؑ کے امت محمدیہ میں سے ہونے کی وضاحت کے ساتھ بعض حلقوں کے اس خیال کی بھی نفی کرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم نازل ہوجائیں گے۔ لیکن مسلمانوں کا امام کوئی اور ہوگا۔

**اہمیت کے سبب لفظِ نزول کا استعمال:** آں حضرت ﷺ کا حضرت عیسیٰؑ کے امت میں سے ہونے کے ان واضح الفاظ کے ساتھ ان کے ظہور کو نزول فرمانا انہی معنوں میں ہے جن میں قرآن شریف میں لباس (اعراف 27:7)' لوہا (حدید 26:57) اور چوپایوں (زمر 7:39) کے نزول کا ذکر ہے۔ جس طرح یہ تینوں اشیاء اس زمین پر ہوتی ہیں اسی طرح زمانہ پہلے فوت شدہ حضرت عیسیٰ ناصریؑ کے نام سے امت محمدیہ میں سے ایک موعود کا آنا یقینی طور پر اسی زمین سے مقدر ہے اور اس کے لئے نزول کے لفظ کا استعمال اس واقعہ کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

## ۶۔ خلاصۂ مضمون:

مذکورہ بالا حصۂ مضمون میں ۲۷ احادیث درج ہوئی ہیں جن سے آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبین سے متعلق درج ذیل نکات کی پوری وضاحت ہوجاتی ہے:

۱۔ یہ مقام مدح ہے اور آں حضرت ﷺ کی تمام انبیاء پر فضیلت کی ایک وجہ۔ اس لئے اس کے درست معنی وہی ہیں جو آپ ﷺ کی مدح میں ہوں یعنی نبیوں کی مہر۔

۲۔ اسی مقام کے سبب آں حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اگر زندہ ہوتے تو آپ ﷺ کے مطیع ہوتے۔ یعنی اب کوئی نبی وہی ہوسکتا ہے جو آپ ﷺ کا مطیع اور تابع ہو یہ امتی نبی کا Concept ہے

۳۔ مقام خاتم النبین کا بلحاظ زمانہ آخر میں آنے سے کوئی بھی تعلق نہیں کیونکہ آں حضرت ﷺ سب انبیاء سے پہلے نہ صرف نبی بنائے گئے

بلکہ اس مقام خاتم النبین پر بھی فائز کئے گئے اور اسی طرح سب نبی آپ ﷺ کے بعد ہی آئے۔

۴۔امت میں سلسلہ مجددین کی خبر سے ظاہر ہے کہ بگاڑ بھی پیدا ہوگا اور اصلاح کی ضرورت پڑے گی۔جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے افراد مقرر کئے جائیں گے تا کہ دین خالص ہو اور ایمان تازہ۔چونکہ یہ مجدد اللہ کی طرف سے مقرر ہوں گے اس لئے وحی والہام وکشوف بھی پائیں گے اور یوں یہ خبر ان سب روحانی نعمتوں کے جاری رہنے کی خبر بھی ہے۔

۵۔نبوت بنیادی طور پر خوش خبریوں اور انذار پر مشتمل ہوتی ہے۔آں حضرت ﷺ نے امت میں مبشرات کا راستہ کھلا رکھا ہے جس سے نبوت کا راستہ کھلا ہونا ظاہر ہے۔

۶۔امت میں کمالات نبوت پائے جانے کا بھی کئی طرح ذکر ہے اور آں حضرت ﷺ نے امت کے علمائے حق کو انبیاء کا وارث اور بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند قرار دیا ہے۔ان کمالات کا پایا جانا امکان نبوت پر واضح دلیل ہے کہ اسی مخاطبہ ومکالمہ کی کثرت کا نام نبوت ہے۔

۷۔آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو امت کا افضل ترین فرد قرار دیا لیکن کسی نبی کے استثناء کے ساتھ۔اس استثناء کا بیان امکان نبوت پر قوی دلیل ہے کیونکہ اگر یہ امکان نہ ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ بلا استثناء افضل قرار پاتے۔

۸۔آیت خاتم النبین کے نزول کے 4 سال بعد اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات پر آں حضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر وہ زندہ رہتے تو ضرور نبی ہوتے،نبوت کا دروازہ کھلے ہونے کی قطعی دلیل ہے۔اگر کسی نبی کا کوئی امکان نہ تھا تو ارشاد یہ ہونا چاہئے تھا کہ اگر یہ بیٹا زندہ رہتا تب بھی نبی نہ ہوتا۔

۹۔امت میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے دوبارہ قیام کی خوش خبری اس سے معاً قبل ایک نبی کی آمد کی ایک یقینی خبر ہے۔

۱۰۔آں حضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ آپ ﷺ اور اس موعود نبی کے درمیان کوئی اور نبی نہیں،یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ درمیانے عرصہ میں کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ کہ وہ آنے والا نبی ہوگا جس کا ذکر آپ نے چار بار نبی اللہ کے طور پر فرمایا ہے

۱۱۔آنے والے موعود نبی کی خبر میں اس کے کاموں کے لحاظ سے دو علیحدہ نام بیان ہوئے ہیں یعنی مسیح اور مہدی لیکن یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ اصل میں یہ دونوں ایک ہی ہیں۔

۱۲۔آں حضرت ﷺ نے اس آنے والے کی بیعت کرنے اور اس کی مدد کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔یہ تاکید یقیناً انبیاء پر ایمان اور ان میں کوئی تفریق نہ کرنے کے قرآنی حکم کے تابع ہے۔آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ زمانے کے امام کو پہچانے بغیر گزر جانا ایک عبث فعل ہے اس امر کی تاکیدِ مزید ہے۔

۱۳۔آں حضرت ﷺ کا آنے والے کو نبی قرار دینا اور ساتھ ہی یہ فرمانا کہ وہ امت میں سے ہوگا یکجا طور پر امتی نبوت کا مضمون ہے۔

۱۴۔ان سب ارشادات کا مجموعی قطعی نتیجہ یہی ہے کہ از روئے حدیث امت میں نبوت جاری ہے۔ **فھو المراد**

(ساتواں باب یہاں ختم ہوا۔اگلے باب کا عنوان ہوگا 'ختم نبوت کے حق میں دوسو احادیث؟')

جمیل احمد بٹ

۱۲ دسمبر ۲۰۱۴ء

# نبوت ختم ہونے کے حق میں دو سو دس احادیث؟

(ختمِ نبوّت کے موضوع پر کتاب کا آٹھواں باب)

امت میں امکان نبوت اور اس جاری انعام کے دیگر سب پہلوؤں کی وضاحت میں 27 احادیث رسول ﷺ گزشتہ باب میں ذکر ہوئیں۔ یہ مستند احادیث جہاں خود اپنی ذات میں ہر شک وشبہ سے بالا ہیں وہیں ان کا قرآن کے مطابق ہونا ان کی حقانیت پر ایک مزید دلیل ہے۔ قرآن کریم آں حضرت ﷺ پر نازل ہوا اور آپ ﷺ ہی سب سے بڑھ کر اس کے مطالب سے واقف تھے۔ پس مقام خاتم النبین کی جو تشریح ان احادیث میں بیان ہوئی ہے بلاشبہ وہی اصل قرآنی مدعا ہے۔

## بظاہر مخالف احادیث:

اس پس منظر میں جب بعض ایسی احادیث پیش کی جائیں اور جن کے ایسے معنی اور تشریح کی جائے جو اس قرآنی مفہوم کی نفی کریں تو بجا طور پر یہ سوال پیدا ہوتے ہیں کہ:

۱۔ کیا آں حضرت ﷺ قرآن کے خلاف فرما سکتے ہیں؟

۲۔ کیا آں حضرت ﷺ کے ارشادات میں تضاد ہو سکتا ہے؟ اور

۳۔ کیا آپ ﷺ ایک ہی مضمون پر دو ایک دوسرے سے الٹ اظہار فرما سکتے ہیں؟

یقیناً ان سب سوالوں کا جواب نفی میں ہے

اس تناظر میں یہ لازم ٹھہرتا ہے کہ ایسی سب احادیث کی جن سے قرآن کریم اور دیگر احادیث صحیحہ سے ثابت مقام خاتم النبین کے ان معنوں اور تشریح سے بظاہر برخلاف معنی نکلتے ہوں ایسی تشریح وتوضیح کی جائے کہ وہ ان ثابت شدہ معنوں کے مطابق ہو جائیں اور یہ ظاہرا تضاد دور ہو جائے۔ آں حضرت ﷺ سے محبت کا یہی تقاضا ہے۔

اس سوچ کے ساتھ ہم ذیل میں ایسی تمام احادیث کی وضاحت کی کوشش کریں گے۔ جو متفرق طور پر اکثر ان کتب میں دہرائی جاتی ہیں جن کا موضوع انعامِ نبوت کو ختم قرار دینا ہوتا ہے۔

## ۲۱۰ احادیث:

ان کتب میں درج احادیث خواہ چند ہی ہوں اکثر میں ایسی احادیث کی کل تعداد 210 بیان کی جاتی ہے۔ ۱۹۲۵ء میں اوّل بار شائع ہونے والی مفتی محمد شفیع صاحب کی کتاب ختم نبوت میں یہ احادیث یک جا طور پر درج کی گئی ہیں۔ بعد میں طاہر القادری صاحب نے اپنی کتاب 'عقیدۂ ختمِ نبوّت' مطبوعہ ۱۹۹۹ء میں بھی ان کو نقل کیا ہے۔ اس بڑی تعداد کا اصل وزن مفتی صاحب نے خود ان کی درج ذیل درجہ بندی کر کے کر دیا ہے:

i۔صحیح حضرت امام بخاریؒ و صحیح حضرت امام مسلمؒ کی احادیث۔ نمبر۱ تا نمبر۲۰ (۲۰ احادیث)

ii۔وہ احادیث جو صحیحین میں سے نہیں لیکن آئمہ حدیث نے ان کو صحیح کہا ہے۔نمبر۲۱ تا نمبر۳۶ (۱۶ احادیث)

iii۔صحاح ستہ کی باقی کتب کی احادیث۔نمبر۳۷ تا نمبر۴۵ (۹ احادیث)

iv۔مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی احادیث۔نمبر۴۶ تا نمبر۵۶ (۹ احادیث)

v۔باقی مستند کتب کی احادیث جن کے متعلق محدثین نے خاص طور پر کوئی حکم تجویز نہیں کیا۔(یعنی ان کو صحیح یا غیر صحیح نہیں کہا ہے)۔ نمبر۵۷ تا نمبر۱۴۳ (87 احادیث)

vi۔وہ احادیث جن سے بطور استنباط ختم نبوت سمجھا جاتا ہے۔(یعنی ان میں ختم نبوت کی تائید پہلے بیان شدہ احادیث جتنی بھی نہیں ہے) نمبر۱۴۴ تا نمبر۲۱۰ (۶۷ احادیث)

احادیث کی اس درجہ بندی سے ظاہر ہے کہ چار ابتدائی اقسام میں بٹی وہ احادیث جو درجہ اسناد میں مقدم ہیں ان کی مجموعی تعداد صرف 56 ہے۔یعنی کل تعداد کا صرف ایک چوتھائی۔جن میں درجہ اسناد سے کم پانچویں اور چھٹی قسم کی 153 یعنی تین گنا احادیث کو ملا کر تعداد کو 210 تک پہنچایا گیا ہے اور اس غرض سے تکرار سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ایک ہی مضمون کی متعدد احایث کو مختلف راویوں اور کتب احادیث کے حوالہ سے علیحدہ نمبروں کے ساتھ دہرایا ہے۔

اول چار اقسام کی احادیث کی تعداد گو 56 بنتی ہے لیکن ان میں بھی ایک جیسے الفاظ یا مفہوم والی احادیث کو چھوڑ کر ایسے ارشادات کی تعداد صرف 19 رہ جاتی ہے جن کے معنوں کو درست طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے۔جبکہ پانچویں اور چھٹی قسم کی احادیث کو ملا کر بھی ان 210 احادیث میں سے وضاحت طلب ارشادات کی کل تعداد 37 سے زاید نہیں ہے۔

## ضعیف احادیث:

مزید یہ کہ ان میں سے 5 اور ان کے ہم رنگ دیگر 8 یعنی کل 13 ان ابتدائی 36 احادیث میں شامل ہیں جن کو مفتی صاحب کے قول کے برخلاف گزشتہ آئمہ نے غریب اور ضعیف قرار دیا ہے۔اور یوں اس صحیح حصہ میں بھی ایک تہائی سے زائد احادیث غریب اور ضعیف ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

### ۱۔قصر نبوت والی حدیث:

یہ حدیث دو طریق پر روایت ہوئی ہے۔

ایک میں اس کے راوی زہیر بن محمد تمیمی کو امام یحییٰؒ ، ابوزرعہؒ اور نسائیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ عثمان الواریؒ کہتے ہیں کہ اس کی غلط روایات کثرت سے ہیں۔(تہذیب التہذیب از حضرت امام ابن حجرؒ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 301 عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

دوسرے طریق میں عبداللہ بن دینار، مولیٰ عمر، ابوصالح الخوزی ضعیف ہیں۔

(تہذیب التہذیب از حضرت امام ابن حجرؒ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 177 عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

### ۲۔عاقب کے بعد کوئی نبی نہیں والی حدیث:

اس کے ایک راوی سفیان بن عینیہ کو تدلیس کرنے والا، غلطی کرنے والا اور ایک وقت کے بعد حواس بجا نہ رہنے والا بتایا گیا ہے

(میزان الاعتدال از حضرت امام ذہبیؒ جلد 2 صفحہ نمبر 170 دار الفکر العربی)

اس روایت کے دوسرے راوی زہری کے متعلق بھی لکھا ہے: 'یہ کبھی کبھی تدلیس کر لیا کرتا تھا'۔

(میزان الاعتدال از حضرت امام ذہبیؒ جلد نمبر ۴ زیر نام محمد بن مسلم زہری۔ دار الفکر العربی و انوارِ محمدیؐ جلد ۲ صفحہ نمبر 448)

## ۳۔30 دجالوں والی حدیث:

بخاری میں اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ابو الزناد کے بارے میں لکھا ہے کہ: 'نہ یہ ثقہ ہے اور نہ پسندیدہ'۔

(میزان الاعتدال از حضرت امام ذہبیؒ جلد 3 صفحہ نمبر 132 مطبوعہ دار الفکر العربی)

ترمذی میں اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ابو قلابہ کے بارے میں لکھا ہے کہ: 'وہ فقہاء میں سے نہ تھا بلکہ ابلہ مشہور تھا اور تدلیس کیا کرتا تھا'۔

(تہذیب التہذیب از حضرت امام ابن حجرؒ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 99 عبد التواب اکیڈمی ملتان)

دوسرے راوی ثوبان کے بارے میں لکھا ہے کہ: 'اس کی صحت میں اہل علم کو کلام تھا'۔

(میزان الاعتدال از حضرت امام ذہبیؒ جلد 1 صفحہ نمبر 373 مطبوعہ دار الفکر العربی)

ترمذی ہی میں دوسرے طریق پر روایت کے دو راوی ضعیف ہیں جن میں سے ایک عبد الرزاق بن ھمام کے بارے میں لکھا ہے کہ

'وہ قابل اعتبار نہیں، وہ کذاب تھا اور واقدی سے زیادہ جھوٹا تھا'

(تہذیب التہذیب از حضرت امام ابن حجرؒ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 278 عبد التواب اکیڈمی ملتان)

ابو داؤد اور ابن ماجہ میں بھی دو راوی تو ابو قلابہ اور ثوبان ہی ہیں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ دو دیگر راوی بھی ضعیف ہیں۔ سلیمان بن حرب کے بارے میں لکھا ہے کہ 'یہ روایت کے الفاظ میں تبدیلی کر دیا کرتا تھا'۔

(تہذیب التہذیب از حضرت امام ابن حجرؒ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 157 عبد التواب اکیڈمی ملتان)

اور محمد بن عیسیٰ کے بارے میں خود ابو داؤدؒ کہتے ہیں کہ 'کبھی کبھی تدلیس کر لیا کرتا تھا'۔

(تہذیب التہذیب از حضرت امام ابن حجرؒ جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 348 عبد التواب اکیڈمی ملتان)

ابو داؤد میں دوسرے طریق پر روایت کے دو راوی ضعیف ہیں۔ عبد العزیز بن محمد کو حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے 'خطا کار'، نسائی نے 'غیر قوی' اور ابن سعد نے 'کثیر الغلط' کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب از حضرت امام ابن حجرؒ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 315 عبد التواب اکیڈمی ملتان)

اور دوسرے راوی العلاء بن عبد الرحمٰن کے بارے میں لکھا ہے کہ 'اس کی حدیث حجت نہیں'۔

(تہذیب التہذیب از حضرت امام ابن حجرؒ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 14 عبد التواب اکیڈمی ملتان)

## ۴۔رسالت و نبوت کے انقطاع والی حدیث:

اس کے چاروں راوی حسن بن محمد عنبر، عفان بن مسلم، عبد الواحد بن زیاد اور المختار بن فلفل ضعیف ہیں۔ پہلے تین ناموں کے لئے ملاحظہ ہو میزان الاعتدال از حضرت امام ذہبیؒ دار الفکر العربی۔ (متعلقہ ناموں کے تحت) اور چوتھے نام کے لئے تہذیب التہذیب از حضرت امام ابن حجرؒ جلد نمبر 10 صفحہ نمبر

62 عبدالتواب اکیڈمی ملتان۔
گویا کہ سوائے حضرت انسؓ کے دیگر تمام سلسلہ اسناد ضعیف راویوں پر مشتمل ہے۔

## ۵۔آخری نبی اور آخری امت والی حدیث:

اس حدیث کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی کو مجہول راویوں سے بیان کرنے والا، تدلیس کرنے والا، غلط روایات کرنے والا اور غلط روایات کرنے والا اور دوسرے راوی ابورافع اسمٰعیل بن رافع کو متشکوک روایات کرنے والا لکھا گیا ہے۔(میزان الاعتدال جلدنمبر 2 صفحہ نمبر 585 اور جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 237 از حضرت امام ذھبیؒ ۔دارالفکر العربی نیز تہذیب التہذیب جلدنمبر 6 صفحہ نمبر 238 عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

## ۶۔اگر کوئی نبی ہوتے تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے والی حدیث:

ترمذی میں اس حدیث کے ساتھ ہی یہ درج ہے کہ یہ غریب ہے(جامع ترمذی ابواب المناقب باب مناقبِ عمرؓ) پھر یہ حدیث ضعیف بھی ہے کیونکہ اس کے منفرد راوی مشرح بن ھاعان کو ابن حیان نے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن داؤد کے مطابق یہ راوی حجاج بن یوسف کے اس لشکر میں شامل تھا جس نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کیا اور گھمانیوں سے کعبہ پر پتھر برسائے تھے۔(تہذیب التہذیب از حضرت امام ابن حجرؒ جلدنمبر 10 صفحہ نمبر 141 عبدالتواب اکیڈمی ملتان نیز میزان الاعتدال از حضرت امام ذھبیؒ جلد 4 صفحہ نمبر 117 مطبوعہ دارالفکر العربی)
حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔
(جامع الصغیر مصری جلدنمبر 2، صفحہ نمبر 131 بحوالہ احمدیہ پاکٹ بک از ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم صفحہ نمبر 310)

**نوٹ ۱:** کتب اسماء الرجال 'تہذیب التہذیب' اور 'میزان الاعتدال' کے مندرجہ بالا حوالے کتاب 'القول المبین' از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مصنفہ 1963ء جدید ایڈیشن مطبوعہ سلور لنکس لاہور سے لئے گئے ہیں۔

**نوٹ ۲:** کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی مطبوعہ اسلامک پبلیکشنز لیمیٹڈ 1962ء میں ختم نبوت کے حق میں جو 14 احادیث لکھی گئی ہیں ان میں بھی مندرجہ بالا 6 ضعیف احادیث شامل ہیں یعنی کل کا 43 فی صد حصہ ضعیف احادیث پر مشتمل ہے۔

**نوٹ ۳:** آگے آنے والی تفصیلی بحث میں ان احادیث کے موضوع ہونے کا سوال نہیں اٹھایا گیا ہے اور اس بنیاد پر کہ بفرض محال اگر درست ہوں ان کی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے۔

## ۱۔قصرِ نبوت کی آخری اینٹ:

**حدیث نمبر ۱:** إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ

يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيُعْجِبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ (صحیح حضرت امام بخاریؒ وصحیح حضرت امام مسلمؒ)

ترجمہ: 'میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس لوگ اس کو دیکھنے کو آتے اور خوش ہوتے اور کہتے جاتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی چنانچہ مَیں نے اس جگہ کو پر کیا اور مَیں خاتَم النبین ہوں'۔

**استدلال:** قصرِ نبوت میں صرف ایک اینٹ کی جگہ تھی۔ جو آں حضرت ﷺ سے پُر ہوگئی اور چونکہ اب کسی اور اینٹ کی جگہ نہیں اس لئے کسی نبی کی گنجائش نہیں۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 242۔243 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف 2012ء کراچی)

**نوٹ:** کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں یہ حدیث دوسرے نمبر پر درج ہے۔ اور اس سے یہی استدلال کیا گیا ہے کہ

'میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے، اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے جس کے پُر کرنے کے لئے کوئی نبی آئے'۔ (صفحہ 12۔13)

**پہلا جواب:** حدیث کی یہ تشریح آں حضرت ﷺ کو محض دوسری اینٹوں کے برابر ایک اینٹ قرار دیتی ہے جو آپ ﷺ کے اس عدیم المثال مقام کی توہین کے مترادف ہے جس کے مطابق آپ ﷺ تمام انبیاء سے برتر اور بزرگ ہیں۔ جیسا کہ آں حضرت ﷺ نے ایک بار گزشتہ انبیاء حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے نام لے کر فرمایا کہ اگر وہ بھی زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کرنا ہوتی (تفسیر ابنؒ کثیر اردو مترجم علامہ محمد میمن جونا گڑھی۔ شائع کردہ۔ نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب آرام باغ، کراچی) پھر ایک حدیث قدسی میں فرمایا گیا کہ **لولاک لما خلقت الافلاک** کہ یہ تمام کائنات آپ ﷺ کے لئے پیدا کی گئی۔ پس آپ ﷺ کو سلسلۂ انبیاء میں دیگر نبیوں کی مانند محض ایک اینٹ قرار دینا آپ ﷺ کے اس بلند ترین مقام کی کسر شان ہے اور یہ مراد لینا ہرگز درست نہیں ہوسکتا۔

**دوسرا جواب:** اصل میں یہ عمارت شریعت کا محل ہے جس کی انبیاء ماقبل احکام شریعت لا کر تعمیر کرتے رہے لیکن عمارت نامکمل رہی اور اس کی تکمیل قرآن کریم کے ذریعہ ہوئی۔ جس میں پہلی شریعتوں کے قابلِ عمل احکام کو شامل کیا گیا۔ جیسا کہ فرمایا:

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ (بیّنہ 4:98)

ترجمہ: اس میں ہیں قائم رہنے والی تعلیمات۔

انسانی عقل کی ارتقائی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر جو ضروریات تھیں یا پڑنی تھیں ان کے لئے قرآن کریم میں اضافی احکام اتارے گئے اور یوں شریعت کے محل کو مکمل کر دیا گیا۔

اس تشریح پر حدیث کے الفاظ **الانبیاء من قبل** یعنی آپ ﷺ سے قبل کے انبیاء ایک اضافی دلیل ہیں کیونکہ شریعت کا سلسلہ گزشتہ انبیاء کے ساتھ ہی مخصوص تھا اور نزول قرآن کے بعد اب کوئی اور شریعت آنے والی نہیں اور قیامت تک یہی کتاب رہے گی۔

**تیسرا جواب:** یہ معقول تشریح نئی نہیں اور پہلے بزرگ بھی یہی سمجھتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام ابن حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے:

**'المراد ھٰھا النظر الی ان الا کمل با النسبة انی اشریعة المحمدیة مع ما مضٰی من الشرائع الکاملة'۔**

(فتح الباری شرح صحیح بخاری از حضرت امام ابن حجرؒ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 559 دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

ترجمہ: یہاں شریعت محمدیہ کے پہلی گزری ہوئی شریعتوں کے مقابلہ میں کامل ہونے کا ذکر مراد ہے۔

اسی طرح علامہ ابن خلدونؒ نے لکھا ہے:

**'یفسرون خاتم النبین باللبنة حتی اکملة البنیان و معناہ النبی الذی حصلت له النبوة الکاملة'۔**

ترجمہ: خاتم النبین کی تفسیر اس امت سے کرنا جس سے عمارت مکمل ہوگئی ہے سے مراد یہ ہے کہ وہ نبی آ گیا جس کے وجود میں نبوت اپنی تمام تر نعمتوں اور رفعتوں کے ساتھ مکمل ہوگئی۔

(مقدمہ ابن خلدون از حضرت عبدالرحمٰن ابن خلدونؒ صفحہ نمبر 324 بحوالہ کلید دعوت از جمال الدین شمس صفحہ نمبر 59-60)

**چوتھا جواب:** یہ معنی اس لئے بھی درست نہیں ہیں کہ احادیث میں حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کی پیش خبری موجود ہے۔ اگر عمارت میں جگہ صرف ایک اینٹ کی تھی جو پُر ہوگئی تو اب حضرت عیسیٰؑ کی دوسری آمد کے لئے جگہ کہاں ہے؟

**نوٹ:** درج ذیل تین اور احایث کا یہی مضمون ہے اس لئے ان کا جواب بھی مندرجہ بالا ہی ہے۔

**حدیث نمبر ۲: بلا ترجمہ:** 'اس حدیث کا ترجمہ اور حاصلِ مضمون بھی وہی ہے جو پہلی حدیث میں گزر چکا ہے'۔

(مسلمؒ اور احمدؒ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 244۔245 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف 2012ء کراچی)

**حدیث نمبر ۳: بلا ترجمہ:** 'اس کا ترجمہ اور حاصلِ مطلب بھی تقریباً وہی ہے جو پہلی اور دوسری کا ہے'۔

(بخاری و مسلم بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 245 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف 2012ء کراچی)

**حدیث نمبر ۳۶:** فَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ (جامع حضرت امام ترمذیؒ، مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ)

ترجمہ: 'اور درجہ میرا انبیاء میں ایسا ہے جیسا اس محل میں آخری اینٹ کا'

(روایت کیا اس کو ترمذیؒ اور امام احمدؒ نے اور ترمذیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 282، نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف 2012ء کراچی)

## ۲۔ میرے بعد خلفاء ہوں گے:

**حدیث نمبر 4:** كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءَ (صحیح بخاری)

ترجمہ: 'بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے'۔

استدلال: 'یہ حدیث ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان ہے'۔
(بخاریؒ جلد ا صفحہ ۴۹۱ ، مسند امام احمدؒ جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 245-246 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف)

**جواب اول:** اس ارشاد میں آپ ﷺ کے بعد نظم حکومت کا بمقابلہ بنی اسرائیل مختلف ہونے کا ذکر ہے یعنی بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے بعد سیاست والی قیادت رہی۔ ایک لمبی عرصہ تک ہر نبی بادشاہ بھی ہوا۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی صاحب سیاست نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ خلفاء ہی صاحبان سیاست ہوں۔
پس یہاں اپنے سیاق کے مطابق الفاظ **لا نبی بعدی** سے مراد یہی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی صاحب سیاست نبی نہیں ہوگا۔
یہ معنی اس حدیث کے مطابق بھی ہیں جس میں آں حضرت ﷺ نے فرمایا 'میری امت میں بادشاہت اور نبوت جمع نہیں ہوگی'
(مشکوٰۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ کتاب الرقاق باب الانذار والتحذیر بحوالہ پاکٹ بک از ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم صفحہ نمبر 311)
چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق خلفاء راشدین نبی نہ ہوئے اور جس نبی کے آنے کی خبر دی گئی اسے بھی انہی خبروں کے تحت بادشاہ نہ ہونا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں اس کے لئے '**یضع الحرب**' کے الفاظ فرمائے گئے کہ وہ لڑائی روک دے گا اور صحیح مسلم کی ایک حدیث کے مطابق اس نے یاجوج ماجوج سے بذریعہ دعا مقابلہ کرنا تھا نہ کہ جنگ کے ذریعہ۔

**جواب دوم:** اپنے بعد خلفاء ہونے کی خبر کے لئے آپ ﷺ نے لفظ ' **سیکون**' کا استعمال فرمایا ہے۔ حرف 'س' مستقبل قریب کے لئے آتا ہے اور اس لحاظ سے یہ خبر صرف آپ ﷺ کے بعد کے قریبی مستقبل کے لئے ہے جس میں کوئی نبی نہ ہوگا اور صرف صاحبان سیاست خلفاء ہوں گے۔
یہ خبر مستقبل بعید کا احاطہ نہیں کرتی جس میں آپ ﷺ نے خود صحیح مسلم کی ایک حدیث کے مطابق مسیح موعود کو چار دفعہ نبی اللہ قرار دیا ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی دو حدیثوں میں آنے والے اس موعود کو امت کا امام قرار دیا ہے۔

**نوٹ ۱:** کتاب میں مذکور درج ذیل ایک اور حدیث سے بھی یہی استدلال کیا گیا ہے اس لئے اس کا جواب بھی مندرجہ بالا ہی ہے۔
**حدیث نمبر 100:** [illegible] (کنز العمال)
ترجمہ: 'میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت'۔
استدلال: اس امت میں بجائے نبوت کے محض خلافت ہے۔ نبوت صرف آں حضرت ﷺ پر ختم ہوگئی۔
(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۸۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 316 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**نوٹ ۲:** اوپر درج حدیث نمبر ۴ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں پہلے نمبر پر درج ہے۔ گو اس سے کوئی استدلال نہیں کیا گیا ہے۔ (صفحہ 12)

## ۳۔ عاقب:

**حدیث نمبر 5:** وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، دلائل)

ترجمہ: 'مَیں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو'۔

(بخاری ، مسلم جلد۲ صفحہ۲۶۱، دلائل ابونعیم صفحہ۱۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 257 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اول:** اس حدیث میں آں حضرت ﷺ نے اپنے آپ کو عاقب فرمایا ہے جس کے درست معنی نیک کاموں میں پہلوں کا قائم مقام ہونا ہے۔ ان معنوں میں کوئی کلام نہیں اور ان سے ختم نبوت کے حق میں کوئی استدلال نہیں ہوتا۔

**دوسرا جواب:** اس لفظ کی تشریح میں حدیث کے آخری الفاظ اپنی بناوٹ کے لحاظ سے آں حضرت ﷺ کے الفاظ نہیں لگتے کیونکہ ان میں بجائے ' **بعدی** ' یعنی میرے بعد کے ' **بعدہ** ' یعنی اس کے بعد کا لفظ استعمال ہوا ہے جو کوئی دوسرا ہی کر سکتا ہے۔ حضرت ملّا علی قاریؒ کی رائے بھی یہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: 'ظاہر ہے کہ **العاقب الذی لا نبی بعدہ** کسی صحابی یا بعد میں آنے والے کی تفسیر ہے اور ابن اعرابی نے شرح مسلم میں میں کہا ہے 'عاقب وہ ہے جو نیک کاموں میں اپنے سے پہلوں کا قائم مقام ہو'۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از حضرت ملا علی قاریؒ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 276 بحوالہ تتمہ علمی تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 24 دسمبر 1972ء ربوہ)

**تیسرا جواب:** حدیث کے ساتھ شارح صاحب کا یہ اضافی قول کہ آپ ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ان معنوں میں ہی درست سمجھا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں۔ اس حدیث کی تشریح میں مفتی صاحب نے حافظ ابن حجرؒ کی جو تحریر درج کی ہے اس کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ

' **انہ لا نبی بعدہ ولا شریعۃ** آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی شریعت'

(فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۴۰۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 257-258 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

یہ الفاظ بھی آپ کے بعد شریعت والے نبی ہی کی نفی کرتے ہیں۔ یہ مضمون پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ امت میں نبوت کو جاری رکھتے ہیں اور دین کے کامل ہونے کے سبب اب کوئی نئی شریعت والا نبی نہیں آ سکتا۔

**نوٹ:** کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں یہ حدیث نمبر 5 پر ہی درج ہے۔ گو اس سے کوئی نیا استدلال نہیں کیا گیا ہے۔ (صفحہ 15)

## ۴۔ اگر کوئی محدث ہوتا تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے:

**حدیث نمبر 6:** لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ ... لَقَدْ كَانَ فِيمَا كَانَ قَبْلَكُمْ

مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُوْنَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنُوْا اَنْبِيَاءَ فَاِنْ يَّكُنْ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْهُمْ اَحَدٌ فَعُمَرُ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

ترجمہ: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے پس میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ اور اسی حدیث کے دوسرے الفاظ میں یہ ہے 'تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ مکلم ہوا کرتے تھے بغیر اس بات کے کہ وہ نبی ہوں پس اگر ان میں سے کوئی میری امت میں بھی ہوسکتا ہے تو وہ عمرؓ ہے'۔

**استدلال:** حدیث کے مضمون پر غور فرمایئے کہ نبی کریم ﷺ نے اس امت کے سب سے بہتر افراد یعنی صحابہ کرامؓ اور ان میں سے بھی منتخب حضرت عمرؓ کے لئے اگر کوئی بڑے سے بڑا درجہ تجویز فرمایا ہے تو وہ صرف محدثیت کا درجہ ہے۔ نبوت کا درجہ ان کے لئے بھی تجویز نہیں فرمایا بلکہ صراحتاً اس کی نفی فرمائی۔

(بخاریؒ جلد ا صفحہ ۵۲۱، مسلمؒ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 258۔259 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** استدلال کی یہ بنیاد کہ 'نبوت کا درجہ بھی تجویز نہیں فرمایا' درست نہیں کیونکہ دیگر ایسی احادیث موجود ہیں جن میں حضرت عمرؓ کے ساتھ نبوت کا ذکر ملتا ہے۔ جیسے خود اسی کتاب میں نمبر ۳۷، نمبر ۷۷ اور نمبر ۹۰ پر مذکور ۱۳ احادیث درج ہیں جن میں حضرت عمرؓ کے لئے امکانِ نبوت کی نفی کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ (ان احادیث کی وضاحت اگلے پیرا میں درج ہے)۔

پس بنیاد کے غلط ہوجانے سے اس حدیث سے یہ استنباط بھی درست نہیں رہتا کہ نبوت خارج از امکان ہے ۔

**نوٹ:** کتاب میں مذکور درج ذیل 3 مزید احادیث کا مضمون بھی اس حدیث کے ہم رنگ ہے اس لئے مندرجہ بالا ان کا جواب بھی ہے۔

**حدیث نمبر ۱۸:** قَدْ كَانَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدِّثُوْنَ فَإِنْ يَكُنْ فِيْ أُمَّتِيْ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

(صحیح حضرت امام مسلمؒ و سنن حضرت امام نسائیؒ)

ترجمہ: 'تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں بھی ان میں سے کوئی ہوسکتا ہے تو وہ عمرؓ ہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 272 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر ۸۱:** اِنَّهٗ لَمْ يُبْعَثْ نَبِيٌّ قَطُّ اِلَّا كَانَ فِيْ أُمَّتِهٖ مَنْ يُّحَدَّثُ فَإِنْ يَكُنْ فِيْ أُمَّتِيْ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ عُمَرُ

(کنز العمال و خصائص کبریٰ از امام جلال الدین سیوطیؒ)

ترجمہ: 'مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جس کی امت میں کوئی محدث نہ ہو، اگر ان میں سے کوئی میری امت میں بھی ہے تو وہ عمرؓ ہیں'۔

(کنز و خصائص کبریٰؒ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 308 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر ۱۲۳:** مَا كَانَ نَبِيٌّ اِلَّا كَانَ فِيْ أُمَّتِهٖ مُعَلِّمٌ اَوْ مُعَلِّمَانِ فَإِنْ يَكُنْ فِيْ أُمَّتِيْ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

(صحیح حضرت امام طبرانیؒ ، خصائص کبریٰ)

ترجمہ: 'ہر نبی کی امت میں ایک یا دو معلم (محدث) ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوسکتا ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں'۔

(طبرانی، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 329 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**نوٹ نمبر 2:** اوپر درج حدیث نمبر ۶ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے

میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں نمبر 12 پر درج ہے اور اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ
'اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بغیر مخاطبۂ الٰہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس امت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے'۔(صفحہ 18-19)
یہ نتیجہ اس تناظر میں انتہائی غم وافسوس کا سامان ہے کہ بنی اسرائیل میں بکثرت افراد مخاطبۂ الٰہی سے سرفراز ہوئے بلکہ ایسی عورتیں بھی ہوئیں جن سے اللہ نے کلام کیا لیکن امتِ محمدیہ جو خیرِ امت ہونے کی دعویدار ہے اس نعمت سے بالکل محروم رکھی گئی ہے۔
لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایسا نہیں ہے اور یہ نتیجہ بالکل خلافِ واقعہ ہے۔ امّت میں ہزارہا راستباز اور اولیاء ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے مخاطبہ کا شرف پایا اور جن کا یہ اعزاز امت کے لئے باعثِ فخر ہے۔
قرآنِ کریم تو ان سب لوگوں پر فرشتوں کے نزول کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کو اپنا رب مان کر اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا:
إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ (حم سجدہ ۴۱:۳۱)
ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے پھر استقامت اختیار کی، ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں۔
حقیقت یہی ہے کہ یہ نتیجہ صرف قلم کار کی اپنی کم ہمتی اور فضلِ الٰہی سے محرومی کے باعث تعلق باللہ کے کوچہ تک عدم رسائی کی دلیل ہے۔

## ۵۔ اگر کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے:

**حدیث نمبر 37:** لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنَ الْخَطَّابُ (جامع ترمذی)
ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتے۔
(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 283 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** امام ترمذیؒ کے اپنے ارشاد کے مطابق یہ حدیث غریب ہے تاہم اس غریب حدیث کی بالمعنی تشریح درج ذیل صحیح احادیث سے ہوسکتی ہے:

**i۔ لَو لَم اَبعَثُ لَبُعِثتَ یَاعُمَرُ**
ترجمہ: آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر مَیں معبوث نہ کیا جاتا تو اے عمر تو معبوث کیا جاتا۔
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از حضرت ملا علی قاریؒ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 539 وحاشیہ مشکوٰۃ مجتبائی باب مناقب بحوالہ احمدیہ پاکٹ بک از ملک عبدالرحمان خادم صاحب صفحہ ۳۱۰)

**ii۔ لَو لَم اُبعَثُ فِیکُم لَبعِثَ عُمرُ فِیکُم**
ترجمہ: اگر مَیں تم میں معبوث نہ ہوتا تو عمر تم میں معبوث ہوتا۔
(کنوز الحقائق از امام عبدالرؤف المناویؒ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 73 حاشیہ، المکتبۃ الاسلام لائل پور، بحوالہ 'القول المبین' از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری صفحہ ۶۲ مصنفہ 1963ء جدید ایڈیشن مطبوعہ سلور لنکس لاہور)۔

پس حدیث زیر بحث کا بھی یہی مفہوم بنتا ہے کہ اگر میری جگہ کوئی نبی ہوتے وہ حضرت عمرؓ ہوتے اور جس طرح آں حضرت ﷺ تشریعی نبی تھے حضرت عمرؓ بھی یہی منصب پاتے۔

یوں یہ حدیث صرف ایک گزشتہ امکان کے ذکر پر مشتمل ہے نہ کہ آئندہ کی خبر پر۔

**نوٹ:** درج ذیل ۲ احادیث کا مضمون بھی یہی ہے اور مذکورہ بالا جواب ان کے لئے بھی ہے۔

**حدیث نمبر 77:** لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ( جزء از امام خطیب مطیریؒ )

ترجمہ: 'اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطابؓ ہوتے'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 306 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 90:** لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب (طبرانی و کنز العمال)

ترجمہ: 'اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے'،

( طبرانی از کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۴۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 311 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**نوٹ نمبر 2:** اوپر درج حدیث نمبر ۷۳ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں نمبر 9 پر درج ہے۔ گو اس سے کوئی نیا استدلال نہیں کیا گیا ہے۔ (صفحہ 16)

## ۶۔ 30 دجال:

**حدیث نمبر 8:** لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تقریباً تیس دجال کاذب دنیا میں نہ آ چکیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 261 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**پہلا جواب:** حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ قیامت سے پہلے 30 ایسے افراد کے ظاہر ہونے کی خبر ہے جو نبوت کے جھوٹے دعویدار ہوں گے۔ یہ پیش خبری ایک زمانے پہلے پوری ہو چکی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل تحریرات سے ظاہر ہے:

i۔ صحیح مسلم کی شرح اکمال الاکمال کے مصنف نے جو 828ھ میں فوت ہوئے لکھا ہے کہ:

هٰذَا الْحَدِيْثُ ظَهَرَ صِدْقُهٗ فَاِنَّهٗ كَوْعَةٌ مَنْ تَنَبَّأَ مِنْ زَمَنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْاٰنَ لَبَلَغَ هٰذَا الْعَدَدُ وَيَعْرِفُ ذٰلِكَ مَنْ تَطَالِعُ التَّارِيْخَ

(اکمال الاکمال جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 258 مصری بحوالہ پاکٹ بک از ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم صفحہ نمبر 313)

ترجمہ: اس حدیث کی سچائی ثابت ہوگئی ہے کیونکہ آں حضرت ﷺ سے لے کر آج تک نبوت کے جھوٹے مدعیوں کو گنا جائے تو یہ تعداد پوری ہو چکی ہے اور اس بات کو ہر وہ شخص جانتا ہے جو تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے۔

ii۔ علامہ قسطلانیؒ (متوفی 923ھ) نے بھی مذکورہ بالا تحریر کے مضمون کو دہرایا ہے۔

(مواہب اللدنیہ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 198 بحوالہ 'القول المبین' از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری صفحہ ۶۹۔۷۰ مصنفہ 1963ء جدید ایڈیشن مطبوعہ سلور لنکس لاہور)۔

iii۔ نواب صدیق حسن خان صاحب (متوفی 1890ء) نے لکھا ہے:

'بالجملہ آنچہ حضرت ﷺ اخبار بوجود دجالین کذابین درایں امت فرمودہ واقع شد'۔

ترجمہ: آں حضرت ﷺ نے جو اس امت میں کذاب دجالوں کی آمد کی خبر دی تھی وہ تعداد مکمل ہو چکی ہے۔

(حجج الکرامہ صفحہ نمبر 239 بحوالہ 'القول المبین' از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری صفحہ ۶۹ مصنفہ 1963ء جدید ایڈیشن مطبوعہ سلور لنکس لاہور)۔

**دوسرا جواب:** نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی تعداد کا معین فرمانا خود سچے کے آنے کی گنجائش رکھتا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد نبوت کا ہر دعویدار جھوٹا ہوتا تو بجائے کسی تعداد کے بیان کے یہی فرمایا جاتا کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا جھوٹا ہوگا۔ لیکن ایسا نہیں فرمایا گیا۔

**تیسرا جواب:** اسی مضمون کی حدیث نمبر 64 کے یہ الفاظ ہیں:

هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ تَدْ اَکْثَرْتُمْ فِیْ شَانِهٖ فَاِنَّهٗ کَذَّابٌ ثَلَاثِیْنَ یَخْرُجُوْنَ قَبْلَ الدَّجَّالِ (آثار امام طحاویؒ)

ترجمہ: 'یہ شخص (مسیلمہ) جس کے بارے میں تم رائے زنی کر رہے ہو وہ تیس کذابوں میں ایک کذاب ہے جو دجال اکبر سے پہلے نکلیں گے'

(مشکل الآثار از حضرت امام طحاویؒ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 104 بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 300 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

یعنی آں حضرت ﷺ نے مسیلمہ کذاب کو ان 30 کذابوں میں شمار فرمایا ہے۔

یہ مسیلمہ تشریعی نبوت کا دعویدار تھا جیسا کہ لکھا ہے:

'اس (مسیلمہ) نے نماز معاف کر دی اور شراب نوشی اور زنا کاری کو جائز قرار دے دیا'۔

(سیرت حلبیہ از حضرت علامہ حلبیؒ اردو ترجمہ از محمد اسلم قاسمی، جلد نمبر سوم نصف آخر صفحہ نمبر 184 مطبوعہ دارالاشاعت اردو بازار کراچی 1999ء)

اس واقعاتی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ جن 30 جھوٹے مدعیان نبوت کے ظہور کا اس حدیث میں بطور پیشگوئی ذکر ہے وہ آں حضرت ﷺ کو چھوڑ کر اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مقابلہ میں اپنے خود ساختہ شریعتوں کا ادعا کرنے والے ہوں گے۔

**چوتھا جواب:** اس حدیث کے واضح مضمون کے برخلاف اسے کسی سچے دعویدار کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کرنے والوں سے حضرت مسیح موعود نے یوں خطاب فرمایا ہے:

'کیا تمہاری قسمت میں تیس دجال ہی لکھے ہوئے تھے۔ چودھویں صدی کا خمس بھی گزرنے پر ہے۔۔۔مگر تم لوگوں کے دجال ابھی ختم ہونے میں نہیں آتے شائد وہ تمہاری موت تک تمہارے ساتھ رہیں گے۔اے نادانو! وہ دجال جو شیطان کہلاتا ہے وہ خود تمہارے اندر ہے اس لئے تم وقت کو نہیں پہچانتے۔ آسمانی نشانوں کو نہیں دیکھتے'۔(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ نمبر 215 حاشیہ)

'کیا اس امّت کی ایسی ہی پھوٹی ہوئی قسمت اور ایسے ہی بدطالع ہیں کہ ان کے حصّہ میں تیس دجال ہی رہ گئے۔۔۔خدا نے پہلی امّتوں کے لئے تو پے در پے نبی اور رسول بھیجے'۔(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ ۴۱۱)

**نوٹ:** درج ذیل ۴ احادیث میں بھی یہی پیش خبری ہے اس لئے مذکورہ بالا جواب ان کے لئے بھی ہے۔

**حدیث نمبر 9 :بلا الفاظ حدیث اور ترجمہ:** 'اسی مضمون کی حدیث امام مسلمؒ نے روایت کی ہے'۔

(فتح الباری مطبوعہ ہند باب ۱۴، صفحہ ۳۴۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 263 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 62:** لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ ۔ (طبرانی)

ترجمہ: 'قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس دجال نہ پیدا ہولیں، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہو کہ میں نبی ہوں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 299 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 63:** لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ (مسند حضرت امام ابن ابی شیبہؒ)

ترجمہ: 'قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے تیس کذّاب نہ پیدا ہو چکیں، جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں نبی ہوں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 299۔300 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 134:** لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا دَجَّالًا مِّنْهُمُ الْمُسَيْلَمَةُ وَالْعَنْسِيُّ وَالْمُخْتَارُ (فتح الباری شرح بخاری)

ترجمہ: 'قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک تیس جھوٹے دجال نہ نکل آویں، جن میں مسیلمہ، عنسی اور مختار ہیں'۔

(فتح الباری مطبوعہ ہند باب ۱۴، صفحہ ۳۴۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 336 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**نوٹ نمبر 2:** اوپر درج حدیث نمبر ۸ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں نمبر 11 کی حدیث کے ساتھ اضافی طور پر درج ہے۔ گو اس سے کوئی نیا استدلال نہیں کیا گیا ہے۔(صفحہ 18)

## ۷۔ لا نبی بعدی:

**حدیث نمبر 10:** اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (صحیح مسلم)

ترجمہ: 'قریب ہے کہ میری امت میں 30 جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبین ہوں اور میرے بعد کوئی

نبی نہیں'۔( ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 300 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**پہلا جواب:** اس حدیث کے الفاظ پہلی مذکور احادیث سے اس طرح مختلف ہیں کہ اس میں تیس جھوٹے دعویداروں کی پیش خبری کے ساتھ ان کے جھوٹا ہونے کی وجہ بھی بیان فرمائی گئی ہے یعنی آں حضرت ﷺ کا خاتم النبین ہونا۔آپ ﷺ کا نبیوں کے لئے مہر تصدیق ہونا اس امر کا متقاضی ہے کہ آنے والے نبی آپ ﷺ کی مہر تصدیق رکھتے ہوں لیکن یہ مہر کسی ایسے دعویدار کے ساتھ نہیں ہوسکتی جو آں حضرت ﷺ کو چھوڑ کر اور آپ ﷺ کے بالمقابل نبوت کا دعویدار ہو۔اس لئے ایسے مدعیان کا جھوٹا ہونا ظاہر ہے۔اس حدیث میں ایسا ہی ہونے کی خبر دی گئی ہے۔آپ ﷺ کی دیگر پیش خبریوں کے مطابق آپ ﷺ کے تابع امتی نبی کے ہونے پر یہ حدیث لاگو نہیں ہوتی اور شاید ان جھوٹے مدعیان کی تعداد کو معین کرنے کی بھی یہی وجہ ہے ورنہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کے ہر دعویدار کو جھوٹا قرار دیا جاتا۔

**دوسرا جواب** : خاتم النبین کے ذکر کے بعد دوسرا اظہار **لا نبی بعدی** اسی امر کی مزید وضاحت ہے یعنی

i۔آپ ﷺ جیسا ( **لا** بمعنی نفی کمال صفت ) یعنی صاحبِ شریعت مستقل نبی کوئی اور نہیں ہوگا یا

ii۔آپ ﷺ کو چھوڑ کر یا آپؐ کے مخالف ( **بعدی** ) کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔

**لا کے معنی دیگر احادیث سے: لا** کا یہ استعمال کہ اس سے موصوف کی صفت کے کمال کی نفی مراد ہو، عام ہے۔خود آں حضرت ﷺ کا ایسا استعمال فرمانا درج ذیل احادیث سے ظاہر ہے:

i۔ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ

( صحیح بخاری کتاب الایمان والنذر باب **کیف کانت یمین النبی** ﷺ )

ترجمہ: جب کسریٰ مرے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب یہ قیصر مرے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

ii۔ **لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ** ۔( صحیح بخاری کتاب المناقب۔مناقبِ انصار باب **هجرت النبی** ﷺ **و اصحابہ**ؓ **الی المدینہ** )

ترجمہ: کوئی ہجرت نہیں بعد فتح مکہ۔

iii۔ **لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ**

ترجمہ: جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس میں وفائے عہد و پیمان نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔

(سنن بیہقی بحوالہ جذبۃ الحق از حضرت مولانا سیّد عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ صفحہ نمبر 31 شائع کردہ حکیم عبداللطیف شاہد نمبر 14، مین بازار گوالمنڈی لاہور 1966ء)

iv۔ **لا صَلٰوۃَ لِجَارِ المَسجِدِ اِلَّا فی المَسجِد**

(مستدرک از حضرت امام حاکمؒ **کتاب الصلوٰۃ لا صلوٰۃ لجار المسجد** مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ترجمہ: نماز نہیں ہوتی مسجد کے پڑوس میں رہنے والے کی مگر مسجد میں (یعنی کامل نماز)

ان سب مثالوں میں نفئ عام نہیں بلکہ نفئ کمال ہے یعنی قیصر وکسریٰ جیسے بڑے بادشاہ، کامل ایمان، کامل نماز اور مکہ سے مدینہ جیسی ہجرت کا نہ ہونا۔ ورنہ ہجرت کا سلسلہ تو عام ہے، امانت کے بغیر مومنوں کی کوئی کمی نہیں، اور گھر کے نمازیوں کا کوئی شمار نہیں۔ قیصر وکسریٰ کے بعد اور قیصر وکسریٰ بھی ہوئے۔ ہرمز کسریٰ ایران کو اس کے بیٹے شیرویہ نے مارا اور اس کے بعد کسریٰ ہوا۔ ہرقل قیصرِ روم کے بعد اس کا بیٹا ہرقلوس قیصر روم ہوا۔ حدیث کے ظاہر الفاظ کے برخلاف اور بھی قیصر وکسریٰ ہونے کی وضاحت خود حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث کے تحت حاشیہ میں یوں فرمائی ہے:

ترجمہ: اگر تو کہے کسریٰ اور قیصر کے بعد اور کسریٰ اور قیصر بھی ہوئے تو میں کہتا ہوں کہ ان کی وہ شان وشوکت نہ تھی جیسے کہ پہلے تھی'۔ (بخاری کتاب الجہاد)

مختصر یہ کہ **لا** کے معنی مطلق نفی کے بجائے نفئ کمال بھی ہوتے ہیں۔

## بعدی مغائرت اور مخالفت کے معنوں میں:

عربی میں لفظ 'بعد' صرف زمانہ کے لئے نہیں بلکہ اس کے علاوہ دیگر معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً آیت قرآنی ہے:

فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (جاثیہ 7:45)

ترجمہ: پس اللہ اور اس کی آیات کے بعد پھر وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے؟

ظاہر ہے کہ اللہ کے بعد کا کوئی تصور نہیں ہے اور یہاں بعد سے یہی مراد ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر۔

اسی طرح ایک اور آیت ہے:

فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ (یونس 33:10)

ترجمہ: پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہ جاتا ہے۔

حق کا بعد زمانی اعتبار سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے یہاں یہی معنی ہوں گے کہ حق کو چھوڑ کر۔

پھر آں حضرت ﷺ نے بھی لفظ 'بعد' کو زمانہ کے علاوہ اور معنوں میں استعمال فرمایا ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث:

' مَیں نے خواب میں سونے کے دو کنگن دیکھے اور ان کو پھونک مار کر اڑایا تو اس کی تعبیر مَیں نے یہ کی:

**فَاَوَّلۡتُھُمَا کَذَّابَیۡنِ یَخۡرُجَانِ یَعۡدِی اَحَدُھُمَا اَسۡوَدُ الۡعَنۡسِیُّ وَ الۡاٰخَرُ مُسَیۡلَمَۃُ** (بخاری کتاب المغازی)

ترجمہ: اس سے مراد دو کذاب ہیں جو میرے بعد نکلیں گے پہلا اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ۔

یہاں بھی **بعد ی** سے زمانی بعد مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ ان دونوں نے آں حضرت ﷺ کی زندگی میں ہی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا۔ مسیلمہ کا تو اس دعویٰ کے ساتھ مدینہ میں آ کر آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری اور خط کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اسی طرح اسود عنسی کے بارے میں آپ ﷺ کی طرف سے عمّال یمن کو ہدایت بھجوانے کا بھی تاریخ میں ذکر ہے۔

(حیات محمدؐ از محمد حسین ہیکل صفحہ نمبر 777 مترجم محمد سعید عبدہ، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور)

ان وضاحتوں سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ **لا نبی بعدی** کے معنی حدیث میں موجود مقام خاتم النبیین کے قرینہ سے یہی درست ٹھہرتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد آپ کو چھوڑ کر اور آپ ﷺ کے مخالف کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور سچا وہی ہوگا جس پر آپؐ کی مہر تصدیق ہوگی یعنی وہ جس کی آپ ﷺ نے خود خبر دی، جسے بار بار نبی اللہ فرمایا۔ نیز یہ خبر بھی دی کہ آپ ﷺ اور اس آنے والے کے درمیانی عرصہ میں کوئی اور نبی نہ

ہوگا اور جس کی بیعت کرنے اور جس کی مدد کرنے کی آپ ﷺ نے تاکید فرمائی۔

**تیسرا جواب: لا نبی بعدی** کے یہ معنی کہ اس سے مراد آئندہ کسی تشریعی نبی کا نہ آنا ہے پہلے بھی بزرگان امت بیان کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ

i ۔ حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ (متوفی ۱۵۶۶ء) فرماتے ہیں:

'فقوله صلى الله عليه وسلم لانبي بعدي ولا رسول بعدي أي ماثم من يشرع بعدي شريعة خاصة'

(الیواقیت والجواہر جزو 2 صفحہ نمبر 39 شائع کردہ شرکہ مکتبہ المصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر۔ الطبعۃ الاخیرہ 1909ء)

ترجمہ: آں حضرت ﷺ کے قول **لانبی بعدی ولا رسول بعدی** سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نئی شریعت لانے والا کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ii۔ حضرت امام محمد طاہرؒ نے بھی اپنی کتاب تکملہ مجمع البحار جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 85 مکتبہ العالی لمنشی نولکشور میں یہی لکھا ہے۔

iii۔ نواب نورالحسن خان صاحب نے لکھا ہے:

'**لا نبی بعدی** آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا'۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ نمبر 162 مطبع سعید المطابع کائنات)

**چوتھا جواب:** بظاہر **لا نبی** سے نفی جنس کے یہ معنی کہ کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا ان حضرات کو بھی قبول نہیں جو ختم نبوت کا ادعا رکھتے ہیں اور پھر اس کے باوجود آں حضرت ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰؑ نبی اللہ کی آمد کے بھی قائل ہیں۔ اسی لئے اس حدیث کے معنی کرتے وقت وہ ایک آنے والے نبی کی گنجائش ضرور رکھتے ہیں۔ جیسا کہ مفتی صاحب کی درج ذیل تحریریں:

'لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر لفظ 'نبی' بولا جائے آپ ﷺ کے بعد پیدا نہیں ہوسکتا'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 246 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

'الغرض حدیث مذکور اس امر کا صاف اعلان ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص **پیدا نہیں ہوسکتا** جس پر کسی طرح لفظ 'نبی' بولا جائے'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 247 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

'**لا نبی بعدی** کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے اور جن لوگوں کو آپؐ سے پہلے اس عالم میں نبوت مل چکی ہے۔۔۔ ان کا۔۔۔ آپؐ کے بعد دوبارہ دنیا میں نہ آسکنا کسی طرح اس حدیث کے مفہوم میں داخل نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 252 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

گویا ایک نبی کا دنیا میں آنا، اس کا اپنے کمالاتِ نبوت دکھانا، لوگوں کا اس کی نبوت پر ایمان لانا یہ سب کچھ جائز رہتا ہے اور **لانبی بعدی** کے مطابق ہے بشرطیکہ وہ کوئی گزشتہ نبی ہو۔

**لا نبی** کو نفئ مطلق کہنے کے باوجود اگر ایک گزشتہ اسرائیلی نبی کے لئے مذکورہ بالا گنجائش موجود ہے تو پھر یہی گنجائش ایک امّتی کے لئے کیوں نہیں ہے کہ قرآن وحدیث کی واضح خبروں کے مطابق آپ ﷺ کے ایک خادم کو اللہ تعالیٰ یہ خدمت سپرد کرے اور اسے امتی نبی بنادے۔ خاص طور پر اس سبب کہ حضرت عیسیٰ ﷺ اپنی طبعی عمر گزار کر فوت ہو چکے ہیں اور اب ان کی یا کسی اور گزشتہ نبی کی واپسی ممکن نہیں۔ قرآن کریم فوت شدگان کے دوبارہ زندہ ہو کر اس دنیا میں نہ آسکنے کی نفی کرتا ہے جیسا کہ فرمایا:

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ (انبیاء 96:21)

ترجمہ: اور یہ فیصلہ کر دیا گیا ہر ایک بستی کیلئے جسے ہم نے ہلاک کر دیا ہو کہ وہ لوگ پھر لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

بعض حضرات کا اس واضح قرآنی فیصلہ کی موجودگی میں یہ کہنا کہ

'بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہیں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھالانے پر قادر ہے'۔

(ختم نبوت از سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ نمبر 54، اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ لاہور مارچ 1962ء)

قرآن کریم کو نظر انداز کر کے اپنے غلط موقف پر اصرار کی ایک بُری مثال ہے۔

**نوٹ:** درج ذیل چار احادیث میں بھی **لا نبی بعدی** کے الفاظ آئے ہیں اس لئے مندجہ بالا ان کا بھی جواب ہے۔

**حدیث نمبر 21:** فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَاِنِّيْ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ

(مسند احمد بن حنبل و طبرانی)

ترجمہ: 'میری امت میں ستائیس کذّاب دجال ہوں گے جن میں سے چار عورتیں ہوں گی، حالانکہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 273۔274 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 22:** لَانَبِيَّ بَعْدِيْ (تاریخ ابن جریر طبری)

ترجمہ: '(حضرت علیؓ سے فرمایا) میرے بعد کوئی نبی نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 274۔275 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 47:** ترجمہ: اَنَا النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ ثَلٰثًا وَلَانَبِيَّ (مسند احمد بن حنبل)

'میں نبی امّی ہوں (تین بار دہرایا) اور میرے بعد کوئی نبی نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 289۔290 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 128:**

ترجمہ: مَاهَانَ عَامِلُ مَلِكِ الرُّوْمِ عَلَى الشَّامِ هَلْ كَانَ رَسُوْلُكُمْ اَخْبَرَكُمْ اَنَّهُ يَاْتِيْ بَعْدَهٗ رَسُوْلٌ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَخْبَرَ اَنَّهُ لَانَبِيَّ بَعْدَهٗ

(خصائص)

'ملک شام کے گورنر ماہان نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے رسول نے تمہیں یہ خبر بھی دی ہے کہ ان کے بعد کوئی اور رسول آئے گا؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ یہ خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا'۔

(خصائص جلد ۲ صفحہ ۴۸۴ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 331۔332 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**نوٹ نمبر 2:** اوپر درج حدیث نمبر ۴۷ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے

بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں نمبر 7 پر درج ہے۔ گو اس سے کوئی نیا استدلال نہیں کیا گیا ہے۔ (صفحہ 16)

## ۸۔ لا نبی بعدی ۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطاب:

**حدیث نمبر 7: انت منی بمزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی** (بخاری)

ترجمہ: تم (حضرت علیؓ) میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے ساتھ تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(بخاری باب غزوہ تبوک بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 260 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**پہلا جواب:** حدیث کے یہ الفاظ آں حضور ﷺ کا حضرت علیؓ سے مکالمہ ہے۔ اس میں بیان شدہ الفاظ '**لا نبی بعدی**' کی واضح تشریح صحیح مسلم کی ایک اور حدیث کے ان الفاظ سے ہو جاتی ہے کہ 'تم نبی نہیں ہو'۔ اس حدیث کو مفتی صاحب نے خود بھی یوں درج کیا ہے:

'مسلم شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں' **الا انک لست نبیا**' (مگر تم نبی نہیں ہو)'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 261 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ ارشاد کوئی عام خطاب نہیں بلکہ خاص حضرت علیؓ سے ہے اور اس وضاحت کے لئے ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد حضرت علیؓ مدینہ میں اسی طرح قائم مقام ہوں گے جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے بعد تھے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ حضرت ہارون نبی تھے۔ جبکہ حضرت علیؓ نبی نہیں ہیں۔

**دوسرا جواب:** یہ ارشاد آں حضرت ﷺ کی مدینہ سے غزوہ تبوک کے لئے عرصۂ غیر حاضری کے عرصہ پر محیط ہے۔ کیونکہ یہ تصریح فرمائی گئی ہے کہ حضرت علیؓ اس غیر حاضری میں آپ ﷺ کے قائم مقام ضرور ہوں گے لیکن آپ ﷺ کے بعد (یعنی اس غیر حاضری میں) نبی نہیں ہوں گے بلکہ اس عرصہ میں بھی نبی آں حضرت ﷺ ہی ہوں گے۔ اس لئے یہاں **بعدی** سے یہ معین دورانیہ ہی مراد ہو سکتا ہے۔

اس وضاحت سے **لا نبی بعدی** والی وہ تمام احادیث جو حضرت علیؓ کے حوالے سے ہیں واضح ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ سب اسی مضمون کی ہیں اور ان میں '**بعدی**' سے مراد آپ ﷺ کے مدینہ سے غیر حاضری کا مختصر دورانیہ ہی ہے نہ کہ بعد کا تمام زمانہ۔ اور یوں اسے کسی مستقل اصول اور قاعدہ کا بیان قرار دینا اس ارشاد کے محل اور منشاء کے مطابق نہیں ہے۔

یہ تصریح نئی نہیں۔ بارھویں صدی کے مجدد حضرت ولی اللہ محدث دہلویؒ کی بھی یہی رائے تھی۔ جیسا کہ فرمایا:

'معنیٰ **بعدی** ایں جا **غیری** است چنانچہ در آیت **فمن یهدیه من بعدالله** گفته اند نه بعدیت زمانی'۔ (قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین صفحہ ۲۰۶)

ترجمہ: **بعدی** کے معنی اس جگہ **غیری** (میرے بغیر) کے ہیں نہ کہ بعدیت زمانی۔ جیسا کہ آیت **فمن یهدیه من بعدالله** میں کہتے ہیں۔

(بحوالہ ضرورت نبوّت کا ثبوت مصنفہ حضرت قاضی محمد نذیر صاحب صفحہ ۱۲۳ مکتبۂ جدید پریس، لاہور)

**نوٹ:** درج ذیل 12 مزید احادیث کا بھی یہی مضمون ہے یعنی حضرت علیؓ کے حوالے سے **لا نبی بعدی** کے الفاظ آئے ہیں اس لئے مذکورہ بالا جواب

ان سب کے لئے بھی ہیں۔

**حدیث نمبر۲۴:** أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (مستدرک و طبرانی)

ترجمہ: 'کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ (علیہما السلام) کے ساتھ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 275-276 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر۳۸:** أَمَا أَنْ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا يَكُونُ بَعْدِي نَبِيٌّ

(مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ و سنن حضرت امام ابن ماجہؒ)

ترجمہ: 'کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا کہ حضرت ہارونؑ کا موسیٰؑ کے ساتھ ہے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 285 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر۵۱:** أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (مسند احمد بن حنبل)

ترجمہ: 'تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 292 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر۵۲:** أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (مسند احمد بن حنبل و ابن عساکر)

ترجمہ: 'تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ سے ہارونؑ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 292-293 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر۶۹:** يَا عَلِيُّ أَخَصَّكَ بِالنُّبُوَّةِ وَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِي (حلیہ از حضرت ابونعیمؒ و کنز العمال)

ترجمہ: 'اے علیؓ! میں نبوت میں تمہارے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہوں، مگر میرے بعد نبوت نہیں'۔

(حلیہ و کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 303 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر۷۲:** بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (طبرانی)

ترجمہ: 'تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ سے ہارونؑ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں'۔

(طبرانی معجم اوسط بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 304-305 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر۷۳: بلا الفاظ حدیث اور ترجمہ:** 'بعینہٖ اسی مضمون کی حدیث دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۴'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 305 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر۷۴: بلا الفاظ حدیث اور ترجمہ:** 'بعینہٖ یہی مضمون مرفوعاً مروی ہے، دیکھو کنز جلد ۶ صفحہ ۱۵۴'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 305 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر۷۵: بلا الفاظ حدیث اور ترجمہ:** 'اسی مضمون کی حدیث جس کو ابونعیمؒ نے روایت کیا ہے۔ کنز'

( ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 305 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی )

**حدیث نمبر ۷۶:** يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (طبرانی)

ترجمہ: اے علیؓ! 'تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارونؑ، موسیٰؑ کے ساتھ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 305۔306 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر ۸۲:** فَأَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (ابن عساکر و کنز العمال)

ترجمہ: اے علیؓ! 'تم مجھ سے اس درجے میں ہو جس میں موسیٰؑ سے ہارونؑ تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 308۔309 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر ۱۳۰:** أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ وَلَا وِرَاثَةَ (خصائص)

ترجمہ: 'کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے اس مرتبے پر ہو جاؤ جس پر کہ حضرت موسیٰؑ سے ہارونؑ تھے، مگر تم کو نبوت اور وراثت نہیں مل سکتی'۔

(خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۴۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 333 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**نوٹ نمبر 2:** اوپر درج حدیث نمبر ۷ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں نمبر 10 پر درج ہے۔گو اس سے کوئی نیا استدلال نہیں کیا گیا ہے۔(صفحہ 17۔18)

## ۹۔ لا نبی بعدی اور آخری امت:

**حدیث نمبر 61:** لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ (کنز العمال)

ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

( ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 299 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**پہلا جواب:** امت محمدیہ کے آخری امت ہونے میں کوئی بھی اختلاف نہیں۔امت شریعت سے ہوتی ہے اور آں حضرت ﷺ آخری تشریعی نبی ہیں اور قرآن کریم روز حشر تک آخری شریعت۔اب چونکہ کوئی شریعت نہیں آنی اس لئے کوئی اور امت بھی نہیں ہونی۔اس شریعت کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے ہی امت میں تجدید دین کا نظام قائم کیا گیا ہے اور اوّل سلسلہ مجددین پھر مسیح موعود و مہدی اور پھر دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوت سب اسی غرض سے ہیں۔ **لا نبی بعدی** کے بعد آں حضرت ﷺ کا یہ فرمان کہ آپ کے بعد امت نہیں ہوگی، خود پہلے حصۂ کلام کی وضاحت کر دیتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی نہیں ہوگا، اس لئے کوئی امت بھی نہیں ہوگی۔یہ تخصیص **لا نبی** کے صرف نفی صفت موصوف ہونے پر اور نفی جنس نہ ہونے پر مزید دلیل ہے۔

**دوسرا جواب:** ان معنوں کی مزید وضاحت **حدیث نمبر 19** سے ہوتی ہے جس کے الفاظ ہیں:

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ (صحیح بخاری، صحیح مسلم وسنن نسائی)

'ہم سب سے آخر ہیں اور قیامت میں سب سے سابق ہوں گے صرف اتنی بات ہے کہ امم سابقہ کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں اس کے بعد ملی'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 272-273 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

اس حدیث سے امت اور کتاب کا تعلق روز روشن کی طرح نمایاں ہے اور اس طرح آخری امت ہونے کی یہ وضاحت بہت ہی خوب ہے کہ 'صرف اتنی بات ہے'۔

**نوٹ:** درج ذیل 18 احادیث میں سے ابتدائی 4 میں **لا نبی بعدی** کے سباق میں **لا امت بعدی** کے الفاظ یا مفہوم بھی مذکور ہے۔ پہلے حصہ کا جواب گزشتہ پیرا نمبر ۷ میں بیان ہو چکا جبکہ دوسرے حصہ کا جواب اوپر درج ہے۔ اگلی 14 احادیث میں بھی امت محمدیہ کو آخری امت فرمایا گیا ہے اور ان کا جواب بھی مذکورہ بالا ہی ہے۔

**حدیث نمبر 65:** لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِيْ (طبرانی و سنن حضرت امام بیہقیؒ)

ترجمہ: 'میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 300-301 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 80:** لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَكُمْ (صحیح طبرانی و بغویؒ)

ترجمہ: 'میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 307-308 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 112:** لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِيْ (تفسیر قرآن از حضرت امام ابن کثیرؒ)

ترجمہ: 'نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت'۔

(ابن کثیرؒ جلد ۹ صفحہ ۳۶۹ طبع قدیم بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 321-322 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 142:** لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِيْ (طبرانی ، سنن بیہقی و کنز العمال)

ترجمہ: 'نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی'۔

(طبرانی ،بیہقی وکنز جلد ۸ صفحہ ۳۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 340 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 20:** نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدنیا (صحیح مسلم)

ترجمہ: 'ہم دنیا میں سب سے آخری امت ہیں'۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 273 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 27:** وَاَنْتَ وَاُمَّتُكَ اٰخِرُ الْاُمَمِ (مستدرک از امام حاکمؒ و کنز العمال)

ترجمہ: 'آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت آخر الامم ہے'۔

( ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 277 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**حدیث نمبر 28:**

**بلا الفاظ حدیث اور ترجمہ:** 'حضرت حسنؓ سات صحابہؓ سے مرفوعاً اسی مضمون کو نقل کرتے ہیں جو گزشتہ حدیث میں نقل کیا گیا'

(مستدرک وکنز العمال بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 277 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 41:** نَحْنُ اٰخِرُ الْاُمَمِ (سنن ابن ماجہ و کنز العمال)

ترجمہ: 'ہم سب سے آخری امت ہیں'۔

( ابن ماجہ وکنز جلد ۶ صفحہ ۲۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 287 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**حدیث نمبر 42:** نَحْنُ اٰخِرُهَا وَخَيْرُهَا (جامع ترمذی ، سنن ابن ماجہ و کنز العمال)

ترجمہ: 'قیامت کے روز ستّر امتیں کامل ہوں گی، ہم ان سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے'۔

( ترمذیؒ ،ابن ماجہؒ وکنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 287-288 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**حدیث نمبر 43:** اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً وَاَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ ، (جامع ترمذی ، سنن ابن ماجہ و کنز العمال)

ترجمہ: 'تم ستّر امتیں پوری کرتے ہو جن میں سے تم سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ محترم ہو'۔

(ترمذیؒ، ابن ماجہؒ وکنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 288 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 53:** نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَالْاَوَّلُوْنَ (مسند ابوداؤد طیالسیؒ)

ترجمہ: 'ہم سب سے آخر ہیں اور سب سے پہلے'۔

(مسند ابوداؤد طیالسیؒ صفحہ ۳۵۴ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 293-294 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 92:** نَحْنُ نُكْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَبْعِيْنَ اُمَّةً نَحْنُ اٰخِرُهَا وَخَيْرُهَا (تاریخ ابن جریر طبری)

ترجمہ: 'ہم ستّر امتیں پوری کریں گے جن میں ہم سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے'۔

(ابن جریر دیکھو درمنثور جلد ۶ صفحہ ۶۴ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 312 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 93:** مِنَ الْاَنْصَارِ تُكْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَبْعِيْنَ اُمَّةً نَحْنُ اٰخِرُهَا وَخَيْرُهَا (کنز العمال)

ترجمہ: 'قیامت کے دن ستّر امتیں پوری ہو جائیں گی جن میں ہم سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے'۔

( کنز جلد ۶ صفحہ ۲۶۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 312-313 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**حدیث نمبر 96:** نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (کنز العمال)

ترجمہ: 'ہم قیامت کے روز آخرین ہوں گے اور ہم ہی سابقین ہوں گے'۔

( کنز جلد ۶ صفحہ ۱۱۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 314 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**حدیث نمبر 118:** اِنِّيْ اَجِدُ فِي الْاَلْوَاحِ اُمَّةً هُمُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ (دلائل نبوت)

ترجمہ:(حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے عرض کیا) میں الواحِ تورات میں ایک ایسی امت پاتا ہوں (جو دنیا میں) سب سے آخری امت ہے اور (قیامت میں) سب سے پہلے ہیں'۔

(دلائل نبوت ، ابونعیم صفحہ ۱۴ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 326 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 122:** اِنَّ اُمَّتَكَ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَاَسْمَجُهَا (خصائص)

ترجمہ:(حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا) آپ کی امت آخری امت ہے اور سب سے زیادہ ضعیف ہے'۔

(خصائص جلد ا صفحہ ۱۶۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 328 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 127:** يَا يَهُودِيُّ أَنْتُمُ الْأَوَّلُونَ وَنَحْنُ الْآخِرُونَ (خصائص)

ترجمہ:'اے یہودی! تم دنیا میں ہم سب سے پہلے ہو اور ہم دنیا میں سب سے آخر ہیں'۔

(خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 331 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 129:** وَتَعَالٰى جَعَلَكَ اُمَّتَكَ هُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَهُمُ الْاَوَّلُوْنَ (خصائص)

ترجمہ:'اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ہم نے تمہاری امت کو آخری امّت اور اوّل بنایا'۔

(خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 332-333 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**نوٹ نمبر 2:** اوپر درج حدیث نمبر ۱۴۲ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں بحوالہ بیہقی کتاب الرویاء نمبر 13 پر درج ہے۔ گو اس سے کوئی نیا استدلال نہیں کیا گیا ہے، سوائے ان وضاحتی الفاظ کے کہ 'یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی امت' (صفحہ 19)۔

اب چونکہ کوئی صاحبِ شریعت نبی آنے والا نہیں اس لئے کسی نئی امت کا بھی کوئی سوال نہیں اور یہ ارشاد برحق ٹھہرتا ہے کہ 'میری امت کے بعد کوئی امت نہیں'۔

## ۱۰۔ وجہ فضیلت:

**حدیث نمبر 11:** فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ (صحیح مسلم)

ترجمہ:'مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔۔۔ چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دئے گئے ہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 264-265 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**پہلا جواب:** آں حضرت ﷺ کے اس ارشاد میں بیان کردہ ساری باتیں ایسی ہیں جو آپ ﷺ میں منفرد ہیں اور جن کے باعث آپ ﷺ کو دیگر تمام انبیاء

پر فضیلت عطا ہوئی ہے۔ پس اس وجہ فضیلت کے معنی بھی ایسے ہونے چاہئیں جس سے فضیلت ظاہر ہو۔ صرف زمانی لحاظ سے آخری ہونا تو فضیلت کی کوئی وجہ نہیں۔

جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ نے لکھا ہے:

'عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں' ۔(تحذیر الناس از حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صفحہ نمبر 7 مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی، کراچی)

پس الفاظ' **ختم بی النبیون**' کے معنی یہی کرنے ہوں گے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی شریعت عطا فرمائی ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گی اس لئے تشریعی نبیوں کا سلسلہ آپ پر ختم ہو گیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے بھی اس کی یہی تشریح کی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

و ختم به النبیون أی لا یوجد بعده من یأمره الله سبحانه بالتشریع علی الناس

(تفہیمات الٰہیہ از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ جزو۲، صفحہ نمبر 85 ادارۃ النشر اکادمیہ شاہ ولی اللہ دہلوی، حیدر آباد)

ترجمہ: **ختم بی النبیون** سے یہ مراد ہے کہ آئندہ کوئی شخص ایسا نہیں پایا جائے گا جسے خدائی شریعت دے کر لوگوں پر مامور کرے۔

**دوسرا جواب:** یہ بات کہ **ختم بی النبیون** سے مراد انبیاء کا مطلق اختتام نہیں ہے، آں حضرت ﷺ کے ایک اور ارشاد سے واضح ہو جاتی ہے جس میں آپ نے انہی الفاظ کے ساتھ انبیاء کے ختم ہونے کی مثال ہجرت کے ختم ہونے کے ساتھ دی ہے اور ظاہر ہے کہ ہجرت مطلقاً ختم نہیں ہوئی۔ یہ حدیث اسی کتاب میں یوں درج ہے:

**حدیث نمبر 71:** إِنَّ اللهَ قَدْ خَتَمَ بِكُمُ الْهِجْرَةَ كَمَا خُتِمَ فِي النَّبِيُّوْنَ (طبرانی، ابونعیم، ابویعلیٰ، ابن عساکر و ابن نجار)

ترجمہ: 'اللہ تعالیٰ نے تم (حضرت عباسؓ) پر ہجرت ختم کر دی جس طرح کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 304 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**نوٹ نمبر 2:** اوپر درج حدیث نمبر ۱۱ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں نمبر 3 پر درج ہے۔ گو اس سے کوئی نیا استدلال نہیں کیا گیا ہے۔ (صفحہ 14)

## ۱۱۔ صرف مبشرات باقی:

**حدیث نمبر 12:۔** يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ترجمہ: 'اے لوگو! نبوت کا کوئی جز و سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں'۔

**استدلال:** اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی ہے اور سلسلہ وحی نبوت منقطع ہو گیا ہے البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو مبشرات باقی ہے۔ (بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 265 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اول:** مبشرات نبوت کا حصہ بھی ہیں اور نبوت بھی۔ جیسے یہ کہا جائے کہ روٹی کے سوا کھانے میں کچھ باقی نہیں۔ تو روٹی کھانا بھی ہے اور کھانے کا حصہ

بھی۔مبشرات کا نبوت ہونا تو خود قرآن کریم میں یوں بیان ہوا ہے کہ:

وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ (انعام 49:6)

ترجمہ: ہم رسولوں کو مبشر اور منذر بنا کر ہی بھیجا کرتے ہیں۔

یعنی نبی مبشرات کے ساتھ ہی آتے ہیں۔عام آدمی کے مبشرات محض خواب ہیں مگر علماء، اولیاء اور انبیاء کے مبشرات بزریعہ رویاء، کشف، الہام اور وحیِ نبوت کی صورت میں ہوتے ہیں۔

چونکہ اب تشریعی نبوت ختم ہو چکی اس لئے یہ وحیِ نبوت غیر تشریعی ہی ہو سکتی ہے اور یوں یہ حدیث بھی امت میں نبوت کے جاری رہنے کی نوید ہے۔

**جواب دوم:** علامہ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی درج ذیل ایک اور تشریح کی ہے وہ لکھتے ہیں:

**'اللام فی النبوۃ للعھم و المراد نبوتہ و المعنی لم یبق بعد النبوۃ المختصۃ بی الا المبشرات'**

ترجمہ: یعنی اس حدیث میں جو **النبوہ** کا لفظ آیا ہے اس سے مخصوص طور پر آنحضرت ﷺ کی اپنی نبوت مراد ہے (نہ کہ عام نبوت) اور مطلب یہ ہے کہ میری مخصوص نبوت میں سے شریعت والا حصہ تو ختم ہو گیا ہے مگر مبشرات ابھی باقی ہیں۔

(فتح الباری جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 375 دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری، مصنفہ 1963، صفحہ ۶۹، جدید ایڈیشن مطبوعہ سلور لنکس لاہور)۔

اس توجیہ سے مکمل اتفاق نہ بھی کیا جائے تو بھی اس سے یہ تو ظاہر ہے کہ جو چیز ختم ہوئی ہے وہ صرف تشریعی نبوت ہے۔

**نوٹ:** درج ذیل ۸ احادیث کا مضمون زیرِ نظر حدیث کے ہم رنگ ہے اس لئے مندرجہ بالا ان کا جواب بھی ہے۔

**حدیث نمبر 13:** لَمْ يَبْقَ مِنَ الْمُبَشِّرَاتِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرَىٰ لَهُ (صحیح مسلم و سنن نسائی)

ترجمہ: 'نبوت میں کوئی جز و باقی نہیں رہا، مگر اچھے خواب جو مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 268 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 34:** ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (سنن ابن ماجہ ، مسند احمد بن حنبل و طبرانی)

ترجمہ: 'نبوت ختم ہو گئی، صرف مبشرات باقی رہ گئے'۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۸۶، مسند احمد وطبرانی بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 281 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 40:** اَنَّهٗ لَيْسَ يَبْقٰى بَعْدِىْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ (سنن نسائی ، سنن ابوداؤد ، فتح الباری)

ترجمہ: 'میرے بعد سوائے رویائے صالحہ کے نبوت میں سے کوئی جز و باقی نہیں'۔

(نسائیؒ، ابوداؤدؒ، فتح الباری جلد ۱۲ صہ ۳۳۱ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 286۔287 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 44:** لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا (سنن نسائی ، کنز العمال)

ترجمہ: 'میرے بعد نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا'۔

(نسائی، کنز جلد۶ صفحہ ۲۳۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 288 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 50:** ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ (مسند احمد بن حنبل ، رواہ حضرت خطیب بغدادیؒ)

ترجمہ: 'میرے بعد سوائے رویائے صالحہ کے نبوت میں سے کوئی جز و باقی نہیں'۔

(مسند احمدؒ، خطیب بغدادیؒ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 291۔292 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 55: لا نبوة الا المبشرات الرويا الصّالحة** (کنز العمال)

ترجمہ: 'میرے بعد نبوت باقی نہیں مگر مبشرات یعنی اچھے خواب'۔

(کنز العمال جلد۸ صفحہ ۳۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 295 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 56: لا يبقىٰ من النبوة الا المبشرات الرويا الصّالحة** (کنز العمال)

ترجمہ: 'میرے بعد نبوت میں سے کوئی جز و سوائے مبشرات یعنی اچھے خوابوں کے باقی نہیں'۔

(کنز العمال جلد۸ صفحہ ۳۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 295 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 89:** لَمْ يَبْقَ بَعْدِي مِنَ الْمُبَشِّرَاتِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ (سنن بیہقی ، کنز العمال)

ترجمہ: 'میرے بعد مبشرات میں سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں'۔

(بیہقی ،کنز العمال جلد۶ صفحہ ۱۴۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 311 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**نوٹ نمبر 2:** کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں نمبر 8 پر اوپر درج حدیث نمبر ۵۰ کے مضمون کے ہم رنگ حدیث درج ہے۔ گو اس سے کوئی نیا استدلال نہیں کیا گیا ہے سوائے وضاحت میں ان خلافِ واقعہ اور مایوسانہ الفاظ کے کہ

'یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعہ سے مل جائے گا'۔ (صفحہ 16)

یہ اظہار قرآن کریم کی درج ذیل آیت کے صریحاً خلاف ہے جس میں استقامت دکھانے والے مومنوں پر اللہ کی وحی کے ساتھ فرشتوں کے اترنے کا ذکر ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ (حٰم سجدہ:31:41)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

## ۱۲۔آخرالانبیاء اور آخرالمساجد :

**حدیث نمبر 14:** فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ (صحیح مسلم)

ترجمہ: 'مَیں آخرالانبیاء ہوں اور میری مسجد آخرالمساجد ہے'۔

استدلال: 'نسائی کے الفاظ میں بجائے آخر الانبیاء اور آخر المساجد کے خاتم الانبیاء اور خاتم المساجد واقع ہوا ہے اور بہر دو صورت معنی واحد ہیں'۔
'حدیث میں خاتم المساجد سے مراد خاتم المساجد الانبیاء ہے' جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں خود یہی لفظ موجود ہے'۔
(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 269 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

یہ دوسری حدیث بھی علیحدہ طور پر یوں درج ہے۔

**حدیث نمبر 78:** اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِیَاءِ (رواہ حضرت دیلمیؒ، بزارؒ، ابن نجارؒ)

ترجمہ: 'میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجدِ انبیاء کی خاتم ہے'۔
(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 306 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب اول:** یہ حدیث آخر کے معنی واضح کر دیتی ہے، کیونکہ جو معنی آخر الانبیاء کے ہوں گے وہی آخر المساجد کے۔مساجد تو بن رہی ہیں۔اس لئے آخر المساجد کے معنی مطلق آخری مسجد تو نہیں ہو سکتے۔اس لئے آخر الانبیا کے معنی بھی مطلق آخری نبی نہیں ہو سکتے۔

**دوسرا جواب:** اپنی صفت میں کمال والے وجودوں کے لئے محاورہ میں آخر کا استعمال عام ہے۔امام جلال الدین سیوطیؒ نے امام ابن تیمیہؒ کو **آخر المجتہدین** لکھا ہے۔(الاشباہ والنظائر جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 310 مطبوعہ حیدر آباد)
علامہ اقبال نے اپنے استاد داغ کی وفات پر کہا:

'آخری شاعر جہاں آباد کا خاموش ہے' ۔ (بانگ درا صفحہ نمبر 81 مطبع اظہار سنز لاہور)

پس خاتم المساجد الانبیاء کے معنی بھی یہی ہوں گے کہ انبیاء کی مساجد میں افضل ترین۔

**تیسرا جواب:** محض زمانی لحاظ سے آخری ہونا افضلیت کو مستلزم نہیں۔جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نے لکھا ہے:
'اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخّر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں'۔(تحذیر الناس، صفحہ ۷، مکتبہ قاسم العلوم، کراچی)
اسی رائے کا زیادہ سخت الفاظ میں اظہار علامہ حکیم ترمذی نے فرمایا ہے۔(ختم الاولیاء صفحہ ۳۴۱، مطبعہ الکاثولیسکیہ، بیروت)

**نوٹ نمبر ا:** کتاب میں مذکور درج ذیل ۲ احادیث میں آخر الانبیاء اور آخر النبین کے الفاظ کے ساتھ امّت کا آخری اور آخر الامم ہونا بھی بیان ہوا ہے۔

**حدیث نمبر 35:** اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ (سنن ابنِ ماجہ، کنز العمال)

ترجمہ: 'مَیں آخر الانبیاء ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو'۔

(ابنِ ماجہ صفحہ ۳۰۷ اور منتخب الکنز جلد ۶ صفحہ ۴۱ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ 282 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 66:** اِنَّ جَعَلْتُکَ اٰخِرَ النَّبِیِّیْنَ۔۔۔اُمَّتِکَ اِنْ جَعَلْتَھُمْ اٰخِرَ الْاُمَمِ (جزء خطیب، دیلمی، کنز العمال)

ترجمہ: 'میں نے تمہیں آخر النبین کر دیا اور تمہاری امت کو آخر الامم بنا دیا'۔

(جزءِ خطیب، دیلمی، کنز جلد۶ صفحہ۱۱۲ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ 301 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

نئی امت نئی شریعت سے ہی ممکن ہے اور چونکہ اب کوئی شریعت نہیں آنی اس لئے امت بھی کوئی نہیں ہونی اور یوں آپ ﷺ کی امت ہی آخری رہتی ہے۔ان احادیث سے واضح ہوجاتا ہے کہ آخرالنبین اور آخرالانبیاء سے مراد آپ ﷺ کا آخری تشریعی نبی ہونا ہے۔

**نوٹ نمبر2:** اوپر درج حدیث نمبر۱۴ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں بھی نمبر 14 پر درج ہے۔اور اس کی ایک نئی تشریح کی گئی ہے کہ

'حضورؐ کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ اب چونکہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اس لئے میری اس مسجد کے بعد دنیا میں کوئی چوتھی مسجد ایسی بننے والی نہیں ہے جس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مساجد سے زیادہ ہو' (صفحہ نمبر 19-20 حاشیہ)

اس تشریح کے مطابق اگر مطلق آخری کے بجائے 'آخر المساجد' سے یہ مراد ہوسکتی ہے کہ 'زیادہ ثواب والی مسجدوں میں سے آخری مسجد' تو 'آخرالانبیاء' کے معنی مطلق آخری کے بجائے یہ کیوں نہیں ہوسکتے' کہ 'شریعت لانے والے نبیوں میں سے آخری نبی'، جبکہ اس پر قرآن وحدیث سے بہت سے قرینہ موجود ہیں اور کتنے ہی بزرگان امت نے پہلے یہ معنی کئے ہیں۔

دوسرے اس عقیدہ کے ساتھ کہ آں حضرت ﷺ کے بعد نبی حضرت عیسیٰؑ آئیں گے اور چالیس سال دنیا میں رہیں گے تو یقیناً مسجدیں بھی بنوائیں گے اور مسلمان دور ونزدیک سے ان کی بنائی ہوئی مسجدوں میں نماز پڑھنے بھی آئیں گے۔اس استدلال کا یہ حصہ بھی خلافِ واقعہ ہوجاتا ہے کہ

'اب دنیا میں کوئی ایسی مسجد بننے والی نہیں ہے۔۔۔جس کی طرف نماز کی غرض سے سفر کرکے جانا درست ہو'۔

(ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب، صفحہ نمبر۲۰، مطبوعہ اسلامک پبلیکشنز لیمیٹڈ 1962ء)

**نوٹ نمبر3:** اوپر درج حدیث نمبر۳۵ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں نمبر 6 پر درج ہے۔گو اس سے کوئی نیا استدلال نہیں کیا گیا ہے۔(صفحہ 15)

## ۱۳۔رسالت اور نبوت منقطع:

حدیث نمبر 33: أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ (جامع ترمذی)

'رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی ہے۔پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 281 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: جو نبوت ختم ہوئی ہے وہ تشریعی نبوت ہے اور آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں ہوسکتا۔نبوت مطلقاً ختم نہیں ہوئی ورنہ آپ ﷺ اپنے بعد ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر نہ دیتے (صحیح مسلم)۔اس حدیث سے بھی یہی مراد ہے جیسا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے وضاحت فرمائی ہے:

فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخا لشرعہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یزید فی حکمہ شرعا آخر وھذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی أی لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی

(فتوحات مکیہ از حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 3، مطبع دار الکتب العربیہ مصر)

ترجمہ: وہ نبوت جو آں حضرت ﷺ پر منقطع ہوئی ہے وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ اب آں حضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرنے والی کوئی شریعت نہیں آسکتی نہ اس میں کوئی حکم کم کرسکتی ہے نہ زیادہ۔ یہی معنی ہیں آں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ 'ان الرسالة و النبوة انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی' یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر ہو بلکہ اگر نبی آسکتا ہے تو وہ میری شریعت کے ماتحت آئے گا۔

**نوٹ نمبر ۱:** درج ذیل ۲ احادیث کا مضمون بھی یہی ہے اور مندرجہ بالا ان کا بھی جواب ہے۔

**حدیث نمبر 70:** رَفَعَهُ اَنَّ الرِّسَالَةَ وَ النُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُوْلٌ وَلٰکِنْ بَقِیَتِ الْمُبَشِّرَاتُ

ترجمہ: 'رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہوسکتا ہے اور نہ کوئی رسول مبشرات باقی رہ گئے ہیں'۔

(فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۳۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 303 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 91:** تَنَاسَخَتِ النُّبُوَّةُ فَصَارَتْ مُلْکًا عَضُوْضًا

ترجمہ: 'نبوت منقطع ہوگئی اور اب ملک عضوض ہوگیا'۔

(معجم کبیر، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 311-312 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**نوٹ نمبر 2:** اوپر درج حدیث نمبر ۳۳ کتابچہ ختم نبوت از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ 1962ء میں 'ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات' کے تحت درج احادیث میں نمبر 4 پر درج ہے۔ گو اس سے کوئی نیا استدلال نہیں کیا گیا ہے۔ (صفحہ 14-15)

## ۱۴۔ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

**حدیث نمبر ۱۶: انت رسول الله و خاتم النبیین** (صحیح بخاری)

یہ ایک طویل حدیث ہے جس کا آخری حصہ ہے 'آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبین'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 271 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**پہلا جواب:** اس حدیث میں آں حضرت ﷺ کے خاتم النبین ہونے کا اظہار ہے۔ جو ایک قرآنی خطاب ہے۔ آیت خاتم النبین کی بحث میں اس کا تفصیلی ذکر ہو چکا ہے کہ اس کے معنی 'نبیوں کی مہر' ہیں اور جہاں مجازی طور پر 'آخرِ قوم' کے معنی لئے جائیں تو اس سے مراد 'افضل النبین' ہیں۔ اس لئے یہاں بھی قرآنی مضمون سے زائد اور ہٹ کر کوئی اور معنی مراد نہیں ہوسکتے۔

**دوسرا جواب:** یہ معنی درج ذیل ایک حدیث سے اور بھی واضح ہو جاتے ہیں۔

**حدیث نمبر 46:** إِنِّي عِنْدَ اللهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ (مسند احمد بن حنبل)

ترجمہ: 'میں اللہ کے نزدیک خاتم النبین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 289 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

آپ ﷺ کا تمام انبیاء سے پہلے خاتم النبین ہونے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ یہ ایک صفاتی مقام ہے اور سب انبیاء آپ ﷺ کی مہر تصدیق کے تابع ہیں اور اس کے زمانی طور پر آخری ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

**تیسرا جواب:** صفاتی طور پر خاتم کا استعمال درج ذیل اس حدیث سے بھی خوب واضح ہے جس میں آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے:

**حدیث نمبر 101:** فَإِنَّكَ خَاتِمُ الْمُهَاجِرِينَ فِي الْهِجْرَةِ كَمَا أَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ فِي النُّبُوَّةِ

ترجمہ: 'آپ ہجرت میں خاتم المہاجرین ہیں جیسے میں نبوت میں خاتم النبین ہوں'۔

(رویانیؒ اور ابن عساکرؒ، کنز جلد ۶ صفحہ ۱۷۸ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 316-317 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

یہاں جن معنوں میں خاتم المہاجرین کا خطاب ہے انہی میں خاتم النبین ہے۔ پس جس طرح ہجرت بند نہیں ہوئی اسی طرح نبوت بھی بند نہیں ہوئی۔

**نوٹ:** درج ذیل 13 احادیث میں بھی مقام خاتم النبین کا ذکر ہے۔ گو بعض جگہ ترجمہ قرآنی مفہوم سے ہٹ کر آخری یا ختم کرنے والے کیا گیا ہے۔ ان کے جواب بھی مذکورہ بالا ہی ہیں۔

**حدیث نمبر 30:** إِنِّي عَبْدُ اللهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ (سنن بیہقی ، مستدرک حاکم)

ترجمہ: 'میں اللہ کا بندہ ہوں اور تمام انبیاء کا خاتم اور آخر (خاتم النبین)'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 278 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 31:** إِنِّي خَاتِمُ أَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ

ترجمہ: 'میں رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں'۔

(مستدرک جلد ۳ صفحہ ۳۱۴ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 278-279 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 45:** قَالَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (جامع ترمذی)

ترجمہ: 'نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت (**خاتم النبوۃ**) ہے اور آپ خاتم النبین ہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 288 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 57: انا خاتم النبیین ولا فخر**

ترجمہ: 'میں خاتم النبین ہوں اور کوئی فخر نہیں'۔

(دارمیؒ ، ابن عساکر، کنز جلد ۶ صفحہ ۱۰۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 296 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 58:** وَمُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

ترجمہ: 'میرے نبی محمد ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں'۔

(درِمنثور جلد۶ صفحہ ۱۶۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 296۔297 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 108:** اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (خصائص الکبریٰ للسیوطی)

ترجمہ: '(گوہ جنگل کے ایک وحشی جانور) نے جواب دیا کہ آپ پروردگارِ عالم کے سچے رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے (خاتم النبیین) ہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 319۔321 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 109: بلا الفاظ حدیث و ترجمہ:** 'حضرت عائشہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث بیہقیؒ نے روایت کی ہے'۔

(خصائص الکبریٰ جلد۲ صفحہ ۶۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 321 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 110: بلا الفاظ حدیث و ترجمہ:** 'حضرت ابو ہریرہؓ سے بعینہٖ اسی مضمون کی حدیث بیہقیؒ نے روایت کی ہے'۔

(خصائص الکبریٰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 321 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 111: بلا الفاظ حدیث و ترجمہ:** 'اسی طرح بعینہٖ مضمون کی حدیث حضرت علیؓ سے ابن عساکرؒ نے روایت فرمائی ہے'۔

(خصائص جلد۲ صفحہ ۱۶۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 321 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 113:** مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

ترجمہ: 'اللہ کے رسول اور تمام انبیاء میں سے آخر (خاتم النبیین) محمدؐ ہیں'۔

(مجمع الزوائد صفحہ ۲۷۔۲۹ بحوالہ بزار بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 322۔323 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 119:** بَیْنَ کَتِفَیْ اٰدَمَ مَکْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

ترجمہ: 'حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان لکھا ہوا تھا 'محمد رسول اللہ خاتم النبیین'۔

(خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۷ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 326 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 141:** اَللّٰھُمَّ صَلَوٰتُکَ وَبَرَکَاتُکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ (سنن ابن ماجہ ، کنز العمال)

ترجمہ: 'تو اپنی رحمتیں اور برکات رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے (خاتم النبیین) محمد) پر نازل فرما'۔

(ابن ماجہ نے موقوفاً بیان کیا، کنز جلد ا صفحہ ۱۲۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 339۔340 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 143:** عَنْ عَلِیٍّ فِیْ صِیَغِ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

ترجمہ: 'حضرت علیؓ سے درود شریف کے صیغے جو روایت کئے گئے ہیں ان میں خاتم النبیین بھی آیا ہے'۔

(شفاء از قاضی عیاضؒ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 340۔341 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

## ۱۵۔قیامت کا ملا ہونا:

**حدیث نمبر 17:** بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (صحیح بخاری)

مَیں اور قیامت دونوں اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

**استدلال:** اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی پیدا نہ ہوگا۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 271 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**پہلا جواب:** ظاہری طور پر آں حضرت ﷺ کو گزرے ہوئے پندرہ سو سال ہو چکے ہیں اور حضرت مسیح موعود کے علم کلام کے مطابق اس آخری ہزار سال میں سے ابھی سو سال ہی گزرے ہیں اور نو صدیاں رہتی ہیں۔ اس لئے اس حدیث سے یہی مراد لیا جانا چاہئے کہ آپ ﷺ نے اس روحانی قیامت کی آمد کا ذکر کیا ہے جو آپ ﷺ کے ظہور کے ساتھ وابستہ تھی اور جس کے نتیجہ میں ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہوا اور دنیا نے ایک بار اپنے ربّ کی شناخت کی اور اللہ سے تعلق کی روشن مثالیں قائم ہوئیں۔

**دوسرا جواب:** گو حدیث کے الفاظ لی گئی مراد کے متحمل نہیں تاہم اگر ایسا کیا جانا ضروری ہو تو بھی کسی 'جدید نبی' کے پیدا نہ ہونے پر کوئی اختلاف نہیں کیونکہ جدید وہی ہو سکتا ہے جو آں حضرت ﷺ کو چھوڑ کر اور آپ ﷺ کی شریعت کے علاوہ کسی قانون کو لانے کا مدعی ہو۔ ایسا ممکن نہیں کیوں کہ قرآن کریم آخری شریعت ہے اور آں حضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اب اگر کوئی راہ کھلی ہے تو صرف امتی نبی کی۔ جو ایک خادمانہ حیثیت رکھے گا اور آں حضرت ﷺ کے تابع ہونے کے سبب اور آپ ﷺ کے پیغام کو عام کرنے پر مامور ہونے کے سبب 'جدید' شمار نہ ہوگا۔

**تیسرا جواب:** آں حضور ﷺ کا قیامت کا ساتھ ملا ہونا اشارتی ہے نہ کہ واقعاتی اس پر ایک مضبوط قرینہ درج ذیل حدیث ہے۔

**حدیث نمبر 54:** بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ جَمِيْعًا اِنْ كَادَتْ لَتَسْبِقُنِيْ

ترجمہ: 'میں اور قیامت دونوں ساتھ بھیجے گئے ہیں، وہ تو قریب تھی کہ مجھ سے بھی آگے جائے'۔

(تفسیر ابن کثیرؒ جلد ۶ صفحہ ۱۵۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 294-295 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

مفتی محمد شفیع صاحب کی اس حدیث کے بارے میں یہ رائے بھی ظاہر کی ہے کہ:

'اس حدیث میں مبالغے کے ساتھ قربِ قیامت کو بیان کیا گیا ہے'۔ (صفحہ نمبر 295)

## ۱۶۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم ہائے گرامی: مقفّی، حاشر، خاتم

### مقفّیٰ:

**حدیث نمبر 15:** اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَالْمُقَفّٰى (صحیح مسلم)

مَیں محمد ہوں اور احمد اور مقفّیٰ بھی ہوں۔

**استدلال:** مقفّیٰ بمعنی عاقب ہے اور عاقب کے معنی خود حدیث میں آخر الانبیاء بیان فرمائے ہیں جیسا کہ حدیث نمبر 5 میں گزر چکا ہے۔

(مسلم جلد۲ صفحہ۲۶۱ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 270 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**پہلا جواب:** پیرا نمبر۳ کے تحت حدیث نمبر 5 کی وضاحت میں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ فقرہ **لیس بعدہ نبی** ۔ ارشاد رسول ﷺ نہیں بلکہ بیان کرنے والے کی رائے ہے۔ اس لئے اس کو بنیاد بنا کر مزید دلیل حجت نہیں ہے۔

**دوسرا جواب:** خود لفظ المقفّی کے معنی آخری نہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے

'**معناہُ المتبعُ للنبین**'۔ (اکمال الاکمال شرح مسلم از حضرت علامہ ابن الانباریؒ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 143)

ترجمہ: اس کے معنی ہیں وہ شخص جس کی نبی بھی پیروی کریں۔

حضرت ملاّ علی قاریؒ نے بھی یہی فرمایا ہے اور ابنِ عربیؒ کے الفاظ دہرائے ہیں کہ

'**قال ابن الاعرابی العاقب الذی یخلف فی الخیر من کان قبلہ**'۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد۵ صفحہ۳۷۶)

ترجمہ: ابن اعرابی نے کہا ہے کہ عاقب وہ ہوتا ہے جو کسی اچھی بات میں اپنے سے پہلے کا قائم مقام ہو۔

(بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری، مصنفہ 1963ء صفحہ ۵۹، جدید ایڈیشن مطبوعہ سلور لنکس لاہور)۔

یہ معنی واضح ہیں اور آں حضرت ﷺ کی پیروی میں انبیاء کے آنے پر دلیل ہیں نہ کہ نبوت ختم ہونے پر۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی ابن اعرابیؒ کے عربی الفاظ کو دہرایا ہے لیکن ان کے معنی اپنی مرضی کے اور نتیجہ حسبِ منشاء نکالا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ

' ابن الاعرابی نے مقفّیٰ کا ترجمہ '**ھُوا لمتبع لا نبیاء**' کیا ہے جس کے معنی بھی یہی 'آخر الانبیاء' ہوتے ہیں۔۔۔۔ یعنی ثابت ہوا کہ مقفّیٰ کے معنی آخر کے ہیں'۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 270 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب سوم:** اگر کسی بھی سبب اس نام کے معنے آخر ہی سمجھے جائیں تو پھر یہ 'آخر' صفاتی ہی ہونا چاہیئے کیونکہ اس کا ذکر آپ ﷺ کے صفاتی نام احمدؐ کے ساتھ ہوا ہے اور اس سے مراد درجہ کمال میں آخر یعنی افضل النبین ہوگا، کیونکہ زمانی طور پر آخری ہونا کوئی وجہ مدح نہیں۔

**حاشر:**

**حدیث نمبر 25:** أَنَا مُحَمَّدٌ وَّأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمُقَفّٰی وَالْحَاشِرُ وَالْمَاحِیْ وَالْخَاتِمُ وَالْعَاقِبُ (مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ)

ترجمہ: 'میں محمد ہوں اور احمد، مقفّیٰ، حاشر، ماحی، خاتم اور عاقب'۔

**استدلال:** حاشر کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد ہی حشر و قیامت قائم ہو جائے گی۔ کوئی نبی اور نہ پیدا ہوگا۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 276 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** آں حضرت ﷺ اور قرب قیامت کا مضمون پیرا نمبر ۱۵ کے تحت حدیث نمبر 17 کی وضاحت میں اوپر درج ہو چکا ہے کہ اس سے مراد وہ روحانی قیامت ہے جو آپ ﷺ کے ظہور کے ساتھ وابستہ تھی نہ کہ مستقبل بعید میں آنے والی اصل قیامت۔ یہی اس استدلال کا جواب بھی ہے۔

**خاتم:**

**حدیث نمبر 95:** اِنَّمَا بُعِثْتُ خَاتِمًا وَنَاتِحًا (سنن بیہقی)

مَیں فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

**استدلال:** یعنی اصل خلقت میں سب سے پہلے اور بعثتِ نبوت میں سب سے آخر۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 314 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** قرآن کریم میں آں حضرت ﷺ کے لئے خاتم کا لفظ صرف ایک بار آیت خاتم النبین میں استعمال ہوا ہے۔ اور اس مقامِ مدح کے یہی معنی ہیں کہ آپ ﷺ نبیوں کی مہر تصدیق ہیں اور مجازی معنوں میں آخر سے مراد 'افضل النبین' ہیں۔

پس حدیث میں مذکور اس لفظ کے معنی 'بعثت نبوت میں سب سے آخر' کرنا قرآنی منشاء کے مطابق نہیں۔ جبکہ ایسی احادیث کا ذکر بھی ہو چکا ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنا خاتم النبین ہونا سب انبیاء سے پہلے بیان فرمایا ہے۔

پس یہاں خاتم کے معنی آخر اسی صورت میں درست قرار پا سکتے ہیں کہ اس سے 'آخری تشریعی نبی' مراد لیا جائے۔

**نوٹ:** درج ذیل مزید 10 احادیث میں سے 5 میں مقفّی نام ذکر ہوا ہے۔ جن میں سے دو جگہ اس کا ترجمہ 'وہ شخص جس کی نبی بھی پیروی کریں' کے بجائے آخری رسول کیا گیا ہے۔ سب میں حاشر نام آیا ہے اور 3 میں خاتم۔ ان تینوں ناموں مقفّی، حاشر اور خاتَم کی اوپر درج شدہ وضاحت ان کے لئے بھی ہے۔ اسی طرح ان احادیث میں سے 3 میں 'عاقب' نام آیا ہے اور اگرچہ ان میں **العاقب الذی لا نبی بعدہ** کے اضافی الفاظ نہیں ہیں لیکن پھر بھی از خود یہی معنی مراد لے کر انہیں دہرایا گیا ہے۔ پیرا نمبر ۳ میں کی گئی حدیث نمبر **5** کی وضاحت ان کا جواب بھی ہے۔

**حدیث نمبر 26:** لَاَنَا الْحَاشِرُ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَاَنَا الْمُقَفّٰی (طبرانی ، مستدرک از حضرت امام حاکمؒ)

ترجمہ: 'میں حاشر، عاقب اور مقفّی ہوں'۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 276۔277 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 83:** اَنَّ لِیْ عِنْدَ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ عَشَرَۃَ اَسْمَاءَ مُحَمَّدٌ ، اَحْمَدُ وَاَبُوالْقَاسِمِ وَالْفَاتِحُ وَالْخَاتِمُ وَالْمَاحِیْ وَالْعَاقِبُ وَالْحَاشِرُ وَیٰسٓ وَطٰہٰ۔

ترجمہ: 'میرے پروردگار کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ محمد، احمد، ابوالقاسم، فاتح، خاتم، ماحی، عاقب، حاشر، یٰسٓ، طٰہٰ'۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۱۱۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 309 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 84:** أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَالْحَاشِرُ الَّذِي أُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ

ترجمہ: ’ میں محمد ہوں اور احمد اور حاشر کہ میرے زمانے میں لوگوں کا حشر ہوگا‘۔

(طبرانی ، کنز جلد۶ صفحہ۱۱۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 309 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 85: بلا الفاظ حدیث اور بلا ترجمہ:** ’حضرت حذیفہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث سعید بن منصور نے اپنے سنن میں روایت فرمائی ہے‘۔

( کنز العمال جلد۶ صفحہ۱۱۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 309۔310 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 86:** أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا مُحَمَّدٌ وَالْحَاشِرُ وَالْمُقَفَّى وَالْخَاتَمُ

ترجمہ: ’میں احمد ہوں اور محمد ہوں اور حاشر ہوں اور مقفّی اور خاتم‘۔

(خطیبؒ، ابن عساکرؒ، کنز العمال جلد۶ صفحہ۱۱۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 310 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 99:** عَشَرَةُ أَسْمَاءَ قَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ حَفِظْتُ مِنْهَا ثَمَانِيَةً مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُو الْقَاسِمِ وَالْفَاتِحُ وَالْخَاتِمُ وَالْعَاقِبُ وَالْحَاشِرُ وَالْمَاحِي

ترجمہ: ’میرے دس نام ہیں۔(ابو الطفیلؓ کہتے ہیں کہ مجھے ان میں سے آٹھ یاد رہ گئے) وہ یہ ہیں، محمد، احمد، ابو القاسم، فاتح، خاتم، عاقب، حاشر، ماحی‘۔

(دلائل النبوۃ ، ابو نعیم صفحہ۱۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 316 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 121:** أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا رَسُولُ الرَّحْمَةِ أَنَا رَسُولُ الْمَلْحَمَةِ أَنَا الْمُقَفَّى وَالْحَاشِرُ

ترجمہ: ’میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور رسول رحمت ہوں اور جہاد کا رسول ہوں اور سب سے آخری رسول ہوں جس کے بعد حشر و قیامت ہوگی‘۔

(خصائص جلد۱ صفحہ۷۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 327۔328 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 131:** وَأَنْتَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ الْمُقَفَّى وَالْحَاشِرُ

ترجمہ: ’آپ محمد ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جن کے بعد ہی حشر و نشر ہو جائے گا‘۔

(خصائص جلد۱ صفحہ۲۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 333۔334 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 132:** ثَانٍ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ الْمُقَفَّى الْحَاشِرُ

ترجمہ: ’یہ محمد ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جن کے بعد ہی قیامت قائم ہو جائے گی‘۔

(خصائص جلد۱ صفحہ۲۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 333۔334 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 136:** السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَخِرُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ

ترجمہ: (واقعۂ معراج میں آپ ﷺ کا ایک جماعت پر گزر ہوا، جنہوں نے آپ کو دیکھ کر اس طرح پر سلام کیا) السلام وعلیک یا اوّل، السلام وعلیک یا آخر، السلام وعلیک یا حاشر‘۔

(زرقانیؒ شرح مواہب جلد۶ صفحہ۴۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 337 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

## ۱۷۔آخر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

**حدیث نمبر23:** أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ (صحیح حضرت امام ابن حبانؒ)

ترجمہ: سب انبیاء میں پہلے آدمؑ اور سب سے آخر محمدؐ ہیں۔(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر275 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** احادیث میں آپ ﷺ کی بحیثیت 'خاتم النبین' اوّلیت کا ذکر ہو چکا ہے کہ آپ حضرت آدمؑ کی پیدائش سے بھی پہلے خاتم النبین تھے۔جبکہ درج ذیل ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کو بیک وقت اول و آخر فرمایا گیا ہے۔

**حدیث نمبر59:** هُوَ الْأَوَّلُ وَهُوَ الْآخِرُ (ابن عساکر)

'وہی سب سے پہلے نبی ہیں اور وہی سب سے آخر'۔(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 297 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

ایک ہی وجود زمانی اعتبار سے بیک وقت اوّل اور آخر نہیں ہوسکتا۔پس خاتم النبین کی حیثیت میں اولیت کے ساتھ ساتھ آخری ہونے کا مطلب 'آخری شرعی نبی' ہی ہوسکتا ہے۔

اس تناظر میں حدیث زیرِ نظر میں آپ ﷺ کو آخر کہنے کا بھی یہی مطلب درست ٹھہرتا ہے کہ آپ آخری شرعی نبی ہیں۔

**نوٹ:** درج ذیل ۵ احادیث کا یہی مضمون ہے اور مندرجہ بالا ان کا جواب بھی ہے۔

**حدیث نمبر60:** قَالَ آدَمُ لِجِبْرِيلَ مَنْ مُحَمَّدٌ قَالَ آخِرُ وَلَدِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ

ترجمہ: 'آدم علیہ السلام نے جبریل امینؑ سے دریافت کیا کہ محمدؐ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ انبیاء میں سے آپ کے سب سے آخری بیٹے ہیں'۔

(ابن عساکر، کنز العمال جلد۶ صفحہ۱۱۴ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 297۔298 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر67:** كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ

ترجمہ: 'باعتبار اصل خلقت کے سب سے پہلا نبی ہوں اور باعتبار بعثت کے سب سے آخری'۔

(دلائل نبوت صفحہ۶، کنز العمال جلد۶ صفحہ۱۱۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 302 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر68:** كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ

ترجمہ: 'میں باعتبار اصل خلقت کے سب انسانوں سے پہلا ہوں اور باعتبار بعثت کے سب انبیاء سے آخری'۔(حدیث کے متن میں انبیاء کا لفظ نہیں ہے)

(درِ منثور جلد۶ صفحہ۱۸۴ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 302 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر114: يخرج النبي الأمي من ذرية ابنك الذي تتم به الكلمة العُليا**

ترجمہ: (جبریلؑ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا) کہ اسی جگہ آپ کے صاحبزادے کی ذریت سے نبی اُمّی پیدا ہوں گے جن کے ذریعہ کلمہ عُلیا تمام (مکمل) ہوگا۔(خصائص الکبریٰ صفحہ۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 324 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر115:** أَنْتَ الَّذِي فَتَحَ اللَّهُ بِكَ وَخَتَمَ

ترجمہ: ’آپ ہی وہ ہیں کہ اللہ نے آپ سے نبوت کو شروع فرمایا اور آپ ہی پر ختم کیا‘۔ (حدیث کے متن میں نبوت کا لفظ نہیں ہے)

(فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۸ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 324۔325 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

## ۱۸۔ نبی اور امت ایک دوسرے کا حصہ:

**حدیث نمبر 32:** اِنَّکُمْ حِظِّیْ مِنَ الْاُمَمِ وَ اَنَا حَظُّکُمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ (مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ)

ترجمہ: ’تم تمام امتوں میں سے صرف میرا حصہ ہو اور تمام انبیاء میں سے صرف مَیں تمہارا حصہ ہوں‘۔

**استدلال:** ’نہ اس امت کے لئے اور کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ یہ امت کسی اور نبی کی امت ہو سکتی ہے‘۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 280 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**پہلا جواب:** اس میں کوئی کلام نہیں۔امتی نبی کا مفہوم یہی ہے کہ وہ خود امت کا حصہ ہے اور اس کی اپنی کوئی امت نہیں ہے۔اور چونکہ اس کا مقامِ نبوت پانا بھی آں حضرت ﷺ کے طفیل اور آپ ﷺ کی اطاعت کے نتیجہ میں ہے اس لئے وہ کوئی غیر نہیں بلکہ ایک خادم ہے اور اس کو ماننے کے ساتھ اور اللہ کے تازہ بتازہ نشانات دیکھ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے تعلق اور رشتہ محبت اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

**دوسرا جواب:** امت شریعت سے بنتی ہے۔چونکہ قرآن کریم قیامت تک آخری شریعت ہے اور اب کوئی تشریعی نبی نہیں آ سکتا اس لئے یہ امت کسی اور نبی کی امت بھی نہیں بن سکتی۔

**تیسرا جواب:** یہ مضمون کتاب میں مذکور درج ذیل حدیث سے اور بھی واضح ہو جاتا ہے

**حدیث نمبر 116:** لَوْ نَزَلَ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ اَنَا حِظُّکُمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَاَنْتُمْ حِظِّیْ مِنَ الْاُمَمِ

ترجمہ: ’تم میں خود موسیٰ علیہ السلام بھی آ جاویں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو تو البتہ تم گمراہ ہو جاؤ، انبیاء میں سے تمہارا حصہ صرف میں ہی ہوں اور امتوں میں سے میرا حصہ صرف تم ہی ہو‘۔

(شعب الایمان بیہقی ، کنز العمال بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 325 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ آں حضرت ﷺ کو چھوڑ کر حضرت موسیٰ کی اتباع بھی گمراہی ہے۔اس ارشاد کے مطابق گزشتہ نبی حضرت عیسیٰؑ کی اتباع کی بھی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور یوں ان کی دوبارہ آمد کی پیش گوئی پوری ہونے کی ممکنہ صورت یہی ہے کہ آپ ﷺ کا امّتی آں حضور ﷺ کے ظل اور سایہ کے رنگ میں بطور رامّتی نبی آئے اور امت کے اصل نبی آپ ﷺ ہی رہیں۔

**نوٹ:** درج ذیل حدیث کا بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے اس لئے مندرجہ بالا اس کا جواب بھی ہے۔

**حدیث نمبر 117: بلا ترجمہ اور بلا الفاظ حدیث:** ’حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث طبرانیؒ نے روایت فرمائی ہے‘۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 325-326 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

## ۱۹۔خلافت اوّل 30 سال اور پھر دوبارہ:

**حدیث نمبر 39:** خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ عَامًا ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكٌ فَاسْتَلَمَهَا (جامع ترمذی ، سنن ابوداود)

'نبوت کی خلافت تیس برس تک رہے گی اور پھر ملک وسلطنت ہو جائے گی'۔

**استدلال:** اس حدیث میں بالوضاحت بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد صرف خلافتِ نبوت باقی رہے گی۔نبوت بالکل نہیں ہوگی۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 286 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**پہلا جواب:** خلافت نبی کی وفات کے معاً بعد قائم ہوتی ہے اس لئے یہاں بعد سے لازماً آپ ﷺ کی وفات کا معاً بعد مراد ہے اور اس سے کلیتاً بعد کا زمانہ لینا مقصد حدیث کے برخلاف ہے۔یہ حدیث آں حضور ﷺ کے بعد معین عرصہ تک خلافتِ نبوت کے قیام کی ایک پیش گوئی تھی جو پوری ہوئی۔

**دوسرا جواب:** اس محدود عرصہ قیامِ خلافت کی پیشگوئی کے ساتھ آں حضرت ﷺ نے ایک بار پھر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے قیام کی خبر بھی دی ہے جیسا کہ کتاب میں مذکور درج ذیل حدیث سے ظاہر ہے:

**حدیث نمبر 48:** تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ

(مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ وسنن حضرت امام بیہقیؒ)

ترجمہ: 'تمہارے اندر نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا (یعنی جب تک آں حضرت ﷺ دنیا میں زندہ رہیں گے) پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھالے گا۔ اس کے بعد قوت کے زور پر بادشاہت رہے گی جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا۔پھر خلافت طریقۂ نبوت پر ہوگی۔اس کے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔'(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 290-291 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

اس پیش گوئی میں امت محمدیہ میں آنے والے مختلف ادوار کے آخر میں آں حضرت ﷺ نے خلافت علیٰ منہاج نبوت کے ایسے دور کا ذکر فرمایا ہے جس کے بعد اور کوئی دور نہ ہوگا۔کیونکہ اس کے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔آں حضرت ﷺ کے بعد پہلا دور بھی خلافت کا ہے اور آخری بھی۔جس طرح پہلی خلافت نبوت کے بعد ہوئی اسی طرح یہ آخری دور بھی نبوت کے بعد ہوگا۔اور اس طرح یہ خبر صریحاً ایک نبی کی آمد اور پھر اس کے بعد خلافت کے قیام کی خبر ہے۔

مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں:

'اس حدیث میں سب سے آخر میں خلافت کا ذکر ہے اس سے وہ خلافت مراد ہے جو قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگی'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 291 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

اس خلافت کو حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ قرار دینا آدھی بات ہے۔کیوں کہ اس طرح نبی کی آمد کا ذکر تو ہو گیا لیکن خلافت کی بات نہ ہوئی۔نبوت اور خلافت دو علیحدہ

علیحدہ امر ہیں اور بیک وقت نہیں ہو سکتے۔خلافت نبی کے بعد ہوتی ہے اور منہاجِ نبوت پر خلافت کا قیام نبی اللہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں نہیں بلکہ ان کے بعد ہونا ہے۔

اور یوں اس پوری بات کا اظہار کوئی وجۂ نزاع باقی نہیں چھوڑتا۔مسیح موعود امتی نبی ہیں اور آپ کے بعد سلسلۂ خلافت کا قیام آں حضرت ﷺ کی اس پیشگوئی کا پورا ہونا ہے۔اس کے بعد اور کوئی دور نہیں اور یوں یہ سلسلۂ خلافت دنیا کے آخر تک جاری رہنا ہے۔اس سبب سے بھی حضرت عیسیٰ کے دور کو یہ خلافت قرار دینا درست نہیں ٹھہرتا کیونکہ مفتی صاحب کے نزدیک ان کا دورانیہ صرف چالیس سال ہوگا۔

مفتی صاحب کا اپنے اظہار میں 'قربِ قیامت' کا ٹانکہ بھی بے جا ہے۔وہ تو کتنی حدیثیں اس مضمون کی بیان کر چکے ہیں کہ آں حضرت ﷺ اور قیامت باہم دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔پس قربِ قیامت کا زمانہ تو 1500 سال سے جاری ہے۔حضرت مسیح موعود کے مطابق یہ آخری ہزار ہے اور ابھی قیامت کے آنے میں نو صدیاں ہیں۔

**نوٹ:** درج ذیل ۳ احادیث میں سے اول الذکر خلافتِ آخر کے بارے میں اور ثانی الذکر دو حدیثیں خلافت اوّل کے متعلق ہیں اور ان کا جواب بھی مذکورہ بالا ہی ہے۔

**حدیث نمبر 49: بلاترجمہ اور بلاالفاظ حدیث:** 'حضرت حذیفہؓ سے اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جو پہلی روایت میں بیان ہوا ہے'۔

(مسند احمد بن حنبل بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 291 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 87 : ان اللہ بدا ھذا لامر نبوۃ و رحمۃ و کائناً خلافۃ ورحمۃ و کائناً ملکاً عضو ضاً و کائناً عتواً و جبریۃ و فساداً فی الامۃ**

ترجمہ: 'اللہ تعالیٰ نے اس امر کو نبوت اور رحمت بنا کر شروع کیا اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) خلافت اور رحمت ہونے والی ہے، اور پھر تکبر اور جبر اور امت میں فساد ہونے والا ہے'۔

(معجم کبیر و کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 310 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 88: بلاترجمہ اور بلاالفاظ حدیث:** 'حضرت معاذؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابوداود طیالسیؒ نے اور بیہقیؒ نے سنن میں روایت کی ہے'۔

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 311 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

## ۲۰: بعد والوں کے بھی رسول:

**حدیث نمبر 79:** أَنَا رَسُوْلُ مَنْ أَدْرِكُ حَيًّا وَمَنْ يُوْلَدُ بَعْدِيْ (کنز العمال)

'مَیں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو مَیں زندگی میں پالوں اور اس شخص کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوگا'۔

**استدلال:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت تک جو انسان پیدا ہوگا اس کے نبی صرف آپ ﷺ ہی ہیں اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 307 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس میں کلام نہیں کہ کوئی ایسا نبی پیدا نہیں ہوگا جس کو مان کر کوئی اس کی امت ہو جائے۔ کیونکہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے گا اور اس کو ماننے والوں کے نبی بھی آں حضرت ﷺ ہی ہوں گے۔ اسی لئے اس امّتی نبی نے جس کے آنے کی خود آں حضرت ﷺ نے بشارت دی تھی یہی تعلیم دی کہ:

'نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اسی جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔۔۔ آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے'۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ نمبر 13-14)

## ۲۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے قائم مقام پائیں گے:

**حدیث نمبر 94:** لَيَجِدَنَّ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فِي أُمَّتِي خُلَفَاءَ مِنْ حَوَارِيِّهِ (کنز العمال)

'عیسیٰ (جب نزول فرمائیں گے تو) میری امت میں اپنے حوارین کے قائم مقام لوگ پائیں گے'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 313 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** اس حدیث سے ختم نبوت کے حق میں کوئی استدلال نہیں لکھا گیا۔ لیکن بظاہر حدیث میں ان 'آخرین' کا ذکر ہے جن میں درج ذیل آیتِ قرآنی کے مطابق آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ مقدر تھی:

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ (جمعہ 4:62)

ترجمہ: اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے معبوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔

اور ان کے بارے میں ہی اس حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی مانند اور ان کے قائم مقام ہوں گے۔ اس خبر سے اس بات کی تائید بھی ہوتی ہے کہ آں حضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ اور حضرت عیسیٰؑ کی دوسری آمد کی خبر کا مدعا ایک ہی ہے اور امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی وجود ہیں۔

قرآن کریم میں بھی آں حضرت ﷺ کے اصحاب کی مثال اول تورات سے دی گئی اور ساتھ ہی غالباً آپؐ کی دوسری بعثت کے حوالہ سے انجیل سے بھی۔ جیسا کہ فرمایا:

وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ (فتح 30:48)

ترجمہ: اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے۔

اس آیت کے تناظر میں حدیث زیر بحث سے آنے والے مسیح پر ایمان لانے والوں کا آں حضرت ﷺ کے اصحابؓ کے رنگ میں رنگا ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے۔

انہی اخبار کو حضرت مسیح موعود نے یوں بیان فرمایا ہے:

؎ صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

اس وضاحت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حدیث امت میں ایک نبی کی آمد کی خبر ہے نہ کہ اس کے برعکس۔

## ۲۲۔امت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں:

**حدیث نمبر 97:** وَاُمَّتُہٗ اَفْضَلُ الْاُمَمِ وَاَفْضَلُھَا اَبُوْبَکْرٌ

ترجمہ:'ان کی امت تمام امتوں پر افضل ہے اور پھر ساری امت میں ابوبکر افضل ہیں'۔

**استدلال:** حدیث کی تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ تمام امت محمدیہ سے افضل ترین فرد ہیں حالانکہ وہ نبی نہیں جس سے صاف ثابت ہوا کہ اس امت میں کوئی نبی نہیں ہوسکتا ورنہ لازم آئے گا کہ غیر نبی (ابوبکرؓ) نبی سے بڑھ جائیں حالانکہ یہ ناممکن ہے۔

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳۸ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 314 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** اس حدیث کو آں حضور ﷺ کے اس ارشاد مبارک کے مطابق دیکھنا چاہئے جس میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو افضیلت میں امت میں پیدا ہونے والے انبیاء کے سوا فرمایا گیا ہے۔ یہ حدیث کئی طرح سے روایت ہے۔جیسے:

**۱۔ 'ابو بکر خیر الناس الا یکون نبی'۔**

(معجم کبیر از طبرانی ؒ، کامل از ابن عدی ؒ اور کنز جلد ۶ صفحہ ۱۳۷ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۱۷ نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف)

ترجمہ: ابوبکرؓ سب لوگوں سے بہتر ہیں سوائے اس کے کوئی نبی پیدا ہو (تو اس سے بہتر نہیں)

**۲۔ ابو بکر خیر الناس بعدی الا یکون نبی۔**

(ابن عدی، معجم کبیر طبرانی، خطیبؒ اور دیلمیؒ، کنز جلد ۶ صفحہ ۱۳۸ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۱۷ نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف)

ترجمہ: ابوبکرؓ میرے بعد سب لوگوں سے بہتر ہیں سوائے اس کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

ان احادیث سے امت میں نبی کی پیدائش کے امکان ثابت ہے۔اور یہ وضاحت کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ ان ممکنہ انبیاء کے علاوہ باقی سب لوگوں سے افضل ہیں۔دوسری حدیث میں تو بعد کا قرینہ بھی ہے جو اسے مستقبل کی خبر ظاہر کر رہا ہے یعنی اس نبی کی پیدائش کی خبر بھی جو آپ ﷺ کے بعد ظاہر ہونا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مفتی صاحب نے یہ دونوں احادیث بھی نمبر **102** اور **103** پر ختم نبوت کے حق میں درج کر دی ہیں۔

تاہم اس کے لئے انہیں آں حضرت ﷺ کے ارشاد مبارک کے برخلاف ترجمہ میں تبدیلی کرنا پڑی ہے۔

چنانچہ پہلی حدیث کا ترجمہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ

'ابوبکر انبیاء کے سوا تمام انسانوں سے بہتر ہیں' ۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 317 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

اس میں لفظ ' **یکون** ' کا ترجمہ نہیں کیا گیا اور نبی (واحد) کا ترجمہ انبیاء (جمع) کر دیا ہے جس سے اس ارشاد میں بجائے امت میں پیدا ہونے والے نبی کے استثناء کے گزشتہ انبیاء سے استثناء کا مفہوم پیدا ہو گیا ہے جو یقیناً حدیث کے مفاد کے خلاف ہے۔

دوسری حدیث کا ترجمہ انہوں نے یہ کیا ہے

'ابوبکرؓ سوائے نبی کے میرے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 317 نیا ایڈیشن۔شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

یہاں بھی '**یکون**' کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے اور بات بدل دی ہے۔

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری نے اس لفظ کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے:

'ان حدیثوں میں **یکون** میں **کانَ تامّہ** استعمال ہوا ہے اس لئے نبی کا لفظ مرفوع ہے۔ جس کا استثناء کیا گیا ہے وہ آئندہ ہونے والا نبی ہے۔ اگر **یکون** کا لفظ نہ ہوتا اور صرف **الا الانبیاء** کے الفاظ ہوتے تو مفتی صاحب کا ترجمہ صحیح ہوتا'۔

(الحق المبین از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 93 ربوہ 1971ء)

**نوٹ:** درج ذیل ۱۵ احادیث میں سے اول الذکر 4 میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت بیان ہوئی ہے جبکہ اگلی 9 احادیث میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ کا ذکر ہے (ان میں سے ایک میں آپ ﷺ کے بعد صرف ان دونوں حضرات کے خلیفہ ہونے کا بیان تشریح طلب ہے)۔ آخری سے پہلی حدیث میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا ذکر ہے۔ جبکہ آخری حدیث میں آپ کے ساتھ باقی تینوں خلفائے راشدینؓ کا بھی ذکر ہے۔ یوں ان میں سے بیشتر میں ذکر فرمودہ فضائل میں ایک سے زیادہ حضرات شامل ہیں۔ جبکہ مجموعی طور پر سب سے افضل ہونا انبیاء کے علاوہ بیان ہوا ہے۔ اکثر سے کوئی استدلال بھی نہیں کیا گیا ہے لیکن ان کا ذکر شاید اسی مفاد میں ہے۔ اس لئے ان سب کا جواب مندرجہ بالا ہی ہے۔

**حدیث نمبر 104:** وَهُوَ أَفْضَلُ أُمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ

ترجمہ: (جبریل علیہ السلام نے فرمایا): 'ابوبکرؓ آپ کے بعد ساری امت سے افضل ہیں'۔

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳۸ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 318 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 105:** مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ (کنز العمال)

ترجمہ: 'نبیین اور مرسلین کے بعد پورے دورِ شمسی یعنی زمانہ میں ابوبکر سے افضل کوئی نہیں ہوا'۔

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۴۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 318 نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 175: رایت لیلۃ اسری بی حول العرش فریدۃً خضراء مکتوب فیھا بقلم نور ابیض: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق** (صحیح حضرت ابن حبانؒ، سنن حضرت امام دار قطنیؒ)

ترجمہ: 'شب اسریٰ میں نے ایک سبز موتی دیکھا جس پر نور کے قلم سے لکھا ہوا تھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 351-352 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 177: لیلۃ اسری بی عرج الی السماء ما مررت بسماءٍ الا وجدت اسمی مکتوب فیھا و ابو بکر الصدیق خلفی**

(طبرانی، ابن عساکر و ابن عرفہ)

ترجمہ: 'شبِ اسریٰ میں نے ہر آسمان سے گزرتے ہوئے وہاں اپنا نام اور اس کے پیچھے ابوبکر الصدیق لکھا ہوا پایا'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 352 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 106:** خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ

ترجمہ: 'اس امت کے نبی کے بعد ساری امت سے افضل ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں'۔

(ابن عساکر، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۴۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 318-319 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 107:** خَيْرُ أُمَّتِي بَعْدِي أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ (ابن عساکر ، کنز العمال)

ترجمہ: 'میرے بعد میری امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں'۔

(ابن عساکر از کنز جلد ۶ صفحہ ۱۴۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 319 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 125:** إِنَّ اللهَ أَيَّدَنِي بِأَرْبَعَةِ وُزَرَاءَ اثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَاثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ

ترجمہ: 'اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ذریعہ میری تائید فرمائی، جن میں سے دو آسمان والوں میں سے ہیں یعنی جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ۔ (طبرانی از خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 330 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 137:** أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ (ابنِ جوزیؒ)

ترجمہ: 'ابوبکرؓ وعمرؓ کا مرتبہ میرے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کی حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارون (علیہم السلام) کا تھا'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 337-338 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 138:** أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ خَيْرُ أَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَخَيْرُ مَنْ بَقِيَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: 'ابوبکرؓ وعمرؓ تمام آسمانی اور زمینی مخلوقات سے بہتر ہیں اور ان تمام لوگوں سے بھی بہتر ہیں کہ قیامت تک جن کا پیدا ہونا باقی اور مقدر ہے'۔

(دیلمی، کنز جلد ۶ صفحہ ۱۴۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 338 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 139:** أُتِيتُ بِكِفَّةِ مِيزَانٍ فَوُضِعْتُ فِيهَا وَجِيءَ بِأُمَّتِي وَوُضِعَتْ فِي الْكِفَّةِ الْأُخْرٰى فَرَجَحْتُ بِأُمَّتِي ثُمَّ رُفِعْتُ فَجِيءَ بِأَبِي بَكْرٍ فَوُضِعَ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ فَرَجَحَ بِأُمَّتِي ثُمَّ رُفِعَ أَبُوبَكْرٍ وَجِيءَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَوُضِعَ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ فَرَجَحَ بِأُمَّتِي

ترجمہ: '(خواب میں) میرے سامنے ایک ترازو لائی گئی اور مجھے اس کے پلہ میں رکھ دیا گیا اور پھر میری تمام امت کو جمع کر کے دوسرے پلہ میں رکھ دیا گیا تو میں وزن میں ساری امت سے بڑھ گیا، اس کے بعد مجھے وہاں سے اٹھا دیا اور ابوبکرؓ کو رکھ دیا تو وہ بھی ساری امت سے بڑھ گئے، اس کے بعد ابوبکرؓ کو اس میں سے اٹھالیا گیا اور عمرؓ کو اس میں رکھ دیا گیا، وہ بھی ساری امت سے بڑھ گئے'۔

(ابونعیمؒ، کنز جلد ۶ صفحہ ۱۴۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 338-339 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 140: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'اسی مضمون کی حدیث حضرت معاذؓ سے بھی طبرانیؒ نے معجم کبیر میں روایت کی ہے'۔

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۴۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 339 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 174: ان اللہ ایدنی باربعۃ ورراء اثنین من اھل السماء جبرئیل و میکائیل واثنین من اھل الارض ابو بکر و عمر**

ترجمہ: 'اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ساتھ میری تائید فرمائی، دو آسمان والوں میں سے یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ'۔ (طبرانیؒ و بزار ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 351۔ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**نوٹ:** یہ حدیث طبرانی کے حوالے سے ہی پہلے حدیث نمبر 125 کے تحت بھی درج ہوئی ہے۔

**حدیث نمبر 196: اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر**

ترجمہ: 'ان دو شخصوں کا اتباع کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ'۔

(ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، کنز جلد ۶ صفحہ ۱۴۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 359 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 176: نامکمل ترجمہ والفاظ حدیث:**

'حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اسی مضمون (حدیث ۱۷۵) کی حدیث ابنِ عساکرؒ نے روایت کی ہے اور اس کے آخر میں ہے: **ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین**'۔

(ابن عساکر فی الخصائص بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 352۔ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 197: ترجمہ:** يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُلُّ أُمَامَةٍ عُطَاشًا إِلَّا مَنْ أَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا

'قیامت کے روز ساری امتیں پیاسی آئیں گی مگر جو شخص کہ ابوبکرؓ وعمر وعثمانؓ وعلیؓ کی محبت رکھتا ہوگا وہ پیاسا نہ ہوگا'۔

(امام رافعیؒ از کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 360 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

## ۲۳۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام امت سے افضل:

**حدیث نمبر 126:** اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَ اَصْحَابِيْ عَلٰى جَمِيْعِ الْعَالَمِيْنَ سِوَى النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاخْتَارَ مِنْ اَصْحَابِيْ اَرْبَعَةً اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ اَصْحَابِيْ

ترجمہ: 'اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء ومرسلین کے علاوہ تمام اہل عالم میں پسند فرمایا اور پھر صحابہ میں سے چار کو پسند فرمایا یعنی ابوبکر، عمر، عثمان، علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور ان چاروں کو تمام صحابہ میں بہترین قرار دیا'۔

**استدلال:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام امت سے افضل ہیں اور بایں ہمہ جب وہ بھی نبی نہیں تو اور کوئی کیسے نبی ہوسکتا ہے؟ (خصائص الکبریٰ جلد ۲، صفحہ ۲۰۳، بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 331۔ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**پہلا جواب:** بلاشک حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہ سے افضل ہونے کے سبب امت میں بزرگ ترین ہیں لیکن درج ذیل ایک اور حدیث کے مطابق یہ افضلیت آئندہ پیدا ہونے والے نبی کے استثناء کے ساتھ ہے

اَبُوْ بَكْرٍ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَبِيٌّ

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صفحہ نمبر 6 و جامع الصغیر السیوطی بحوالہ الحق المبین از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 91)

ترجمہ: ابوبکر اس امت میں افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

اگر امت محمدیہ میں کوئی نبی پیدا نہ ہونا ہوتا تو آں حضرت ﷺ کا یہ ارشاد کافی ہوتا کہ حضرت ابوبکرؓ تمام امت میں افضل ہیں اور اس افضیلت سے آئندہ آنے والے نبی کے استثناء کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

یہی مضمون درج ذیل ایک اور حدیث میں بھی ملتا ہے جس میں آں حضرت ﷺ نے نبی کے استثناء کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سب انسانوں سے افضل قرار دیا ہے:

**ابو بکر خیر الناس الا ان یّکون نبی**

(جامع الصغیر از امام جلال الدین سیوطیؒ، زیر عنوان حرف الھمزہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 6 ایڈیشن کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق از علامہ عبدالرؤف مناوی)

ترجمہ: ابوبکر سب لوگوں سے بہتر ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب میں ایک لفظ کے فرق کے ساتھ اس مضمون کی درج ذیل حدیث بھی درج کی ہے:

**ابو بکر خیر الناس بعدی الا ان یّکون نبی۔** (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صفحہ نمبر 317 ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ستمبر 2012ء)

ترجمہ: ابوبکر میرے بعد سب لوگوں سے بہتر ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

اس حدیث میں 'بعدی' کا زائد لفظ بمعنی 'میرے بعد' اور پھر 'ان یکون نبی' یعنی 'کوئی نبی پیدا ہو' کے الفاظ قابل غور ہیں جو واضح طور پر آپ ﷺ کے بعد امکان نبوت پر دلیل ہیں۔

**دوسرا جواب:** محض افضل ہونا انعام نبوت کا مورد نہیں بنا دیتا۔ نبوت ضرورت کے تابع ہے اور ضرورت کا تعین آں حضرت ﷺ نے خود یہ کہہ کر فرما دیا ہے کہ

**لیس بینی و بینه نبی** (بخاری کتاب بداء الخلق، جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ مصری)

ترجمہ: کہ آپ ﷺ اور اس (آنے والے موعود) کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

ابوداؤد میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

**لیس بینی و بینه نبی و انه نازل** (ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

ترجمہ: اس (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا اور وہ ضرور نازل ہوگا۔

پس ان اصحاب کا نبی نہ ہونا آں حضرت ﷺ کی اس پیشگوئی کا پورا ہونا ہے نہ کہ نبوت کے ختم ہونے پر دلیل۔

**نوٹ:** درج ذیل 12 مزید احادیث میں سے پہلی 6 میں مختلف صحابہؓ کے مناقب اور اگلی 6 میں بعض صحابہؓ کی عادات اختیار کرنے کی تعلیم بیان ہوئی ہیں ان سب سے کوئی استدلال نہیں کیا گیا ہے لیکن ان کا ذکر غالباً صحابہؓ کی فضیلت کی دلیل کے ذیل میں کیا گیا ہے۔ اس لئے ان کا جواب بھی مندرجہ بالا ہی ہے۔

**حدیث نمبر 204:** ترجمہ: اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ

ترجمہ: 'ہر نبی کے لئے ایک مخلص و مددگار ہوتا ہے اور میرے مخلص و مددگار زبیرؓ ہیں'۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، الریاض النضرۃ للطبری جلد ۲، صفحہ ۲۶۴ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 361 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 205:** ترجمہ: لِکُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَیْدَةُ بْنُ الْجَرَّاحِ

ترجمہ: 'ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کے امین ابوعبیدہؓ بن الجراح ہیں'۔

(بخاری و مسلم، الریاض النضرۃ جلد ۲، صفحہ ۳۰۸ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 361-362 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 206:** لِکُلِّ شَیْءٍ سَنَامٌ وَسَنَامُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَمِّیَ الْعَبَّاسُ

ترجمہ: 'ہر چیز کا ایک اعلیٰ حصہ ہوتا ہے اور اس امت کا اعلیٰ حصہ میرے چچا عباسؓ ہیں'۔

(کنز جلد۶ صفحہ۱۶۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 362 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 207: ترجمہ:** خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ

ترجمہ: 'اس امت کے بہترین فرد عبداللہ بن عباسؓ ہیں'۔

(خطابی، کنز جلد۶ صفحہ۱۶۳، بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 362 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 208: ترجمہ:** أَعْلَمُهَا (ای الأُمَّة) بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ (کنز العمال)

ترجمہ: 'حلال اور حرام کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبلؓ ہیں'۔

(کنز جلد۶ صفحہ۱۴۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 362-363 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 210::** إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ (الی قولہ) فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: 'ایک شخص تمہارے پاس یمن سے آئیں گے جن کا نام اویس ہوگا، تم میں سے جو شخص ان سے ملے اپنے لئے استغفار کرائے'۔

(مسلم، مشکوٰۃ صفحہ۵۷۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 363 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 198:** اقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ أَصْحَابِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ

ترجمہ: 'ان لوگوں کی اطاعت کرو جو میرے صحابہ میں سے میرے بعد ہوں گے، یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عمارؓ کی سی عادت اختیار کرو اور عبداللہ بن مسعودؓ کے عہد کے ساتھ تمسک کرو'۔

(ترمذی، کنز جلد۶ صفحہ۱۴۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 360 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 199: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:**

'حضرت حذیفہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث رویانی نے نقل کی ہے'۔

(کنز جلد۶ صفحہ۱۴۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 360 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 200: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ابنِ عدیؒ نے روایت کیا ہے'۔

(کنز جلد۶ صفحہ۱۴۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 360-361 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 201: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت جابرؓ سے بھی یہی مضمون مرفوعاً مروی ہے'۔

(کنز جلد۶ صفحہ۱۴۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 361 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 202: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی حدیث مروی ہے'۔

(کنز جلد۶ صفحہ۱۴۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 361 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 203: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی یہی مضمون منقول ہے'۔

(کنز جلد۶ صفحہ۱۴۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 361 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

## ۲۴۔قرآن کے سوا کوئی وحی نہیں:

**حدیث نمبر 98:** لَا وَحْیَ اِلَّا الْقُرْاٰنُ

ترجمہ:’قرآن کے سوا کوئی وحی نہیں‘۔

**استدلال:**’مراد یہ ہے کہ قرآن کے بعد اور کوئی جدید آسمانی کتاب نہیں آ سکتی‘۔

(مختصر من مشکل الآثار صفحہ ۴۵۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 315 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** اس میں کوئی کلام نہیں۔قرآن کریم آخری شریعت ہے اور اس کا دائرہ قیامت تک ہے۔اسی لئے آں حضرت ﷺ آخری تشریعی نبی ہیں۔خود مفتی صاحب نے اس مضمون کی کئی احادیث بیان کر کے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ

’ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے بعد نہ کوئی اور آسمانی کتاب نازل ہوگیا ورنہ کوئی شریعتِ جدیدہ آئے گی، نہ قرآن کا کوئی حرف منسوخ ہوگا، یہ صرف نبوّتِ تشریعیہ کے انقطاع کی دلیلیں ہیں‘۔(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 342 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

یہ نتیجہ حضرت مسیح موعود کی درج ذیل تعلیم کے عین مطابق ہے :

’آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اتم اور اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔۔۔۔اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں‘۔(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 557 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)۔

**نوٹ:** درج ذیل 17 احادیث کا بھی یہی مضمون ہے اس لئے مندرجہ بالا ان کا بھی جواب ہے۔

**حدیث نمبر 144:** لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى مِنْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ

ترجمہ:’وہ (قرآن) فیصلہ کن کتاب ہے، ٹھٹھا نہیں، جو ظالم اس کو چھوڑے گا اللہ اس کو ہلاک کرے گا اور جو اس کے سوا (کسی منسوخ شدہ آسمانی کتاب سے) ہدایت ڈھونڈے گا اس کو اللہ گمراہ کر دے گا‘۔

(مسند احمدؒ، ترمذی، کنز جلد ا صفحہ ۴۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 341 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 145:** مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهٖ وَاَخَذَ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهُ ضَلَّ

ترجمہ:’جس شخص نے اس (یعنی قرآن) کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑا وہ گمراہ ہوگیا‘۔

(مسند احمد، کنز جلد ا صفحہ ۱۴۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 341-342 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 146:** ترجمہ: اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ

ترجمہ:’میں تمہارے اندر اللہ کی کتاب (قرآن) چھوڑتا ہوں، وہ اللہ کی رسی ہے جس نے اسے پکڑ لیا اور اس کا اتباع کیا اس نے ہدایت پائی اور جس نے چھوڑ دیا گمراہ ہوگیا‘۔

(ابن ابی شیبہؒ، صحیح بن حبانؒ، کنز جلد ا صفحہ ۱۴۷ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 342 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 147:** فَمَا اَحَلَّ فِیْ کِتَابِہٖ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ فَھُوَ حَلَالٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَا حَرَّمَ فِیْ کِتَابِہٖ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ فَھُوَ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

ترجمہ: 'جو اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی کی زبان پر حلال کر دیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے اور جو حرام کر دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے'۔

(کنز جلد ا صفحہ ۵۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 342-343 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 148:** لَیَخْرُجَنَّ مِنْ ھٰذَا الدِّیْنِ قَائِمًا

ترجمہ: 'یہ دین (یعنی دینِ محمدی) ہمیشہ قائم رہے گا'۔

(صحیح مسلمؒ، کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 343 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 149: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت مغیرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے'۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۱ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 343 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 150: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث سنن ابن ماجہ میں موجود ہے'۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۱ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 343 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 151: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت عمرؓ سے اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں ہے'۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۱ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 343-344 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 152: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت معاویہؓ سے یہی مضمون بخاری و مسلم و مسند احمد میں مروی ہے'۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 344 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 153: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت ثوبانؓ سے بھی اسی معنی کی حدیث کو مسلم و ترمذی، ابنِ ماجہ میں روایت کیا ہے'۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 344 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 154: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت عتبہ بن عامرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم میں مروی ہے'۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 344 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 155: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت عمران بن حصینؓ سے بھی یہی مضمون امام احمدؒ اور حاکمؒ اور ابو داودؒ نے روایت کیا'۔

(مسند احمد، سنن ابو داود، کنز جلد ۶ صفح ۲۳۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 344 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 156: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت قرہ بن ایاسؓ سے بھی یہی مضمون صحیح ابنِ حبان اور مسند احمد و جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہے'۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 344-345 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 157: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'سلمہ بن نفیلؓ سے یہی مضمون طبرانیؒ اور ابنِ سعدؒ نے بھی روایت کیا ہے'۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 345 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 158: بلاترجمہ وبلاالفاظ حدیث:** 'حضرت انسؓ سے صحیح ابنِ حبان میں بھی مروی ہے'۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 345 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 159: بلاترجمہ وبلاالفاظ حدیث:** 'حضرت زید بن ارقم ؓ سے یہی مضمون مروی ہے'۔

(مسند حضرت عبد بن حمید ؒ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 345 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 160: بلاترجمہ وبلاالفاظ حدیث:** 'حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے یہی مضمون ابوالنصر سنجریؒ نے ابانہ میں اور ہرویؒ نے ذم الکلام میں روایت کیا ہے'۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۲۳۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 345 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

## ۲۵۔امت کا نبی انہیں میں سے ہوگا:

**حدیث نمبر 120:** أَنَّ مُوسَىٰ دَعَا اللهَ تَعَالَىٰ اجْعَلْنِي نَبِيَّ تِلْكَ الْأُمَّةِ وَنَبِيُّهَا هٰذَا الْأُمَّةَ الْمَرْحُومَةَ، قَالَ (يَعْنِي اللهَ تَعَالَىٰ) نَبِيُّهَا مِنْهَا

ترجمہ: 'موسیٰؑ نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھے اس امت (یعنی امت محمدیہ) کا نبی بنادے تو ارشاد ہوا کہ اس امت کا نبی خود انہی میں سے ہوگا'۔

**استدلال:** حدیث سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰؑ جیسا اولوالعزم پیغمبر بھی جب اس امت کا نبی نہیں بن سکتا تو پھر کوئی آں حضرت ﷺ کے بعد آپ کی نبوت کا درجہ کیسے پاسکتا ہے۔

(ابونعیم فی الحلیہ، الخصائص جلد ا صفحہ ۱۴ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 327۔ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس استدلال کے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ بھی اس امت میں بطور نبی نہیں آسکتے۔ اور ان کی آمد کی پیش گوئی کے لئے لازم ٹھہرتا ہے کہ وہ ایک امتی کے ذریعہ پوری ہو۔ جس پر اس حدیث کے یہ الفاظ ایک مظبوط قرینہ ہیں کہ **نبیها منها** یعنی امت کا نبی امت میں سے ہوگا۔ اس طرح یہ حدیث واضح طور پر امتی نبی کی خبر اور امتی نبوت کی شکل میں نبوت جاری رہنے کی ایک خوش خبری ہے۔

## ۲۶۔شانِ امتیاز سب سے بڑھادی ہے:

**حدیث نمبر 124:** يَقُولُ إِنْ كُنْتَ اصْطَفَيْتُ آدَمَ فَقَدْ خَتَمْتُ بِكَ الْأَنْبِيَاءَ

ترجمہ: 'اللہ تعالیٰ فرماتا کہ: اگر ہم نے آدم کو صفی اللہ ہونے کا تمغہ امتیازی دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے آپ کی شانِ امتیاز سب سے بڑھادی ہے'۔

(الخصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 329۔ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**پہلا جواب:** اس حدیث میں واضح طور پر آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبین کو آپ ﷺ کی شانِ امتیاز کو سب سے بڑھانے والا فرمایا گیا ہے۔ یہی وہ بات ہے جو اس امر کی متقاضی ہے کہ اس مقام کی تشریح وتوضیح ایسی کی جائے جو شان کو بڑھانے والی ہو۔ زمانی لحاظ سے آخری ہونا کیونکہ کوئی تعریف کا رنگ نہیں رکھتی اس لئے اس کے درست معنی یہی ہیں کہ آپ نبیوں کی مہرِ تصدیق ہے اور سب انبیاء آپ ﷺ کی تصدیق کے محتاج ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ افضل النبین ہیں اور تمام انبیاء سے افضل واعلیٰ ہیں۔

پس یہ حدیث مقامِ خاتَم النبیین کے درست معنوں کو واضح کرنے والی ہے اور اس کے الفاظ **ختمت بک الانبیاء** کا ترجمہ اسی کے مطابق کرنا چاہیے۔

**دوسرا جواب:** اس حدیث میں شانِ امتیاز بڑھانے کی وجہ تمام انبیاء کا ختم کرنا اس لئے بھی درست نہیں ٹھہرتا کہ کتاب میں مذکور درج ذیل ایک اور حدیث کے مطابق آپ ﷺ ایک ہزار یا کچھ زاید انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں۔ جبکہ انبیاء کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان ہوئی ہے۔

**حدیث نمبر ۲۹:** اِنِّیْ خَاتِمُ اَلْفِ نَبِیٍّ اَوْ اَکْثَرَ

ترجمہ: 'میں ایک ہزار انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں یا کچھ زیادہ کا'۔

(مستدرک، حاکمؒ، کنز اجلد ۶ صفحہ ۱۲۱ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 329۔ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

## ۲۷۔ تمام انسانوں کی طرف نبی:

**حدیث نمبر 161:** بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ

ترجمہ: 'میں تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں'۔

**استدلال:** قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت کا سلسلہ باقی ہے جب یہ ظاہر ہے تو آپ ﷺ کی نبوت کے ہوتے ہوئے کوئی نبی نہیں آ سکتا ورنہ اس میں آں حضرت ﷺ کی شان کی توہین ہوگی۔

(مسند احمد، ترمذی، کنز جلد ۶، صفحہ ۱۰۹، ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 349۔ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب اول:** اس میں کلام نہیں کہ آں حضرت ﷺ کی نبوت کا دور قیامت تک ہے اور ایسے نبی کا امکان جو کسی طرح اس میں حارج ہو جیسے بنی اسرائیل کے کسی نبی کا آنا آں حضرت ﷺ کی نبوت کے منافی ہے۔ تاہم وہ نبی جو آپ ﷺ کی اطاعت کا دم بھرے اور خود پر اس انعام کو آں حضرت ﷺ کی نبوت کا فیض قرار دے اور اپنی حیثیت ایک خادم سے زائد نہ جانے کسی بھی طرح اس شان سے متصادم نہیں بلکہ آپ ﷺ کی شانِ نبوت کو بڑھانے والی ہے جیسے کسی لائق استاد کے شاگرد کا ترقی کرنا۔

**جواب دوم:** اس مضمون کو بیان کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود نے بروز کی اصطلاح استعمال کی ہے اور فرمایا ہے:

i۔ 'حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہم رنگ آں حضرت ﷺ ہوگا اور اس کا اسم آں جناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کی رو سے نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اس کی روح کا روپ ہوگا اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آں حضرت ﷺ نے تعلق بیان کیا یہاں تک کہ دونوں کے ایک نام کر دئے۔ ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں'۔

(ایک غلطی کا ازالہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 212)

ii۔ 'مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں

بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔پس نبوت ورسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی‘۔
(ایک غلطی کا ازالہ۔روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 216)

**نوٹ:** درج ذیل 11 احادیث کا بھی یہی مضمون ہے اس لئے مندرجہ بالا ان کا بھی جواب ہے۔

**حدیث نمبر 162: ترجمہ:** اُرْسِلْتُ اِلَی الْاَبْیَضِ وَالْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ

ترجمہ: ’مجھے بلا امتیاز کالے گورے (عرب وعجم کے) تمام عالَم کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے‘۔

(عسکری فی الامثال، کنز جلد ۶ صفحہ ۱۰۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 346-347 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 163: بلا ترجمہ وبلا الفاظ حدیث:** ’اس مضمون کی حدیث ابوذرؓ سے مسند احمدؒ ومستدرک حاکمؒ وغیرہ میں بھی موجود ہے‘۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۱۰۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 346-347 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 164: بلا ترجمہ وبلا الفاظ حدیث:** ’اس مضمون کی ایک حدیث حکیم ترمذیؒ اور طبرانیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے‘۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۱۰۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 347 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 165: بلا ترجمہ وبلا الفاظ حدیث:** ’حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے امام احمدؒ نے مسند میں اور طبرانیؒ نے معجم کبیر میں اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے‘۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۱۰۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 347 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 166:** فَاُرْسِلْتُ اِلَی النَّاسِ کُلِّھِمْ کَافَّۃً عَامَّۃً وَکَانَ مَنْ قَبْلِیْ اِنَّمَا یُرْسَلُ اِلٰی قَوْمِہٖ

ترجمہ: ’میں تمام عالم کے لئے نبی ہو کر آیا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء صرف اپنی اپنی قوموں کی طرف پیغمبر ہو کر آتے تھے‘

(مسند احمد، کنز جلد ۶ صفحہ ۱۱۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 347-348 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 167: بلا ترجمہ وبلا الفاظ حدیث:** ’حضرت ابوامامہؓ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی گئی ہے جس کو طبرانیؒ نے روایت کیا ہے‘۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۱۱۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 348 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 168: بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً** (بلا حوالہ حدیث)

ترجمہ: ’میں تمام عالم والوں کی طرف بھیجا گیا ہوں‘۔ (ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 348 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 169:** اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: ’اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اہلِ عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے‘۔

(مسند احمد ومعجم کبیر طبرانی بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 349 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 170:** اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً لِّلنَّاسِ کَافَّۃً

ترجمہ: ’اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے‘۔

(معجم کبیر طبرانی، کنز جلد ۶ صفحہ ۱۱۱ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 349 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 171: بلاترجمہ وبلاالفاظ حدیث:** 'حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ایک روایت حسن بن سفیانؒ اور ابنِ مندہؒ اور ابونعیمؒ اور ابن النجار میں مروی ہے'۔ (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۱۶ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 349-350 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 173: انی رسول اللہ الی الانام کافۃً**

ترجمہ: 'میں تمام مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں'۔ (کنز بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 350 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

## ۲۸۔ اوّل وآخر طبقے بہترین:

**حدیث نمبر 172:** خَيْرُ أُمَّتِي أَوَّلُهَا وَآخِرُهَا أَوَّلُهَا فِيهِمْ رَسُولُ اللهِ وَآخِرُهَا فِيهِمْ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ

ترجمہ: 'میری امت کا بہترین طبقہ اس کا پہلا اور آخری طبقہ ہے کیونکہ پہلے طبقہ میں اللہ کا رسول (یعنی محمد ﷺ) ہیں اور آخری طبقہ میں حضرت عیسیٰ'۔

(حلیہ ابونعیمؒ مرسلاً، کنز جلد ۶ صفحہ ۱۳۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 353۔ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** اس حدیث سے کوئی استدلال نہیں کیا گیا ہے تاہم اس کا مضمون واضح ہے اور پہلے درج شدہ قرآنی آیت (جمعہ 4:62) کے مطابق ہے جس میں آخرین میں آں حضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کی پیش گوئی ہے۔ لامحالہ اس آخری دور کو پہلے دور کی مانند بہترین ہونا تھا۔ آں حضرت ﷺ کی بعثت ثانی کی اس قرآنی پیش گوئی کا احادیث میں ذکر مسیح موعود اور امام مہدی کے ناموں سے ہے اور یہ امتی نبوت کی خوش خبری ہے۔

## ۲۹: اللہ کی کتاب اور عترت:

**حدیث نمبر 178:** إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي

ترجمہ: 'مَیں نے تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ دی ہیں جن کو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑ لیا تو تم ہرگز کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت ہیں'۔

**استدلال:** اس حدیث میں نجات کے لئے قرآن کریم اور اہل بیت وصحابہ کی اتباع کو مدار ہدایت قرار دیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا ورنہ ضروری تھا کہ اس موقع پر آں حضرت ﷺ اس نبی کا ذکر فرماتے جو بعد میں ہونے والا ہے۔

(نسائی وجامع ترمذی کنز جلد ا صفحہ ۴۴ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 353 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** اللہ کی کتاب کو تھامنا ان سب باتوں کو اختیار کرنا ہے جو اس کتاب میں مذکور ہیں۔ جن میں منجملہ رسول کی اطاعت کا حکم ہے اور رسول کی اطاعت آپ ﷺ کے تمام ارشادات پر حاوی ہے۔ جن میں امت میں ایک موعود مصلح کی پیش گوئی اور اس کی بیعت کرنے کا حکم شامل ہے۔ یہ اعجازی کلام ہے کہ بلا تفصیل میں گئے ایسی بنیادی بات بیان فرمائی دی ہے جس میں سارا مضمون آ گیا۔ پس اس موقع پر علیحدہ سے اس پیش گوئی کا ذکر نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور استدلال درست نہیں ٹھہرتا۔

**نوٹ:** درج ذیل 3 احادیث کا بھی یہی مضمون ہے اور مذکورہ بالا ان کا بھی جواب ہے۔

**حدیث نمبر 179:** اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ خَلِیْفَتَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ

ترجمہ: 'میں تمہارے اندر اپنے دو قائم مقام چھوڑتا ہوں، ایک اللہ کی کتاب جو زمین و آسمان کے درمیان خدائی سلسلہ ہے، دوسرے میری عترت اہلِ بیت'۔

(مسند احمد، طبرانی، کنز جلد ا صفحہ ۱۴۴ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 354 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 180: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت زید بن ارقمؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ترمذیؒ نے روایت کی ہے'۔

(کنز العمال بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 354 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 181: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں موجود ہے'۔

(کنز العمال بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 354 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

## ۳۰۔ میری اور خلفائے راشدین کی سنت کی اتّباع

**حدیث نمبر 182:** عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا (ابوداؤد، ترمذی، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۴۷)

ترجمہ: ' تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع کو لازم سمجھو'

**حدیث نمبر 183:** اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّةَ نَبِیِّکُمْ (مستدرک)

ترجمہ: 'میں تمہارے اندر ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے ان کو لازم پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے نبی کی سنت'

**استدلال:** ان احادیث میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ بعد میں کوئی معبوث ہوگا جو تمہاری ہدایت کا کفیل ہوگا۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 355-356 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** ان احادیث میں بھی اللہ کی کتاب کے ساتھ سنت رسول ﷺ اور سنت خلفائے راشدین کو پکڑنے کا حکم ہے اور اللہ کی کتاب میں تمام باتیں آجاتی ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ قرآن کریم میں آنے والے موعود کی پیش گوئی کئی طرح بیان ہوئی ہے جس کی تفصیل ایک گزشتہ باب میں بیان ہو چکی ہے۔ اس لئے ان سے وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو مفتی صاحب نے نکالا ہے۔

**نوٹ:** درج ذیل ۵ احادیث کا یہی مضمون ہے اس لئے مذکورہ بالا ان کا بھی جواب ہے۔

**حدیث نمبر 184: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت ابو سعیدؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے'۔

(کنز جلد ۴ صفحہ ۱۴۷ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 355-356 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 185: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث امام احمدؒ اور طبرانیؒ اور سعید بن منصورؒ نے روایت فرمائی ہے'۔ (کنز جلد ۴ صفحہ ۱۴۷ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 356 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 186: بلاترجمہ وبلاالفاظ حدیث:** حضرت جابرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث حضرت ابنِ ابی شیبہؒ اور خطیبؒ نے روایت فرمائی ہے۔

(کنز جلد۴ صفحہ ۱۴۷ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 356 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 187: بلاترجمہ وبلاالفاظ حدیث:** حضرت معاذؓ سے بھی یہی مضمون دیلمیؒ نے روایت کیا ہے۔

(کنز جلد۴ صفحہ ۱۴۷ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 356 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**حدیث نمبر 189:** اَنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ وَتَلْزَمُوا سُنَّتِیْ وَسُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ

ترجمہ: 'اللہ سے ڈرو اور میری اور میرے خلفائے راشدین کا اتباع کرو اور اس کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑلو۔

(روایت کیا بغویؒ نے کنز جلد ا صفحہ ۵۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 357 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

## ۳۱۔ نبوت کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر راضی:

**حدیث نمبر 188:** رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا

ترجمہ: 'عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ پر نبوت کے لئے محمد ﷺ اور دین کے لئے اسلام پر راضی ہوں'۔

**استدلال:** 'یعنی آپؐ کے بعد ہر مدعیٔ نبوت اور ہر دین سے بیزار ہوں'۔

(**رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة** بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 356۔357 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** دین شریعت سے ہے۔ اس حدیث میں نبوت کے ساتھ دین کا ذکر ہے جو صاحبِ شریعت نبی کو مستلزم ہے۔ تشریعی نبی اب نہیں ہوسکتا اور اگر کوئی ایسا دعویدار ہو تو اس سے بیزاری بجا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بھی یہی سکھایا ہے جیسا کہ فرمایا:

'صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ اور افضل سب نبیوں سے اور اتم اور اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں'۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۵۷ حاشیہ در حاشیہ)

## ۳۲۔ اللہ کے حاکم کی اہانت:

**حدیث نمبر 190:** مَنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ اَهَانَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَكْرَمَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ

ترجمہ: 'جو شخص اللہ کے حاکم کی اہانت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا اور جو اس کی عزت کرے گا اللہ اسے عزت دے گا'۔

(طبرانی و کنز جلد ا صفحہ ۵۵۷ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 357 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس حدیث سے کوئی استدلال نہیں کیا گیا ہے کیونکہ اس کے الفاظ سے ایسا ممکن بھی نہیں۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس حدیث میں مومنوں کو دیا گیا حکم 'اللہ کے حاکم' کے بارے میں ہے کہ جو اس اہانت کرے گا اللہ اسے ذلیل کرے گا اور جو اس کی عزت کرے گا، اللہ اسے عزت دے گا۔

اللہ کا یہ حاکم وہی موعود امتی نبی ہے جس کے آنے کی بشارت دی گئی تھی اور جسے حدیث کے اس مضمون کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کئی بار یہ الہام فرمایا کہ:

**'انی مھین من اراد اھانتک و انی معین من اراد اعانتک'**

ترجمہ: جو تیری اہانت چاہے گا میں اسے ذلیل و رسوا کروں گا اور جو شخص تیری مدد کرنے کا ارادہ کرے گا اس کا میں مددگار رہوں گا۔

(تذکرہ صفحہ نمبر 162، نیا ایڈیشن چہارم 2004ء بحوالہ آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 11)

**نوٹ:** درج ذیل 2 احادیث کا یہی مضمون ہے اس لئے ان کا جواب بھی یہی ہے۔

**حدیث نمبر 191: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہی مضمون سنجریؒ نے بھی روایت کیا ہے'۔

(بلا حوالہ، ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 357 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**حدیث نمبر 192: بلا ترجمہ و بلا الفاظ حدیث:** 'حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مضمون دیلمیؒ نے روایت کیا ہے'۔

(کنز جلد ا صفحہ ۵۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 358 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

## ۳۳۔ بعد میں اہل علم کی طرف رجوع کا حکم:

**حدیث نمبر 193:** وَمَا تَشَابَهَ عَلَيْكُمْ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى أُولِي الْعِلْمِ مِنْ بَعْدِيْ كَيْمَا يُخْبِرُوْكُمْ

ترجمہ: اور اس (قرآن) کی جو آیت تم پر مشتبہ ہو جائے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اور میرے بعد اہل علم کی طرف رجوع کرو تا کہ وہ تمہیں صحیح تفسیر بتلائیں۔

اس حدیث سے کوئی استدلال نہیں کیا گیا ہے تاہم حاشیہ میں لکھا ہے:

'اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اختلاف و اشتباہ کے موقعوں پر اہل علم کی تقلید کرنی چاہئے اور یہ تقلید عین حکم نبوی کی اطاعت ہے'۔

(مستدرک حاکم، معجم الکبیر للطبرانی، کنز جلد ا صفحہ ۴۹ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 358 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** آں حضرت ﷺ کا یہ ارشاد بظاہر مختص فی الزماں ہے کیوں کہ علماء کا بے نور ہو جانا بھی مقدر تھا جیسا کہ آپ ﷺ نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ ایک وقت آئے گا جب

عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ من عند هم تخرج الفتنت و فيهم تعود

(مشکوٰۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ کتاب العلم الفصل الثالث جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 91 الجزالاول المکتب الاسلامی، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۳)

یعنی اس زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ انہیں سے فتنے اٹھیں گے اور انہیں میں لوٹ جائیں گے۔

**نیز یہ کہ: فَيَصِيرُ النَّاسُ اِلٰى عُلَمَآ فَاِذَا هُمْ قِرَدَةٌ وَ خَنَازِيرُ**

(کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 190 حدیث نمبر 2013 مطبع دائرہ معارف نظامیہ حیدر آباد دکن 1314ھ)

ترجمہ: لوگ ہدایت اور راہنمائی کے لئے علماء کے پاس جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔

اس پیش گوئی کے پورا ہونے پر ہدایت کا سرچشمہ اس موعود کو بننا تھا جس کے لئے فرمایا گیا کہ وہ علم کے خزانے تقسیم کرے گا۔ اور جس کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ ایمان کو ثریا ستارے سے بھی لوٹا لائے گا اور جسے اسلام پر عیسائیت کے حملہ کا نہ صرف دفاع کرنا تھا بلکہ اپنے علم کلام سے صلیب کو توڑ ہی دینا تھا۔ اس وقت آں حضرت ﷺ کے اس حکم کی اطاعت لازم ہونی تھی کہ تم میں سے جو مسیح کو دیکھے اسے میرا اسلام پہنچائے یعنی اس کی تائید و نصرت کر کے اس کے لئے امن و سلامتی کی راہیں ہموار کرے اور یہ کہ امام مہدی کی بیعت کرے خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے یعنی خواہ کتنی ہی مشکلات و مصائب ہوں، مخالفت ہو، قانونی روکیں ہوں، حق تلفیاں ہوں، جان کو خطرات ہوں، غرضیکہ ہر حال میں اس کی بیعت کی جائے۔

## ۳۴۔ امت میں ہر صدی کے لئے مجدد:

**حدیث نمبر 194:** اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یَّبْعَثَ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

ترجمہ: 'اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے (سر پر) ایک مجدد بھیجے گا جو اس کے دین کو درست کرے گا'

( ابوداؤد، کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۳۸ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 359 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**جواب:** اس حدیث سے کوئی استدلال نہیں کیا گیا لیکن اس کا مضمون واضح ہے خاص طور پر درج ذیل نکات۔

۱۔ ضرورت: دین کو ہر کچھ عرصہ بعد تجدید کی ضرورت ہوگی۔ یہی ضرورت امکان نبوت کی ضرورت کو بھی ظاہر کرتی ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ مجدد بھیجے گا: یعنی تجدید دین کا کام زمینی عالم، فقیہہ یا مفتی نہیں کر سکیں گے بلکہ اس کے لئے ایسے افراد کی ضرورت ہوگی جنہیں اللہ اپنے امر سے اس کام کے لئے مقرر فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقرری امکان نبوت کو ظاہر کرتی ہے۔

پس چونکہ خدا تعالیٰ کے امر سے ضرورت کے وقت مجددین کے بھیجے جانے کی خوش خبری موجود ہے اس لئے اسی کے تحت مسیح موعود اور امام مہدی کی آمد کے وقت مقررہ پر اس موعود کا امت میں نبی ہو کر آنا بھی کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔

اس وجود کو صحیح مسلم کی ایک حدیث میں چار بار نبی اللہ فرمایا گیا۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق آں حضرت ﷺ کے بعد اس موعود کے آنے تک کسی اور نبی کو نہ آنا تھا۔ اس لئے درمیانی عرصہ میں آنے والے والے مجددین نبی نہ ہوئے اور وہی ایک نبی ہوا جسے پہلے ہی نبی کہا گیا اور جو چودھویں صدی کے سر پر الف آخر کے لئے مجدد اور امت کا خاتم الخلفاء ہو کر آیا اور اس کے بعد سلسلۂ مجددین خلافت علیٰ منہاجِ نبوت میں بدل گیا۔

## ۳۵۔ دین خیر خواہی کرنے کا نام ہے:

**حدیث نمبر 195:** اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ

ترجمہ: 'دین خیر خواہی کرنے کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا کسی کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتابوں اور مسلمانوں کے اماموں اور عام مسلمانوں کی'۔ (مسلم بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 359 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**جواب:** اس حدیث سے کوئی استدلال نہیں کیا گیا لیکن اس کا مضمون واضح ہے خیر خواہی کرنا بھلائی چاہتا ہے، تکلیف نہ دینا، مدد کرنا اور ساتھ دینا، سب اس

کے تقاضے ہیں۔

اورائمۃ المسلمین میں بدرجہ اولیٰ وہ امام شامل ہے جسے آپ ﷺ نے خود امام مہدی کا نام دیا اس کی ہر حال میں بیعت کرنے کا حکم دیا۔ امام مہدی امّت میں آنے والے نبی کا ہی ایک نام ہے کہ قرآن کریم بھی انبیاء کو امام مہدی (ہدایت دینے والے امام) قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (انبیاء 74:21)

ترجمہ: اور ہم نے انہیں (انبیاء کو) بنایا ایسے امام جو ہدایت دیتے تھے ہمارے حکم سے۔

پس اس حدیث کے مضمون میں امام مہدی کی خیر خواہی کی تعلیم شامل ہے۔

## ۳۶۔ بجائے احادیث دیگر اقوال:

درج ذیل دو ارشادات نفس مضمون کے مطابق احادیث نہیں ہیں۔

**حدیث نمبر 133:** مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

'ترجمہ: ایک حیرت انگیز واقعہ۔ (فوت شدہ) زید بن خارجہ کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبیٔ امّی ہیں جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں'۔

(طبرانیؒ معجم کبیر جلد ۵ صفحہ ۲۵۰ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 335۔336 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے جس میں بیان کردہ الفاظ زید بن خارجہ انصاری کے ہیں اور وہ بھی بعد از وفات ۔ یہ حدیثِ رسول نہیں ہے۔ تاہم اس میں مذکور الفاظ **خاتم النبین لا نبی بعدہ** کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

**حدیث نمبر 135:** تَجَمَّعَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَهُمُ الْاُمَّةَ الْبَاقِيَةَ الْوُسْطٰى (کنز العمال)

ترجمہ: '(حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ابتدائی کلمات یہ ہیں) خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا اور آپؐ کے ذریعہ تمام متفرق اور مختلف لوگوں کا سر جوڑ دیا اور ان کو تا قیامت باقی رہنے والی درمیانی چال کی امت بنا دیا'۔

(کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 336 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف، کراچی)

**جواب:** یہ الفاظ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایک تقریر کا حصہ ہیں نہ کہ حدیث رسول ﷺ۔ اس سے بظاہر استدلال یہ ہے کہ امت محمدیہ تا قیامت باقی رہنے والی امت ہے لیکن یہ کوئی مفید مطلب نہیں کیونکہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ امت محمدیہ کے بعد اور کوئی امت نہیں کیوں کہ قرآن کے بعد کوئی اور شریعت نہیں اور نہ کوئی شریعت والا نبی آ سکتا ہے۔

## ۳۷۔ ملک شام میں چالیس ابدال:

**حدیث نمبر 209:** اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ

ترجمہ: 'ابدال ملک شام میں ہوں گے اور وہ چالیس آدمی ہیں جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا پیدا کر دیتا ہے۔ ان کی برکت سے قحط دفع ہوگا اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی'۔

(مسند احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۵ بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 363 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس حدیث سے کوئی استدلال نہیں کیا گیا ہے اور بظاہر اس سے ختم نبوت کے حق میں کوئی بات نکلتی بھی نہیں۔ یہ ایک پیش گوئی ہے جس کا آں حضرت ﷺ نے اظہار فرمایا۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ امت کے موعود نبی حضرت مسیح موعود کو بھی شام کے مخلص مومنوں کی ایک جماعت کے بارے میں درج ذیل ایک رویاء دکھایا گیا اور الہام الٰہی ہوا:

'مَیں نے ایک مبشر خواب میں مخلص مومنوں۔۔۔ کی ایک جماعت دیکھی جن میں سے بعض اسی ملک (ہند) کے تھے۔۔۔ اور بعض شام کے۔۔۔ اس کے بعد مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ لوگ تیری تصدیق کریں گے اور تجھ پر ایمان لائیں گے اور تجھ پر درود بھیجیں گے اور تیرے لئے دعائیں کریں گے۔۔۔ یہ وہ خواب ہے جو میں نے دیکھی اور وہ الہام ہے جو خدائے علاّم کی طرف سے مجھے ہوا'۔

(تذکرہ صفحہ نمبر 9، چوتھا ایڈیشن 2004ء) (عربی عبارت اور فارسی ترجمہ لجۃ النور روحانی خزائن جلد نمبر 16 صفحہ نمبر 339-340)

**خلاصہ:** ختم نبوت کے حق میں جمع کردہ ان 210 احادیث سے جو مذکورہ بالا 37 استدلال کئے گئے ہیں ان میں سے بھی چند ہی ہیں جو احادیث میں بیان فرمودہ الفاظ کے درست معنی نہ کرنے کے سبب یہ تاثر دیتے ہیں کہ گویا انعام نبوت کلی طور پر بند ہے۔ عربی الفاظ '**لا**'، '**بعد**'، '**خاتم**' کے قرآن کریم اور دیگر احادیث صحیحہ کے مطابق درست معنی اور تشریح سے یہ واضح ہو جاتا ہے '**لا**' نفی جنس نہیں اور اس سے مطلق نبوت مراد نہیں ہے اور **بعد** ہمیشہ کے معنوں میں نہیں بلکہ فوری بعد یا برخلاف کے معنوں میں ہے اور **خاتم** کے حقیقی معنی مہر ہیں اور آخرِ قوم اس کے مجازی معنی ہیں جو مقام خاتم النبین سے میل نہ کھانے کے سبب برمحل نہیں ہیں۔

مقام خاتم النبین ایک اعلیٰ روحانی درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ کو عطا فرمایا اور اس کے وہی معنی درست ہو سکتے ہیں جس میں آپ ﷺ کی مدح اور فضیلت کا اظہار ہو یعنی **تمام انبیاء کے لئے مہرِ تصدیق**، **افضل النبین** اور **آخری صاحبِ شریعت نبی**۔

ان مذکورہ بالا جوابات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بہت سی احادیث جو ختم نبوت کے حق میں لکھی گئی ہیں درحقیقت اپنے مفہوم اور مطلب کے لحاظ سے اس کے برعکس ہیں۔ اور امت میں نبوت کے جاری رہنے کی خوش خبریوں اور امکانات کے ذکر سے پُر ہیں، اور ان آیات قرآنی کے مطابق ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بطور اصول نبوت کے جاری رہنے کا ذکر فرمایا ہے اور بطور خاص امت محمدیہ میں آں حضرت ﷺ کی دوسری بعثت (جمعہ 4:62) اور مومنین میں سے ابن مریم جیسے صفاتی وجود کی پیدائش (تحریم 13:66) کی پیش گوئی فرمائی ہے اور مومنوں کو ان یہود جیسا نہ ہونے کی دعائیں سکھائی ہیں جو پہلے مسیح کا انکار کر کے راندۂ درگاہ ہوئے تھے۔ (فاتحہ 3:1)

اسی طرح یہ تشریحات ان احادیث کے بھی مطابق ہیں جن میں آں حضرت ﷺ نے اپنے بعد نبی اللہ عیسیٰ کی آمد اور امام مہدی کے ظہور کی خبریں دیں اور

مومنوں کوانہیں اپنا سلام پہنچانے اوران کی بیعت کرنے کی تاکید فرمائی۔

یہ وہ آسمانی پروگرام تھا جو دین حق کی نشاۃ ثانیہ کے لئے تقدیر الٰہی میں قرار یافتہ تھا تاکہ انجام کار غلبۂ اسلام کی وہ پیش گوئی پوری ہو جس کی خبر قرآن کریم نے ان الفاظ میں دی گئی ہے:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ (صف ۶۱:۱۰)

ترجمہ: وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔

(آٹھواں باب یہاں مکمل ہوا۔ اگلے باب کا عنوان ہوگا، 'بزرگانِ امت کے نزدیک نبوت جاری ہے')

جمیل احمد بٹ

۲۳ مئی ۲۰۱۵ء

# اجرائے نبوت از روئے بزرگان اور علمائے امت

(ختمِ نبوّت کے موضوع پر کتاب کا نواں باب)

گزشتہ دو ابواب میں بالوضاحت یہ بیان ہو چکا ہے کہ قرآن کریم اور آں حضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ کی رو سے امت میں انعامِ نبوت کا فیض جاری ہے ۔اس متواتر اظہار کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ اصحابِ رسول ﷺ اور اولیاء امت نے بھی یہی مؤقف اپنایا اور قول و فعل سے اس پر صاد فرمایا۔

**صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پہلا اجماع :**

آں حضرت ﷺ کی وفات کے بعد اس سانحہ سے ملول اور دل گرفتہ تمام صحابۂ رسول ﷺ کے لئے اس تلخ کیفیت کو قبول کرنا اسی وقت ممکن ہو سکا جب حضرت صدیقِ اکبرؓ نے قرآن کریم کی ایک آیت کے حوالے سے آپ ﷺ کی وفات کا اعلان کیا۔حضرت ابوبکرؓ نے اس موقع پر درج ذیل آیت قرآنی تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ ۭ (آلِ عمران 145:3)

ترجمہ: اور محمدؐ نہیں ہیں مگر ایک رسول۔ یقیناً ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں پس کیا اگر یہ بھی وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر پھر جاؤ گے؟۔(سیرت النبی ﷺ از حضرت ابن ہشامؒ اردو ترجمہ جلد دوم صفحہ نمبر 529 مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

اس آیت کو سن کر تمام صحابہ نے یک زبان ہو کر آنحضرت ﷺ کی وفات پر اتفاق کر لیا۔

یہ اجماع بالواسطہ طور درج ذیل امور پر بھی اجماع تھا:

**بالواسطہ اجماع اوّل** : اس بات پر اجماع کہ آنحضرت ﷺ سے قبل آنے والے تمام رسول بھی فوت ہو چکے ہیں کیونکہ اگر کسی صحابی کا یہ خیال ہوتا کہ حضرت عیسیٰؑ چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں تو وہ آں حضرت ﷺ کی وفات نہ ہونے کے حق میں یہ مثال دے سکتے تھے۔جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تقریر سے قبل خود حضرت عمرؓ حضرت موسیٰؑ کے چالیس دن کے لئے خدا کے پاس جانے کی مثال دے کر یہ فرما رہے تھے کہ آں حضرت ﷺ اسی طرح خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں اور پھر واپس آ جائیں گے۔

**بالواسطہ اجماع دوم** :حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر یہ اجماع نتیجتاً اس بات پر بھی اجماع تھا کہ آں حضرت ﷺ نے اپنی پیش گوئیوں میں حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کی جو خبر دی ہے وہ ان کے ہم رنگ کسی اور وجود کے ذریعہ پوری ہوگی کیونکہ قرآن کریم کی رو سے فوت شدگان دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے جیسا کہ فرمایا:

حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ

بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (مومنون 23:100-101)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجاتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے ربّ مجھے لوٹا دیجئے شائد کہ مَیں اچھے کام کروں اس (دنیا) میں جسے چھوڑ آیا ہوں۔ ہرگز نہیں یہ تو محض ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے پیچھے ایک روک حائل رہے گی اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔

**بالواسطہ اجماع سوم** :بالواسطہ اس بات پر اجماع کہ آنے والے مسیح کی پیش خبری کو امت کے کسی فرد کے ذریعہ پورا ہونا تھا مزید نتیجتاً اس بات پر بھی اجماع تھا کہ امت میں نبوت کا سلسلہ جاری ہے کیونکہ اس موعود مسیح کا آں حضرت ﷺ نے **چار بار نبی اللہ** کہہ کر یوں ذکر فرمایا:

وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ ۔۔۔ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ (۲) عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ ۔۔۔ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ ۔۔۔

فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللّٰهِ (صحیح مسلم جلد نمبر 4 کتاب الفتن باب نمبر 20 حدیث نمبر 110 مطبعۃ دارالاحیاء الکتب العربیہ قاہرہ)

ترجمہ: (جب مسیح موعود یا جوج ماجوج کے زور کے زمانہ میں آئے گا) اور مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی دشمن کے نرغہ میں محصور ہو جائیں گے۔۔۔۔ پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی خدا کے حضور دعا اور تضرع کے ساتھ رجوع کریں گے۔۔۔۔ پھر اس دعا کے نتیجہ میں مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی مشکلات کے بھنور۔۔۔ سے نجات پا کر (دشمن کے کیمپ میں گھس جائیں گے لیکن وہاں نئی قسم کی مشکلات پیش آئیں گی)۔۔۔۔ پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی دوبارہ خدا کے حضور دعا کرتے ہوئے جھکیں گے (اور خدا تعالیٰ ان کی مشکلات دور فرمائے گا)۔

**نیز** آں حضرت ﷺ نے انہیں اپنا سلام پہنچانے کی یہ تاکید فرمائی کہ:

**وأخرج الحاكم عن أنس قال: من أدرك منكم عيسى ابن مريم فَلْيُقْرِئْهُ مني السلام**

(درِمنثور از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ سورت نساء زیر آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 433 دارلکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: امام حاکمؒ حضرت انس بن مالکؓ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ جو بھی تم میں سے مسیح ابن مریم کو پائے انہیں آنحضرت ﷺ کا سلام پہنچا دے۔

سلامتی کا یہ پیغام یہی ہے کہ اس موعود کی امن وسلامتی کے لئے کوشاں ہو اور اس طرح ان کی تائید ونصرت کرے۔

پھر اس موعود کے مہدی ہونے کے منصب کے حوالے سے آں حضرت ﷺ نے ان کی **بیعت کرنے کی یہ نصیحت** فرمائی کہ:

فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللّٰهِ، الْمَهْدِيُّ

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 1367 شائع کردہ عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاء)

ترجمہ: جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ برف پر گھٹنوں کے بَل چل کر جانا پڑے کیونکہ وہ مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔

یعنی خواہ کتنی مشکلات ہوں، مخالفت ہو یا دستور اور قانون کی روکیں ہوں۔

آں حضرت ﷺ کا آنے والے موعود پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کی یہ تاکید بظاہر اس **میثاق پر عمل درآمد** تھا جو دیگر انبیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے بھی لیا تھا جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ (احزاب 33:8)

ترجمہ: اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا میثاق لیا اور تجھ سے بھی۔

**اس میثاق کی تفصیل** درج ذیل آیت میں بیان ہوئی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

(آلِ عمران 82:3)

ترجمہ: اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا جیسا کہ مَیں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔

یوں صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع بالواسطہ طور پر وفاتِ مسیحؑ اور اجرائے نبوت کے لئے بھی تھا۔

**صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اجرائے نبوت :**

شائد اس اجماع کے ذریعہ ہونے والی یہ یاددہانی تھی کہ چنندہ اصحابِ رسولؐ نے اپنے اپنے رنگ میں مومنین کو قرآنِ کریم اور احادیثِ رسولؐ میں مذکور اجرائے نبوت کی تعلیم کی طرف متوجہ کیا ایسے دو اصحاب خاص طور پر نمایاں ہیں :

**ا۔خلیفۂ راشد امیر المومنین حضرت علی المرتضٰی** کرم اللہ وجہہ

حضرت علیؓ کا بھی یہی مسلک تھا جیسا کہ اس باب میں آپ کے درج ذیل چار ارشادات سے ظاہر ہے:

ؓالف: آپ کی اپنے صاحبزادگان حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے اتالیق کو یہ تاکید :

عن أبي عبد الرحمن السلمي قال: كنت اقرىء الحسن والحسين، فمر بي علي بن أبي طالب رضي الله عنه وأنا اقرئهما فقال لي : اقرئهما وخاتم النبيين بفتح التاء.

(درِمنثور از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ زیر آیت ماکان محمدٌ ابا احدٍ۔۔۔ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 386 شائع کردہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن سلمیؒ کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو مَیں قرآن مجید پڑھا رہا تھا کہ حضرت علیؓ پاس سے گزرے اس وقت مَیں **خاتَم النبیین** کی آیت پڑھا رہا تھا اس پر آپ نے فرمایا! اللہ تجھے توفیق دے میرے بچوں کو خاتِم النبیین 'ت' کی زبر سے پڑھا۔

اس راہنمائی سے ظاہر ہے کہ امیر المومنین حضرت علیؓ اپنے بچوں کے لئے اس امکان کو بھی دور کر دینا چاہتے تھے جو خاتم کو 'ت' کی زیر کے ساتھ پڑھنے سے اس کے ختم کرنے کے مجازی معنوں کے خیال کا ہو سکتا تھا۔

ب: حضرت علیؓ کا درج ذیل ارشاد جو ظاہر کرتا ہے کہ آپ **خاتَم النبیین** کے معنی نبیوں کی مہر کرتے تھے نہ کہ نبیوں کا ختم کرنے والا

**بین کتفیه خاتم النبوة و هو خاتم النبیین**

(رواہ ترمذی فی شمائل بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 383، نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

ترجمہ: آں حضرت ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان خاتم نبوت (نبوت کی مہر) ہے اور آپ نبیوں کے **خاتَم** (نبیوں کی مہر) ہیں۔

یہاں پہلے لفظ کا ترجمہ سوائے مہر کے اور کچھ ممکن ہی نہیں اور چونکہ اسے آپ کے **خاتَم النبیین** ہونے کے لئے بطور علامت پیش کیا گیا ہے اس لئے **خاتَم النبیین** کے معنی بھی سوائے نبیوں کی مہر کے اور کچھ نہیں ہو سکتے۔

یہ دلچسپ بات ہے کہ مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی اس قول کو حدیث نمبر ۴۵ کے طور پر لکھا ہے۔ اور اس کے معنوں میں پہلے لفظ **خاتَم** کے معنی تو مہر ہی کئے ہیں لیکن دوسرے لفظ **خاتَم** کے معنی 'ختم کرنے والے' کر دئے ہیں جو بے جوڑ ہونے کی وجہ سے کلام کو بے ربط کر دیتے ہیں۔

ج:انہی معنوں میں آں حضرت ﷺ کی مدح میں حضرت علیؓ کا ایک اور قول یوں ہے:

**'الخاتم لما سبق والفاتح لما انفق'**

ترجمہ: آپ ﷺ کے آنے سے پہلے دور ختم ہو گئے اور اب آپ ﷺ نئے دور کے کھولنے والے ہیں۔

(نہج البلاغہ از حضرت ابوالحسن شریف رضیؒ ورق ۱۹ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 30 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

د:اسی طرح آپ کا ایک اور ارشاد خادمِ رسول ﷺ حضرت انس بن مالکؓ سے یوں مروی ہے:

**'انی لم ار زماناً خیراً العامل من زمانکم هذا الا ان یکون زماناً مع نبی'**

(مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 270 بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 56 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

ترجمہ: مَیں نے کوئی زمانہ کسی عاملِ خیر کے لئے ایسا نہیں دیکھا جو تمہارے زمانے سے اچھا ہو سوائے اس کے کہ کوئی ایسا زمانہ آجائے جس کے ساتھ نبی ہو۔

حضرت علیؓ کا **خاتَم** کے معنی مہر کرنا اور اپنے بچوں کو اس لفظ کو **خاتَم** پڑھوانا آپ کے مسلک کو تو واضح کرتا ہی ہے اس سے یہ قیاس کرنا بھی آسان ہے کہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کا بھی یہی عقیدہ تھا اور یہ دونوں بھی **خاتم النبیین** کے معنی یہی سمجھتے تھے کہ 'نبیوں کی مہر'۔

**۲۔اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا:

خاتم النبیین کے درست معنوں پر ایک اور بھاری گواہی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہے۔

آپؓ فرماتی ہیں:

وأخرج ابن أبي شيبة عن عائشة رضي الله عنها قالت: قولوا خاتم النبيين، ولا تقولوا لا نبي بعده

(درِمنثور از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ زیر آیت مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 386 شائع کردہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت امام ابن ابی شیبہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اے لوگو! آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء ضرور کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اس ارشاد کا 'قولو' سے شروع ہونا ظاہر کرتا ہے کہ یہ بات آپ نے بہت سے لوگوں کے درمیان فرمائی۔آپؓ کی وفات 58ھ میں ہوئی۔عین قرین قیاس ہے کہ ان حاضرین میں بعض صحابہ اور اکثر تابعین ہوں گے۔اس مجمع میں یہ فرمانا اور کسی کا اس پر کوئی سوال نہ اٹھانا ظاہر کرتا ہے کہ اس وقت تک اس امر میں کوئی اختلاف نہ تھا کہ آنحضرت ﷺ بے شک و بلاشبہ خاتم النبیین ہیں لیکن اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ انعامِ نبوت ختم ہو گیا اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

## بزرگانِ امت کی اس قول کی تائید:

بزرگانِ امت نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس قول کی تائید اور جاری نبوت کی وضاحت فرمائی ہے۔ ایسی دو تحریریں درج ذیل ہیں:

۱۔عالم بے بدل حضرت امام ابن قتیبہؒ (متوفی 276ھ) فرماتے ہیں:

**'لیس ھٰذا من قولھانا ناقضاً لقول ﷺ لا نبی بعدی لانه اراد لا نبی بعدی ینسخ ماجئت به'**

(تاویل مختلف الاحادیث صفحہ نمبر 236 مطبع کردستان العلمیہ مصر 1326ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر صفحہ نمبر ۴۵۔۴۶ مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

ترجمہ: (حضرت عائشہؓ) کا یہ قول (**قول خاتم النبیین ولا تقول لا نبی بعدی**) آنحضرت ﷺ کے فرمان **لا نبی بعدی** کے مخالف نہیں کیونکہ حضور ﷺ کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کو منسوخ کر دینے والا ہو۔

۲۔ دسویں صدی ہجری کے مجددِ امت حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ (متوفی 986ھ) فرماتے ہیں :

**'ھذا ایضاً لا ینا فی حدیث لا نبی بعدی لانه' اراد لا نبی ینسخ شرعه'**

(تکملہ مجمع البحار الانوار از حضرت امام محمد طاہرؒ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 85 مطبع عالی لمنشی نولکشور بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر ۹۵ شائع کردہ سلور لنک لاہور)

ترجمہ: (حضرت عائشہؓ کا یہ قول) حدیث **لانبی بعدی** کی منافی نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہ آئے گا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کر دے۔

**جرح:** مفتی محمد شفیع صاحب نے اس قول کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے بلکہ اسی مضمون کا ایک اور قول صحابیِ رسول ﷺ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا بھی درج کیا ہے اور ہر دو کی توجیہ نزول عیسیٰؑ کے عقیدہ کو کسی صدمہ سے بچانا قرار دیا ہے۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 101۔102 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی بحوالہ درِ منثور جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 204)

**جواب:** حضرت عائشہؓ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کی قائل تھیں کیونکہ آپؓ نے خود یہ حدیث روایت کی ہے:

اَنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ عَاشَ عِشْرِیْنَ وَمِائَةَ سَنَةٍ

(المعجم الکبیر از حضرت امام طبرانیؒ بتحقیق علامہ حمدی عبدالحمید سلفی، حدیث نمبر 1031۔ جزو ثانی والعشرون۔ ناشر مکتبہ ابن تیمیہؒ، قاہرہ، مصر)

ترجمہ: عیسیٰ بن مریمؑ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔

حضرت مغیرہؓ کی وفاتِ مسیح پر براہِ راست روایت نہ ہو تو بھی درج ذیل اصول کے تحت آپ وفاتِ مسیح پر اجماعِ صحابہ میں شامل سمجھے جائیں گے۔

'اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے اپنی رائے بیان فرمائی اور باقی صحابہ نے اس کی تردید نہ کی بلکہ سکوت اختیار کیا تو یہ بھی اجماع صحابہ کرامؓ میں داخل ہے'۔

(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر 371 نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

پس ان بزرگان کے واضح اقوال کو کہ **لا نبی بعدی** کے الفاظ قرآنی الفاظ **خاتم النبیین** کے بارے میں اشتباہ پیدا کرتے ہیں اور انہیں استعمال نہیں کیا جانا چاہئے اگر صرف نزولِ عیسیٰؑ کے عقیدے سے باندھا جائے۔ تب اس سبب سے کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے تھے ان اقوال کا مفاد یہ بھی ٹھہرے گا کہ حضرت مسیح کی دوبارہ آمد کی پیش گوئی اسی مقام کے حامل ایک امتی کے ذریعہ پوری ہوگی۔

**مزید جرح:** نویں صدی کے مجدد حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب درِ منثور میں مسند ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے لئے جانے والا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول مستند ہے۔ دیوبند کے مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب میں خود اسے دہرایا ہے۔ اس کے باوجود اس قول کے وزن سے گھبرا کر مولوی لال

حسین اختر صاحب نے اس سے اعراض کی خاطر یہ نادرست دعویٰ کر دیا ہے کہ
'دنیا کی کسی مستند کتاب میں اس کی سَند نہیں'۔
(ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۶ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت ملتان)

**پہلا جواب** : کتاب درِمنثور میں مندرج احادیث کی اسناد کے بارے میں خود حضرت امام سیوطیؒ نے یہ وضاحت کی ہوئی ہے:
'جب مَیں تفسیر ترجمان القرآن کی تصنیف سے فارغ ہوا تو اس میں احادیث کی اسانید تمام وکمال مذکور ہیں۔ دورِ حاضر میں ہمت پست ہو چکی ہے اور لوگ اسانید سے قطع نظر صرف متنِ حدیث کا مطالعہ کرنا چاہتے اور طوالت سے گھبراتے ہیں۔ بنابریں مَیں نے ترجمان القرآن کا خلاصہ الدرِمنثور کی صورت میں تیار کیا اس میں صرف متنِ روایت پر اکتفا کیا اور جس کتاب سے وہ روایت لی اس کا ذکر کر دیا'۔
(مقدمہ الدرِمنثور جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲ بحوالہ تاریخ تفسیر ومفسرین از غلام احمد حریری صفحہ نمبر ۲۳۰ ناشر ملک سنز پبلشرز فیصل آباد 1996ء)
اس طریق کے مطابق اس قول کے لئے بھی انہوں نے صرف مسند ابن ابی شیبہ سے تخریج کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ یہ بے سند نہیں۔

**دوسرا جواب** : مسند ابن ابی شیبہ میں یہ قول اسناد کے ساتھ یوں درج ہے:
**حسین بن محمد قال حدثنا جریر بن حازم عن عائشة قالت** (مسند حضرت امام ابن ابی شیبہؒ جز سادس صفحہ نمبر ۴۷ مطبوعہ دار الفکر)

**تیسرا جواب**: امام سیوطی سے صدیوں پہلے حضرت امام ابن قتیبہؒ (متوفی 276ھ) نے نہ صرف اس قول کو اپنی مسند میں درج فرمایا بلکہ اس کا دفاع بھی کیا جیسا کہ اوپر درج حوالہ سے ظاہر ہے۔ یہ امر اس اثر کی سند پر کسی شک وشبہ کو باقی نہیں رہنے دیتا۔

**چوتھا جواب** : دسویں صدی ہجری کے بزرگ حضرت امام محمد طاہرؒ نے بھی اس قول کو درست مان کر اس کا دفاع کیا ہے۔ یہ حوالہ اوپر درج ہے جو اپنے مطلب میں واضح ہے۔ ان الفاظ سے ماقبل حضرت امام طاہر نے اپنی اس رائے کا اظہار بھی کیا کہ
'**هذا ناظر الى نزول عيسىٰ**' (تکملہ مجمع البحار الانوار جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۸۵)
یعنی یہ قول اس بات کے مدِنظر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔
مولوی لال حسین صاحب نے بعض جگہ اس حوالہ میں ان الفاظ کے عدم شمولیت کو بے جا طور پر دھوکہ قرار دیا ہے۔
(ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۷ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت ملتان)
جبکہ واضح طور پر یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قول کی ایک علیحدہ توجیہ ہے۔ جس سے آپ کے فرمودہ نفس مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پھر جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت عائشہؓ حضرت عیسیٰؑ کو وفات شدہ مانتی تھیں اس لئے اگر آپؓ کے ارشاد کی یہی وجہ ہو تب اس کے یہ اضافی معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول سے مراد ان کے ہم رنگ ایک ایسے نبی کی آمد ہے جو امت میں پیدا ہو اور **لا نبی بعدی** اس کے آنے میں روک نہ ہو۔

## بزرگان اور علماء امت کا مسلسل اظہار :

غالباً اس اجماع کے زیرِ اثر گزشتہ بزرگانِ امت ایک تواتر اور تسلسل کے ساتھ آں حضرت ﷺ کے مقامِ خاتم النبیین کی یہی تشریح وتوضیح فرماتے رہے ہیں۔ان بزرگان وعلماء کے ارشادات کو دہرانے سے قبل ان کے علم وفضلا اور ہمہ جہت پھیلے ہوئے اور تمام قرنوں پر محیط ان کے دائرہ اثر کا کچھ ذکر برمحل ہوگا۔

## اعلیٰ مراتب کے حاملین:

یہ سب بزرگان اعلیٰ مراتب کے حامل ہیں اور اپنے مقام کے لحاظ سے قابلِ احترام، صائب الرائے اور دقیع۔ بزرگی کے اس اشتراک کے ساتھ درج ذیل اپنی خاص حیثیت کے ساتھ اور بھی نمایاں ہیں۔

**امیر المومنین** خلیفہ راشد حضرت **علی المرتضیٰ** کرم اللہ وجہہ

**ام المومنین معلّمہ نصف الدین** حضرت **عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا

واضح رہے کہ حضرت عائشہؓ وہ خاتون تھیں کہ ان کے بارے میں آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

**خذوا شطر دینکم من الحمیراء**

(النھایہ از حضرت امام ابن الاثیر جزریؒ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 438 ناشر المکتبۃ العلمیہ بیروت 1399ھ)

ترجمہ: تم نصف دین حمیراء (یعنی حضرت عائشہؓ) سے سیکھ سکتے ہو یا دین کا ایک حصہ عائشہؓ کے پاس ہے۔

## مفسرینِ قرآن :

حضرت امام فخر الدین رازیؒ

حضرت علامہ ابوالحیان اندلسیؒ

حضرت امام شوکانی الیمانیؒ۔جن کے بارے میں لکھا ہے:

'آپ اپنے عصر وعہد کے یکتائے روزگار فاضل اور علم وفضل کا ایک بحرِ بیکراں تھے۔آپ بیک وقت مفسر ومحدث اور مجتہد تھے اور اس ضمن میں کوئی شخص ان کا سہیم وشریک نہیں ہوسکتا تھا'۔(تاریخ تفسیر ومفسرین از غلام احمد حریری، صفحہ ۴۹۳، مطبوعہ ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد، ۱۹۹۶ء)

## مجددین امت :

حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ : مجدد چھٹی صدی

حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ : مجدد نویں صدی

حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ : مجدد دسویں صدی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرھندیؒ :مجدد گیارھویں صدی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ : مجدد بارھویں صدی

## عام طور پر معروف چنداور مشہور بزرگ :

حضرت امام ابن قتیبہؒ

حضرت امام راغب اصفہانیؒ

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ

شیخ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ

علامہ ابن خلدون مغربی

حضرت سیّد عبدالکریم جیلانیؒ

حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ

حضرت امام ابن حجر الہیثمیؒ

ؒ حضرت امام ملا علی قاریؒ

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

حضرت مولانا عبدالحئی لکھنویؒ

نواب سیّد نورالحسن صاحب بھوپالی

## تمام عرصہ پر محیط:

ان ارشادات فرمانے والے بزرگان اور علماء کا عرصۂ حیات صحابہ کرامؓ سے لے کر موجودہ زمانے تک ممتد ہے۔ گویا اسلامی تاریخ کے پورے عرصہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ان سب کا آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کی وہ تشریح وتوضیح فرمانا جس سے انعامِ نبوت کا جاری رہنا ظاہر وباہر ہے۔ اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ امتِ مسلمہ کا متواتر یہی عقیدہ رہا ہے۔ ان بزرگان اور علماء امت کے نام یکجائی اور سن وفات کی ترتیب سے ذیل میں درج کئے گئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی صدی ان سے خالی نہیں:

**پہلی صدی:** آں حضرت ﷺ کی وفات پر ہونے والے اجماع میں شریک ان تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مستزاد جنہوں نے بالواسطہ اس سوچ کا اظہار کیا۔ بطورِ خاص خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰؓ (متوفی 41ھ) اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (متوفی 58ھ) کے ارشادات اوپر درج ہوئے۔ ان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک قول حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے جو 91ھ میں فوت ہوئے۔

**دوسری صدی:** دوسری اقوام کے حلقۂ اسلام میں آنے کے ساتھ ان کے قدیم عقائد نے بھی مسلمانوں میں راہ پائی۔ اللہ تعالیٰ کی تنزیہی اور تشبیہی صفات، دیگر صفاتِ باری تعالیٰ اور خلقِ قرآن کی بحثیں چھڑ گئیں۔ بلکہ باقاعدہ ایک علمِ کلام پیدا ہوگیا۔ غلو اور شدت پسندی نے ان اختلافات کو کفر واسلام کی حد تک پہنچادیا۔ 101ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد صاحبِ اقتدار ہونے والے اموی بادشاہوں ہشام، ولید، مامون وغیرہ کے ان معاملات میں فریق بننے سے قتل وخون بھی ہوا۔ تاہم اثباتِ باری، توحید اور نبوت کے بارے میں صحابہ کے تسلسل سے پہنچنے والی تشریح وتوضیح کو کافی سمجھا گیا۔ صرف ان کے حق میں عقلی، دلائل رقم کئے گئے۔ نبوت کی بابت ان دلائل کا خلاصہ مولانا شبلی نعمانی نے یوں دہرایا ہے:

'نبوت کے معنی اشاعرہ کے نزدیک یہ ہیں کہ خدا اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے الہامِ الٰہی کی تبلیغ کا حکم دیتا ہے اس کے لئے اس سے پہلے ہی کسی قسم کی

قابلیت اور صفائی نفس کی ضرورت نہیں' (شرح مواقف باب النبوت) نبوت کا ثبوت معجزہ پر موقوف ہے۔

(علم الکلام اور الکلام از علامہ شبلی نعمانی صفحہ نمبر 73-74 مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی نومبر 1979ء)

یہ ایک اصولی مؤقف نبوت کے زمانہ کی قید سے آزاد ہونے کا اعلان تھا۔

**تیسری صدی:** علامہ ابوالحسن علی بن ابراہیم ہاشم قُمی (متوفی 217ھ)، حضرت صوفی حکیم ترمذیؒ (متوفی 255ھ)، حضرت امام ابن قتیبہؒ (متوفی 276ھ)۔

**چوتھی صدی:** علامہ ابن بابویہ قُمی (متوفی 331ھ)، علاّمہ ابوالحسن شریف رضی (متوفی 406ھ)

**پانچویں صدی:** حضرت امام راغب اصفہانیؒ (متوفی 502ھ)

**چھٹی صدی:** حضرت ابوسعید مبارک بن علی مخزومیؒ (متوفی 513ھ)، حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ (متوفی 561ھ)

**ساتویں صدی:** حضرت امام فخر الدین رازیؒ (متوفی 605ھ)، حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ (متوفی 617ھ)، حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ (متوفی 638ھ)، حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ (متوفی 672ھ)

**آٹھویں صدی:** حضرت علامہ ابوالحیان اُندلسیؒ (متوفی 754ھ)، حضرت امام تقی الدین سبکیؒ (متوفی 756ھ)

**نویں صدی:** حضرت علامہ ابن خلدونؒ (متوفی 808ھ)، حضرت علی ابن احمد المہائمیؒ (متوفی 835ھ)، حضرت سیّد عبدالکریم جیلانیؒ (متوفی 837ھ)، حضرت شاہ بدیع الدین مدارؒ (متوفی 851ھ)

**دسویں صدی:** حضرت علامہ حسین علی کاشفی الواعظؒ (متوفی 910ھ)، حضرت امام قسطلانیؒ (متوفی 923ھ)، حضرت علامہ یوسف الصالحی شامیؒ (متوفی 942ھ)، حضرت شیخ بالی آفندیؒ (متوفی 960ھ)، حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ (متوفی 973ھ)، حضرت امام شہاب الدین ابنِ حجر الہیثمیؒ (متوفی 973ھ)، حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ (متوفی 986ھ)، حضرت علامہ فتح اللہ کاشانیؒ (متوفی 988ھ)

**گیارہویں صدی:** حضرت ملاّ سکطان علی قاریؒ (متوفی 1014ء)، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرھندیؒ (متوفی 1033ء)، حضرت حافظ برخوردارؒ (متوفی 1093ھ)

**بارہویں صدی:** حضرت امام عبدالباقی زرقانیؒ (متوفی 1122ھ)، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی 1175ھ)، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں نقشبندی دہلویؒ (متوفی 1195ھ)، حضرت خواجہ میر محمد درد دہلویؒ (متوفی 1199ھ)

**تیرہویں صدی:** حضرت سید شاہ محمد، حضرت امام محمد بن علی شوکانیؒ آف یمن (متوفی 1250ھ)، مولوی محمد زمان خان صاحب آف دکن (متوفی 1292ھ)، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (متوفی 1297ھ)، حضرت علامہ عبدالحئ لکھنویؒ (متوفی 1304ھ)، حضرت شیخ عبدالقادر کردستانیؒ (متوفی 1304ھ)،

**چودھویں صدی:** علاّمہ احمد ضیاء الدین (متوفی 1311ھ)، علاّمہ سید محمد حسن امروہوی (متوفی 1323ھ)، سید نواب نورالحسن خان صاحب بھوپالی (متوفی 1336ھ)، علامہ شبیر احمد عثمانی (متوفی 1368ھ)، قاری محمد طیّب صاحب قاسمی (1403ھ)

## تمام اسلامی دنیا پر محیط :

یہ بزرگ و علمائے امت اپنی جائے سکونت کے لحاظ سے اسلامی دنیا کے حجاز سے لے کر ہندوستان تک کے تمام اہم مراکز میں پھیلے ہوئے ہیں اور یہ کہنا

درست ہوگا کہ کوئی قابلِ ذکر ملک ایسا نہیں رہا جو اسلامی تاریخ کے کسی دور میں دینی علوم یا اقتدار کا مرکز رہا ہو اور ان اہلِ حق علماء اور بزرگان سے خالی ہو۔
ان ممالک اور شہروں کے نام درج ذیل ہیں:

**مراکزِ اسلام:** مکہ ،مدینہ

**شام**

**عراق:** بغداد ، کردستان

**یمن:** شوکان

**ایران:** نیشاپور ، خراساں

**مصر:** قاہرہ

**اسپین** : غرناطہ ، اندلس

**افغانستان:** ہرات

**ترکی:** بلخ

**برِصغیر** : گجرات ، سرہند شریف ، لکھنؤ ، سہارنپور ، گنگوہ ، حیدرآباددکن ، بھوپال

## مقام خاتم النبیین کے روشن رخ:

ان بزرگان اور علماء امت نے آنحضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کی تشریح اور وضاحت میں اپنے خداداد علم و معرفت سے جو روشنی ڈالی ان کا حاصل درج ذیل نکات ہیں:

۱۔مقامِ خاتم النبیین مقام، مدح ہے۔
۲۔خاتم النبیین بمعنی تمام انبیاء کے لئے مُہرِ تصدیق
۳۔خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین
۴۔ نبیٔ آخر بمعنی آخری صاحبِ شریعت نبی
۵۔محاورتاً آخری نبی بمعنی صاحبِ منتہائے کمالات نبوت اور
۶۔امکانِ نبوت برنگ ظلی ، بروزی اور امتی۔

ان عناوین کے تحت ایسے چند ارشادات درج ذیل ہیں۔ ان میں سے چند تحریرات پر ختمِ نبوت کی حمایت میں جو جرح کی گئی ہے وہ اور ان کا جواب بھی متعلقہ حوالوں کے ساتھ کر دیا گیا ہے جبکہ مجموعی نکتہ چینی اور اس کا جواب اختتام پر شاملِ تحریر ہے۔

## ۱۔مقام خاتم النبیین مقامِ مدح ہے :

بانی مدرسہ دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (متوفی 1297ھ) فرماتے ہیں :
'عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپؐ سب میں آخری نبی ہیں۔مگر اہلِ فہم پر روشن

ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقامِ مدح میں **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر مَیں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی'۔ (تحذیر الناس از مولانا محمد قاسم نانوتوی صفحہ نمبر ۷۔ قاسم العلوم کراچی جولائی 1976ء)

**جرح:** مولوی لال حسین صاحب نے حضرت قاسم نانوتوی صاحب کے اس ارشاد کو اول بلا جواز ان پر اتہام قرار دیا ہے۔ پھر اس تحریر کو 'عام فہم الفاظ' میں دہرا کر یہ نتیجہ نکالا ہے:

'خاتمیت مرتبت کے ساتھ خاتمیت زمانی بھی آپ کے لئے ثابت ہے'۔

(ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۶ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس ختمِ نبوت ملتان)

**جواب:** یہ نتیجہ صاحبِ تحریر کے اوپر درج ان الفاظ سے متصادم ہے کہ

'اگر اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیتِ زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر مَیں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی'۔

پس حضرت نانوتوی ؒ کی رائے کے مطابق یہ نتیجہ انہی کو گوارا ہوسکتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کو مقامِ مدح نہیں مانتے۔

## ۲۔ خاتم النبیین بمعنی تمام انبیاء کے لئے مُہرِ تصدیق :

۱۔ حضرت ابوالحسن شریف رضی ؒ (متوفی 406ھ) حضرت امام موسیٰ کاظم ؒ کی اولاد میں سے چوتھی صدی ہجری کے ایک بزرگ تھے جن کے بارے میں لکھا ہے:

'انہوں نے قرآن کریم کی ایک تفسیر 'حقائق التاویل فی متشابہ التنزیل' نامی مرتب کی تھی۔ ابن خَلِکان شریف الرضی کے استاد ابن جنی سے نقل کرتے ہیں کہ شریف نے معانی القرآن کے موضوع پر ایک نادر کتاب قلم بند کی تھی۔ جس سے ان کی مہارتِ نحو ولغت کا پتہ چلتا ہے'۔ (دفیات الاعیان، ج ۲۔ ص ۳۶۴)۔ (تاریخ تفسیر و مفسرین از غلام احمد حریری، صفحہ ۳۳۴، مطبوعہ ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد، ۱۹۹۶ء)

آپ فرماتے ہیں :

**'ھذا استعارہ والمراد بھا انّ اللہ تعالیٰ جعلہ ﷺ و اٰلہ حافظاً لشرائع الرسل علیھم السلام و کتبھم و جامعاً لمعالم دینھم و ایاتھم کالخاتم الذی یطبع بہ علی الصحائف و غیر ھا لیحفظ ما فیھا و یکون علامۃً علیھا'**

ترجمہ: یہ استعارہ ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام رسولوں کی شریعت اور کتابوں کا محافظ بنایا ہے اور ان کے دین کی اہم تعلیمات اور ان کے نشانات کا بھی، اس مہر کی طرح جو خطوط پر ان کو محفوظ رکھنے اور ان کی علامت کے طور پر ثبت کی جاتی ہے۔

(تلخیص البیان فی مجازات القرآن صفحہ نمبر 191 مطبع المعارف بغداد 1955ء بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر صفحہ نمبر 43 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۲۔ شیخِ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربی ؒ (متوفی 638ھ) ازل میں لئے گئے میثاق النبین علیہم السلام کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:

ختم بنبوتہ الانبیاءُ وبکتابہ الکُتُبُ وبرسالتہ الرُسُل

ترجمہ: آپؐ کی نبوت سے تمام نبیوں پر آپؐ کی کتاب سے تمام کتابوں پر اور آپؐ کی رسالت سے تمام نبیوں پر مہر تصدیق لگائی۔
(شجرۃ الکون صفحہ نمبر ۷ طبع استانبول 1318ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۲۲ مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۳۔ حضرت علامہ حسین علی کاشفی الواعظؒ (متوفی 910ھ) تفسیر حسینی میں اور حضرت علامہ فتح اللہ کاشانیؒ (988ھ) منہج الصادقین میں بحوالہ عین الاجوبہ لکھتے ہیں:
'ہر نوشتے کی صحت مہر کے سبب سے ہے اور حق تعالیٰ نے پیغمبر کو مہر کہا تا کہ لوگ جان لیں کہ محبت الٰہی کے دعویٰ کی تصحیح آپ کی متابعت ہی سے کر سکتے ہیں'۔
(تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 265 مبطع نولکشور 1328ھ اور منہج الصادقین جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 334 ناشر کتاب فروش اسلامیہ تہران طبع سوم 1346ء بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 34-35 مطبوعہ نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ 1978ء)

۴۔ حنفی مجتہد حضرت امام محمد بن عبدالباقی زرقانیؒ (متوفی ۱۱۲۲ھ) فرماتے ہیں:
'**فمعناہ احسن الانبیاء خلقاً و خُلقاً لانہ صلی اللہ علیہ وسلم جمال الانبیاء کا الخاتم الذی یتجمل بہ**'
ترجمہ: (خاتم النبین کے) معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی ظاہری اور روحانی بناوٹ اور اخلاق میں سب سے زیادہ حسین ہیں کیونکہ آپ نبیوں کا حُسن و جمال ہیں اس انگشتری کی مانند جس سے زینت وتجمل حاصل کیا جاتا ہے۔
(شرح مواہب اللدنیہ از امام زرقانیؒ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 163 مصری وسہل الہدیٰ والرشاد صفحہ نمبر 558 بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 42 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء

۵۔ حضرت امام محمد بن علی شوکانیؒ (متوفی 1250ھ) اپنی کتاب فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔ اس تفسیر کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ 'قیمتی معلومات کا گنجینہ اور نہایت گراں بہا تفسیری ورثہ ہے'۔
(تاریخ تفسیر ومفسرین از غلام احمد حریری، صفحہ ۵۰۲، مطبوعہ ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد، ۱۹۹۶ء)۔

'**انہ صار کاالخاتم لھم الذی یتختمون بہ و یتزینون بکونہ منھم**'
ترجمہ: آنحضرت ﷺ نبیوں کے لئے انگوٹھی کی مانند ہیں جس سے وہ زینت حاصل کرتے ہیں کیوں کہ حضور اکرم ﷺ ان میں سے ہیں۔
(فتح القدیر جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 276 مطبوعہ مصر 1350ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 42 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۶۔ پاکستان میں شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی (متوفی 1369ھ) لکھتے ہیں:
'آپؐ رُتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے'

(قرآنِ کریم مترجم مولانا محمود الحسن صاحب و مولانا شبیر احمد عثمانی حاشیہ صفحہ نمبر ۵۵۰ ناشر نور کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۲۶۔۲۷ مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

## ۳۔خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین :

۱۔ مُتکلمِ اسلام حضرت امام فخرالدین رازیؒ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں :

**'فالعقل خاتم الکل والخاتم یجب ان یکون افضل الاتٰری ان رسولنا ﷺ لما کان خاتم النبیین کان افضل الانبیاء علیھم الصلٰوۃ والا سلام'**

ترجمہ: اور عقل ان تمام خلقتوں کی خاتم ہے اور خاتم کے لئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔ دیکھو جس طرح ہمارے پیغمبر ﷺ خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔

(تفسیر کبیر از امام رازیؒ جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 34 طبع ثالث دار الکتب العلمیہ طہران بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھریؒ صفحہ نمبر 97 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

۲۔ حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ (متوفی 620ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''مجذوب کے لئے چند درجے ہیں۔ بعض کو ان سے ایک تہائی دیتے ہیں اور بعض کو آدھے اور بعض کو آدھے سے زیادہ۔ جبکہ اس درجہ کو پہنچتا ہے تو وہ مجذوب نبوت کے حصے کے سبب سے تمام مجذوبوں سے بڑھ جاتا ہے اور خاتم الاولیاء ہوتا ہے اور سردار تمام ولیوں کا۔ جیسا کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء تھے''

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر 249 باب 58 حالات محمد علی حکیم ترمذی مترجم مولوی نذیر احمد سیماب قریشی شائع کردہ شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب لاہور بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر 98 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

۳۔حضرت امام تقی الدین سبکیؒ (متوفی 756ھ) اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں :

**'یکون نبوتہ و رسالتہ عامہ لجمیع الخلق من زمن اٰدم الیٰ یوم القیامۃ و یکون الانبیاء و اممھم من امتہ فالنبی صلعم نبی الانبیاء'**

(بحوالہ رسالہ جواب دیگر از علمائے لکھنؤ ملحقہ تحذیر الناس از مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی صفحہ نمبر 68۔ مکتبہ قاسم العلوم کراچی 1976ء)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت ساری مخلوقات کے لئے ہے اور آدمؑ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک ہے اور سب نبی اور ان کی امتیں آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہیں۔ پس آنحضرت ﷺ نبی الانبیاء یعنی نبیوں کے نبی ہیں۔

۴۔ قطب الابرار حضرت شاہ بدیع الدین مدارؒ (متوفی 851ھ) فرماتے ہیں :

'بعد زمانہ اصحاب المرسلین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درجہ وراءُالوراء میں ان تین اولیاء کے سوا اور کوئی اس مرتبۂ علیا پر نہیں پہنچا اوّل خواجہ اویس قرنی ۔۔۔دوسرے بہول دانا اور جناب قطب الاقطاب فردالاحباب محی الدین اس رتبہ میں لاثانی اور سب سے افضل پائے اور یہ مرتبہ ذاتِ معدن صفات میں آپ کی اس طرح ختم ہوا کہ جس طرح جناب رسالت مآب ﷺ پر نبوت اور اصحاب اکرام پر خلافت اور علی المرتضٰی پر ولایت اور حسنین علیہما السلام پر شہادت تمام ہوئی'

(ملفوظ بحوالہ قرۃ العینین فی محامد غوث الثقلین صفحہ نمبر 18۔محمد ذاکر حسین علوی 1304ھ مطبع دبدبہ احمدی لکھنؤ ناشر محمد عبدالستار خان تاجر کتب چوک لکھنؤ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 37 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۵۔حضرت خواجہ میر محمد درد دہلویؒ (متوفی 1199ھ) فرماتے ہیں :

'طریقۂ محمدیہؐ **علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ** سب طریقوں پر ترجیح رکھتا ہے اور خاتم الطرق ہے جس طور سے کہ نبوت آنحضرت ﷺ کی خاتم جمیع نبوت ورسالت کی ہے۔**فالحمد للّٰہ الذی فضلنا علیٰ کثیر من عبادہ المومنین** ۔اس طریقہ سے اگلے طریقے اس کی مبادی تھے اور اس کے مابعد جو طریقے قیامت تک پیدا ہوں گے اس طریقہ کی شاخیں اور شعبہ ہوں گے۔**لہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ ولہ الحکم و الیہ ترجعون** ۔اور یہ طریقہ محمدیہؐ خالصہ ازل سے لے کر ابد تک سب نسبتوں پر حاوی ہے'

(میخانہ درد صفحہ نمبر 128 جید برقی پریس بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر 99 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

۶۔بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (متوفی 1297ھ) لکھتے ہیں :

الف:'اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے غرض جیسے آپ نبی الامت ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں'۔(تحذیر الناس از مولانا محمد قاسم نانوتوی صفحہ نمبر ۸ مکتبہ قاسم العلوم کراچی جولائی ۱۹۷۶ء)

ب: 'حاصل مطلب اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوّت معروفہ تو رسول اللہ ﷺ کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں۔ پر ابوّۃ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے'۔

(تحذیر الناس از مولانا محمد قاسم نانوتوی صفحہ نمبر ۱۸۔۱۹ مکتبہ قاسم العلوم کراچی جولائی ۱۹۷۶ء)

ج:'ہر زمین کی حکومتِ نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجود یکہ بادشاہ ہے پر بادشاہِ ہفت اقلیم کا محکوم ہے۔ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع'۔(تحذیر الناس صفحہ نمبر ۵۶ از مولانا محمد قاسم نانوتوی مکتبہ قاسم العلوم کراچی جولائی ۱۹۷۶ء)

د:'انبیاء بوجہ احکام رسانی مثل گورنر وغیرہ نوابِ خداوندی ہوتے ہیں اس لئے ان کا حاکم ہونا ضروری ہے۔چنانچہ۔۔۔جیسے عہدہ ہائے ماتحت میں سب سے اوپر عہدہ گورنری یا وزارت ہے اور سوا اس کے اور سب عہدے اس کے ماتحت ہوتے ہیں اوروں کے احکام کو وہ تو ڑ سکتا ہے اس کے احکام کو اور کوئی نہیں توڑ سکتا اور وجہ اس کی یہی ہوتی ہے کہ اس پر مراتب عہدہ جات ختم ہو جاتے ہیں ایسے ہی خاتم مراتبِ نبوت کے اوپر اور کوئی عہدہ یا مرتبہ ہی نہیں جو ہوتا ہے اس کے ماتحت

ہوتا ہے۔(مباحثہ شاہجہانپور صفحہ نمبر 24-25 مطبع مجتبائی 1295ھ ۔بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 38 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

## ۴۔ نبی آخر بمعنی آخری صاحبِ شریعت نبی :

تمام زمانوں پر محیط ہونے کے سبب آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کے اصل معنی 'خاتمیت رُتبی' ہیں۔'خاتمیتِ زمانی' کیوں کہ آپ کے جسمانی ظہور سے متعلق ہے اس لئے اس کے ایسے معنی نہیں لئے جاسکتے جو خاتمیت رتبی کے معنوں کی آئندہ کے لئے نفی کردیں۔اسی سبب بزرگانِ امت نے خاتمیتِ زمانی کو صرف ان معنوں میں لیا ہے کہ آپؐ کے بعد جدید شریعت والا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ایسے چند حوالے درج ذیل ہیں:

۱۔ عالم بے بدل حضرت امام ابن قتیبہؒ (متوفی 276ھ) فرماتے ہیں :

**'لیس ھٰذا من قولھانا ناقضاً لقول ﷺ لا نبی بعدی لانه اراد لا نبی بعدی ینسخ ماجئت به'**

ترجمہ:(حضرت عائشہؓ) کا یہ قول (**قول خاتم النبیین ولا تقول لا نبی بعدی**) آنحضرت ﷺ کے فرمان **لا نبی بعدی** کے مخالف نہیں کیونکہ حضور ﷺ کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کو منسوخ کردینے والا ہو۔

(تاویل مختلف الاحادیث صفحہ نمبر 236 مطبع کردستان العلمیہ مصر 1326ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۴۵۔۴۶ مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۲۔ شیخِ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ (متوفی 638ھ) فرماتے ہیں :

(الف) **فان النبوّة التی انقطعت بوجود رسول الله صلی الله علیه وسلم انما هی نبوّة التشریع لامقامها فلا شرع یکون ناسخا لشرعه صلی الله علیه وسلم ولا یزید فی حکمه شرعا آخر وهذا معنی قوله صلی الله علیه وسلم ان الرسالة والنبوّة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبیّ أی لا نبیّ بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی ولا رسول أی لا رسول بعدی الی أحد من خلق الله بشرع یدعوهم الیه فهذا هو الذی انقطع وسدّ بابه لامقام النبوّة**

(فتوحاتِ مکیہ از حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 3 شائع کردہ دارِ صادر بیروت)

ترجمہ: وہ نبوت جو آنحضرت ﷺ کے آنے سے ختم ہوئی ہے وہ صرف تشریعی نبوت ہے مقام نبوت نہیں۔پس اب ایسی شریعت نہیں آسکتی جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ قرار دے یا آپؐ کی شریعت میں کوئی حکم زائد کرے۔یہی معنی اس حدیث کے ہیں **ان الرسالة والنبوة قد انقطعت** کہ اب رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے میرے بعد نہ رسول ہے اور نہ نبی۔یعنی کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو بلکہ جب بھی نبی آئے گا تو وہ میری شریعت کے تابع ہوگا اور میرے بعد کوئی رسول نہیں یعنی میرے بعد دنیا کے کسی انسان کی طرف کوئی ایسا رسول نہیں آسکتا جو شریعت لے کر آوے اور لوگوں کو اپنی شریعت کی طرف بلانے والا ہو پس یہ وہ قسم نبوت ہے جو بند ہوئی اور اس کا دروازہ بند کردیا گیا۔

**جرح:** مولوی لال حسین صاحب نے اس تحریر اور اس کے ترجمہ پر کوئی اعتراض کئے بغیر بے جا طور پر اسے حضرت ابن عربیؒ پر افتراء قرار دے دیا ہے اور اس کے جواب میں لکھا ہے کہ: '(حضرت ابن عربیؒ کا) عقیدہ یہ تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت لاتا ہے۔۔۔وہ ولایت، الہام اور مبشرات کو امت میں جاری مانتے ہیں اور اس کو غیر تشریعی نبوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے قائل ہیں۔آمدِ ثانی کے بعد حضرت مسیحؑ پر کسی نئے امر و نواہی کا نزول نہیں مانتے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضورِ اکرم ﷺ کے امتی کی حیثیت میں تشریف لائیں گے۔وہ شریعتِ محمدیہ کو منسوخ نہ کریں گے بلکہ اسی شریعت کی متابعت کریں گے۔'

(ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۹ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت ملتان)

**پہلا جواب:** اس تشریح سے حضرت ابن عربیؒ کے اس مؤقف پر کوئی زد نہیں پڑتی کہ جو نبی بھی آئے گا وہ شریعتِ محمدیہ کے تابع ہوگا ہاں یہ کہنا درست نہیں کہ حضرت ابن عربیؒ حضرت عیسیٰؑ کے آسمان سے نزول کے قائل ہیں کیونکہ اس بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ:

**۳۳ دوسرا جواب:** حضرت ابن عربیؒ کے نزدیک شریعت نبوت کا ایک جزو ہے نہ کہ کل جیسا کہ فرمایا:

فالتشريعُ جزءٌ من أجزاء النُّبوَّة

ترجمہ: شریعت نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

(فتوحاتِ مکیہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۹۰، مطبوعہ دار الکتب العربیہ الکبریٰ مصری بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 59 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

پس یہ کہنا بھی درست نہیں کہ ان کے نزدیک جو شریعت نہ لائے وہ نبی نہیں ہوتا۔

(ب) فَمَا ارْتَفَعَتِ النُّبُوَّةُ بِالْكُلِّيَّةِ لِهٰذَا قُلْنَا إِنَّمَا ارْتَفَعَتْ نُبُوَّةُ التَّشْرِيعِ فَهٰذَا مَعْنٰى لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

ترجمہ: پس نبوت کلی طور پر نہیں اٹھی۔اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ صرف تشریعی نبوت اٹھی ہے اور یہی معنی حدیث **لا نبی بعدی** کے ہیں۔

(فتوحاتِ مکیہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۵۸ دار الکتب العربی الکبریٰ مصر بحوالہ مودودی صاحب کے رسالہ ختمِ نبوت پر علمی تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 14-15 شائع کردہ رقیم پریس اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ)

(ج)۔ وَمِنْ جُمْلَةِ مَا فِيهَا تَنْزِيلُ الشَّرَائِعِ فَخَتَمَ اللّٰهُ هٰذَا التَّنْزِيلَ بِشَرْعِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔

ترجمہ: آغاز و انجام والی اشیاء میں سے شریعتوں کا نازل کرنا بھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے شریعت کے اتارنے کو محمد ﷺ کی شرع سے ختم کر دیا ہے پس آپ خاتم النبیین ہیں۔

(فتوحاتِ مکیہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۵۰ دار الکتب العربی الکبریٰ مصر بحوالہ مودودی صاحب کے رسالہ ختمِ نبوت پر علمی تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 15 شائع کردہ رقیم پریس اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ)

(د)۔ وأما نبوة التشريع والرسالة فمنقطعه[۸]. وفي محمد صلى الله عليه وسلم قد انقطعت، فلا نبي بعده : يعني مشرّعاً أو مشرّعاً له ، ولا رسول وهو المشرع ..... أن الله لطّف[٤] بعباده ، فأبقى لهم النبوة العامة التي لا تشريع فيها ،

ترجمہ: کہ تشریعی نبوت اور رسالت بند ہو چکی ہے اور حضور ﷺ کے وجود باجود پر اس کا انقطاع ہو گیا ہے لہٰذا آپؐ کے بعد صاحبِ شریعت نبی کوئی نہ ہوگا ۔۔۔ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر مہربانی فرما کر ان کے لئے نبوت عامہ کو جس میں کوئی شریعت نہیں ہوتی جاری رکھا ہے۔

(فصوص الحکم از امام ابنِ عربیؒ صفحہ نمبر 140-141 بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھریؒ صفحہ نمبر 96 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

۳۔ عارفِ ربّانی حضرت سیّد عبدالکریم جیلانیؒ (متوفی 837ھ) فرماتے ہیں :

فانقطع حکم نبوۃ التشریع بعدہ . وکان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ،

(انسانِ کامل از حضرت عبدالکریم جیلانیؒ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 115 مکتبہ ومطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے بعد تشریعی نبوت کا انقطاع ہو گیا اور آنحضرت ﷺ خاتم النبیین قرار پا گئے۔

جرح :مولوی لال حسین صاحب نے حضرت عبدالکریم جیلانیؒ کی اس تحریر پر سوائے اس کے اور کوئی جرح نہیں کی کہ

'انہوں نے کہیں نہیں لکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت میں نئے نبی مبعوث ہوں گے'

(ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۱ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**جواب:** جب یہ فرمایا گیا کہ آں حضرت ﷺ اس لئے خاتم النبیین ہیں کہ آپ کامل شریعت لے کر آئے اور آپؐ کے بعد تشریعی نبوت بند ہو گئی ہے۔ تو اس کا نتیجہ از خود یہ نکلا کہ بغیر شریعت نبوت بند نہیں ہوئی اور اگر بند نہیں ہوئی ہے تو امکانِ نبوت تو ظاہر ہے ۔

۴۔ خلیفۃ الصوفیاء شیخ العصر حضرت شیخ بالی آفندیؒ (متوفی 960ھ) فرماتے ہیں :

" خَاتَمُ الرُّسُلِ هُوَ الَّذِي لَا يُوجَدُ بَعْدَهُ نَبِيٌّ مُشَرِّعٌ "

ترجمہ: خاتم الرسل وہ ہے جس کے بعد کوئی شریعت والا نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(شرح فصوص الحکم از حضرت شیخ بالی آفندیؒ صفحہ نمبر 56 مطبوعہ بنی مرہ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 47 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۵۔ حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ (متوفی 976ھ) نے تحریر فرمایا :

علم أن النبوۃ لم ترتفع مطلقا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم وإنما ارتفع نبوۃ التشریع فقط فقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لانبی بعدی و لا رسول بعدی أی ماثم من یشرع بعدی شریعۃ خاصۃ

(الیواقیت والجواہر جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 39 مطبوعہ 1378ھ شرکۃ مکتبہ ومطبع المصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ مصر)

ترجمہ: جان لو کہ مطلق نبوت بند نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے بعد صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے قول **لا نبی بعدی** اور **لا رسول بعدی** سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کے بعد شریعت لانے والا نبی نہیں ہوگا۔

جرح: مولوی لال حسین صاحب پہلے اس بات کو افتراء قرار دیتے ہیں کہ: 'حضرت امام عبدالوہاب شعرانی غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے قائل ہیں' اور فوراً بعد ہی لکھتے ہیں: 'امام شعرانی نے تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی تقسیم انہیں تین امور کے پیش نظر کی ہے جن کا ذکر ہم نے۔۔۔کر دیا ہے'
(ختم نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۰ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**پہلا جواب**: اب اگر حضرت شعرانیؒ نبوت کی دو اقسام مانتے ہیں اور ان میں سے ایک قسم یعنی تشریعی نبوت کا بند ہونا قرار دیتے ہیں تو از خود دوسری قسم یعنی غیر تشریعی نبوت کا جاری رہنا ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس میں افتراء کیا ہے؟

**دوسرا جواب**: جن تین امور کو حوالہ دیا گیا ہے اس میں اوّل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطور نبی آنا ہے اور نبی ہوتے ہوئے امام شعرانی کے نزدیک آپ شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ کریں گے جیسا کہ مولوی لال حسین صاحب نے ان کی یہ تحریر نقل کی ہے:

**و کذا لک عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل الی الارض لا یحکم فینا الا الشریعۃ نبینا ﷺ**

ترجمہ: اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے تو ہمارے نبی محمد ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔
(الیواقیت والجواہر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۸ بحوالہ ختم نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۰۔۱۱ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

یعنی حضرت عیسیٰ آں حضرت ﷺ کے بعد آنے والے غیر تشریعی نبی ہوں گے۔ یہی بات آپ نے پہلے فرمائی ہے کہ صرف تشریعی نبوت اٹھائی گئی ہے اور مطلق نبوت بند نہیں ہوئی۔

۶۔ دسویں صدی ہجری کے مجددِ امت حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ (متوفی 986ھ) فرماتے ہیں:

**'ھذا ایضاً لا ینا فی حدیث لا نبی بعدی لانہ' اراد لا نبی ینسخ شرعہ'**

ترجمہ: (حضرت عائشہؓ کا قول **قول خاتم النبیین ولا تقول لا نبی بعدی**) حدیث **لا نبی بعدی** کے منافی نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہ آئے گا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کر دے۔
(تکملہ مجمع البحار الانوار از حضرت امام محمد طاہرؒ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 85 مطبع عالی المنشی نولکشور بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر ۹۵۔ شائع کردہ سلور لنک لاہور)

۷۔ امام اہلِ سنت حضرت امام ملا علی قاریؒ (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں:

**الف: 'ورد لا نبی بعدی معناہ عند العلماء لا یحدث بعدہ' نبی بشرعٍ ینسخ شرعہ'**

ترجمہ: حدیث میں **لا نبی بعدی** کے جو الفاظ آئے ہیں اس کے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ایسی شریعت لے کر پیدا نہیں ہو گا جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ دے۔
(الاشاعت فی شرائط الساعۃ صفحہ نمبر ۱۴۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت فی مذہب المہدی صفحہ نمبر 64 بحوالہ مودودی صاحب کے رسالہ ختمِ نبوت پر علمی

تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 11 شائع کردہ رقیم پریس اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ)

ب: قولُهُ تعالى ﴿وخاتَمَ النبيِّين﴾ (٤٢٤) إذ المعنى: أنّه لا يأتي نبيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ ولم يَكُنْ مِنْ أُمَّتِهِ.

(الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبری صفحہ نمبر 192 شائع کردہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو اور آپؐ کا امتی نہ ہو۔

**جرح:** حضرت امام ملا علی قاریؒ کی مندرجہ بالا تحریر کا سیاق حدیث **لو عاش لکان صدیقا نبیا** (ابن ماجہ جلد ا کتاب الجنائز صفحہ ۲۳۷) کی بابت ہے اور اس حصہ کا ترجمہ یہ ہے:

'اگر صاحبزادہ ابراہیمؓ زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح حضرت عمرؓ نبی بن جاتے تو آں حضرت ﷺ کے متبع ہوتے جیسے عیسیٰؑ، خضرؑ اور الیاسؑ تو یہ خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا کیونکہ'

مولوی لال حسین صاحب نے اس تحریر کے واضح نتیجہ کو حضرت ملا علی قاریؒ پر اتہام کہہ کر جواباً یہ لکھا ہے:

'اس حدیث کے ضعف کے متعلق ہم بلند پایہ محدثین کے اقوال نقل کر چکے ہیں'۔

پھر حضرت قاریؒ کی ایک اور کتاب مرقاۃ سے ایک تحریر اس عبارت کی تشریح میں نقل کی ہے اور پھر کتاب شرح فقہ اکبر سے ایک تیسری تحریر درج کی ہے جس کی رو سے حضرت قاریؒ کے نزدیک نبوت کا دعویٰ کفر ہے۔

(ختم نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۸ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**پہلا جواب** :حضرت ملا علی قاریؒ اسی بحث میں اس حدیث کو تین طریقوں سے مروی ہونے کی وجہ سے قوت یافتہ قرار دیتے ہیں۔ آپ کے الفاظ ہیں **له طرق ثلاثه يقوى بعضها ببعض**۔ اگر وہ بعض محدثین کی برخلاف رائے کو صحیح سمجھتے تو اس حدیث کو درست قرار دے کر اس کی تائید اور تشریح کیوں فرماتے؟

**دوسرا جواب** :مرقاۃ سے لی گئی تحریر کی بحث اور ہے اس میں حضرت ملا علی قاریؒ ان لوگوں کی تردید فرما رہے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نزول کے بعد حدیث **لا نبی بعدی** کی وجہ سے نبی نہیں ہوں گے بلکہ محض امتی ہوں گے اور فرماتے ہیں:

لَا مُنَافَاةَ بَيْنَ اَنْ يَكُوْنَ نَبِيًّا وَ يَكُوْنَ مُتَابِعًا لِلنَّبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مرقاۃ المفاتیح جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۵۶۴ بحوالہ بزرگانِ امت کے نزدیک ختمِ نبوت کی حقیقت از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۵۵ مطبوعہ نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

ترجمہ: حضرت عیسیٰؑ کے نبی ہونے اور رسول اللہ ﷺ کے تابع ہونے میں کوئی منافات نہیں۔

اس بحث کے بعد وہ الفاظ آتے ہیں جو مولوی لال حسین صاحب نے نقل کئے ہیں اور وہ اسی مؤقف کی وضاحت ہیں نہ کہ حضرت ابراہیم سے متعلق حدیث کے بارے میں۔

**تیسرا جواب** :رہا آپ کا دعویٰ بنوت کو کفر جاننا تو کیونکہ حضرت ملا علی قاریؒ صرف تشریعی نبوت کو بند قرار دیتے ہیں جیسا کہ اوپر درج حوالے سے ظاہر ہے اس لئے جس نبوت کے دعویٰ کو آپ کفر گردانتے ہیں وہ تشریعی نبوت کا دعویٰ ہی ہوسکتا ہے۔

۸۔ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی1176ھ) تحریر فرماتے ہیں :

**الف**: وختم به النبيون أى لا يوجد بعده من يأمره الله سبحانه بالتشريع على الناس

(تفہیمات الٰہیہ از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تفہیم نمبر 54 جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 85 شاہ ولی اللہ دہلی اکیڈمی حیدر آباد سندھ)

ترجمہ: اور آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور فرمائے۔ یعنی شریعت جدیدہ لانے والا کوئی نبی نہ ہوگا۔

**جرح**: مولوی لال حسین صاحب نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے اس حوالہ کو بے جا طور پر بہتان ٹھہرا کر لکھا ہے:

' تفہیمات کے الفاظ میں کس لفظ کا معنی ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی امت میں نبی معبوث ہوں گے۔۔۔تشریعی اور غیر تشریعی کا فرق انہی تین وجوہ کی بناء پر ہے' (ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۲ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**جواب**: حضرت شاہ ولی اللہؒ نے خاتم النبیین کے معنی یہ قرار دئے ہیں کہ اب کوئی شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور کرے، اور جب حضرت شاہ صاحب نے اقسامِ نبوت تشریعی اور غیر تشریعی کے بھی قائل ہیں تو ظاہر ہے صرف تشریعی نبوت کے بند ہونے کا ذکر کرنا غیر تشریعی نبوت کے بند نہ ہونے کا ذکر بھی ہے۔

**ب**: **'فعلمنا بقوله عليه الصلوٰة والسَّلام لا نبى بعدى ولا رسول ان النبوة قد انقطعت والرسالة انما يريد بها التشريع'**

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے قول **لا نبی بعدی و لا رسول** سے ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ جو نبوت و رسالت منقطع ہوگئی ہے وہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک نئی شریعت والی نبوت ہے۔

(قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین صفحہ نمبر 319 مطبع مجتبائی دہلی 1310ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 48-49 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۹۔ دہلی کے مشہور صوفی حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں نقشبندیؒ (متوفی1195ھ) فرماتے ہیں :

'ہیچ کمال غیر از نبوت بالا صالہ ختم نگردیدہ و در مبداء فیاض بخل و دریغ ممکن نیست'

ترجمہ: سوائے مستقل نبوت تشریعہ کے کوئی کمال ختم نہیں ہوا باقی فیوض میں اللہ تعالیٰ کے لئے کسی قسم کا بخل اور تردد ممکن نہیں۔

(مقاماتِ مظہری صفحہ نمبر ۸۸ بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر 100 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

۱۰۔ مولوی محمد زماں خانؒ آف دکن (متوفی 1292ھ) لکھتے ہیں :
'حدیث 'لاوحی بعدی' کی باطل و بے اصل ہے۔ ہاں لا نبی بعدی صحیح ہے۔ لیکن معنی اس کے علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حادث نہ ہوگا'۔ (ہدیہ مھدویہ از محمد زماں خان صفحہ نمبر 301 مطبع نظامی کانپور 1293ھ)

۱۱۔ فرقہ مہدویہ کے بزرگ حضرت سیّد شاہ محمد صاحبؒ لکھتے ہیں :
'ہمارے محمدؐ بفتح تا خاتم نبوتِ تشریعی ہیں فقط۔۔۔ نہ یہ کہ فیضِ نبوت ایسا منقطع اور مرفوع ہو گیا ہے کہ اس صفت سے کوئی موصوف نہ ہو سکے'۔
(ختم الہدی سبل السوی صفحہ نمبر ۲۴ مطبع فردوسی بنگلور 1291ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 50 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۱۲۔ حضرت شیخ عبدالقادر الکردستانیؒ (متوفی 1304ھ) فرماتے ہیں :
**'ان معنی کونه خاتم النبیین هو انه لا یبعث بعده نبی اٰخر بشریعة اخری'**
ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی شریعت لے کر مبعوث نہ ہوگا۔
(تقریب المرام جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 233 بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری صفحہ نمبر 101 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

۱۳۔ حضرت مولانا عبدالحئی لکھنویؒ (متوفی 1304ھ) فرماتے ہیں :
الف: 'بعد آنحضرت ﷺ کے یا زمانے میں آنحضرت ﷺ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے'
(اثر ابن عباس فی دافع الوسواس از مولانا عبدالحئی لکھنویؒ صفحہ نمبر 16 مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ بار دوم)
ب: مولانا مرحومؒ نے ایک استفسار کے جواب میں لکھا :
'علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپؐ کی عام ہے اور جو نبی آپؐ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہؐ کا ہوگا'
(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی لکھنویؒ جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۴۴ مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۳۱۴ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۵۱ مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

**جرح:** مولوی لال حسین صاحب نے بے جا طور پر اس تحریر کو حضرت مولانا عبدالحیؒ پر بہتان کہہ کر اس کی صفائی میں لکھا ہے:
'یہ نزول حضرت مسیح علیہ السلام کے پیش نظر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نازل ہوں گے اور کوئی نئی شریعت نہ لائیں گے بلکہ حضورؐ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے'۔
(ختم نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۵ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**جواب:** مولوی صاحب کی اس وضاحت سے بھی ظاہر ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد بلا شریعت نبی آنے میں کوئی روک نہیں اور خاتم النبیین کے یہ معنی کہ ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی ہے درست نہیں ہیں۔

**مزید جرح:** مولوی لال حسین صاحب نے مولانا عبدالحئی صاحب کا ایک فتویٰ بھی نقل کیا ہے جس میں کہا گیا ہے:

'آپؐ کے بعد کسی کا نبی بننا جائز نہیں اور جو آج ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے'۔

(ختم نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۵ انیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**جواب:** مولوی عبدالحئیؒ کے مندرجہ بالا پہلے فتویٰ کی رو سے کیونکہ تابع شریعت محمدیہ نبی ہوسکتا ہے اس لئے اس دوسرے فتویٰ میں جس دعویٰ نبوت کو آپ نے کفر گردانا ہے اس سے مراد شریعت والی نبوت کا دعویٰ ہی ہوسکتا ہے۔ جس میں کوئی کلام نہیں۔

۱۴۔ نواب سیّد نورالحسن خان صاحب بھوپالی (متوفی 1336ھ) ابن نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی لکھتے ہیں:

حدیث کا ذکی بعد موتی بے اصل ہے ہاں لا نبی بعدی آیا ہے اسکے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع نا سخ نہ لاویگا

(اقتراب الساعۃ صفحہ نمبر 162 از نورالحسن خان صاحب مطبۃ سعید المطابع الکائنات)

جرح: مولوی لال حسین صاحب نے نواب نورالحسن صاحب کی اس تحریر کے بارے میں لکھا کہ:

'حضرت نواب صاحبؒ کے متعلق اتہام ہے کہ وہ حضور نبی کریمؐ کے بعد اجرائے نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے'۔

(ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۴ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**جواب:** نواب صاحب کی یہ تحریر حضرت ملا علی قاریؒ کے ایک قول کا ترجمہ ہے اور اس میں یہی کہا گیا ہے کہ **لا نبی بعدی** کے معنی اہل علم کے نزدیک یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی نہیں آئے گا اور یہ بات ان سب کو تسلیم ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے آنے اور آنے پر نبی ہونے اور شریعتِ محمدیہ کے تابع ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی غیر تشریعی نبوت کا امکان ہے۔ پھر اتہام کیا ہے؟

**۵۔ محاورتاً آخری نبی بمعنی صاحبِ منتہائے کمالات نبوت:**

۱۔ نامور صوفی حضرت ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذیؒ (متوفی 255ھ) فرماتے ہیں:

فاتوا محمدًا ، فهو خاتم النبيين » . ومعناه عندنا : ان النبوة تمّت بأجمها لمحمد ، صلى الله عليه وسلم. فجعل قلبه ، لكمال النبوة ، وعاء عليها ، ثم ختم ا (کتاب ختم الاولیاء فصل الثامن صفحہ نمبر 341 ادارہ معہد الاداب الشرقیہ المطبۃ الکاثولیکۃ بیروت)

ترجمہ: ہمارے نزدیک خاتم النبین کے یہ معنی ہیں کہ نبوت حضرت محمد ﷺ کی ذات میں اپنے تمام کمالات کے ساتھ مکمل ہوگئی ہے۔ آپؐ کا دل نبوت کے کمال کے لئے ایک برتن کے طور پر بنایا گیا پھر اس پر مہر لگا دی۔

۲۔ سلطان الاولیاء حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخزومیؒ (متوفی 513ھ) مرشد غوث الاعظم حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ (متوفی 561ھ) فرماتے ہیں:

والاخیرۃ منہا اعنی الانسان اذا عرج ظہر فیہ جمیع مراتب المذکورۃ مع انبساطہا ویقال لہ الانسان الکامل والعروج والانبساط علی الوجہ الاکمل کان فی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولہذا کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین

ترجمہ: (کائنات میں) آخری مرتبہ انسان کا ہے جب وہ عروج پاتا ہے تو اس میں تمام مراتب مذکورہ اپنی وسعتوں کیساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں اور اس کو انسان کامل کہا جاتا ہے اور عروجِ کمالات اور سب مراتب کا پھیلاؤ کامل طور پر ہمارے نبی ﷺ میں ہے اور اسی لئے آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

(تحفہ مرسلہ شریف مترجم صفحہ نمبر 51 از شیخ ابوسعید شائع کردہ منزل نقشبندیہ لاہور طبع دوم بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 53-54 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۳۔ حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ (متوفی 620ھ) 'مظہر العجائب' میں لکھتے ہیں:

مصطفیٰ ختم رسل شد در جہاں　　مرتضیٰ ختم ولایت در عیاں

ترجمہ: حضرت نبی کریم ﷺ جہاں میں ختم رسل بنے اور حضرت علی المرتضیٰ ختم ولایت بنکر ظاہر ہوئے۔

(تذکرۃ الاولیاء اردو مقدمہ صفحہ نمبر ۲۸ ناشر اللہ والے کی قومی دکان لاہور اپریل 1925ء بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 37-38 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۴۔ سرتاج الاولیاء حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ (متوفی 672ھ) فرماتے ہیں:

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود　　مثل او نے بود نے خواہند بود

ترجمہ:۔ آپ خاتم (النبیین) اسی لئے ہوئے ہیں۔ کہ فیض رسانی میں نہ کوئی آپ کا مثل ہوا۔ اور نہ آئندہ آپ کی مثل ہوں گے

پھر فرمایا:

چونکہ در صنعت برد استاد دست　　نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

ترجمہ:۔ جب کوئی استاد (فن) کسی صنعت میں فائق ہوتا ہے۔ تو کیا تم (اس کو بطور مدح یہ) نہیں کہتے کہ (یہ) صنعت تم پر ختم ہے

(مفتاح العلوم شرح مثنوی حضرت مولانا رومؒ از مولانا محمد نذیر صاحب عرشی نقشبندی۔ جلد نمبر 15 دفتر ششم پہلا حصہ۔ صفحہ نمبر 58۔ شائع کردہ شیخ غلام علی اینڈ سنز قریشی بک ایجنسی، تاجرانِ کتب لاہور)

**جرح:** مولوی لال حسین صاحب نے اس حوالہ کے صرف پہلے شعر پر یہ تبصرہ کیا ہے:

'اس شعر کو اجرائے نبوت سے کیا تعلق؟ اس میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وکمالات اور روحانی فیوض کا تذکرہ ہے'

(ختم نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۵ مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**جواب:** تعلق تو واضح ہے۔ اس شعر میں حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ نے خاتم النبیین کے معنی منتہائے کمال قرار دئے ہیں، نہ کہ نبوت کو ختم کرنے والا اور سمجھانے کے لئے اس کی مثال بھی دی ہے۔ اور جب ختم نہیں ہوئی تو جاری ہے اور یہی اجرائے نبوت ہے۔

۴۔ حضرت علامہ ابن خلدون مغربیؒ (متوفی 809ھ) فرماتے ہیں:

**'و یمثلون الولایة فی تفاوت مراتبها بالنبوة و یجعلون صاحب الکمال فیها خاتم الاولیاء ای حائز الرتبة التی هی خاتمة الولایة کما کان خاتم الانبیاء حائز اللمرتبة التی هی خاتمة النبوة'**

ترجمہ: (علماء) ولایت کو اپنے تفاوت مراتب میں نبوت کا مثیل قرار دیتے ہیں اور اس میں کامل ولی کو خاتم الاولیاء ٹھہراتے ہیں۔ یعنی اس مرتبہ کا پانے والا جو ولایت کا خاتمہ ہے جس طرح سے حضرت خاتم الانبیاء اس مرتبہ کمال کے پانے والے تھے جو نبوت کا خاتمہ ہے۔

(مقدمہ ابن خلدون صفحہ نمبر 324 مطبع المصطفیٰ محمدؐ مصر بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر 98 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

۵۔ حضرت امام کامل علاّمہ علی المہائمی (متوفی 835ء) آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: آں حضرت اس معنیٰ میں بوجہ خاتم النبیین تمام رسولوں سے اکمل ہیں۔

(تبصیر الرحمٰن جلد ۲ صفحہ ۱۶۰، بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 32 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۶۔ عارفِ ربانی حضرت سیّد عبدالکریم جیلانیؒ (متوفی 837ھ) فرماتے ہیں:

**الف:** فکان خاتم النبیین، **لأنه** لم یدع حکمة ولا هدی ولا علما ولا سرّا إلا وقد نبه علیه وأشار إلیه علی قدر ما یلیق بالنبیین لذلك السرّ

(انسانِ کامل از حضرت عبدالکریم بن ابراہیم الجیلیؒ جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۱۵ ۔ تیسرا ایڈیشن ۔ شائع کردہ مکتبہ ولمطبعہ مصطفیٰ البابی والحلبی والاولادہ مصر 1970ء)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ اس لئے خاتم النبیین تھے کہ آپ نے حکمت، ہدایت، علم یا راز کی ہر بات سے آگاہی بخشی اور اس بھید کی طرف واضح اشارہ کر کے اس کی وضاحت کا حق ادا فرما دیا۔

**ب:** وکان محمد صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین، لأنه جاء بالکمال ولم یجیء أحد بذلك

(انسانِ کامل از حضرت عبدالکریم بن ابراہیم الجیلیؒ جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۱۵۔ تیسرا ایڈیشن ۔ شائع کردہ مکتبہ ولمطبعہ مصطفیٰ البابی والحلبی والاولادہ مصر 1970ء)

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں کیونکہ آپ کمال کو لائے ہیں مگر کوئی اور اسے نہیں لایا۔

۷۔ بانی مدرسہ دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں :
'جتنی بڑی عطا ہوگی اتنا ہی بڑا ظرف چاہئے اس لئے یہ ضرور ہے کہ جس میں ظہور کامل ہو جملہ کمالات خداوندی کے لئے بمنزلہ قالب ہو۔۔۔۔ہم اسی کو عبد کامل اور سیّد الکونین اور خاتم النبیین کہتے ہیں'
(انتصار الاسلام صفحہ نمبر 45 مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی 1319ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۳۳ مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۸۔ پاکستان میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی (متوفی 1369ھ / 1949ء) لکھتے ہیں :
الف: 'اب مَیں اس کے سوا کیا کہوں کہ آنحضرت ﷺ جیسا کہ اپنی عادات واخلاق میں تمام انبیاء علیہم السلام سے فائق تھے ایسا ہی علوم کے بھی سارے مراتب آپ پر تمام کر دئے گئے تھے کیونکہ انبیاء سابقین میں نہ ایسا اعجاز علمی کسی کو دیا گیا نہ اس کے اتباع میں کسی نے ان علوم کے دریا بہائے ہیں جو اہل اسلام نے بہائے ہیں اور جبکہ صفت علم تمام ان صفات کی خاتم ہے جو مربی عالم میں ہیں تو جس کا اعجاز علمی ہوگا گویا اس پر تمام کمالاتِ علمی کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور اسی کو ہمارے نزدیک خاتم الانبیاء کہنا مناسب ہوگا'
(رسالہ اعجاز القرآن صفحہ نمبر 61 بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری صفحہ نمبر 101۔102 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

ب: علامہ شبیر احمد عثمانی شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب گنگوہی صاحب کے ترجمۂ قرآن کے حاشیہ میں مزید لکھتے ہیں:
'جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت ورسالت کے تمام مراتب وکمالات کا سلسلہ بھی روحِ محمدی صلعم پر ختم ہوتا ہے'
(قرآنِ کریم مترجم مولانا محمود الحسن صاحب ومولانا شبیر احمد عثمانی صاحب حاشیہ صفحہ نمبر ۵۵۰ ناشر نور کارخانہ تجارت آرام باغ کراچی بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 26-27 مطبوعہ اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۹۔ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیّب صاحب قاسمی (متوفی 1403ھ) فرماتے ہیں :
'انبیاء علیہم السلام میں وہ فرد کامل اور خاتم مطلق جو کمالات نبوت کا منبع فیض ہے اور جس کے ذریعہ سارے ہی طبقۂ انبیاء کو علوم وکمالات تقسیم ہوئے ہیں محمد رسول اللہ ﷺ ہیں'
(تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام از قاری محمد طیّب صاحب قاسمی صفحہ نمبر 223-224 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری صفحہ نمبر ۱۰۴ شائع کردہ سلور لنک لاہور)

## ۶۔ امکانِ نبوت برنگ ظلی، بروزی یا امتی نبوت :

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (متوفی 58ھ) فرماتی ہیں:
وأخرج ابن أبي شيبة عن عائشة رضي الله عنها قالت: قولوا خاتم النبيين، ولا تقولوا لا نبي بعده

(درِمنثور از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ زیر آیت ماکان محمدٌ ابا احدٍ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 386 شائع کردہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت امام ابن ابی شیبہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اے لوگو! آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء ضرور کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

۲۔ امام اہل بیت حضرت امام باقرؒ (متوفی 114ھ) فرماتے ہیں :

عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ عز و جل فقد اتینا ال ابراھیم الکتب و الحکمۃ و اتیناھم ملکا عظیما جعل منھم الرسل و الانبیاء و الائمہ فکیف یقرون فی ال ابراھیم علیہ السلام و ینکرون ذالک فی ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: حضرت ابوجعفر علیہ السلام اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس ارشاد **فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتٰب** کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم علیہ السلام میں رسول انبیاء اور امام بنائے لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ نبوت و امامت کی نعمتوں کا وجود آل ابراہیم میں تو تسلیم کرتے ہیں لیکن آل محمد ﷺ میں ان کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔

(الصافی شرح اصول الکافی جز سوم حصہ اوّل صفحہ نمبر 119 بحوالہ زھق الباطل از حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ صفحہ نمبر 334 مطبوعہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لیمیٹڈ۔ یوکے)

۳۔ امامیہ مسلک کے ابتدائی فرقوں میں سے منصوریہ کو خاص شہرت ہوئی۔ اس فرقہ کے بانی ابو منصور العجلی (متوفی ۱۲۱ھ) تھے۔ اس فرقہ کا واضح عقیدہ تھا کہ

" الرُّسُلُ لَا تَنْقَطِعُ اَبَدًا "

ترجمہ: رسولوں کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا۔

(التعریفات از السیّد الشریف علی ابن محمد الجرجانی (متوفی ۱۴۱۳ء) صفحہ نمبر 210 طبع مصر 1938ء بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 56 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۴۔ مشہور شیعہ مفسر علامہ ابوالحسن قُمی (متوفی 217ھ) فرماتے ہیں :

اِغْتَرَفَ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ غُرْفَةً بِيَمِيْنِهٖ من الماء فقال مِنْكَ اخْلُقُ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وعبادی الصالحین والائمہ المُهتدین والدُّعاةَ الی الجنّةِ واتباعَهُمْ الی یوم القیامةِ ولا اُبالی۔

ترجمہ: ہمارے ربّ عزوجل نے اپنے ہاتھ میں پانی کا ایک چُلو لیا اور اس سے فرمایا مَیں تجھ سے نبی، رسول، نیک بندے، ہدایت یافتہ امام، داعیان جنّت اور ان کے اتباع قیامت تک پیدا کرتا رہوں گا اور کسی کی پرواہ نہیں کروں گا۔

(تفسیر قُمی صفحہ نمبر 33 مطبوعہ ایران بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 57 مطبوعہ نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ 1978ء)

۵۔ حضرت علامہ ابو جعفر ابن بابویہ القُمیؒ (متوفی 331ھ) فرماتے ہیں :

" فالھدایۃ من الانبیاءِ والاَوْصیاء لا یجوز انقطاعُھُم ما دام التکلیفُ من اللہِ عَزَّوَجَلَّ لازِمًا للعبادِ "

ترجمہ: جب تک بندے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مکلّف ہیں تب تک ہدایت کی طرف راہنمائی کرنے والے انبیاء اور اوصیاء کا انقطاع جائز نہیں۔
(اکمال الدین صفحہ نمبر 375 بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 57 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۶۔ امامِ لغت حضرت امام راغب اصفہانیؒ (متوفی 502ھ) سورت نساء کی آیات 69-70 کی تشریح میں فرماتے ہیں :
ممن أنعم عليهم من الفرق الأربع في المنزلة والثواب: النبي بالنبي، والصديق بالصديق، والشهيد بالشهيد، والصالح بالصالح وأجاز الراغب أن يتعلق من النبيين بقوله:

(تفسیر بحر المحیط از حضرت علامہ ابوالحیان اُندلسیؒ زیر آیت وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 699 شائع کردہ دار الفکر للطبعۃ والنشر والتوریع مصر)
ترجمہ: (اللہ تعالیٰ) ان انعام پانے والوں کو مقام اور ثواب کے لحاظ سے ان چار گروہوں میں شامل کرے گا۔ نبی کو نبی کے ساتھ اور صدیق کو صدیق کے ساتھ، شہید کو شہید کے ساتھ اور صالح کو صالح کے ساتھ۔ اور امام راغب نے جائز قرار دیا ہے کہ اس امت کے نبی بھی نبیوں میں شامل ہوں گے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔

۷۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (متوفی 561ھ) ایک حدیث کے ذکر میں فرماتے ہیں :
**الف: 'هذا قول اميرنا...مقدم النبيين و المرسلين والصديقين من زمان آدم عليه السلام الى يوم القيامة'**
ترجمہ: یہ ہے فرمان ہمارے امیر۔۔۔نبیوں اور رسولوں اور صدیقوں کے پیشوا کا جو آدم علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت تک ہوں گے۔
(الفتح الربّانی والفیض الرحمانی (مرتبہ شیخ ابن مبارک قادری) صفحہ نمبر 44 مطبع میمینہ مصر بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 58 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

ب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور ارشاد حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے یوں نقل کیا ہے:
**'اوتى الانبياء اسم النبوة و اوتينا اللقب اى حجر علينا اسم النبى مع ان الحق تعالىٰ يخبرنا فى سرائرنا بمعانى كلامه و كلام رسول ﷺ و يسمّٰى صاحب هذا المقام من انبياء الاولياء'**
ترجمہ: انبیاء کو نبی کا نام دیا گیا ہے اور ہم امتی لقب نبوت پاتے ہیں ہم سے النبی کا نام روکا گیا ہے باوجودیکہ خدا تعالیٰ ہمیں خلوت میں اپنے کلام اور اپنے رسول کے کلام کے معانی سے خبر دیتا ہے اور یہ مقام رکھنے والا انبیاء الاولیاء میں سے ہوتا ہے۔
(الیواقیت والجواہر از حضرت امام شعرانیؒ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۹ طبع مصر 1351ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 58 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۸۔ متکلم اسلام حضرت امام فخر الدین رازیؒ (متوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:
وَلَمَّا كَانَ الْخَلْقُ محتاجين الى البعثة والرحيمُ الْكَرِيْمُ قادراً عَلَى الْبَعْثَةِ وَجَبَ فِي كَرَمِهٖ وَرَحْمَتِهٖ انْ يَّبْعَثَ الرُّسُلَ اِلَيْهِم

ترجمہ: اور جب کہ مخلوق بعثت انبیاء کی محتاج ہے اور رحیم وکریم خدا بعثت پر قادر بھی ہے تو اس کے کرم اور رحمت کی رو سے واجب ہوا کہ (حسبِ ضرورت) وہ

ان کی طرف رسول بھیجے۔
(تفسیر کبیر از امام رازیؒ جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۱۹۵ الطبعۃ البہیۃ مصری ۱۳۵۷ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۵۹ مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۹۔ شیخِ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ (638ھ) فرماتے ہیں :

**الف: 'فالنبوة سارية' الىٰ يوم القيامة فى الخلق و ان كان التشريع قد انقطع. فالتشريع جزءٌ 'من اجزاء النبوة'**

ترجمہ: نبوت مخلوق میں قیامت کے دن تک جاری ہے گو تشریعی نبوت منقطع ہوگئی ہے پس شریعت نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔
(فتوحاتِ مکیہ از امام ابن عربیؒ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر ۹۰ مطبوعہ دار لکتب العربیہ الکبریٰ مصری بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۵۹ مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

ب: فكان من كمال رسول الله ـ صلّىٰ الله عليه وسلّم ! ـ أن ألحق ﴿ الله ﴾ « آله » بالأنبياء فى المرتبة ، وزاد علىٰ إبراهيم بأنّ شرعه لا يُنْسَخُ .

(فتوحاتِ مکیہ از امام ابن عربیؒ جلد اوّل صفحہ نمبر 178 الھیئۃ المصریہ العامہ للکتاب 1983ء)

ترجمہ: یہ رسول اللہ ﷺ کا کمال ہے کہ اللہ نے آپ کی آل کو مرتبہ میں انبیاء کے ساتھ ملا دیا اور حضرت ابراہیمؑ سے بڑھ کر آپ کو شرف حاصل ہوا کہ آپ کی شریعت کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔

ج: فقطعنا أنّ فى هذه الأمّة مَنْ لحِقَتْ درجتُهُ درجةَ الأنبياء فى النبوّة عند الله ، لا فى التشريع

(فتوحاتِ مکیہ از امام ابن عربیؒ جلد اوّل صفحہ نمبر 178 الھیئۃ المصریہ العامہ للکتاب 1983ء)

ترجمہ: ہم نے (درود شریف سے) قطعی طور پر جان لیا ہے کہ اس امت میں ایک ایسا شخص بھی ہے جس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبوّت میں انبیاء سے ملایا گیا ہے، مگر وہ شریعت لانے والا نہیں ہے۔

۱۰۔ سرتاج الاولیاء حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ (متوفی 672ھ) فرماتے ہیں :

؎ مکر کن در راہ نیکو خدمتے

تا نبوت یابی اندر امتے

ترجمہ: کہ نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے امت کے اندر نبوت مل جائے۔
(مثنوی حضرت مولانا رومؒ دفتر پنجم صفحہ نمبر ۵۷ الفیصل ناشران وتاجران اردو بازار لاہور بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر ۱۰۰ شائع کردہ سلور لنک لاہور)

**جرح:** مولوی لال حسین صاحب کے نزدیک

'اس شعر کا مفہوم یہ ہے کہ نیک اعمال کے لئے کوشش کرنے سے مومن کو فیضانِ نبوت سے نوازا جاتا ہے کیونکہ نبوت کسبی نہیں وہبی ہے'

(ختم نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۹ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**پہلا جواب:** حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ تو صاف فرماتے ہیں کہ امت کے اندر نبوت مل جائے۔ مولوی صاحب نے اس کا ترجمہ فیضانِ نبوت کیا ہے۔ اپنی مرضی کا ترجمہ کر لینے سے اصل بات تو نہیں بدلتی۔ فارسی زبان سے واقف ہر کوئی ترجمہ کی اس غلطی کو پرکھ سکتا ہے۔ رہا نبوت کا وہبی ہونا تو اس میں کوئی کلام نہیں۔

**دوسرا جواب:** مولانا رومیؒ کے جن اشعار میں 'ختم رسل' یا 'رسالت کے تمام' ہونے کا ذکر ہے ان کا مفہوم اس شعر کی روشنی میں یہی ٹھہرے گا کہ یہ اختتام 'امت سے باہر' کی نبوت کا ہے جو بلاشبہ درست ہے۔

۱۱۔ حضرت علامہ بیضاویؒ (متوفی 685ھ) آیت **یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد** کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إتيان الرسل أمر جائز غير واجب

ترجمہ: رسولوں کا آنا جائز یعنی ممکن ہے واجب یعنی ضروری نہیں۔

(تفسیر بیضاوی مجتبائی جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۵۴ بحوالہ مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۹ شائع کردہ رقیم پریس اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ)

۱۲۔ حضرت علامہ محمد بن یوسف ابو حیان اُندلسیؒ (متوفی 754ھ) فرماتے ہیں:

وقوله: مع الذين أنعم الله عليهم، تفسير لقوله: ﴿صراط الذين أنعمت عليهم﴾[1] وهم من ذكر في هذه الآية والظاهر أن قوله: من النبيين، تفسير للذين أنعم الله عليهم. فكأنه قيل: من يطع الله ورسوله منكم ألحقه الله بالذين تقدمهم ممن أنعم عليهم

(تفسیر بحر المحیط از حضرت علامہ ابوالحیان اُندلسیؒ زیر آیت وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 699 شائع کردہ دار الفکر للطبعۃ والنشر والتوزیع، مصر)

ترجمہ: اور قول ربّانی مع الذين أنعم الله عليهم. تفسیر ہے صراط الذين أنعمت عليهم کی یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اس آیت میں فرمایا ہے ظاہر ہے کہ خدا کا قول **من النبيين** دراصل أنعم الله عليهم. کی تفسیر ہے، گویا یہ کہا گیا ہے کہ جو شخص تم میں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں (انکی استعداد اور ضرورت کے مطابق) ان لوگوں میں شامل کر دیگا جن پر ان سے پہلے انعامات ہوئے۔

۱۳۔ حضرت علامہ یوسف الصالحی شامیؒ (متوفی 942ھ) فرماتے ہیں:

" ويصحّ أن يكون صلّى الله عليه وسلّم سمّي فاتحا لأنّه فتح الرسل بمعنى أنّه أوّلهم في الخلق أو فاتح الشفعاء بقرينة اقترانه باسمه الخاتم "

ترجمہ: یہ بھی صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اس وجہ سے فاتح کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کہ آپؐ نے ہی رسولوں کا دروازہ کھولا ہے مطلب یہ کہ آپؐ ہی پیدائش

میں سب سے اوّل تھے دوسرے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے اسمِ خاتَم کے قرینہ سے آئندہ آنے والے شفیعوں کے لئے دروازہ کھولنے والے ہیں۔
(سبل الہدی والرشاد صفحہ نمبر 611 از حضرت یوسف صالحی شامیؒ جزاول مطبوعہ قاہرہ 1392ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 31 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۱۴۔ حضرت امام ابن حجر الہیثمیؒ (متوفی 974ھ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت لکھتے ہے :
لما توفي إبراهيم أرسل النبي صلى الله عليه وسلم إلى أمه مارية فجاءته وغسلته وكفنته وخرج به وخرج الناس معه فدفنه وأدخل صلى الله عليه وسلم يده في قبره، فقال: "أما والله إنه لنبي ابن نبي

(الفتاویٰ الحدیثیہ از حضرت امام ابن حجرؒ صفحہ نمبر 176 طبع ثانیہ 1390ھ)
ترجمہ: جب حضرت ابراہیمؓ (متوفی 9ھ) فرزندِ رسول ﷺ انتقال کر گئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کو بلا بھیجا۔ وہ آئیں انہیں غسل دیا اور کفن پہنایا۔ رسول کریم ﷺ انہیں لے کر باہر تشریف لائے اور لوگ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں دفن کیا۔ اور پھر اپنا ہاتھ ان کی قبر میں داخل کیا اور فرمایا! کہ خدا کی قسم یقیناً یہ نبی اور نبی کا بیٹا ہے۔

۱۵۔ حضرت امام عبد الوہاب شعرانیؒ (متوفی ۹۷۶ھ) فرماتے ہیں :
فما زالَ الْمُرْسَلُوْنَ وَلَا يَزَالُوْنَ فِي هٰذِهِ الدَّارِ لٰكِن من باطنيةِ شَرْعِ مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: اس دنیا میں مرسل ہمیشہ آتے رہے ہیں اور ہمیشہ آتے رہیں گے، لیکن ہوں گے شریعت محمدیہ ﷺ کے باطن سے۔
(الیواقیت الجواہر از حضرت امام شعرانیؒ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۸۱ مصر طبع اوّل ۱۳۵۱ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۶۱ مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۱۶۔ امام اہلِ سنت حضرت امام ملا علی قاریؒ (متوفی 1014ھ) حدیث **لو عاش ابراهيم** کی تشریح میں فرماتے ہیں:
لو عاش إبراهيمُ وصارَ نبيّاً، وكذا لو صارَ عُمرُ نَبيّاً لكانا من أتباعه عليه الصلاة والسلام كعيسى

(الاسرار الموعوضہ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبریٰ از حضرت ملا علی قاریؒ صفحہ نمبر 192 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)
ترجمہ: اگر ابراہیمؓ زندہ رہتے اور نبی بن جاتے اور حضرت عمر بھی نبی بن جاتے تو وہ دونوں حضرت عیسیٰ ۔۔۔۔۔ کی طرح آنحضرت ﷺ کے تابع نبیوں میں سے ہوتے۔

۱۷۔ امامِ ربّانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (متوفی 1034ھ) فرماتے ہیں :
'پس حصول کمالات نبوت مرتابعان را بطریق وراثت بعد از خاتم الرسل علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والرسل الصلوٰت والتحیات منافی خاتمیت او نیست۔ **فلا تکن من الممترین**'
ترجمہ: خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کے بعد خاص متبعین آنحضرت ﷺ کو بطور وراثت کمالاتِ نبوت کا حاصل ہونا آپؐ کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے اس میں شک مت کرو۔

(مکتوبات امام ربانیؒ جلد اوّل حصہ پنجم دفتر اوّل مکتوب نمبر 301 صفحہ نمبر 140-141 رؤف اکیڈمی لاہور بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر 99 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

**جرح:** مولوی لال حسین صاحب نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اس تحریر کو بے طور پر بہتان قرار دے کر لکھا ہے:
'حضرت کی مندرجہ بالا عبارت کے کن الفاظ کا مفہوم ہے کہ حضور نبی کریم صلعم کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے؟'
پھر کمالات نبوت کے بارے میں حضرت مجددؒ کی درج ذیل تحریر نقل کر کے لکھا ہے۔'چند کمالات نبوت کے حصول سے نبوت نہیں مل جاتی'۔
'ارتفاع درجات ومراعات، صحبتِ فرشتہ مرسل کہ از اکل وشرب پاک است وکثرت ظہورِ خوارق کہ مناسب مقامِ نبوت اند'
(ختم نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۳ مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**جواب:** حضرت مجدد صاحبؒ نے آں حضرت ﷺ کے خاتم الرسل ہونے کے بعد خاص متبعینِ آں حضرت ﷺ کو کمالاتِ نبوت کا حاصل ہونا درست قرار دیا ہے۔ مولوی لال حسین صاحب نے اس کے رد میں حضرت مجدد الف ثانی کی جو مزید تحریر لکھی ہے اس میں بھی ان کمالات میں منجملہ بلند درجات کے ملنے، پیغام لانے والے فرشتوں کی صحبت اور ان کے ذریعہ بکثرت معجزات (خوارق) کا ظہور ہونا بیان کر کے ان سب کو 'مناسب مقامِ نبوت اند' فرمایا ہے یعنی 'یہ مراتب مقامِ نبوت کے مناسب ہیں'۔ اگر آپ کے نزدیک نبوت کا مقام مل ہی نہ سکتا ہوتا تو مقامِ نبوت کے مناسب ان مراتب کے ملنے کا کیوں ذکر فرماتے؟ شائد اسی سبب مولوی لال حسین صاحب نے اپنے کتابچہ میں ان الفاظ 'مناسب مقامِ نبوت اند' کا ترجمہ کیا ہی نہیں۔

۱۸۔ حضرت حافظ برخوردارؒ (متوفی 1093ھ) فرزند حضرت شیخ نوشاد گنج قدس سرہ پیشوا طریقۂ نوشاہیہ (متوفی 1064ھ)
حدیث 'سیکون بعدی ثلاثون کلهم یدعی انه نبیٌ ولا نبی بعدی الا ماشاء الله' کی شرح میں فرماتے ہیں:
'والمعنی لا نبی بنبوة التشریع بعدی الا ماشاء الله من انبیاء الاولیاء'
ترجمہ: اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو نئی شریعت لیکر آئے ہاں جو اللہ چاہے انبیاء الاولیاء میں سے۔
(نبراس صفحہ نمبر 445 حاشیہ مطبع ہاشمی میرٹھ 1318ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 49 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۱۹۔ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی 1176ھ) فرماتے ہیں:
'امتنع ان یکون بعده نبی مستقل بالتّلقّی'
ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو مستقل طور پر (آنحضرت ﷺ کے) بلا واسطہ خدا سے تعلیم حاصل کرنے والا ہو۔
(الخیر الکثیر صفحہ نمبر 111 ناشر مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک 1959ء بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۴۵ مطبوعہ اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۲۰۔ بانی مدرسۂ دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (متوفی 1297ھ) فرماتے ہیں:

الف: 'اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہ آئے گا'

( تحذیر الناس از مولانا قاسم نانوتوی صفحہ نمبر ۴۶ مکتبہ قاسم العلوم کراچی ۱۹۷۶ء )

**جرح** : مولوی لال حسین صاحب نے اس تحریر کو ادھورا حوالہ قرار دیا ہے اور پھر پورا پیراگراف نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ

'یہاں خاتمیتِ ذاتی کا ذکر ہے خاتمیتِ زمانی کا نہیں۔ حضرت فرماتے ہیں اگر بالفرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیتِ ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ رہی خاتمیتِ زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں'

(ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۶۔۱۷ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**پہلا جواب**: حضرت نانوتوی صاحب کی اس تحریر کے دو حصہ ہیں اوّل آں حضرت ﷺ کے بعد کسی اور نبی ہونے کا امکان اور دوسرے اس کا نتیجہ۔ مولوی لال حسین صاحب نے نتیجہ کی خاتمیتِ ذاتی سے جو تخصیص کی ہے۔ اس کا عملاً ظہور اسی وقت ممکن ہے کہ یہ اور کوئی نبی، آں حضرت ﷺ کی نبوت کے تا قیامت تسلسل میں حارج ہو۔ یعنی یہ کہ وہ بطور بروز اور امتی نہ ہو۔ سو اس میں کوئی کلام نہیں۔

**دوسرا جواب**: خاتمیتِ زمانی کا یہ استثناء اس تحریر کے مفاد میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا۔ کیونکہ اس مقام کی وضاحت حضرت نانوتویؒ یوں فرما چکے ہیں:

'غرض خاصیتِ زمانی سے یہ ہے کہ دینِ محمدی بعد ظہور منسوخ نہ ہو۔ علومِ نبوت اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف پھر بنی آدم کو احتیاج باقی نہ رہے'۔ (مناظرہ عجیبہ صفحہ نمبر ۴۰۔۴۱ بحوالہ بزرگانِ امت کے نزدیک ختمِ نبوت کی حقیقت از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۵۱ مطبوعہ نظارت اشاعت لٹریچر ربوہ ۱۹۷۳ء)

**مزید جرح**: مولوی لال حسین صاحب نے تحذیر النّاس سے ایک اور تحریر نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے:

'خاتمیتِ زمانی کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا دوسری ضروریاتِ دین اور قطعیاتِ دین کا منکر کافر ہے'

(ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۷ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت ملتان)

**جواب**: حضرت نانوتوی صاحب کی مذکورہ بالا تحریر سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک خاتمیتِ زمانی سے مراد آں حضرت ﷺ کی شریعت کا منسوخ نہ ہونا ہے یعنی تشریعی نبوت کا کوئی امکان نہیں اور اس میں کیا شک ہے کہ آں حضرت کے بعد تشریعی نبوت کا عقیدہ خاتمیتِ زمانی کا انکار اور کفر ہے۔

ب: 'اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں، پر کسی نبی میں وہ عکس اسی تناسب پر ہے جو جمال کمال محمدی میں تھا، اور کسی نبی میں بوجہ معلوم وہ تناسب نہیں رہا۔۔۔ اس صورت میں اگر اصل و ظل میں تسادی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پھر بھی ادھر ہی رہے گی'

(تحذیر الناس از مولانا قاسم صاحب نانوتوی صفحہ نمبر ۵۳ مکتبہ قاسم العلوم کراچی جولائی ۱۹۷۶ء)

۲۱۔ حضرت مولانا عبدالحئی لکھنویؒ (متوفی 1304ھ) فرماتے ہیں :

'علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا۔ اور نبوت آپؐ کی تمام مکلفین کو

شامل ہے اور جو نبی آپؐ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا'۔(اثر ابن عباس فی دافع الو سواس از مولانا عبدالحئی صاحب صفحہ نمبر 4 مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ بار دوم، بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر 102 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

۲۲۔ علامہ احمد ضیاء الدین (متوفی ۱۳۱۱ھ) حدیث ابوبکر افضل ھذہ الامۃ الا ان یکون نبیٌ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"اِلَّا اَنْ یُّوْجَدَ نَبِیٌّ فِیْ اُمَّتِیْ اَفْضَلُ"

ترجمہ: (اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ) ابوبکرؓ میرے بعد سب سے بہتر ہیں سوائے اس کے کوئی نبی پیدا ہو۔ اس صورت میں وہ نبی افضل ہوگا۔

(شرح کتاب غرائب الاحادیث المسمّٰی بلطائف الحکم صفحہ نمبر 14 تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 55-56 مطبوعہ نظارت اشاعت لٹریچر ربوہ 1978ء)

۲۳۔ مولوی سیّد محمد حسن صاحب امروہوی (متوفی 1323ھ) اپنی کتاب کواکب دّریہ میں لکھتے ہیں:

'اصطلاح میں نبوت مخصوصیت الٰہیہ خبر دینے سے عبارت ہے اور دو قسم کی ہے۔ ایک نبوت تشریعی جو ختم ہوگئی۔ دوسری نبوت بمعنی خبر دادن ہے اور وہ غیر منقطع ہے۔ پس اس کو مبشرات کہتے ہیں اپنے اقسام کے ساتھ'

(کواکب دّریہ صفحہ نمبر 146-147 بحوالہ الحق المبین از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۱۱ ناشر شرکۃ الاسلامیہ ربوہ 1961ء)

۲۴۔ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیّب صاحب قاسمی (متوفی ۱۴۰۳ھ) فرماتے ہیں:

' حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہوگیا'

(آفتابِ نبوت (کامل) صفحہ نمبر ۱۰۱ ناشر ادارہ عثمانیہ نمبر ۳۲ پرانی انارکلی لاہور طبع دوم ۱۳۷۸ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۵۴ مطبوعہ اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

## بزرگان کی تحریرات سے مفر کی کوشش:

اوپر مذکور تحریرات 45 بزرگان اور علماء کی ہیں جن میں سے 12 حضرات کے حوالوں سے مفر کی جو کوشش مولوی لال حسین اختر صاحب نے کی ہے اس کا ذکر ساتھ ساتھ ہو چکا ہے اور یہ واضح ہوگیا ہے کہ حقیقت سے پہلو تہی ممکن نہیں۔ ان بزرگان نے نبوت کے اجراء کا جو مسلسل اظہار فرمایا ہے لال حسین صاحب نے اپنی طرف سے اس وقت زیرِ نظر ان کی یہ توجیہ بھی پیش کی ہے:

'جن حضرات نے ایسی عبارات لکھی ہیں ان کے پیشِ نظر تین امور تھے:

اوّل: حضرت مسیح علیہ السلام کا تشریف لانا بظاہر آیت خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے منافی معلوم ہوتا ہے'

دوم: حدیث **لم یبق من النبوت الا مبشرات** (نبوت سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں) میں نبوت کا ایک جزو کو باقی کہا گیا ہے یہ حدیث سطحی طور پر حدیث **لا نبی بعدی** کی مخالف نظر آتی ہے۔

سوم: بعض علماء وصوفیاء کو وحی والہام سے نوازا جاتا ہے جس سے بادی النظر میں ختمِ نبوت سے تعارض معلوم ہوتا ہے۔

(ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۳-۴ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت ملتان)

**جواب:** اس اظہار کے یہ تینوں اعتراف قابل توجہ ہیں:

۱۔حضرت مسیح علیہ السلام کا (بطور نبی) تشریف لانا

۲۔نبوت میں سے مبشرات کا باقی رہنا

۳۔بعض علماء وصوفیاء کو وحی والہام سے نوازا جانا

مولوی صاحب یہ بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ یہ حقائق آیت **خاتم النبیین** (کے نبوت ختم ہونے کے معنوں) اور **لا نبی بعدی** (کے آں حضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کے نبی نہ ہونا کے معنوں) کے 'منافی' 'مخالف' اور 'متعارض' معلوم ہوتے' اور 'نظر آتے' ہیں۔

اس تجزیہ کے مطابق اس بظاہر تضاد کے حل کے لئے اور اس اضافی حقیقت کے پیش نظر کہ قرآنِ کریم بار بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کرتا ہے اور یہ بھی فرماتا ہے کہ فوت شدہ دوبارہ اس دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ان بہت سارے بزرگانِ امت نے حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ بطور نبی آمد کی خبر کی یہی صورت نکالی کہ یہ آمد بطور بروز ہوگی۔اور یہ نبوت ظلی اور امتی ہوگی اور بکثرت یہ دہرایا کہ یہ موعود نبی شریعتِ محمدیہ کے تابع ہوگا۔

اور مقامِ خاتم النبیین کے یہ معنی کئے کہ اس سے مراد 'مہرِ تصدیق' 'افضل النبیین' صاحبِ منتہائے کمالاتِ نبوت' اور 'آخری صاحبِ شریعت نبی' ہے اور حدیث **لا نبی بعدی** یہ قرار دیا کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔

**مزید کوشش:** ایسی ہی ایک کوشش ایک اور کتاب بعنوان 'قادیانی شبہات کے جوابات' جلد اوّل بعنوان ختم نبوت از مولوی اللہ وسایا مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان 2001ء میں کی گئی ہے۔اسے ایک خوش نظر نے 'انسائکلو پیڈیا' لکھا ہے۔(صفحہ نمبر 20) اور جس میں عقیدہ ختم نبوت پر اجماع امت کے دلائل یکجا کرنے کا دعویٰ درج ہے (صفحہ نمبر 19) لیکن عملاً 'ختم نبوت اور بزرگانِ امت' کے ذیل میں مختص 7,6 صفحات پر لال حسین صاحب کی مذکورہ بالا تین وضاحتوں کو دہرا کر درج ذیل دعووں پر اکتفا کیا گیا ہے:

'چند بزرگانِ امت کی چند عبارتوں کو غلط معانی کا جامہ پہنا کر عوام کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرنے کی۔۔۔۔کوشش کرتے ہیں'

'لے دے کر چند عبارات ہیں جن میں تاویل وتحریف کے ہاتھ صاف کرتے ہوئے۔۔۔دلیل بناتے ہیں'

(قادیانی شبہات کے جوابات' جلد اوّل بعنوان ختمِ نبوت از مولوی اللہ وسایا صفحہ نمبر ۱۹۹ اور صفحہ نمبر ۲۰۵ مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان 2001ء)

**جواب:** یہ حوالے اوپر درج ہیں۔اکثر حوالوں کی وضاحت میں ایک حرف بھی نہیں لکھا گیا ہے کہ خود ہی خوب روشن ہیں۔اور اس سے 'تاویل' 'تحریف' اور 'غلط معانی کا جامہ پہنانے کے' ان الزامات کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

یہ تحریریں بلاشبہ اس فہم وادراک کا ثبوت ہیں جو ان بزرگان کو اللہ تعالیٰ کی جناب سے عطا ہوا اور حقیقتاً ان سے کوئی مفر نہیں۔

**تیسرا دعویٰ** یہ کیا گیا:

'یہ لوگ آج تک۔۔۔ایک بھی عبارت ایسی نہیں پیش کر سکے جن میں ان کے مدعا کے مطابق حسب ذیل باتیں پائی جاتی ہوں:

۱۔آں حضرت ﷺ ختم مرتبت کے بعد کسی غیر تشریعی نبی کے اس امت محمدیہ میں پیدا ہونے کی صراحت موجود ہو۔

۲۔اس کے سیاق وسباق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہ ہو۔

۳۔اس میں محض اجزاءِ نبوت سچے خواب وغیرہ یا بعض کمالاتِ نبوت ملنے کا بیان نہ ہو بلکہ امت کے بعض افراد کے لئے منصبِ نبوت پانے کی خبر ہو
۴۔یہ نہ ہو کہ اس کے سیاق میں تو ختمِ نبوت مرتبی کا ذکر ہو۔۔۔اور اسے دعویٰ سے پیش کیا جائے کہ کسی نئے غیر تشریعی نبی کی نبوت حضور ﷺ کی ختم زمانی کے منافی نہیں۔

(قادیانی شبہات کے جوابات' جلد اوّل بعنوان ختمِ نبوت از مولوی اللہ وسایا صفحہ نمبر ۲۰۵۔۲۰۶ مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان 2001ء)

**ترتیب وار جواب:** ۱۔وہ سب تحریرات جو واضح طور پر مقام خاتم النبیین سے صرف تشریعی نبوت کو بند قرار دیتی ہیں۔از خود غیر تشریعی نبوت کو جاری کرتی ہیں اور اس پیش خبری کو پورا ہونے کی راہ بتاتی ہیں جو (فوت شدہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کی آمد کے بارے میں احادیث میں مذکور ہے۔
۲۔ایسی بہت سی تحریرات اوپر درج ہوئی ہیں جن کے سیاق وسباق میں حضرت عیسیٰؑ کا ذکر نہیں ہے اور یہ دعوی درست نہ ٹھہرتا۔تاہم اگر یہ ذکر ہو بھی تو اسے مقام **خاتم النبیین** اور حدیث **لا نبی بعدی** کے بارے میں ان کی یہ تشریح بدل نہیں جاتی کہ ان سے مراد صرف تشریعی نبوت کا اختتام ہے۔
۳۔شریعت نبوت کا ایک جزو ہے جس کا نزول حسب ضرورت لمبے وقفوں کے بعد ہوا جبکہ نبی مسلسل اور متواتر آتے رہے جو بیشتر بغیر شریعت کے تھے۔ان کی نبوت بشارات پر ہی مشتمل تھی۔بطور مثال کیا حضرت ابراہیمؑ کے بعد ان کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ اور پھر ان کے بیٹے حضرت یعقوبؑ اور پھر ان کے بیٹے حضرت یوسفؑ۔سب علیحدہ علیحدہ اور اپنے بزرگوں سے مختلف شریعتوں کے حامل تھے۔ایسا ہونا قرین قیاس نہیں۔پھر جو نبی شریعت کے ساتھ آئے وہ بھی بشارات لائے تھے اور یوں نبوت اصل میں بشارات ہی ہیں اور ان کا باقی رہنا، کمالاتِ نبوت کا باقی رہنا ہے اور یہ کہنا درست نہیں رہتا کہ

'نبی وہ ہوتا ہے جو تشریعی احکام لاتا ہے'۔

(قادیانی شبہات کے جوابات' جلد اوّل بعنوان ختمِ نبوت از مولوی اللہ وسایا صفحہ نمبر ۲۰۵ مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان 2001ء)

۴۔ختمِ نبوت مرتبی اور ختمِ نبوت زمانی کی تقسیم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے بیان فرمائی اور ختم نبوت زمانی کو صرف اس صورت میں مطلوب ٹھہرایا جب کہ مقام خاتم النبیین کو 'مقامِ مدح قرار نہ دیجئے' اور اسے 'عوام کا خیال' فرمایا نہ کہ اہلِ فہم کا، اور اس عرفان کی روشنی میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا آپ نے آں حضرت ﷺ کی ختمِ نبوت مرتبی کے تابع کسی نبی کی آمد میں کوئی حرج نہ پایا۔

## حیرت انگیز توارد:

بزرگان امت نے مقام خاتم النبیین کے جو معنی سمجھے وہ علم الٰہی کے تابع تھے۔اسی سبب حیرت انگیز طور پر گزرتے وقت سے قطع نظر ان کا اظہار یکساں رہا۔ حتیٰ کہ الفاظ میں بھی یکسانیت نظر آتی ہے۔جیسا کہ درج ذیل دو تحریروں سے واضح ہوتا ہے جن کے لکھنے والوں کے درمیان ایک ہزار سال کا فاصلہ تھا لیکن الفاظ کا استعمال ایک جیسا! مبعوث ہونے کے لحاظ سے آخری ہونے کو پہلے بزرگ نے غیر علمی بات اور احمقوں اور جاہلوں کی تاویل فرمایا تو دوسرے نے بھی اسے عوام کا خیال اور اہل فہم کے منافی قرار دیا۔نیز دونوں نے اس میں کوئی فضیلت وشان اور مقامِ مدح نہ دیکھا۔

۱۔ نامور صوفی حضرت ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذیؒ (متوفی ۲۵۵ھ) فرماتے ہیں :

هذا ، يظن ان « خاتم النبيين » تأويله انه آخرهم مبعثا . فأي منقبة في هذا؟ وأي علم في هذا؟ هذا تأويل البله ، الجهلة !۔(کتاب ختم الاولیاء فصل الثامن صفحہ نمبر 341 ادارہ معہد الاداب الشرقیہ المطبعۃ الکاثولیکیۃ بیروت)

ترجمہ: یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ خاتم النبیین کی تاویل یہ ہے آپ معبوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں بھلا اس میں آپ کی کیا فضیلت وشان ہے؟ اور اس میں کون سی علمی بات ہے؟ یہ تو احمقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔

۲۔ بانیٔ دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (متوفی 1297ھ) فرماتے ہیں :

'عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔پھر مقام مدح میں **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے'

(تحذیر الناس از مولانا قاسم نانوتویؒ صفحہ نمبر ۷ مکتبہ قاسم العلوم کراچی جولائی ۱۹۷۶ء)

## حیرت انگیز تدریجی اظہار :

اس سب بزرگان نے اپنے اپنے رنگ میں آنحضرت ﷺ کے مقامِ خاتم النبیین کی وضاحت میں انعامِ نبوت کے جاری رہنے کا اظہار فرمایا ہے۔تاہم یہ امر حیران کن ہے کہ جوں جوں قرآنِ کریم اور آں حضرت ﷺ کی ان پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت قریب تر آتا گیا جن کے مطابق امت میں ایک وجود کو امام مہدی، مسیح موعود اور امتی نبی کا منصب عطا کیا جانا تھا۔نہ صرف امکانِ نبوت کے اظہار زیادہ روشن اور واضح ہوتے گئے بلکہ ان میں اِس عظیم الشان مقام کے تحت ظہور پزیر ہونے والی بروزی، ظلّی اور امتی نبوت کا Concept بھی نکھرتا گیا۔ایسی دس تحریرات زمانی ترتیب کے مطابق تکرار کی معذرت کے ساتھ خاص توجہ کے لئے دوبارہ درج ذیل ہیں:

**۱۔امت میں انبیاء سے ملایا گیا شخص:**

شیخِ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ (638ھ) فرماتے ہیں :

فقطعنا أنّ فی هذه الأمّة مَنْ لحِقَتْ درجتُهُ درجةَ الأنبياء فی النبوّة عند الله ، لا فی التشريع

(فتوحاتِ مکیہ از امام ابن عربیؒ جلد اوّل صفحہ نمبر 178 الھیئۃ المصریہ العامہ للکتاب 1983ء)

ترجمہ: ہم نے (درود شریف سے) قطعی طور پر جان لیا ہے کہ اس امت میں ایک ایسا شخص بھی ہے جس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبوّت میں انبیاء سے ملا گیا ہے، مگر وہ شریعت لانے والا نہیں ہے۔

**۲۔ بروزی نبوت:**

شیخِ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ (638ھ) فرماتے ہیں :

وَجَبَ نُزُوْلُهٗ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِتَعَلُّقٍ بِبَدَنٍ اٰخَرَ

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخری زمانہ میں کسی دوسرے بدن کے تعلق سے ہوگا۔

(تفسیر شیخِ اکبر برحاشیہ عرائس البیان بحوالہ بزرگانِ امت کے نزدیک ختم نبوت کی حقیقت از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۲۶۔۲۷ مطبوعہ نظارت اشاعت وتصنیف ربوہ ۱۹۷۳ء)

**۳۔ امت میں نبوت یابی:**

سرتاج الاولیاء حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ (متوفی 672ھ) فرماتے ہیں :

مکر کن در راہ نیکو خدمتے

تا نبوت یابی اندر امتے

ترجمہ: کہ نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے امت کے اندر نبوت مل جائے۔

(مثنوی مولانا رومؒ دفتر پنجم صفحہ نمبر ۵۷ الفیصل ناشران وتاجران اردو بازار لاہور بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر ۱۰۰ شائع کردہ سلور لنک لاہور)

**۴۔ شریعت محمدیہ کے باطن سے نبی:**

حضرت امام عبد الوہاب شعرانیؒ (متوفی ۹۷۶ھ) فرماتے ہیں :

فما زالَ الْمُرْسَلُوْنَ وَلَا یَزَالُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الدَّارِ لٰکن من باطنیةِ شَرْعِ مُحَمَّدٍ.

(الیواقیت الجواہر از حضرت امام شعرانیؒ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۸۱ مصر طبع اوّل ۱۳۵۱ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۶۱ مطبوعہ اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

ترجمہ: اس دنیا میں مرسل ہمیشہ آتے رہے ہیں اور ہمیشہ آتے رہیں گے، لیکن ہوں گے شریعت محمدیہ ﷺ کے باطن سے۔

**۵۔ امتی نبی:**

امام اہلِ سنت حضرت ملا علی قاریؒ (متوفی 1014ھ) لکھتے ہیں :

قولُهٗ تعالیٰ ﴿وخاتَمَ النبیّین﴾ (٤٢٤) إذ المعنی: أنّه لا یأتي نبيٌّ بَعْدَهٗ یَنْسَخُ مِلَّتَهٗ ولم یَکُنْ مِنْ أُمَّتِهٖ.

(الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبری صفحہ نمبر 192 شائع کردہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: کہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو اور آپؐ کا امتی نہ ہو۔

## ۶۔آنحضرت ﷺ کا تابع نبی:

امام اہلِ سنت حضرت امام ملا علی قاریؒ (متوفی 1014ھ) حدیث **لو عاش ابراھیم** کی تشریح میں فرماتے ہیں:

لو عاش إبراهيمُ وصارَ نبيّاً، وكذا لو صارَ عُمرُ نَبيّاً لكانا من أتباعه عليه الصلاة والسلام كعيسى

(الاسرار الموعوضہ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبریٰ از حضرت ملا علی قاریؒ صفحہ نمبر 192 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: اگر ابراہیمؓ زندہ رہتے اور نبی بن جاتے اور حضرت عمر بھی نبی بن جاتے تو وہ دونوں حضرت عیسیٰ ۔۔۔۔۔ کی طرح آنحضرت ﷺ کے تابع نبیوں میں سے ہوتے۔

## ۷۔خاص متبعین کو کمالاتِ نبوت حاصل ہونا:

امامِ ربّانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (متوفی 1034ھ) فرماتے ہیں :

'پس حصول کمالات نبوت مر تابعان را بطریق وراثت بعد از خاتم الرسل علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والرسل الصلوٰت والتحیات منافی خامیت او نیست۔ **فلا تکن من الممترین**'

(مکتوبات امام ربانیؒ جلد اوّل حصہ پنجم دفتر اوّل مکتوب نمبر 301 صفحہ نمبر 140-141 رؤف اکیڈمی لاہور بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر 99 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

ترجمہ: خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کے بعد خاص متبعین آنحضرت ﷺ کو بطور وراثت کمالاتِ نبوت کا حاصل ہونا آپؐ کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے اس میں شک مت کرو۔

## ۸۔آنحضرت ﷺ کے واسطہ سے نبی:

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی 1176ھ) فرماتے ہیں :

'**امتنع ان یکون بعدہ نبی مستقل بالتّلقّی**'

(الخیر الکثیر صفحہ نمبر 111 ناشر مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک ۱۹۵۹ء بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۴۵ مطبوعہ اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو مستقل طور پر (آنحضرت ﷺ کے) بلا واسطہ خدا سے تعلیم حاصل کرنے والا ہو۔

## ۹۔ظلی نبی:

بانی مدرسۂ دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (متوفی 1297ھ) فرماتے ہیں :

'اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں، پر کسی نبی میں وہ عکس اسی تناسب پر ہے جو جمال کمال محمدی میں تھا، اور کسی نبی میں بوجہ معلوم وہ تناسب نہیں رہا'

(تحذیر الناس از مولانا قاسم صاحب نانوتوی صفحہ نمبر ۵۳ مکتبہ قاسم العلوم کراچی جولائی ۱۹۷۶ء)

**۱۰۔تابع نبی:**

حضرت مولانا عبدالحئی لکھنویؒ (متوفی 1304ھ) فرماتے ہیں :

'علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا۔اور نبوت آپؐ کی تمام مکلفین کو شامل ہے اور جو نبی آپؐ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا'۔(اثر ابن عباس فی دافع الو سواس از مولانا عبدالحئی صاحب صفحہ نمبر 4 مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ بار دوم، بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ صفحہ نمبر 102 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

**حرفِ آخر :**

امت کے نامور اور مستند بزرگان اور علماء کی جو تحریرات اوپر گزری ہیں ان میں مقامِ خاتم النبیین کی تشریح کے جملہ پہلوؤں کا واضح ذکر ہوا ہے۔جن سے ان معنوں کی کلیتاً نفی ہوگئی ہے جو ان کی جگہ چرچا کئے جاتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ مقامِ خاتم النبیین مقام مدح ہے، آں حضرت ﷺ کا نبیوں کی مہر ہون، افضل النبیین ہونا، اور منتہائے کمالاتِ نبوت ہونا یہ سب معنی اس میں شامل ہیں۔اور مجازی طور پر آخری معنوں سے آپ کا آخری صاحبِ طریعت نبی ہونا مراد ہے۔ان معنوں کے مطابق امت میں حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد ایک ایمتی سے پوری ہونی ہے جسے آپ ﷺ کے بروز کے طور ظلی اور امت ءنبوت کا مقام دیا جانا مقصود تھا۔ پر اس پس منظر میں میں اللہ وسایا صاحب کا یہ لکھنا پورے طور پر درست نہیں ہوسکتا کہ:

'حضور ﷺ کے بعد احکام شریعت (اوامر و نواہی) کا نزول ممتنع اور محال ہے اس لئے کسی پر لفظ نبی کا اطلاق نہیں ہوسکتا'

(قادیانی شبہات کے جوابات' جلد اوّل بعنوان ختم نبوت از مولوی اللہ وسایا صفحہ نمبر ۲۰۵ مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان 2001ء)

اس تحریر کے پہلے حصہ میں کوئی کلام نہیں لیکن اگر اس کا نتیجہ وہی ہے جو مولوی صاحب نے نکالا ہے تو اس کے حوالے سے ان سے اور ان سب حضرات سے جو اس سے متفق ہیں اور جو حضرت عیسیٰؑ کی بطور نبی کے آمد کے بھی قائل ہیں سوال ہیں کہ:

اول احکامِ شریعہ کے نزول کے بغیر حضرت عیسیٰؑ پر نبی کا لفظ کیسے اطلاق پا جائے گا؟

دوسرے جب وہ نبی ہوں گے تو ان پر وحی والہام نازل ہوں گے یا نہیں؟

تیسرے اگر ہوں گے تو جب یہ نازل ہونے والی وحی والہام احکام شریعہ نہیں ہوں گے تو کیا صرف بشارات نہ ہوں گے؟

چوتھے کیا اس وحی والہام کا صرف بشارات ہونے کے باوجود ان کے نبی ہونے سے ظاہر نہیں ہوتا کہ نبوت اصل میں بشارات ہی ہیں؟

پانچویں جب وہ نبی بھی ہوں گے اور آں حضرت ﷺ کی شریعت کے تابع بھی تو کیا ان کی نبوت غیر تشریعی اور امتی نہ ہوگی؟

چھٹے کیا ان کا غیر تشریعی اور امتی نبی ہونا قرآن وحدیث کے مطابق ہوگا یا نہیں؟

ساتویں اگر مستقبل میں کسی وقت یہ قسمِ نبوت قرآن وحدیث کے مطابق ہوگی تو آج کیوں نہیں ہے؟

(نواں باب یہاں ختم ہوا۔ اگلے باب کا عنوان ہوگا 'نبوت ختم ہونے کے حق میں بزرگان اور علماء کی آراء ')

جمیل احمد بٹ

۱۳ اکتوبر ۲۰۱۵ء

# نبوت ختم ہونے کے حق میں بزرگان و علماء کی آراء ؟

## (ختم نبوت کے موضوع پر کتاب کا دسواں باب)

نبوت ختم ہونے کے حق میں لکھے جانے والے لٹریچر میں اس حربی کارروائی کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومت کی writ کو چیلنج کرنے والے باغیوں کے خلاف کی اول لیکن بے جا طور پر نبوت کے ایک دعویدار کے خلاف صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع قرار دیا جاتا ہے۔

دوسرے بعض بزرگان کی ایسی تحریرات کو دہرایا جاتا ہے جن میں ظاہراً طور پر نبوت کا ختم ہونا یا آں حضرت ﷺ کا آخری نبی ہونا لکھا گیا ہے جبکہ قرآن و حدیث کا واضح طور پر انعامِ نبوت کے جاری رہنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس بظاہر تضاد کا حل ان تحریرات کو ان کے صحیح تناظر میں دیکھنا ہے یعنی یہ کہ جو نبوت ختم ہوئی ہے وہ تشریعی اور مستقل نبوت ہے نہ کہ مطلقاً کیونکہ یہ بزرگ خود بھی آں حضرت ﷺ کے بعد ایک نبی کی آمد کے اس شرط کے ساتھ قائل ہیں کہ وہ آں حضرت ﷺ کی شریعت پر عامل ہوں گے۔ یا یہ کہ آں حضرت ﷺ کا آخری نبی ہونا ان معنوں میں ہے کہ آپؐ افضل النبیین ہیں یا یہ کہ آپؐ آخری صاحبِ شریعت نبی ہیں۔

تاریخی حقائق کے تناظر میں اس 'اجماع' کی حقیقت کا بیان اور گزشتہ بزرگان اور علماء کی ایسی تمام آراء کی وضاحت اس باب کا موضوع ہے۔

### اجماع کی حقیقت :

مسیلمہ کا دعویٰ، اس کی شریعت، اس کا اسلامی حکومت کے خلاف خروج اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اس بغاوت کو کچلنے کے لئے اسلامی لشکر بھجوانے کے اصل حقائق اور ان واقعات کے بیان میں کی جانے والی رنگ آمیزی کا حال کچھ یوں ہے:

**مسیلمہ کا دعویٰ نبوت:** مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کے عہدِ حیات میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ جس کا پس منظر ایک تاریخ میں یوں درج ہے۔

'جب نبی کریم ﷺ نے (بنی حنیفہ) کے قبیلہ کے افراد کو تحائف دئے تو انہوں نے اپنے ساتھی مسیلمہ کا ذکر بھی کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نگرانی کرنے والے کا حصہ بھی برابر ہے۔ اس بات کو مسیلمہ نے اپنی مرضی کے معانی پہنا کر تاویل کر لی کہ آپ ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب ہے کہ مسیلمہ بھی نبوت میں شریک ہے'۔ (حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ ترجمہ انجم سلطان شہباز۔ صفحہ نمبر ۱۱۰۔ ناشر بک کارنر۔ جہلم)

مدینہ میں قیام کے دوران مسیلمہ آں حضور ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ اس دوران اس کا مطالبہ اور آں حضور ﷺ کا جواب صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصۃ الاسود العنسی میں درج ہے۔ یمامہ واپسی کے بعد مسیلمہ نے دو قاصدوں کے ہاتھ اپنا ایک خط بھی نبی کریم ﷺ کے پاس بھجوایا جس کا آپ ﷺ نے جواب بھی لکھوایا۔ یہ دونوں خطوط تاریخ میں محفوظ ہیں۔

**آں حضرت ﷺ کا مسیلمہ سے تعرض نہ فرمانا:** مسیلمہ کے بارے میں یہ تمام تفاصیل موجود ہیں لیکن کہیں یہ ذکر نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے اسلامی حکومت کے دارالحکومت مدینہ میں موجود اس جھوٹے مدعی نبوت کی کوئی سرزنش فرمائی ہو، اس سے باز پرس کی ہو، اسے گرفتار یا قتل کرنے کا حکم دیا ہو یا اس کے یمامہ واپس جانے کے بعد اس کی سرکوبی کے لئے لشکر بھجوایا ہو۔

ہاں ایک جگہ اس معاملہ کو ابلاغ سے حل کرنے کی اس کوشش کا یہ ذکر ضرور ہے کہ

'آپ ﷺ نے مسیلمہ کے اثر کو زائل کرنے اور مسلمانوں کو اپنے عقائد پر مستحکم رکھنے کے لئے مدینہ سے نہر الرجال نامی شخص کو یمامہ بھیجا'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ ترجمہ انجم سلطان شہباز۔ صفحہ نمبر ۱۱۱۔ ناشر بک کارنر۔ جہلم)

**مسیلمہ کا خروج:** فتح مکہ کے بعد اسلامی حکومت پورے طور پر قائم ہوگئی تھی اور دور و نزدیک کے قبائل نے اس حکومت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا تھا اس وقت بڑی تعداد میں لوگ اسلام میں بھی داخل ہوئے۔ اس نومسلموں کی ابھی پورے طور پر تربیت و اصلاح نہ ہوئی تھی کہ آں حضرت ﷺ کی وفات ہوگئی۔ تب ان میں بہتوں نے اس واقعہ کو اپنے لئے آزادی کا پروانہ سمجھ لیا اور مرتد ہو کر اپنے سابقہ عقائد کی طرف لوٹ گئے یا ریاست کی Writ کا انکار کر کے زکوٰۃ کی ادائیگی سے منحرف ہوگئے۔ اور اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ مسلمانوں سے جنگ و قتال شروع کر دیا۔ ان مرتد محاربین میں مسیلمہ اور اس کے ہم خیال بنو حنیفہ بھی شامل تھے۔ اس مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کی حیات میں ہی آپؐ کے بالمقابل علیحدہ نبوت کا دعویٰ کیا ہوا تھا۔ لیکن متحارب نہ ہوا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں نئے مرتدین سے حاصل ہونے والی جمعیت کے بل پر یہ کھل کر اسلامی حکومت کا باغی ہو گیا اور چالیس ہزار کا لشکر جرار تیار کر لیا۔ (تاریخ طبری مترجم اردو جلد چہارم صفحہ نمبر ۱۷ مطبوعہ حیدر آباد دکن)۔

اور آں حضور ﷺ کے مقرر کردہ حجر و یمامہ کے مسلمان حاکم ثمامہ بن اثال کو نکال کر خود علاقہ کا حاکم ہوگیا اور خراج وصول کرنے لگا۔

(تاریخ الخمیس جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 177 بحوالہ مولوی مودودی صاحب کے رسالہ ختمِ نبوت پر علمی تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۴۸ مطبوعہ رقیم پریس اسلام آباد یو کے)

**دیگر محاربین:** آں حضرت ﷺ کے وصال کے فوراً بعد حکومت و اقتدار پر قبضہ کی خواہش کے ساتھ جھوٹی نبوت کے دعویداروں مسیلمہ اور طلیحہ کے ساتھ ساتھ مدینہ کے شمال و جنوب پھیلے ہوئے بیشتر قبائل نے ارتداد اور ادائیگی زکوٰۃ سے انکار کر کے اسلامی حکومت سے اعلان بغاوت کر دیا تھا۔ یہ سب قبائل متحارب تھے جیسا کہ لکھا ہے:

'مدینہ کے شمالی علاقے کے قبائل کی بغاوت نے بنی اسد اور بنی حنیفہ کی طرح زیادہ خطرناک رنگ اختیار نہ کیا۔۔۔ جبکہ جہاں تک جنوبی علاقوں کا تعلق ہے۔ وہاں کے قبائل نے شمالی علاقے کے واقعات سے کوئی نصیحت حاصل نہ کی اور بدستور سرکشی پر آمادہ اور خلیفہ ٔاول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خلاف ڈٹے رہے۔ اس وجہ سے جنوبی قبائل اور مسلمانوں کے درمیان ایک طویل مدت تک جنگ و جدل کا سلسلہ جاری رہا۔ جنوبی علاقہ جو نصف عرب پر مشتمل ہے۔۔۔ اور اس میں بحرین، عمان، مہرہ، حضرموت، کندہ اور یمن کے صوبے واقع ہیں'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ ترجمہ انجم سلطان شہباز۔ صفحہ نمبر ۲۱۵۔۲۱۶، ناشر بک کارنر۔ جہلم)

**بلا امتیاز یکساں کاروائی:** حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان باغیوں کے ساتھ اعلان جنگ اسلامی ریاست میں ہر اس جگہ تھا جہاں یہ بغاوت ہو رہی تھی اور آپؓ نے اس کی سرکوبی کے لئے بھیجے جانے والے متعدد لشکروں کے امراء کو ملک بھر کے مرتدین اور باغیوں کے بارے میں جو ہدایت بھجوائی وہ بلا امتیاز سب کے لئے یکساں تھی اور اس میں مسیلمہ کے پیروؤں کے لئے کوئی علیحدہ حکم نہ تھا کہ مقابلہ کرنے والے مَردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے بیوی

بچوں کو قید کر لیا جائے اور ساتھ ہی اس احتیاط کی بھی ہدایت فرمائی کہ:
'ان مرتدین پر حملہ کرنے سے پہلے ان کے گاؤں کے باہر اذان دینا۔ اگر وہ بھی اذان واقامت کہیں تو ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے'۔
(تاریخِ طبری مترجم اردو جلد اوّل حصہ چہارم صفحہ نمبر ۶۷ بحوالہ مولوی مودودی صاحب کے رسالہ ختمِ نبوت پر علمی تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۵۰ مطبوعہ رقیم پریس اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے)

**آٹھ لشکر:** چنانچہ تاریخ کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان محاربین کے خلاف درج ذیل آٹھ لشکر بھجوائے:
i۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلیحہ بن خویلد اسدی نیز مالک بن نویرہ کے مقابلہ کے لئے۔
ii۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمامہ میں مسیلمہ کے مقابلہ کے لئے۔
iii۔ شرجیل بن حسنہ کو اوّل حضرت عکرمہؓ کی امداد کے لئے اور اس کے بعد قضاعہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا۔
iv۔ حذیفہ بن محصن کو عمان میں اہل دبا کے مقابلہ کے لئے۔
v۔ عرفجہ بن ہرثمہ کو اہل مہرہ کی طرف بھیجا۔
vi۔ سوید بن مقرن کو تہامہ یمن کی طرف بھیجا۔
vii۔ حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو بحرین کی طرف اور
viii۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو سرحد شام کی طرف بھیجا۔
(ملخص از کتاب خلفائے محمدؐ صفحہ نمبر 47-48 بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صفحہ نمبر 88 ربوہ 1963ء)

**آٹھ میں سے ایک:** یکساں ہدایات کے ساتھ روانہ کئے گئے ان آٹھ لشکروں میں سے ایک وہ بھی تھا جس کا ہدف وہ باغی اور متحارب قبیلہ بنو حنیفہ تھا جس کے لیڈر مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کے وقت سے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا لیکن اب چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ اسلامی حکومت سے جنگ آزما تھا۔ اس بات کو مفید مطلب پا کر ختمِ نبوت کے تائیدی لٹریچر میں ان تاریخی حقائق کے برخلاف بعض دفعہ اس واقعہ میں رنگ آمیزی کر کے نہ صرف یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ مسیلمہ پر یہ لشکر کشی محض اس کے دعویٔ نبوت کی بنیاد پر تھی۔ بلکہ اس لشکر کشی کو ختمِ نبوت کے حق میں صحابہؓ اور تابعینؒ کا پہلا اجماع قرار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل بیانات جو کہ بالبداہت غلط، خلافِ واقعہ اور نادرست ہیں:
i۔ 'جمہور صحابہؓ مہاجرین وانصار نے اس (مسیلمہ) کو محض دعویٔ نبوت کی بنیاد پر کافر سمجھا اور باجماع صحابہؓ اور تابعینؒ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجماع تھا'۔
(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۷۳۔ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)
ii۔ 'نبی ﷺ کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی، ان کے خلاف صحابۂ کرامؓ نے بالاتفاق جنگ کی تھی، اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ کذّاب کا معاملہ قابلِ ذکر ہے'۔
(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۱، اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔ مارچ 1962ء)

**بنیادی حقیقت نظر انداز:** مندرجہ بالا نتائج نکالتے وقت اس بنیادی حقیقت کو جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کی حیاتِ طیّبہ

میں دعویٰ نبوت کیا۔ وہ مدینہ آیا اور اس نے آں حضرت ﷺ سے ملاقات کی لیکن آپؐ نے اس سے کوئی تعارض نہ فرمایا، نہ اسے گرفتار کیا، نہ قتل اور نہ اس کے واپس چلے جانے کے بعد اس پر لشکر کشی فرمائی۔ اگر دعویٰ نبوت ایک جرم تھا اور اس کی سزا شریعت میں مقرر تھی تو

سوال یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ نے اس سزا کا مسیلمہ پر نفاذ کا حکم کیوں نہ فرمایا؟

اور دوسرا سوال یہ ہے کہ جس معاملہ یعنی دعویٰ نبوت پر آنحضرت ﷺ نے باز پرس نہ فرمائی اس پر آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد آپ ﷺ کے معتمد، فرمانبردار اور جانشین ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں لشکر کشی کا حکم دے دیا اور کیوں پہاڑ جیسی بزرگ شخصیتوں کے مالک تمام صحابہ رضوان اللہ اجمعین سنتِ رسول ﷺ کے برخلاف اس فیصلہ میں فریق بن گئے؟

وہ تمام لوگ جو مسیلمہ پر لشکر کشی کی اصل وجہ اس کا دعویٰ نبوت قرار دیتے ہیں ان سوالوں کے جواب کے لئے مکلّف ہیں۔

**صحیح اور درست بات:** ظاہر ہے یہ دونوں امر ناممکنات میں سے ہیں۔ اس لئے صحیح اور درست بات یہی ہے کہ مسیلمہ پر لشکر کشی کی وجہ اس کی باغیانہ روِش تھی۔ جو آنحضرت ﷺ کے سامنے موجود نہ تھی۔ اس لئے اس وقت اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا اور جب جمعیت اکھٹا کر لینے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ وجہ ظاہر ہوئی تو آپؓ نے جہاں اور دیگر باغیوں کی سرکوبی کی وہیں اس کی بھی کی۔

**حضرت امام بخاریؒ کی وضاحت:** آں حضرت ﷺ نے اپنے ایک کشف کی تعبیر میں فرمایا تھا کہ دو افراد آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے اور ناکام و نامراد رہیں گے۔ اس پیش گوئی کے مطابق آپ ﷺ کے سامنے ہی مسیلمہ اور اسود عنسی نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے۔ مسیلمہ آپ سے آکر ملا بھی لیکن آپ نے اس سے کوئی تعارض نہ فرمایا جبکہ اسود عنسی کی سرکوبی کے لئے آپ نے یمن کے امیر کو پیغام بھجوایا۔ یہ فرق کیوں کیا گیا؟ اس کی وجہ حضرت امام بخاریؒ کے اسی حدیث پر درج ذیل حاشیہ سے پوری طرح واضح ہو جاتی ہے:

**'فادعی (الاسود) النبوة و عظمت شوكة و حارب المسلمين و قتل فيهم و غلب البلاد و آل امره الىٰ ان قتل فی حياة النبی ﷺ و اما مسيلمه فكان ادعىٰ النبوة فی حياة النبی ﷺ لكن لم تعظم شوكته و لم يقع مهاربته الا فی عهد ابو بكر'**

ترجمہ: اسود عنسی نے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کی شان و شوکت بن گئی۔ اس نے مسلمانوں سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا اور علاقہ پر قابض ہو گیا۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں قتل کر دیا گیا ہاں مسیلمہ نے بھی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا مگر اس وقت نہ اس کی شوکت قائم ہوئی اور نہ ہی اس سے جنگ پیش آئی سوائے حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں۔

(بخاری کتاب الرویاء باب نفخ فی المنام بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری۔ صفحہ نمبر ۹۰ نیا ایڈیشن شائع کردہ سلور لنکس لاہور)

ضمناً یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس حدیث میں بھی لفظ 'بعد' استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد زمانی بعد نہیں بلکہ 'چھوڑ کر' یا 'خلاف' ہے۔ کیونکہ یہ دونوں دعویدار آپ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں ہی ظاہر ہو گئے تھے۔ حدیث **لا نبی بعدی** میں بھی لفظِ **بعد** انہی معنوں میں آیا ہے۔

**ظاہر حقیقت:** یوں یہ حقیقت پورے طور پر ظاہر ہو جاتی ہے کہ ہر دو کی سرکوبی بغاوت کی وجہ سے کی گئی نہ کہ ان کے نبوت کے جھوٹے دعووں کی وجہ سے۔ مسیلمہ نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا لیکن آں حضرت ﷺ کے سامنے بغاوت نہ کی تو آپ ﷺ نے اسے کچھ نہ کہا۔ اسود عنسی نے بھی آپ ﷺ کی زندگی میں جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور ساتھ بغاوت بھی کی تو آپ ﷺ نے اس سے نپٹنے کا حکم دیا۔ جب مسیلمہ نے بھی بعد میں بغاوت کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آں

حضرت ﷺ کے طریق کے مطابق اس سے نپٹنے کے لئے لشکر بھجوایا۔

**صریح غلط بیانی:** مودودی صاحب کی مذکورہ بالا تحریر میں اپنے مؤقف کی زیادہ حمایت کے لئے یہ غلط بیانی بھی نمایاں ہے کہ گویا مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کی وفات کے فوراً بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اس وقت اس کے ماننے والے بھی موجود تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے دعویدار یا اس کے ماننے والوں سے کوئی تعارض نہ فرمایا تھا ۔ اس تاریخی حقیقت کے پسِ منظر میں، بعد میں مسیلمہ کی بغاوت کی وجہ سے اس پر لشکر کشی کا واقعہ کیونکہ ختمِ نبوت کے حوالے سے بے تعلق ہو جاتا ہے اس لئے تاریخ کو جھٹلاتے ہوئے یہ صریح غلط بیانی روا رکھی گئی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ختمِ نبوت کے فی الوقت رائج مؤقف کے حق میں پیش کیا جانے والا اور بکثرت دہرائے جانے والا یہ بنیادی استدلال کس قدر بے بنیاد ہے۔

**مسیلمہ کی شریعت:** مسیلمہ نہ صرف مدعی نبوت تھا بلکہ اس نے قرآنِ مجید کے بالمقابل ایک نئی شریعت کا ادّعا بھی کیا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے:

'اس (مسیلمہ) نے آں حضرت ﷺ کے بالمقابل تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا اور شراب اور زنا کو حلال قرار دیا فریضۂ نماز کو ساقط کر دیا۔ قرآنِ مجید کے مقابلہ پر سورتیں لکھیں'۔ ( حجج الکرامہ از نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی صفحہ نمبر ۲۳۴ ترجمہ از فارسی مطبع شاہجہاں بھوپال )

یہی مضمون طبری جلد اوّل صفحہ نمبر 581 پر موجود ہے۔ محمد حسین صاحب ہیکل نے لکھا ہے:

'اس نے اپنی شریعت میں ایک بات یہ بھی رکھ دی تھی کہ شخص کے بیٹا پیدا ہوا اس وقت تک اس کا اپنی بیوی کے پاس جانا ناجائز ہے جب تک اس کا بیٹا زندہ ہے اگر بیٹا مر جائے تو دوسرے بیٹے کے حصول کے لئے بیوی کے پاس جا سکتا ہے لیکن جس کا بیٹا موجود ہو اس کے لئے عورتیں حرام ہیں'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ ترجمہ انجم سلطان شہباز صفحہ نمبر ۱۷۳۔ ناشر بک کارنر جہلم )

'مسیلمہ کا اپنی شریعت بنانا اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے کہ سجاح نے اس سے شادی کے بعد اپنے لوگوں کے مشورہ پر حق مہر کا مطالبہ کیا تو مسیلمہ نے مہر کا ایک جزو یہ قرار دیا کہ سجاح کی خاطر عشاء اور فجر کی نمازوں میں تخفیف کر دی گئی ہے'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ ترجمہ انجم سلطان شہباز۔ صفحہ نمبر ۱۷۱۔ ناشر بک کارنر جہلم )

**مفتی صاحب کی مسیلمہ کی حمایت:** مندرجہ بالا حقائق کے باوجود مفتی محمد شفیع صاحب نے مسیلمہ کی حمایت میں اسے اور اس کے ماننے والوں کو رسالتِ محمدی اور قرآن کا مومن قرار دیا ہے اور لکھا:

' مسیلمہ کذّاب۔۔۔ آں حضرت ﷺ کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ۔۔۔ آپؐ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا۔۔۔ الغرض نبوت و قرآن پر ایمان اور نماز روزہ سب ہی کچھ تھا'۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۷۳ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

' مسیلمہ اور اس کی جماعت کو باوجود رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھنے اور نماز روزہ وغیرہ ادا کرنے کافر ہی سمجھا گیا'۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۷۶ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

' جو (مسیلمہ اور اس کی جماعت) ایک درجہ میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہے اور اکثر اسلامی احکام و عقائد کو تسلیم کرتی ہے'۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۷۷ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

بظاہر تاریخی حقائق کے برخلاف مفتی صاحب کی مسیلمہ کی یہ پردہ پوشی قارئین کو اس مزید غلط نتیجہ پر پہنچانے کے لئے تھی کہ:

’ حضرت صدیقِ اکبرؓ اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان میں سے کسی بات کی بھی پروانہیں کی بلکہ سب سے پہلا جہاد انہی مرتدین پر کیا گیا‘۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۷۷ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

ہم دیکھ چکے ہیں کہ مصدقہ تاریخی حقائق ان مفروضات کی کھلی تردید کرتے ہیں اور اس گروہ پر فوج کشی کا سبب صرف اس کی بغاوت کو ٹھہراتے ہیں۔ غرضیکہ یہ ویسی ہی ایک لشکر کشی جس طرح کہ دیگر تمام متحارب گروہوں کے خلاف کی گئی، و بس۔

**مسیلمہ اور اس کے پیروکار رسالت محمدی ﷺ کے انکاری تھے:** مسیلمہ آں حضرت ﷺ پر ایمان نہ رکھتا تھا اور نہ اس کے پیروکار۔ ان کا مسلک درج ذیل اقوال سے ظاہر ہے:

مسیلمہ جب مدینہ آیا تو اس نے یہ اظہار کیا:

’**ان جعل لی محمد** (ﷺ) **من بعده تبعته**‘ (بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ وحدیث ثمامہ بن اثال)

ترجمہ: اگر محمد (ﷺ) اپنے بعد میرے لئے حکومت مقرر کر دیں تو مَیں ان کی پیروی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

یعنی وہ اس وقت پیروکار نہ تھا لیکن مشروط طور پر آئندہ کے لئے آمادہ تھا۔

جب مسیلمہ کے دو ایلچی دربارِ نبویؐ میں آئے اور آں حضرت ﷺ نے ان سے پوچھا:

’**اشهد ان انی رسول الله**‘

ترجمہ: تم شہادت دیتے ہو کہ مَیں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

اس سوال کے جواب میں مسیلمہ کے نمائندوں نے کہا:

’**نشهد ان مسیلمه رسول الله**‘

ترجمہ: ہم شہادت دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ باب الامان صفحہ نمبر ۳۴۷ بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صفحہ نمبر 88۔ نیا ایڈیشن سلور لنکس لاہور)

اسی طرح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مسیلمہ کی قوم سے دریافت کیا کہ تم کیا عقیدہ رکھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا:

’**منا نبی و منکم نبی**‘ (طبری جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۴۷ بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صفحہ نمبر 85۔ نیا ایڈیشن سلور لنکس لاہور)

ترجمہ: ہمارا نبی ہم میں سے اور تمہارا نبی تم میں سے۔

مسیلمہ کے پیروکاروں کا عقیدہ عمیر بن طلحہ کے اس قول سے واضح ہے جو اس نے مسیلمہ سے کہا:

’**اشهد انک کذّاب وان محمداً صادق ولکن کذّاب ربیعة احب الینا صادق مضر**‘

(طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۴۶ بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صفحہ نمبر 85۔ نیا ایڈیشن۔ شائع کردہ سلور لنکس لاہور)

ترجمہ: مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے اور محمد (ﷺ) صادق ہیں لیکن ہمارے قبیلہ ربیعہ کا کذّاب ہمیں مضر یعنی قریش کے صادق سے زیادہ پیارا ہے۔

**مودودی صاحب کی مسیلمہ سے ہمدردی:** مندرجہ بالا حقائق کو کلیتاً نظر انداز کر کے مولوی مودودی صاحب نے مسیلمہ کو ’ صریح اقرارِ رسالتِ محمدیؐ ‘ کرنے والا قرار دیا ہے۔ (ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۲، اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔ مارچ 1962ء)

نیز لکھا ہے کہ:

'یہ شخص (مسیلمہ) نبی ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ حضورؐ کے ساتھ شریکِ نبوت بنایا گیا ہے'۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۱، اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔ مارچ 1962ء)

مسیلمہ کی حمایت میں اپنے اس غلط مؤقف کو سہارا دینے کے لئے اُنہوں نے اوّل طبری سے مسیلمہ کے خط کا ایک فقرہ نامکمل درج کیا اور دوسرے اس میں مذکور لفظ **'الامر'** کا ترجمہ غلط طور پر نبوت کر دیا۔ اس فقرہ کے چُھپائے گئے دوسرے حصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبوت کے دعویٰ کے ساتھ مسیلمہ حکومت اور اقتدار میں شراکت کا دعویدار تھا۔ پورا فقرہ اور اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

**'فانی قد اشرکت فی الامر معک فان لنا نصف الامر و لقریش نصف الامر'**

(تاریخ ابن جریر طبری جلد نمبر دوئم صفحہ نمبر ۳۹۹ طبع مصر)

ترجمہ: مَیں امر میں آپ کے ساتھ شریک کیا گیا ہوں پس آدھا الامر ہمارے لئے ہے اور آدھا قریش کے لئے۔

مسند حضرت امام ابوحنیفہؒ میں مندرج اس خط میں **'الامر'** کے بجائے **'الارض'** کا لفظ آیا ہے جس سے زمینی اقتدار کا مضمون اور بھی واضح ہے۔

(مسند حضرت امام ابوحنیفہؒ برحاشیہ الادب المفرد صفحہ نمبر ۱۸۷ مطبع مصر بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری صفحہ نمبر ۸۳ نیا ایڈیشن شائع کردہ سلور لنکس لاہور)

حکومت میں شراکت کی اسی خواہش کا مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کے سامنے آنے پر اظہار کیا تھا جس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا:

**'لو سألتنی هذا القضیب ما اعطیتکه'** (بخاری کتاب المغازی باب قصۃُ الاسود العنسی)

ترجمہ: حکومت تو بڑی بات ہے مَیں تجھے یہ (ہاتھ میں تھامی ہوئی) شاخ بھی دینے کیلئے تیار نہیں۔

**مزید اظہارِ ہمدردی:** مسیلمہ اور اس کے پیروکاروں کے لئے مودودی صاحب کے دل میں جو نرم گوشہ ہے اس کا مزید اظہار اس سے ہوتا ہے کہ اس پر ایمان لانے والوں کو انہوں نے 'نیک نیّت' قرار دیا۔ ان کے الفاظ ہیں:

'بنوحنیفہ نیک نیّتی کے ساتھ In good faith اس (مسیلمہ) پر ایمان لائے تھے'۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۲، اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔ مارچ 1962ء)

غالباً مودودی صاحب مسیلمہ اور اس کے ماننے والوں سے اس اظہارِ محبت میں منفرد ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں اس انتہا کو پہنچ جانا محاورتاً بغضِ معاویہ کی ایک بدترین مثال ہے۔

**غلط نتیجہ:** یہ سب غلط بیانیاں اور تاریخی حقائق کا جھٹلانا بظاہر صرف اس غرض سے تھا کہ پڑھنے والوں کو اس غلط نتیجہ تک پہنچایا جائے کہ:

'اس کے باوجود صحابۂ کرام نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔۔۔ صحابہ نے جس جرم کی بنیاد پر ان سے جنگ کی تھی وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد صلعم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے'۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۲۔۲۳، اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔ مارچ 1962ء)

جبکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ واقعات اور حقائق اس کے برعکس ہیں۔ آں حضرت ﷺ نے مسیلمہ سے اور اس کی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے والوں سے کوئی تعرض نہ فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد میں ان کے خلاف فوج کشی کی صرف ان کی بغاوت کی وجہ سے کی۔

**حاصل کلام:** غرضیکہ اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والوں کی سرکوبی کیلئے ایک جیسی ہدایات کے ساتھ بھیجے جانے والے آٹھ اسلامی لشکروں

میں سے ایک کا ایسے باغی کی طرف جانا جو متحارب ہونے کے ساتھ مدعی نبوت بھی تھا کسی طرح اسے دوسروں سے ممتاز نہیں کرتا اور اس لشکر کشی کا کوئی تعلق اس کے دعویٔ نبوت سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ اس میں دیگر لشکروں کی طرح صحابہؓ کی شمولیت سے کسی طور یہ ختمِ نبوت کے حق میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع قرار پاتا ہے اور ایسا کہنا محض ایک بے دلیل دعویٰ رہتا ہے۔

## دیگر مدعیانِ نبوت :

دیگر مدعیانِ نبوت کے بارے میں لکھا ہے:

'نبی پاک ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی میں طلیحہ نے بنی اسد میں، اسود عنسی نے یمن میں اور مسیلمہ نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر 138۔ناشر بک کارنر جہلم)

مسیلمہ کا ذکر ہو چکا۔دیگر کا حال درج ذیل ہے۔

### اسود عنسی :

محمد حسین ہیکل صاحب نے اپنی مشہور کتاب میں لکھا:

'اسود جنوبی یمن کا ایک کاہن تھا جو چرب زبان اور شعبدہ باز تھا۔۔۔جاہلوں کا ایک جمِ غفیر اس کے گرد اکٹھا ہو گیا۔اسود جہلاء کے اس لشکر کو لے کر آگے بڑھا اور نجران کے مسلمان حاکم خالد بن سعیدؓ اور عمرو بن حزمؓ کو شہر سے نکال دیا۔اہلِ نجران کی کثیر تعداد بھی اس کے ساتھ مل گئی۔اب وہ صنعاء کی جانب بڑھا اور اس نے ایک جھڑپ میں شہر بن بازان کو شہید کر دیا۔۔۔اب یمن، حضرت موت، بحرین اور عدن تک اسود عنسی کا ڈنکا بج رہا تھا'

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر 106۔ناشر بک کارنر جہلم)

اس بارے میں ایک مورخ لکھتے ہیں:

'اسود کی ان حرکات کی اطلاعات تو کم وبیش ملتی رہیں لیکن ان کو یقین تھا کہ یمن کے عمال خود اس معاملہ سے نپٹ لیں گے لیکن ایسا نہ ہوا تو آں حضرت ﷺ نے اس کے قتل یا گرفتاری دونوں میں سے کسی ایک صورت کا حکم نامہ عمالِ یمن کی طرف بھیجا'۔

(حیاتِ محمد ﷺ از محمد حسین ہیکل مترجم محمد مسعود عبدہ صفحہ ۷۷۷، الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب، لاہور)

تاہم اسود عنسی اپنے عمّال کی بغاوت کے نتیجہ میں ہلاک ہوا۔ جیسا کہ بحوالہ یعقوبی لکھا ہے:

'انجام کار دو اشخاص قیس بن مشکوح المرادی اور فیروز دیلمی نے اس کے گھر میں داخل ہو کر اسے نشہ کی حالت میں قتل کر دیا'

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر 105 بک کارنر جہلم)

ان میں سے اوّل الذکر اسود کا سپہ سالار اور مؤخر الذکر اس کا وزیر تھا۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر 107۔ناشر بک کارنر جہلم)

ایک روایت کے مطابق اسود کے قتل کی اطلاع آپ ﷺ کی حیات میں مدینہ نہ پہنچ سکی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جو پہلی خوش خبری ملی وہ اسود کے قتل کی تھی۔ (حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر 109 بک کارنر جہلم)

**طلیحہ:**

'نبیٔ پاک ﷺ کی حیاتِ طیّبہ ہی میں طلیحہ نے بنی اسد میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔۔۔جب عبس اور ذبیان کے علاوہ دوسرے قبائل بھی طلیحہ سے جا ملے تو اس کی قوت وطاقت میں بہت اضافہ ہو گیا۔۔۔قبائل نے بزاخہ میں جمع ہو کر اپنے ارتداد کا واضح اعلان کیا اور مدینہ کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا'

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر 138-140۔ناشر بک کارنر جہلم)

اس مدعی نبوت کی بھی اپنی شریعت تھی۔چنانچہ لکھا ہے:

'اس (طلیحہ) نے اپنے پیروؤں کو نماز میں رکوع وسجود کرنے سے منع کر دیا تھا اور کہا تھا اللہ کا یہ منشاء نہیں کہ تم اپنے چہرے زمین پر رگڑو اور نماز میں اپنی پیٹھیں کمان بناؤ'۔(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر 138۔ناشر بک کارنر جہلم)

' طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ نے مل کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کے آگے روانہ ہونے والے معززین حضرت ثابتؓ بن اقرم انصاری اور حضرت عکاشہؓ بن محصن کو شہید کر دیا'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر ۱۴۴۔ناشر بک کارنر جہلم)

لیکن بعد میں لڑائی کے وقت طلیحہ اپنے خیمہ میں ہی رہا اور شکست یقینی دیکھ کر اپنی بیوی سمیت شام کی طرف بھاگ نکلا اور اپنے تمام مطیع قبائل کے اسلام قبول کر لینے کے بعد خود بھی اسلام میں داخل ہو گیا۔

' طلیحہ کی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والا ایک بدترین دشمن عیینہ بن حصن قید ہو کر مدینہ آیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سزا کی بجائے اس کی جان بخشی کر دی اور اسے کچھ نہ کہا'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز صفحہ نمبر ۱۵۴۔ناشر بک کارنر جہلم)

**سجاح بنتِ حارث:**

'اس وقت کے مدعیانِ نبوت میں تغلب قبیلہ کی یہ عورت بھی شامل تھی۔عراق کے قبیلہ تغلب کے علاوہ اس کے ساتھ ربیعہ، نمر ، ایاد اور شیبان کے قبائل کے لوگوں پر مشتمل ایک لشکر بھی تھا۔۔۔جب اسے نبی کریم ﷺ کی وصال کی خبر ملی تو اس نے نواحی قبائل کا دورہ کیا اور انہیں مدینہ پر ہلہ بولنے کے لئے آمادہ کرنے لگی'۔(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز صفحہ نمبر ۱۶۴۔۱۶۵۔ناشر بک کارنر جہلم)

'بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ سجاح۔۔۔عراق کے ایرانی عمال کی چال پر یہاں آئی تھی تا کہ فتنہ وفساد پھیلا سکے اور اس شورش سے فائدہ اٹھا کر اہلِ ایران اپنے زوال پذیر اقتدار کو سنبھالا دے سکیں۔۔۔ یہ عرب میں اس وقت تک ٹھہری رہی جب تک اس کی کوششوں سے فتنہ وفساد اور بغاوت کی آگ پوری طور پر نہ بھڑک اٹھی جب اس کا مقصد پورا ہو گیا تو یہ عراق واپس چلی آئی'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر ۱۶۵۔ناشر بک کارنر جہلم)

'بعد میں اس نے یمامہ کا قصد کیا۔لیکن مسیلمہ سے اس کا اتحاد ہو گیا۔حتیٰ کہ وہ باہم رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر ۱۶۹۔۱۷۰۔ناشر بک کارنر جہلم)

'لیکن بعد میں سجاح واپس چلی گئی اور بنی تغلب میں ہی مقیم رہی۔یہاں تک کہ امیر معاویہ نے قحط کے سال میں اسے اس کی قوم کے ساتھ بنو تمیم بھیج دیا جہاں وہ وفات تک مسلمان ہونے کی حالت میں مقیم رہی'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از محمد حسین ہیکل۔ترجمہ انجم سلطان شہباز۔صفحہ نمبر ۱۷۱۔۱۷۲۔ناشر بک کارنر جہلم)

**صرف جنگ کرنے والوں سے جنگ:**

خلافتِ راشدہ کے زمانہ کے ان واقعات سے ظاہر ہے کہ مدعیانِ نبوت سے صرف اس وقت اور اس حد تک تعارض کیا گیا جب تک وہ اسلامی ریاست کے خلاف نبرد آزما رہے۔ جب ان میں سے کسی نے ہتھیار پھینک دئے تو انہیں کوئی سزا نہ دی گئی اور اسی لئے یہ ممکن ہوا کہ ان سے بعض بعد میں از خود مسلمان ہو گئے۔ اس کے برخلاف یہ کہنا کہ

' صحابہؓ و تابعینؒ اور ان کے بعد تمام خلفائے اسلام اور پھر عام اہلِ اسلام نے ہمیشہ ہر قرن اور ہر شہر میں ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ایک مرتد کے ساتھ ہونا چاہئے'۔ (ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۷۷، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

محض ایک خلافِ واقعہ مبالغہ آرائی اور تاریخ کو اپنے حق میں مسخ کرنے کی ایک بُری مثال ہے۔ بعد کے دورِ بادشاہی میں اگر کوئی ایسا واقعہ ملتا ہے تو یقیناً وہ سنتِ رسول ﷺ اور خلفائے راشدین کے طریق کے خلاف ہونے کے سبب سند نہیں۔

**صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مجموعی رائے:**

یہ واقعات اس باب میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مجموعی رائے کا پورے طور پر مظہر ہیں۔ اس سوچ کا اظہار اور مواقع پر بھی ہوا۔ جیسا کہ حضرت امام ابن کثیرؒ نے مسند احمد بن حنبل کے حوالہ سے لکھا ہے:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں 'رسالت اور نبوت' ختم ہوگئی ہے میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ بات گراں گزری تو آپ نے فرمایا لیکن خوش خبریاں دینے والے'۔ (تفسیر ابن کثیر از حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی صفحہ نمبر ۶۲۸ مکتبہ قدوسیہ)

اس تحریر کے مطابق نبوت و رسالت کے ختم ہونے کے امکان کا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر گراں گزرنا اسی سوچ کا مظہر لگتا ہے۔

**ختمِ نبوت کے حق میں آراء کی وضاحت:**

کتاب ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب کے حصۂ سوم بعنوان ختم النبوۃ فی الآثار میں اوّل مسیلمہ کے حوالے سے اسی اجماع صحابہؓ کا ذکر ہے، جس کی وضاحت اوپر کی گئی ہے اور پھر صحابہؓ اور تابعین، محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین اور صوفیاء کے ذیلی عناوین کے تحت ختمِ نبوت کی تائید میں ان کی ۵۶ تحریرات درج کی ہیں۔ مودودی صاحب نے اپنے کتابچہ میں ایسی ہی ۲۰ تحریرات درج کی ہیں جن میں ۱۲ تو مفتی صاحب والی ہیں جبکہ ۸ اضافی ہیں۔ اس طرح یہ کل ۶۴ حوالے ہو جاتے ہیں تاہم ان میں سے بہتوں کا مضمون باہم مشترک ہے اور یوں یہ سب تحریریں یکساں مؤقف کے ۱۲ عناوین کے تحت آجاتی ہیں۔ اسی کے مطابق ان سب کا جائزہ درج ذیل ہے:

**i۔ وحیٔ منقطع:**

ا۔ ارشاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

**فَدِ انقَطَعَ الوحیُ و تمَّ الدّینُ او ینقصُ وانا حیٌّ**

ترجمہ از مفتی صاحب: اب وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین الٰہی تمام ہو چکا ہے۔

(سنن نسائی، ریاض النضرۃ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۹۸، تاریخ الخلفاء از امام سیوطیؒ صفحہ نمبر ۹۴ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۱، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس ارشاد میں دین کی تکمیل کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ جس انقطاع کا ذکر ہے وہ وحیٔ شریعت ہے نہ کہ مطلق وحی والہام جس کے بطور مبشرات نزول پر سب کو اتفاق ہے۔

۲۔ ارشاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

**اليَومَ فَقَد نَاالوحیَ وَ مِن عِندِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ الکَلاَمَ**

ترجمہ از مفتی صاحب: آج ہم وحی کو اور خدا کی جانب سے کلام کو گم کر چکے ہیں۔

(کنز العمال جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۵۰ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۱۔۳۸۲، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** آنحضرت ﷺ کی وفات پر فرمائے گئے اس ارشاد میں بھی اسی وحیٔ شریعت کے انقطاع کا ذکر ہے جس کے مورد آں حضرت ﷺ تھے۔

۳۔ ارشاد حضرت امِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

**أَبکِي عَلیٰ خَبَرِ السَّماءِ قَدِ انقَطَعَ عَنَّا**

ترجمہ از مفتی صاحب: مَیں اس پر روئی ہوں کہ آسمانی چیزیں ہم سے منقطع ہوگئیں۔

(کنز العمال جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۸ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۲، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** آنحضرت ﷺ کی وفات پر فرمائے گئے اس ارشاد میں بھی اسی وحیٔ شریعت کے انقطاع کا ذکر ہے جس کے مورد آں حضرت ﷺ تھے۔

۴۔ علامہ قرطبیؒ :

**بِمَوتِ النَّبِي صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وَسَلَّمَ اِنقَطَعَ الوَحیُ**

ترجمہ از مفتی صاحب: نبیٔ کریم ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے۔

(مواہب اللدنیہ صفحہ نمبر ۲۵۹ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۱۔۳۹۲، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** دین کی تکمیل کے تناظر میں اس قول میں مذکور انقطاع سے مراد وحیٔ شریعت ہی ہونی چاہیے نہ کہ مطلق وحی والہام جس کے بطور مبشرات نزول پر سب کو اتفاق ہے۔

۵۔ تحریر علامہ ابنِ حجر مکی شافعیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) :

**مَنِ اعتَقَدَ وَ حیًا بَعدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وَسَلَّمَ کَفَرَ بِاجمَعِ المُسلِمِینَ**

ترجمہ از مفتی صاحب: جو شخص محمد ﷺ کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے کافر ہوگا۔

(فتاویٰ الحدیثیہ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۹، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** نبوت جاری رہنے کے باب میں علامہ ابنِ حجرؒ کا مؤقف تو اسی کتاب میں اس حدیث کو درج کرنے سے واضح ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں

روایت ہے:

وأدخل صلى الله عليه وسلم يده في قبره فقال : أما والله إنه لنبي ابن نبي

( الفتاویٰ الحدیثیہ از حضرت امام ابن حجرؒ صفحہ نمبر 176 طبع ثانیہ 1390ھ )

ترجمہ: اور پھر ( آنحضرت ﷺ نے ) اپنا ہاتھ ( اپنے بیٹے صاحبزادہ حضرت ابراہیم ) کی قبر میں داخل کیا اور فرمایا! کہ خدا کی قسم یقیناً یہ نبی اور نبی کا بیٹا ہے۔

پس اگر نبوت جاری ہے تو وحی نبوت کا جاری رہنا بھی لازمی ہے اور جس وحی کا اعتقاد کفر کہا گیا ہے وہ وحی شریعت ہی ہو سکتی ہے جو قرآنِ کریم کے بعد موقوف ہے۔

۶۔ تحریر علامہ ابن حزم اُندلسیؒ (متوفی ۴۵۶ھ) :

مولوی مودودی صاحب نے اپنے کتابچہ میں علامہ ابن حزمؒ کی ایک تحریر کا یہ ترجمہ درج کیا ہے:

'یقیناً وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد (ﷺ) نہیں ہیں تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں'

(المحلی جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۶ بحوالہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۴، اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ لاہور ۱۹۶۲ء)

**جواب:** اس تحریر میں امام صاحب کا آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کی بنیاد پر انقطاعِ وحی کا نتیجہ نکالنے سے بھی ظاہر ہے کہ یہاں وحیٔ شریعت مراد ہے ورنہ غیر نبیوں پر وحی والہام کا سلسلہ تو ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اس کتاب کے پہلے باب میں وہ حوالے درج ہیں جن میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور ہر زمانے کے بزرگانِ امت کے الہامات مذکور ہیں۔ پھر آں حضرت ﷺ کی یہ واضح پیش گوئی بھی موجود ہے کہ مسیح موعود پر اللہ تعالیٰ وحی نازل کرے گا، جیسا کہ فرمایا:

أَوْحَى اللهُ تَعَالَى إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مسیح موعود پر وحی نازل کرے گا۔

( صحیح مسلم کتاب الفتن واشرائط الساعۃ باب صفت الدجال ونزول المسیح و مشکوٰۃ کتاب الفتن باب فی العلامات بین یدی الساعۃ صفحہ نمبر ۴۷۳ بحوالہ پاکٹ بک از حضرت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم صفحہ نمبر ۳۰۲ پرانا ایڈیشن )

## ii۔ آخر الانبیاء :

۷۔ تحریر علامہ زمخشریؒ (متوفی ۵۳۸ھ):

ترجمہ از مفتی صاحب: 'اگر آپ یہ کہیں کہ آپ ﷺ آخر الانبیاء کس طرح ہو سکتے ہیں حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں (مفتی صاحب نے یہاں اصل عبارت سے زائد ترجمہ میں 'آسمان سے' کے الفاظ شامل کر دئے ہیں) اتریں گے تو ہم کہیں گے کہ آپ ﷺ کے آخر الانبیاء ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰؑ ان لوگوں میں سے ہیں جو آپؐ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے'۔

( کشاف مصری جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۱۵ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۱۲، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

مولوی مودودی صاحب نے اپنے کتابچہ میں زیرِ نمبر ۶ اس تحریر کا ترجمہ نقل کیا ہے اور درج ذیل زائد الفاظ بھی دہرائے ہیں جس سے صاحبِ تحریر کا مؤقف واضح ہو جاتا ہے:

'اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعتِ محمدیہ کے پیرو اور آپ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپؐ ہی کی امت کے ایک فرد ہیں' (کتابچہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۵، اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔ مارچ 1962ء)

**جواب:** اس تحریر میں آخر الانبیاء سے یہ مراد کہ 'آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا' سے ظاہر ہے کہ علامہ زمخشری صاحب نے 'آخری' سے مطلق آخری مراد نہیں لیا ہے اور یہ کہ آں حضرت ﷺ کے بعد وہ ایسے نبی کے آنے کو جائز رکھتے ہیں جو 'شریعت محمدیہ کا پیرو اور ایک امتی جیسا ہو'

جماعتِ احمدیہ کا بھی یہی مؤقف ہے اور اس میں کوئی تنازع نہیں سوائے اس کے کہ یہ آنے والا نبی گزشتہ اسرائیلی نبی نہ ہوگا بلکہ فی الواقع آں حضرت ﷺ کا ایک امتی ہی اس منصب پر فائز کیا جائے گا۔

۸۔ ارشاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

**قَد بَلَغَ مِن فَضِیلَتِکَ عِندَہُ أَن بَعَثَکَ اٰخِرَ الاَنبِیاءِ وَ ذَکَرَ کَ فِی أَوَّلِھِم فَقَا لَ تَعَالیٰ : اِذ أَ خَذنَا مِنَ النَّبِیینَ مِیثَا قَھُم ومِنکَ وَ مِن نُّوحٍ**

ترجمہ ازمفتی صاحب: آپ ﷺ کی فضیلت اس درجہ کو پہنچی ہوئی ہے کہ آپؐ کو سب انبیاء کے بعد بھیجا اور آپؐ کا ذکر سب سے پہلے فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور آپؐ سے اور نوحؑ سے۔

(مواہب جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۹۶ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۲۔۳۸۳، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اول:** حضرت عمرؓ نے آں حضرت ﷺ کو اٰخر الانبیاء آپ ﷺ کی فضیلت کے بیان میں کہا ہے۔ اس لئے اس سے زمانی لحاظ سے آخری مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ امر کوئی وجہ فضیلت نہیں۔ چنانچہ یہاں آخری سے مراد معنوی طور پر درجہ کمال میں آخری لینا ہوگا یعنی افضل النبیین جیسا کہ آں حضرت ﷺ کا اپنی مسجد کو 'آخر المساجد' فرمانا:

فَاِنِّیْ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ

ترجمہ: مَیں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

(صحیح مسلم مشکول جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۲۵ مطبوعہ مصر بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۵۳ پرانا ایڈیشن)

**جواب دوم:** آپ نے یہاں بطور دلیل آیتِ قرآن کا حوالہ دیا ہے یعنی:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ (احزاب 8:33)

ترجمہ: اور جب ہم نے نبیوں سے اُن کا عہد لیا تو تجھ سے بھی (لیا)۔

اس آیت میں آپ ﷺ سے بھی اس میثاق کے لئے جانے کا ذکر ہے جو بمطابق:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ

(آلِ عمران (82:3)

ترجمہ: اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا کہ جب کہ مَیں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے۔

تمام انبیاء سے لیا گیا کہ وہ بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔ یہ آیت بجائے خود امت میں نبوت جاری رہنے کی خبر ہے۔ اس سبب سے بھی یہاں آخر الانبیاء کے معنی 'سب انبیاء کے بعد' کرنا درست نہیں رہتا۔

۹۔ ارشاد حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۹۰ھ) :

سدیؒ کے اس سوال کے جواب میں کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر بوقتِ وفات کیا تھی آپ نے فرمایا:

'وہ تو گہوارہ (جھولے) کو بھی پورا نہ ہو سکے یعنی بچپن میں ہی انتقال ہو گیا'

اور پھر فرمایا:

**وَ لَو بَقِیَ لَکَانَ نَبِیًا لٰکِن لَم یَبقَ نَبِیَّکُم اٰخِرُ الاَنبِیَاءِ**

ترجمہ از مفتی صاحب: اور اگر وہ (حضرت ابراہیمؑ) باقی رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔

(تلخیص، تاریخ ابنِ عساکر جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۹۴ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۵، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اول:** حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول کا پہلا حصہ آں حضرت ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ:

وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلوٰۃ علیٰ ابن رسول اللہ و ذکر وفاتہ، جلد اوّل صفحہ نمبر ۴۸۴ شائع کردہ عیسیٰ البانی الحلبی وشرکاء)

ترجمہ: اور (اگر صاحبزادے حضرت ابراہیم) زندہ رہتے تو ضرور سچے نبی ہوتے۔

یہ حدیث بجائے خود نبوت جاری رہنے پر دلیل ہے۔

**جواب دوم:** اس باب میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا مسلک تو ان کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درج ذیل قول کو روایت کرنے سے ظاہر ہے:

**'انی لم ار زماناً خیراً العامل من زمانکم ھذا الا ان یکون زماناً مع نبی'**

ترجمہ: مَیں نے کوئی زمانہ کسی عاملِ خیر کے لئے ایسا نہیں دیکھا جو تمہارے زمانے سے اچھا ہو سوائے اس کے کہ کوئی ایسا زمانہ آجائے جس کے ساتھ نبی ہو۔

(مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 270 بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 56 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

**جواب سوم:** حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو دہرانے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے آں حضرت ﷺ کا یہ ارشاد اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کے علم میں تھا۔ اس روایت سے وہ شکوک بھی رفع ہو جاتے ہیں جو اس حدیث کی صحت کے بارے میں مولوی لال حسین صاحب اختر نے اپنے کتابچہ 'ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت' صفحہ نمبر ۲۔۳ مطبع مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں کئے ہیں اور اسے نا قابلِ اعتبار روایت کہا ہے۔

ابن ماجہ کے ترجمہ از علامہ وحید الزماں صاحب میں اس حدیث کی صحت پر کوئی سوال نہیں اٹھایا گیا ہاں حضرت ابراہیم کی وفات کو نبوت ختم ہونے کی تائید میں ایک خدائی فعل قرار دیا ہے

(سنن ابن ماجہ شریف ترجمہ و فوائد از علامہ وحید الزماں حصہ اوّل صفحہ نمبر ۵۰۷ ناشر اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور)

یہ استدلال اللہ تعالیٰ کی صفتِ علیم پر حرف ہے۔ اس بارے میں درست توجیہ وہی ہے جو امام اہل سنت حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

لو عاش إبراهيمُ وصارَ نبيّاً، وكذا لو صارَ عُمرُ نَبيّاً لكانا من أتباعه عليه الصلاة والسلام كعيسى والخضر وإلياس عليهم السلام، فلا يُناقِضُ قولَهُ تعالى ﴿وخاتَمَ النبيّين﴾ (٤٢٤) إذ المعنى: أنّه لا يأتي نبيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ ولم يَكُنْ مِنْ أُمَّتِه.

(الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعۃ از حضرت ملا علی قاریؒ صفحہ نمبر ۱۹۲ بتحقیق علامہ ابو ہاجر زغلول، شائع کردہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: اگر صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ رہتے تو نبی ہو جاتے۔ نیز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نبی بن جاتے تو وہ دونوں حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور

حضرت الیاس علیہم السلام کی طرح آنحضرت ﷺ کے تابع نبیوں میں سے ہوتے پس حدیث **لو عاش ابراھیم** اللہ تعالیٰ کے قول **خاتم النبیین** کے ہرگز مخالف نہیں کیونکہ **خاتم النبیین** کے تو یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کے دین کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

**جواب چہارم:** حدیث کے بیان کے بعد قول کے دوسرے حصہ میں اس وفات کی وجہ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا قرار دینا بظاہر ایک تضاد پیدا کرتا ہے۔ دوسرے قول کا یہ حصہ پوچھے جانے والے سوال سے کہ حضرت ابراہیم کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ سے زائد ہے تیسرے اس میں آں حضرت ﷺ کا ذکر بجائے 'ہمارے نبی' کے 'تمہارے نبی' کہہ کر کرنا یہ خیال بھی پیدا کرتا ہے کہ یہ حصہ الحاقی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول نہیں۔

۱۰۔ روایت حضرت ابنِ ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

**لَوْ شَاءَ رَبِّیْ لَکَانَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ لَعَاشَ اِبْرَاھِیْمُ**

ترجمہ از مفتی صاحب: اگر یہ مقدر ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت ابراہیمؓ زندہ رہتے۔

(صحیح بخاری بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۵، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: اس کی وضاحت بھی مندرجہ بالا ہی ہے۔

۱۱۔ تحریر حضرت علامہ ابنِ نُجیمؒ (متوفی ۹۷۰ھ):

**اَذ لَم یَعرِف اَنَّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وَسَلَّم اٰخِرُ الاَ نبیَاءِ فَلَیسَ بِمُسلِمٍ لِاَ نَّہٗ مِنَ الضُّرُورِیَّات**

ترجمہ از مفتی صاحب: اور جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ آخر الانبیاء ہیں تو وہ مسلمان نہیں کیونکہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔

(الاشباہ والنظائر صفحہ نمبر ۲۹۶ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۸، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** قرآنِ کریم میں آں حضرت ﷺ کا منصب خاتم النبیین فرمایا گیا اور اس پر ایمان لازم ہے۔ اس کی تشریح میں آپؐ کو آخر الانبیاء کہنے کے معنی وہی درست ہوں گے جو قرآنی منطوق کے مطابق ہوں اور آپ ﷺ کی فضیلت کو ظاہر کرتے ہوں یعنی آخر الانبیاء کے معنی افضل الانبیاء ہوں گے نہ کہ انبیاء میں سے آخری کیونکہ زمانی لحاظ سے آخری ہونا کوئی وجۂ فضیلت نہیں۔

**نوٹ:** یہی حوالہ کتابچہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۸ مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور ۱۹۶۲ء میں زیرِ نمبر ۱۵ درج ہے۔

۱۲۔ تحریر علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) :

مولوی مودودی صاحب نے زیرِ نمبر ۱۴ علامہ سیوطیؒ کی تفسیر جلالین سے ایک تحریر کا یہ ترجمہ درج کیا ہے:

'آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰؑ جب نازل ہوں گے تو آپ شریعت ہی کے مطابق عمل کریں گے'

(تفسیر جلالین صفحہ نمبر ۷۶۸ بحوالہ کتابچہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۸ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب اول:** اس قول میں بھی حضرت عیسیٰؑ کی بطور غیر تشریعی نبی آمد کی راہ کھلی رکھی گئی ہے یعنی نبوت کو مطلق ختم قرار نہیں دیا۔

**جواب دوم:** اس باب میں علامہ سیوطیؒ کا مسلک اس سے بھی واضح ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب درِ منثور میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا درج ذیل قول نقل کیا جو ختمِ نبوت کی حقیقت کو خوب آشکار کرتا ہے:

وأخرج ابن أبي شيبة عن عائشة رضي الله عنها قالت: قولوا خاتم النبيين، ولا تقولوا لا نبي بعده

(درِمنثور از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ زیر آیت مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 386 شائع کردہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت امام ابن ابی شیبہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے لوگو! آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء ضرور کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

## iii۔ مقام خاتم النبیین :

۱۳۔ارشاد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ (متوفی ۴۱ھ) :

**بَينَ كَتِفَيهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَ هُوَ خَاتِمُ النَّبِيِينَ**

'آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت ہے اور آپ خاتم النبیین ہیں'

(ترمذی صفحہ نمبر ۲ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۳، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: اس قول میں دو جگہ لفظ خاتَم آیا۔ مفتی صاحب نے پہلے کا ترجمہ 'مہر' کیا ہے اور دوسرے کا ختم کرنے والا''۔ دوسری جگہ بھی درست ترجمہ کے ساتھ یہی معنی بنتے ہیں کہ 'نبیوں کی مہر'

**نوٹ:** عربی عبارت میں **النبیین** سے پہلے **خاتم** 'زیر' کے ساتھ لکھا ہے جبکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے بچوں کے اتالیق کو اس لفظ کو زبر کے ساتھ پڑھانے کی تلقین فرمائی تھی۔

۱۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دُرود :

**صَلَوٰتُ اللّٰهِ البَرِّ الرَّحِيمِ وَالمَلٰئِكَةِ المُقَرِبِينَ وَالنَّبِيِينَ وَ الصِّدِقِينَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصَّا لِحِينَ وَ مَا سبَّحَ لَكَ مِن شَيءٍ يَّا رَبَّ العَالَمِينَ عَلٰى محمد بن عبدالله خَاتَمِ النَّبِيِينَ**

ترجمہ از مفتی صاحب: اللہ تعالیٰ رحیم و کریم کی رحمتیں اور مقرب فرشتوں کی اور صدیقین و شہداء و صالحین کی جب تک کہ اے رب العالمین! تیرے لئے کوئی شے تسبیح کرتی رہے حضرت محمد بن عبداللہ پر نازل ہوں جو کہ خاتم النبیین ہیں۔

(شرح شفاء قاضی عیاضؒ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۰۳ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۴، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: اس حوالے میں بھی صرف قرآنی الفاظ خاتم النبیین دہرائے گئے ہیں۔ جن کے بارے میں یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ اس کے درست معنی نبیوں کی مہر ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ اعتراض نہیں۔

۱۵۔ ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۹ھ) :

**اَللّٰهُمَّ اجعَل صَلَوٰتِكَ وَ بَرَ كَاتِكَ وَ رَحمَتِكَ عَلٰى سَيِّدِ المُرسَلِينَ وَ اِمَامِ المُتَّقِينَ وَ خَاتِمِ النَبِيِين**

ترجمہ از مفتی صاحب: اے اللہ! اپنے درود اور برکتیں اور رحمت رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے پر نازل فرما۔

(شرح شفاء قاضی عیاضؒ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۳۰ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۵، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: اس حوالے میں بھی صرف قرآنی الفاظ خاتم النبیین دہرائے گئے ہیں۔ جن کے بارے میں یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ اس کے درست معنی نبیوں کی مہر

ہیں۔اس لئے کوئی وجہ اعتراض نہیں۔

۱۶۔ تحریر محدث علامہ قسطلانیؒ (متوفی ۸۵۱ھ) :

**اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا سَیِّدَ المُرسَلِینَ و خَاتَمَ النَبیین**

ترجمہ ازمفتی صاحب: اے رسولوں کے سرداراورانبیاء کے ختم کرنے والے آپؐ پرسلام۔

(مواہب اللدنیہ جلدنمبر۲صفحہ نمبر۵۰۹ بحوالہ ختمِ نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر۳۹۳۔۳۹۴، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس حوالے میں بھی صرف قرآنی الفاظ خاتم النبیین دہرائے گئے ہیں۔جن کے بارے میں یہ وضاحت ہوچکی ہے کہ اس کے درست معنی نبیوں کی مہر ہیں۔اس لئے کوئی وجہ اعتراض نہیں۔

## ۔مطلق آخری نہیں :

درج ذیل حوالوں میں گوخاتم النبیین کے معنی آخری نبی کئے گئے ہیں لیکن مطلق آخری نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بطور آمد کا اس جواز کے ساتھ اظہار بھی ہے کہ وہ پہلے سے نبی ہیں اوردوبارہ آنے پر شریعتِ محمدیہ کے تابع ہوں گے۔اس لئے ان میں بھی کوئی وجہ اعتراض نہیں۔

۱۷۔ تحریر علامہ سیّد محمود آلوسیؒ (متوفی ۱۲۷۱ھ) :

**وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ أَعَمُّ مِنَ الرَّسُولِ فَيَلْزَمُ مِنْ كَوْنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ كَوْنُهُ خَاتَمَ الْمُرْسَلِينَ**

ترجمہ ازمفتی صاحب: اورآنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کے اس عالم میں وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد وصفِ نبوت کا پیدا ہونا بالکل منقطع ہوگیا۔

(روح المعانی جلدنمبر۷صفحہ نمبر۶۰ بحوالہ ختمِ نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر۱۱۳۔۱۱۴، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** علامہ صاحبؒ نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ:

'حضرت عیسیٰؑ آں حضرت ﷺ کے اس عالم میں نبوت ملنے سے پہلے وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہو چکے تھے'۔

(ختمِ نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر۱۱۴، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

اور یوں عملاً مقام خاتم النبیین کی اس تاویل سے اتفاق کیا ہے کہ اس کے معنی مطلق نبوت کا بند ہونا نہیں ۔

**نوٹ:** ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر۳۰ اسلامک پبلیکیشنز لاہور ۱۹۶۲ء پر زیرِ نمبر۲۰ اس تحریر کا پہلا حصہ لکھا گیا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی آمد سے متعلق وضاحتی جملے درج نہیں کئے گئے ہیں۔

۱۸۔ تحریر علامہ محمود نسفیؒ (متوفی ۷۱۰ھ) :

**خَاتَمُ النَبیینَ و بِفَتحِ عَاصِمٌ بِمَعنَی الطَّابَعِ أَی اٰخِرُهُم یَعنی لَا یُنَبَّأُ أَحَدٌ بَعدَهُ وَ عِیسٰی السَّلَامُ مِمَّن نُبِّئَ قَبلَهُ**

ترجمہ ازمفتی صاحب: خاتم النبیین عاصمؒ کی قرأت میں بفتح التاء بمعنی مہر جس سے مراد آخر ہے، یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آپؐ سے پہلے نبی بنائے گئے تھے۔

(تفسیر مدارک التنزیل برحاشیہ خازن جلد نمبر۳ صفحہ نمبر ۳۷۰ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۱۵، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**نوٹ:** اس تحریر میں سے کچھ حصہ بمع درج ذیل زائد الفاظ کتابچہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۷ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء پر زیرِ نمبر ۱۱ درج ہے۔:

'اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعتِ محمدیہ پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ کی امت کے فرد ہیں'

**جواب:** علامہ صاحب کے الفاظ سے مضمون بالکل واضح ہے کہ مقامِ خاتم النبیین کے معنی مطلق آخری نہیں اور آپ ﷺ کے بعد بغیر شریعت کے اور امتی نبی ہوسکتا ہے۔

۱۹۔ اشعار حضرت مولانا جامیؒ (متوفی ۸۹۸ھ):

یہاں مولانا جامیؒ کے درج ذیل پانچ شعر اور ترجمہ نقل کئے گئے ہیں۔ لیکن زیرِ نظر ایڈیشن میں سہواً ان اشعار کو حضرت مولانا رومیؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

خاتم الانبیاء و الرسل است ؛ دیگراں ہمچو جزو او چو کل است
وز پئے او رسولِ دیگر نیست ؛ بعد ازاں ہیچ کس پیمبر نیست
چوں در آخر زماں بقولِ رسول ؛ کند از آسمان مسیحؑ نزول
پیرو دین و شرع او باشد ؛ تابع اصل و فرع او باشد
دیں ہمہ شرع و دین او داند ؛ ہمہ کس را بدینِ او خواند

(عقائد نامہ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۹، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: حضرت ملا عبدالرحمٰن جامیؒ نے پہلے دو اشعار میں آں حضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونا اور آپ کے بعد کسی پیغمبر کا نہ ہونا بیان کر کے اگلے تین اشعار میں یہ استثناء فرما دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے لیکن وہ تابع نبی اور شریعتِ محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی کا درس دیں گے۔ گویا مطلق نبوت ختم نہیں ہوئی۔

## ۔خاتم النبیین بمعنی آخری نبی:

درج ذیل حوالوں میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کئے گئے ہیں۔ یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ آخری کا استعمال دو معنوں میں ہے ایک 'سب سے افضل' اور دوسرے 'آخری صاحبِ شریعت نبی'۔

۲۰۔ تحریر علامہ علاؤ الدین بغدادیؒ (متوفی ۷۴۱ھ):

**خَاتَمَ النَّبِيِّينَ خَتَمَ اللهُ بِهِ النُّبُوَّةَ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدَهُ أَي وَلَا مَعَهُ**

ترجمہ از مفتی صاحب: خاتم النبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبوت ختم کر دی، پس نہ آپؐ کے بعد کوئی نبوت ہے اور نہ آپؐ کے ساتھ۔

(تفسیر خازن جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۷۰ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۱۵، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ آخری کا استعمال دو معنوں میں ہے ایک 'سب سے افضل' اور دوسرے 'آخری صاحبِ شریعت نبی'۔

یہ تحریر کتابچہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء میں صفحہ نمبر ۲۷ پر زیرِ نمبر ۱۲ درج ہے جس میں یہ الفاظ زائد ہیں: 'وکان اللہ بکل شیء علیما یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں'۔
جیسا کہ ظاہر ہے کہ مودودی صاحب کا یہ ترجمہ عربی الفاظ کے مطابق نہیں بلکہ حسبِ ضرورت ہے۔

۲۱۔ تحریر علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانیؒ (متوفی ۱۱۲۲ھ) :

**وَلَا يَقدَحُ نُزُولُ عِيسٰى عليه السلام بَعدَهُ لِأَنَّهُ يَكُونُ عَلٰى دِينِهِ مَعَ أَنَّ المُرَادَ أَنَّهُ اٰخِرُ مَن نُبِّئَ**

ترجمہ از مفتی صاحب: اور نزول عیسیٰ علیہ السلام سے ختمِ نبوت پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا، اس لئے عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آنحضرت ﷺ کے دین پر ہوں گے، علاوہ بریں ختمِ نبوت سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں نبی بنائے گئے۔

(شرح مواہب اللدنیہ جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۶۷ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۱۵، ۱۱۶، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

نوٹ: علامہ زرقانیؒ کی تحریر میں نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان میں 'بعدہ' کے الفاظ بھی ہیں جن کا ترجمہ مفتی صاحب نے نہیں کیا ہے۔

جواب: علامہ زرقانیؒ مقام خاتم النبیین کو مہر و تصدیق النبیین ہی جانتے تھے جیسا کہ گذشتہ باب میں مذکور اسی کتاب میں بیان ان کی درج ذیل تحریر سے ظاہر ہے:

**'فمعناه احسن الانبياء خلقاً و خُلقاً لانه صلى الله عليه وسلم جمال الانبياء كا الخاتم الذى يتجمل به'**

ترجمہ: (خاتم النبیین کے) معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی ظاہری اور روحانی بناوٹ اور اخلاق میں سب سے زیادہ حسین ہیں کیونکہ آپ نبیوں کا حُسن و جمال ہیں اس انگشتری کی مانند جس سے زینت و تجمل حاصل کیا جاتا ہے۔

(شرح مواہب اللدنیہ از امام زرقانیؒ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 163 مصری و سبل الہدیٰ والرشاد صفحہ نمبر 558 بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 42 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

۲۲۔ اقتباس از تفسیر لبید لکشف معنی القرآن المجید جلد دوم :

**وَتَسمِيَةُ نَبِيَّنَا خَاتِمُ الاَنبِيَاي لِأَ الخَاتِمَ اٰخِرُ القَومِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَبِيّن. ثُمَّ قَالَ : وَنَفِيُ الأَ عَمِّ يَستَلزِمُ نَفِيَ الأَخَصِّ**

ترجمہ از مفتی صاحب: اور ہمارے نبی ﷺ کو خاتم النبیین کہنا اس لئے ہے کہ خاتم کے معنی آخر القوم کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَبِيّن** اور نفی عام کی مستلزم ہے نفیٔ خاص کے لئے، یعنی آپ ﷺ کے بعد نبوت کی نفی رسالت کی نفی مستلزم ہے۔

(کلیات ابی البقاء صفحہ نمبر ۲۱۹ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۱۸۔۱۱۹، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ آخری کا استعمال دو معنوں میں ہے ایک 'سب سے افضل' اور دوسرے 'آخری صاحبِ شریعت نبی'۔

۲۳۔ تحریر حضرت امام غزالیؒ (متوفی ۵۰۴ھ) :

**اَنَّ الاُمَّةَ قَد فَهِمَت مِن هٰذَا اللَّفظِ أَنَّهُ أَفهَمَ عَدمَ نَبِيٍ بَعدَهُ أَبَدَ وَ عَدمَ رَسُولٍ بَعدَهُ أَبَدًا وَ اَنَّهُ لَيسَ فِيهِ تَاوِيلٌ وَّلَا تَخصِيصُ**

ترجمہ از مفتی صاحب: خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتلا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے،

نہ رسول، اور اس پر بھی اجماع واتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص۔

(کتاب الاعتقاد بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۱۹، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس تحریر میں کسی تاویل و تخصیص کی نفی کی گئی ہے لیکن ہم دیکھ چکے ہیں کہ اکثر بزرگان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بطور نبی آمد کی راہ نکالنے کے لئے اس آیت میں مطلق آخری کی جگہ تاویل کر کے 'منصبِ نبوت پانے کے لحاظ سے آخری' اور 'پیدا ہونے کے لحاظ سے آخری' کے معنی کئے ہیں۔

**نوٹ ۱:** کتاب ختمِ نبوت کے پہلے تین ایڈیشنوں میں اس حوالہ میں مفتی صاحب نے امام غزالیؒ کی طرف ایسے الفاظ بھی منسوب کئے جو ان کی کتاب میں موجود نہیں تھے۔ ۱۹۶۱ء میں حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری نے اپنی کتاب الحق المبین میں اس پر گرفت کی تو مفتی صاحب نے کتاب کے اگلے ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۶۵ء میں اپنی غلطی کا اعتراف کر کے وہ الفاظ نکال دئے۔

**نوٹ ۲:** ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۴۔۲۵ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مطبوعہ مارچ ۱۹۶۲ء میں نمبر ۴ کے تحت یہ حوالہ گذشتہ نادرست حالت میں شائع ہوا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مودودی صاحب نے اسے مفتی صاحب کی غیر تصحیح شدہ ایڈیشن سے نقل کیا تھا۔ اس کتابچہ کے جواب میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے اپنے رسالہ ماہنامہ الفرقان اپریل، مئی ۱۹۶۲ء کے خاتم النبیین نمبر میں اس پر گرفت کی جس کے نتیجہ میں مودودی صاحب نے کتابچہ کے اگلے ایڈیشن میں غلط طور پر منسوب کئے گئے الفاظ اپنی غلطی کا اعتراف کئے بغیر صرف یہ کہہ کر:

'منکرینِ ختمِ نبوت نے اس حوالے کی صحت کو بڑے زور وشور سے چیلنج کیا ہے'

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب حاشیہ صفحہ نمبر ۲۶ مطبوعہ ۱۹۶۳ء)

نکال دئے اور شرافت کے اس ادنیٰ معیار کو بھی نہ پہنچے جو مفتی صاحب نے ظاہر کیا۔

تاہم یہ فرق قائم رہا ہے کہ مفتی صاحب نے اس تحریر کو آیت **خاتم النبیین** کی وضاحت قرار دیا تھا جب کہ مودودی صاحب نے اسے حدیث **لا نبی بعدی** سے جوڑا ہے۔

۲۴۔ تحریر حضرت قاضی عیاضؒ (متوفی ۵۴۴ھ):

**لِانَّهُ أَخبَرَ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عليهِ وَسَلَّم خَاتِمُ النَبِيينَ وَلَا نَبِيَّ بَعدَهُ وَ أَخبَرَ عَنِ تَعالٰى أَ نَّهُ خَاتِم النَبِيينَ**

ترجمہ از مفتی صاحب: اس لئے آپ ﷺ نے خبر دی کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

(شفاء صفحہ نمبر ۳۶۲ مطبوعہ ہند بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۷۹۔۳۸۰، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** عربی عبارت میں خاتم النبیین کے الفاظ ہیں اور اسی تحریر میں قاضی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

'یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہ ہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔'

لیکن ہم دیکھ چکے ہیں کہ ان تمام بزرگوں نے جو حضرت عیسیٰؑ کی آمد کا عقیدہ رکھتے ہیں اس مقام کی تشریح وتوضیح میں تاویل اور تخصیص کرتے ہوئے اس سے مطلق آخری کے بجائے 'وصفِ نبوت دئے جانے کے لحاظ سے آخری' یا 'پیدائش کے لحاظ سے آخری' کے معنی کئے ہیں۔

**نوٹ:** یہی حوالہ کتابچہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۵۔۲۶ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء پر زیرِ نمبر ۷ درج ہے۔

۲۵۔ تحریر علامہ ابو العباس احمد القلقشندیؒ: (کتاب میں نام نہیں دیا گیا صرف صاحبِ صبح الاعشیٰ لکھا ہوا ہے)۔

وَ هَاتَانِ المَسْئَلَتَانِ مِن جُملَةِ مَا كُفِّرُوا بِهِ بِتَجوِيزِ النُّبُوَّةِ بَعدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ علیهِ وَسَلَّم الَّذِی أَخبَرَ تَعالیٰ أَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِیِّین

ترجمہ ازمفتی صاحب: اور یہ دونوں مسئلے بھی من جملہ ان کے ہیں جن کی وجہ سے ان کو کافر کہا گیا، بوجہ جائز رکھنے نبوت کے بعد ہمارے نبی ﷺ کے جن کے متعلق حق تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آخری پیغمبر ہیں۔

(صبح الاعشی جلد نمبر ۱۳ صفحہ نمبر ۳۰۵ بحوالہ ختمِ نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۶۔۳۹۷، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ آخری کا استعمال دو معنوں میں ہے ایک 'سب سے افضل' اور دوسرے 'آخری صاحبِ شریعت نبی'۔

۲۶۔ تحریر حضرت علامہ تفتازانیؒ (متوفی ۷۹۱ھ):

وَقَدْ دَلَّ كَلَامُهُ وَكَلَامُ اللّٰهِ الْمُنَزَّلُ عَلَيْهِ اَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَنَّهُ مَبْعُوْثٌ اِلٰى كَافَّةِ النَّاسِ بَلْ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ثَبَتَ اَنَّهُ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ۔

ترجمہ ازمفتی صاحب: نبی کریم ﷺ کا کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام جو آپؐ پر نازل ہو، اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپؐ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور یہ کہ آپؐ تمام انسانوں بلکہ تمام جن وانس کی طرف معبوث ہوئے، اس سے ثابت ہوا کہ آپؐ آخری رسول ہیں۔

(شرح عقائد نسفی بحوالہ ختمِ نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۴، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ آخری کا استعمال دو معنوں میں ہے ایک 'سب سے افضل' اور دوسرے 'آخری صاحبِ شریعت نبی'۔

۲۷۔ تحریر حضرت شیخ عبدالسلام بن ابراہیمؒ (متوفی ۱۰۷۸ھ):

قَالَ تَعَالٰى وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَيَلْزَمُ مِنْهُ خَتْمُ الْمُرْسَلِيْنَ اَيْضًا لِاَنَّ خَتْمَ الْاَعَمِّ خَتْمٌ لِلْاَخَصِّ مِنْ غَيْرِ عَكْسٍ فَلَا تُبْتَدَأُ نُبُوَّةٌ وَلَا شَرِيْعَةٌ بَعْدَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ ازمفتی صاحب: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں 'وخاتم النبیین' اور ختمِ نبوت سے ختمِ رسالت بھی لازم آتا ہے کیونکہ نبوت عام ہے، اور عام کا ختم خاص کا اختتام بھی ہے مگر اس کا عکس نہیں ہوتا، اس لئے آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نہ نبوت شروع ہوگی اور نہ شریعت۔

(اتحاف المرید صفحہ نمبر ۱۲۶ بحوالہ ختمِ نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۵، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: اس تحریر کے آخری الفاظ 'اس لئے آں حضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبوت شروع ہوگی اور نہ شریعت' میں شریعت کا حوالہ اس امر کو اور بھی واضح کر دیتا ہے جو نبوت ختم ہوئی ہے وہ تشریعی ہے۔

۲۸۔ تحریر شیخ عبدالغنی نابلسیؒ (متوفی ۱۱۴۳ھ):

اِذْ قَدْ نَصَّ عَلٰى اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاٰخِرُ الْمُرْسَلِيْنَ وَفِي السُّنَّةِ اَنَا الْعَاقِبُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

ترجمہ ازمفتی صاحب: اس کی تصریح کردی گئی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے کہ: 'مَیں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں'۔ (اکفار صفحہ نمبر ۴۲ بحوالہ ختمِ نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۱۱۔۴۱۲، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: مفتی صاحب کے نزدیک یہ تحریر غالی روافض کی تکفیر میں ہے جو 'حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی مانتے ہیں' اس میں مذکور مقام خاتم النبیین اور حدیث **لا نبی بعدی** کی تشریح ہوچکی ہے۔ **بعدی** مستقل قریب کے لئے ہے اور عاقب والی حدیث کی یہ وضاحت بھی گزر چکی ہے کہ اس میں **لا نبی بعدی** کے

الفاظ الحاقی ہیں۔

۲۹۔ تحریر حضرت امام فخر الدین رازیؒ (متوفی ۶۰۵ھ) :

مولوی مودودی صاحب نے نمبر۹ کے تحت امام رازیؒ کی تفسیرِ کبیر سے ایک تحریر کا یہ ترجمہ درج کیا ہے :

'**وخاتم النبیین** اس لئے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اسے پورا کر سکتا ہے مگر جس کے بعد کوئی آنے والا نبی نہ ہو تو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے'۔

(تفسیرِ کبیر جلد نمبر۶ صفحہ نمبر۵۸۱ بحوالہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر۲۶ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب اول:** امام رازیؒ کے الفاظ **تکمیلاً للشرع** کا ترجمہ مودودی صاحب نے' توضیح احکام میں کوئی کسر' کیا ہے لیکن اس سے بھی ان الفاظ میں شارع نبی کا حوالہ صاف ظاہر ہے اور تشریعی نبوت کے منقطع ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔

**جواب دوم:** امام رازیؒ کی اسی تفسیر سے درج ذیل تحریر گزشتہ باب میں ذکر ہوئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک خاتم النبیین سے مراد افضل النبیین ہیں۔آپؒ فرماتے ہیں:

'**فالعقل خاتم الکل والخاتم یجب ان یکون افضل الاتری ان رسولنا ﷺ لما کان خاتم النبیین کان افضل الانبیاء علیھم الصلٰوۃ والا سلام** '

ترجمہ: اور عقل ان تمام خلقتوں کی خاتم ہے اور خاتم کے لئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔دیکھو جس طرح ہمارے پیغمبر ﷺ خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔

(تفسیر کبیر از امام رازیؒ جلد نمبر11 صفحہ نمبر34 طبع ثالث دار الکتب العلمیہ طہران بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابو العطاء جالندھریؒ صفحہ نمبر97 شائع کردہ سلور لنک لاہور)

## iv۔ خاتم اور عاقب :

۳۰۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک درود جس کے آخر میں بروایت حضرت سلامہ کندیؒ یہ الفاظ بھی تھے :

'**الفَتح لِمَا أُغلِقَ وَ الخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ**

ترجمہ از مفتی صاحب: بند شدہ دروازوں کے کھولنے والے اور ہر قسم کی نبوت و رسالت کو ختم کرنے والے۔

(شفاء از حضرت قاضی عیاضؒ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر۳۸۴، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اول:** عربی عبارت میں نبوت و رسالت کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ لکھا ہے: **و الخاتم لما سبق** اور خاتم کے درست معنوں کے لحاظ سے اس کے معنی گزرے ہوؤں کے لئے مُہرِ تصدیق بنتے ہیں۔

**جواب دوم:** ترجمہ کے الفاظ 'بند شدہ دروازوں کے کھولنے والے' قابلِ غور ہیں شائد یہ امت میں انعامِ نبوت کا دروازہ کھلنے کا ذکر ہے۔کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام خاتم النبیین کے یہی معنی سمجھتے تھے۔جیسا کہ گزشتہ باب میں گزرے ہوئے ان کے چار ارشادات سے واضح ہے۔جن میں منجملہ آپؓ نے اپنے بچوں کے اتالیق کو خاتم النبیین 'ت' کی زبر سے پڑھانے کی تلقین فرمائی:

عن أبي عبد الرحمن السلمي قال: كنت اقرىء الحسن والحسين، فمر بي علي بن أبي طالب رضي الله عنه

وأنا اقرئهما فقال لي : اقرئهما وخاتم النبيين بفتح التاء .

(درِمنثور ازحضرت امام جلال الدین سیوطیؒ زیر آیت مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ ۔۔۔ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 386 شائع کردہ دارالکتب العلمیہ ، بیروت، لبنان)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن سلمیؓ کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو مَیں قرآن مجید پڑھا رہا تھا کہ حضرت علیؓ پاس سے گزرے اس وقت مَیں **خاتم النبیین** کی آیت پڑھا رہا تھا اس پر آپ نے فرمایا! اللہ تجھے توفیق دے میرے بچوں کو خاتم النبیین 'ت' کی زبر سے پڑھا۔

اور آئندہ کسی ایسے اچھے زمانے کے امکان کا اشارہ کیا جس کے ساتھ نبی ہو:

**'انی لم ار زماناً خیراً العامل من زمانکم هذا الا ان یکون زماناً مع نبی'**

(مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 270 بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 56 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

ترجمہ: مَیں نے کوئی زمانہ کسی عاملِ خیر کے لئے ایسا نہیں دیکھا جو تمہارے زمانے سے اچھا ہو سوائے اس کے کہ کوئی ایسا زمانہ آجائے جس کے ساتھ نبی ہو۔

۳۱ ۔ روایت حضرت کعب بن احبارؓ (متوفی ۳۲ھ) بلا اصل عربی الفاظ :

ترجمہ از مفتی محمد شفیع صاحب: حضرت کعب بن احبارؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نام اہلِ جنت کے نزدیک عبدالکریم ہے، اور اہلِ دوزخ کے نزدیک عبدالجبار، اور صحفِ آسمانی میں عاقب اور زبور میں فارق۔

(شرح شمائل المناوی بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۵۔۳۸۶، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس روایت میں آنحضرت ﷺ کے ناموں میں عاقب کا ذکر ضرور ہے لیکن اس کے اصل معنی ہیں 'جو کسی اچھی بات میں پہلے کا قائم مقام ہو' ۔گزشتہ باب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ حدیث میں مذکور اس لفظ کے معنی کے بیان پر مشتمل الفاظ الحاقی ہیں اور آں حضرت ﷺ کا ارشاد نہیں۔

۳۲۔ تحریر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (متوفی ۱۲۳۸ھ) :

**'مُحَمَّدٌ' صَلَّى اللّٰهُ عليهِ وَسَلَّمَ رَسُولٌ وَ خَاتِمُهُم**

ترجمہ از مفتی صاحب: محمد ﷺ رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

(میزان العقائد بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۴۔۴۰۵، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اول:** مدح میں 'انبیاء کو ختم کرنے والے' کہنا یہی معنی رکھتا ہے کہ آپ ﷺ میں تمام کمالاتِ نبوت پائے جاتے ہیں۔

**جواب دوم:** حضرت شاہ صاحبؒ کے بزرگ والد اور مرشد حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ بھی آں حضرت ﷺ کے واسطہ سے نبی آسکنے کا مسلک رکھتے تھے۔ جیسا کہ گزشتہ باب میں مذکور ان کی درج ذیل تحریر سے ظاہر ہے:

**'امتنع ان یکون بعده نبی مستقل بالتّلقّی'**

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو مستقل طور پر (آنحضرت ﷺ کے) بلا واسطہ خدا سے تعلیم حاصل کرنے والا ہو۔

(الخیر الکثیر صفحہ نمبر 111 ناشر مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک ۱۹۵۹ء بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۴۵ مطبوعہ اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

## ۷۔ اوّل و آخر :

۳۳۔ تحریر حضرت وہب بن منبہؒ (متوفی ۱۱۰ھ) :

**اُختِمُ بِهِمُ الخَيرَ الَّذى بَدَأتُ بِأَوَّله**

ترجمہ ازمفتی صاحب: مَیں انہی پر وہ خیر ختم کروں گا جس سے مَیں نے اوّل شروع کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۹۶ طبع قدیم بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۶ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** آں حضرت ﷺ کے اوّل و آخر ہونے کی وضاحت اس حدیث سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ:

انی عبد اللہ لخاتم النبیین وان آدم علیہ السلام لمنجدل فی طینتہ

(مُسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ زیر عنوان حدیث عرباض بن ساریہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۲۷ شائع کردہ دارِ صادر بیروت)

ترجمہ: مَیں عبداللہ اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جبکہ آدم علیہ السلام اپنی پیدائش کے ابتدائی مراحل یعنی مٹی میں تھے۔

خلقی اعتبار سے جو کمالاتِ نبوت آنحضرت ﷺ میں روزِ اوّل سے ودیعت کئے گئے تھے ان کا آپ ﷺ کے وجود باجود سے اپنی پوری شان کے ساتھ اظہار آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہوا۔ یہی ختم کے معنی ہیں۔ ورنہ اس حدیث کے مطابق باعتبارِ زمانہ تو سارے نبی ہی آں حضرت ﷺ کے بعد ہی وصفِ نبوت سے متصف ہوئے اور آپ ﷺ کے بعد ہی نبی بنائے گئے۔

۳۴۔ ارشاد حضرت ابو جعفر محمد بن علیؓ (متوفی ۱۱۴ھ) :

**صَارَ يَتَقَدَّمُ الْاَنْبِيَاءَ وَهُوَ اٰخِرُ مَنْ بُعِثَ**

ترجمہ ازمفتی صاحب: انبیاء میں وہ سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخر ہوئے۔

(روایت امام سیوطیؒ خصائص الکبریٰ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۸۶ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اول:** بمطابق مندرجہ بالا۔

**جواب دوم:** امام اہل بیت حضرت امام باقرؒ امتِ محمدیہ میں انعامِ نبوت کو جاری مانتے تھے جیسا کہ گذشتہ باب میں مذکور ان کے درج ذیل ارشاد سے واضح ہے :

**عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ عز و جل فقد اتینا ال ابراھیم الکتب و الحکمۃ و اتیناھم ملکا عظیما جعل منھم الرسل و الانبیاء و الائمۃ فکیف یقرون فی ال ابراھیم علیہ السلام و ینکرون فی ال محمد صلی اللہ علیہ و سلم**

ترجمہ: حضرت ابوجعفر علیہ السلام اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس ارشاد **فقد اتینا ال ابراھیم الکتٰب** کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آلِ ابراہیم علیہ السلام میں رسول انبیاء اور امام بنائے لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ نبوت و امامت کی نعمتوں کا وجود آل ابراہیم میں تو تسلیم کرتے ہیں لیکن آلِ محمد ﷺ میں ان کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔

(الصافی شرح اصول الکافی جز سوم حصہ اوّل صفحہ نمبر 119 بحوالہ زھق الباطل از حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ صفحہ نمبر 334 مطبوعہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لیمیٹڈ۔ یو کے)

vi۔ مہر بمعنی ختم ہونا :

۳۵۔ تحریر علامہ ابن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) :

وَلٰكِنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ النَّبِيّٖنَ الَّذِيْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ لَطَبَعَ عَلَيْهَا فَلَا تُفْتَمُ لِاَحَدٍ بَعْدَهٗ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ

(تفسیر ابن جریر طبری جلد نمبر ۲۲ صفحہ نمبر ۱۱ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۰۷، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

ترجمہ ازمفتی محمد شفیع صاحب: لیکن آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کر دیا ہے اور اس پر مہر لگا دی، پس وہ آپؐ کے بعد کسی کے لئے نہ کھولی جائے گی قیامت کے قائم ہونے تک۔

نوٹ: یہی حوالہ کتابچہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء کے صفحہ نمبر ۲۴ پر نمبر ۲ کے تحت درج ہے۔

جواب: مہر کا استعمال تصدیق کے لئے عام ہے۔ اگر ختم کرنا معنی لئے بھی جائیں تو مدح میں اس کے استعمال سے مراد یہی ہوگی کہ آپؐ میں تمام کمالاتِ نبوت یکجا تھے۔

۳۶۔ تحریر حضرت ابوزرعہ عراقیؒ (متوفی ۸۲۶ھ) :

**وَالاِشَارَةُ بِهٖ اِلٰى خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ**

ترجمہ ازمفتی صاحب: مُہرِ نبوت سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

(شرح شمائل بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۱، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: اس تحریر میں خاتم کے معنی مہر قرار دے کر اس سے اختتامِ نبوت کا نتیجہ نکالا گیا ہے جب کہ مہر کا استعمال تصدیق کے لئے عام ہے۔ اگر ختم کرنا معنی لئے بھی جائیں تو مدح میں اس کے استعمال سے مراد یہی ہوگی کہ آپؐ میں تمام کمالاتِ نبوت یکجا تھے۔

۳۷۔ تحریر علامہ عبدالرؤف المناویؒ (متوفی ۱۰۳۱ھ) :

**وَ اِضَافَتُهٗ اِلَى النُّبُوَّةِ لِاَنَّهٗ اٰيَةُ تَمَامِهَا اِذَا الشَّيْءُ يُخْتَمُ بَعْدَ تَمَامِهٖ**

ترجمہ ازمفتی صاحب: مُہرِ نبوت کی اضافت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ وہ اختتامِ نبوت کی علامت ہے، کیونکہ مہر کسی شے پر جب ہی ہوتی ہے جب وہ ختم ہو چکے۔

(شرح شمائل بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۱، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب اول: مہر کا استعمال تصدیق کے لئے عام ہے۔ اگر ختم کرنا معنی لئے بھی جائیں تو مدح میں اس کے استعمال سے مراد یہی ہوگی کہ آپؐ میں تمام کمالاتِ نبوت یکجا تھے۔

جواب دوم: علامہ مناویؒ کا مسلک تو اس سے بھی ظاہر ہے کہ آپ نے جامع صغیر الامام السیوطیؒ کے الجزو اوّل کی شرح میں یہ روایت درج فرمائی ہے:

**'ابو بکر خیر الناس الا ان یکون نبی'**

(کنوز الحقائق شرح جامع صغیر از حضرت امام عبدالرؤف المناویؒ صفحہ نمبر ۵ شائع کردہ المطبعۃ الخیریہ مصر)

ترجمہ: ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو جائے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں کسی نئے نبی کا پیدا ہونا ہی مراد ہے جیسا کہ علامہ احمد ضیاء الدین (متوفی ۱۳۱۱ھ) اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"اِلَّا اَنْ یُّوجَدَ نبیٌّ فِیْ النبیِّ اَفْضَلُ"

ترجمہ: (اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ) ابوبکرؓ میرے بعد سب سے بہتر ہیں سوائے اس کے کوئی نبی پیدا ہو۔ اس صورت میں وہ نبی افضل ہوگا۔

(شرح کتاب غرائب الاحادیث المسمّٰی بلطائف الحکم صفحہ نمبر 14 تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 55-56 مطبوعہ نظارت اشاعت لٹریچر ربوہ 1978ء)

۳۸۔ تحریر حضرت ملا علی قاریؒ (متوفی ۱۰۱۴ھ):

**وَ اضَافَتُہٗ اِلَی النُّبُوَّۃِ لِاَنَّہٗ خُتِمَ بِہٖ بَیْتُ النُّبُوَّۃِ حَتّٰی لَا یَدْخُلُ بَعْدَہٗ اَحَدٌ**

(شرح شمائل بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۹، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

ترجمہ از مفتی محمد شفیع صاحب: مُہرِ نبوت کی نسبت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ اس کے ذریعے سے محلِ نبوت پر مہر لگ چکی ہے، یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی اس میں داخل نہ ہوگا۔

جواب اول: مہر کا استعمال تصدیق کے لئے عام ہے۔ اگر ختم کرنا معنی لئے بھی جائیں تو مدح میں اس کے استعمال سے مراد یہی ہوگی کہ آپؐ میں تمام کمالاتِ نبوت یکجا تھے۔

جواب دوم: امام اہلِ سنت حضرت امام ملا علی قاریؒ صرف تشریعی نبوت کو ختم جانتے تھے جیسا کہ ان کی گذشتہ باب میں مذکور درج ذیل تحریروں سے ظاہر ہے:

**الف: ' ورد لا نبی بعدی معناہ عند العلماء لا یحدث بعدہ' نبی بشرعٍ ینسخ شرعہ'**

ترجمہ: حدیث میں **لا نبی بعدی** کے جو الفاظ آئے ہیں اس کے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ایسی شریعت لے کر پیدا نہیں ہو گا جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ دے۔

(الاشاعت فی شرائط الساعۃ صفحہ نمبر ۱۴۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت فی مذہب المہدی صفحہ نمبر 64 بحوالہ مودودی صاحب کے رسالہ ختمِ نبوت پر علمی تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 11 شائع کردہ رقیم پریس اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ)

ب: قولُہٗ تعالی ﴿وخاتَمَ النبیّین﴾ (٤٢٤) إذ المعنی: أنّہ لا یأتي نبيٌّ بَعْدَہٗ یَنْسَخُ مِلَّتَہٗ ولم یَکُنْ مِنْ أُمَّتِہٖ.

(الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبری صفحہ نمبر 192 شائع کردہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو اور آپؐ کا امتی نہ ہو۔

۳۹۔ اقتباس از شرح تعرف:

'خدائے گفت **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** چوں خاتم بنصب خوانی مہر پیغمبراں باشد و آخر پیغمبراں و چوں خاتم بکسر خوانی مہر کنندہ باشد و آخر کنندہ'

ترجمہ از مفتی صاحب: ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین جب خاتم کو بفتح 'تا' پڑھو تو معنی پیغمبروں کی مہر اور ان کے ختم کرنے والے اور اگر بالکسر پڑھو تو معنی مہر کرنے والے اور آخر کرنے والے ہوں گے۔

(شرح تعرف صفحہ نمبر۱۴ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر۴۱۰، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: مہر کا استعمال تصدیق کے لئے عام ہے۔ اگر ختم کرنا معنی لئے بھی جائیں تو مدح میں اس کے استعمال سے مراد یہی ہوگی کہ آپؐ میں تمام کمالاتِ نبوت یکجا تھے۔

۴۰۔ تحریر محی السنہ بغویؒ (متوفی ۵۱۰ء):

مولوی مودودی صاحب نے اپنے کتابچہ میں نمبر۵ کے تحت علامہ بغویؒ کی تفسیر سے یہ ترجمہ درج کیا ہے:

'اللہ نے آپ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا پس اب آپ انبیاء کے خاتم ہیں'

(ختم نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر۲۵ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

جواب: مہر کا استعمال تصدیق کے لئے عام ہے۔ اگر ختم کرنا معنی لئے بھی جائیں تو مدح میں اس کے استعمال سے مراد یہی ہوگی کہ آپؐ میں تمام کمالاتِ نبوت یکجا تھے۔

۴۱۔ تحریر حضرت علامہ بیضاویؒ (متوفی ۶۸۵ھ):

مولوی مودودی صاحب نے اپنے کتابچہ میں نمبر۱۰ کے تحت علامہ بیضاویؒ کی تحریر کا یہ ترجمہ درج کیا ہے:

'آپ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جس نے ان کا سلسلہ ختم کر دیا، یا جس سے انبیاء کے سلسلے پر مہر کر دی گئی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد نازل ہونا اس ختمِ نبوت میں قادح نہیں ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ہی کے دین پر ہوں گے'

(انوار التنزیل جلد نمبر۴، صفحہ نمبر۱۶۴ بحوالہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر۲۶۔۲۷ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب اول:** مہر کا استعمال تصدیق کے لئے عام ہے۔ اگر ختم کرنا معنی لئے بھی جائیں تو مدح میں اس کے استعمال سے مراد یہی ہوگی کہ آپؐ میں تمام کمالاتِ نبوت یکجا تھے۔

**جواب دوم:** اس تحریر میں آں حضرت ﷺ کے بعد آپ کی شریعت کے تابع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بطور نبی آمد کا راستہ کھلا رکھا گیا ہے۔

**جواب سوم:** علامہ بیضاویؒ رسولوں کا آنا جائز سمجھتے تھے جیسا کہ گذشتہ باب میں مذکور آپ کی درج ذیل تحریر سے واضح ہے۔

آپؒ آیت **یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد** کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إتيان الرسل أمر جائز غير واجب

ترجمہ: رسولوں کا آنا جائز یعنی ممکن ہے واجب یعنی ضروری نہیں۔

(تفسیر بیضاوی مجتبائی جلد نمبر۲ صفحہ نمبر۱۵۴ بحوالہ مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر۹ شائع کردہ رقیم پریس اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ)

۴۲۔ تحریر شیخ اسماعیل حقی بروسویؒ (متوفی ۱۱۳۷ھ):

مولوی مودودی صاحب نے اپنے کتابچہ میں نمبر۱۷ کے تحت شیخ اسماعیل حقیؒ کی تحریر کا یہ ترجمہ درج کیا ہے:

'عاصم نے لفظ خاتَم ت کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے جس کے معنی آلہ ختم کے جس سے مہر کی جاتی ہے۔ جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھپّا لگایا جائے۔ مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ انبیاء میں سب سے آخر تھے جس کے ذریعہ سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگا دی گئی۔ فارسی میں اسے 'مُہرِ پیغمبراں' کہیں گے، یعنی آپؐ سے

نبوت کا دروازہ سر بمہر کر دیا گیا اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔۔۔اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپؐ کے بعد نازل ہونا آپؐ کے خاتم النبیین ہونے میں قادِح نہیں ہے کیونکہ خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا۔۔۔اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعتِ محمدی ﷺ کے پیرو کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔آپ ہی کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے آپ کی امت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے'۔

(تفسیر روح البیان جلد نمبر ۲۲ صفحہ نمبر ۱۸۸ بحوالہ ختمِ نبوت از سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی صفحہ نمبر ۲۸۔۲۹ شائع کردہ اسلام پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب اول:** مہر کا استعمال تصدیق کے لئے عام ہے۔اگر ختم کرنا معنی لئے بھی جائیں تو مدح میں اس کے استعمال سے مراد یہی ہوگی کہ آپؐ میں تمام کمالاتِ نبوت یکجا تھے۔

**جواب دوم:** اس تحریر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تابع اور امتی نبی کے طور پر آمد کا راستہ کھلا رکھا گیا ہے۔

**جواب سوم:** شیخ حقی بروسویؒ خود بھی مہر سے کمالاتِ نبوت کی یکجائی مراد لیتے تھے جیسا کہ گزشتہ باب میں مذکور اسی تفسیر کے درج ذیل حوالہ سے ظاہر ہے:

(گفتہ اند معنیٔ خاتم النبیین آنست کہ رب العزت نبوّت ہمہ انبیاء جمع کردہ دلِ مصطفیٰ علیہ السلام را معدن آں کردہ و مہر نبوت بر آں نہادہ تا)

ترجمہ: یہ بھی کہا گیا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ ربُّ العزت نے تمام انبیاء کی نبوت جمع کی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل کو اس کا معدن بنایا اور اس پر مُہرِ نبوت لگائی۔

**(تفسیر روح البیان جلد ۷ جزء ۲۲ ص ۱۸۹۔۱۹۰ از علامہ شیخ اسماعیل حقی بروسوی مطبوعہ ۱۳۳۱ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۳۹۔۴۱ نظارت اشاعت ولٹریچر صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ۱۹۷۸ء ربوہ)**

۴۳۔ تحریر حضرت علامہ شوکانیؒ (متوفی ۱۲۵۰ھ):

مولوی مودودی صاحب نے اپنے کتابچہ میں نمبر ۱۹ کے تحت علامہ شوکانیؒ کی ایک تحریر کا یہ ترجمہ درج کیا ہے:

'جمہور نے لفظ خاتم کوت کے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور عاصم نے زبر کے ساتھ۔پہلی قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے انبیاء کو ختم کیا، یعنی سب کے آخر میں آئے اور دوسری قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ اُن کے لئے مہر کی طرح ہو گئے جس کے ذریعہ سے ان کا سلسلہ سر بمہر ہو گیا اور جس کے شمول سے ان کا گروہ مزّین ہوا'

(فتح القدیر جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۷۵ بحوالہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۳۰ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب اول:** مہر کا استعمال تصدیق کے لئے عام ہے۔اگر ختم کرنا معنی لئے بھی جائیں تو مدح میں اس کے استعمال سے مراد یہی ہوگی کہ آپؐ میں تمام کمالاتِ نبوت یکجا تھے۔

**جواب دوم:** علامہ شوکانیؒ مقام خاتم النبیین کو مُہرِ تصدیق النبین ہی جانتے تھے جیسا کہ اسی تفسیر سے گزشتہ باب میں مذکور آپ کی درج ذیل تحریر سے ظاہر ہے:

**'انہ صار کالخاتم لھم الذی یتختمون بہ و یتزینون بکونہ منھم'**

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نبیوں کے لئے انگوٹھی کی مانند ہیں جس سے وہ زینت حاصل کرتے ہیں کیوں کہ حضور اکرم ﷺ ان میں سے ہیں۔

(فتح القدیر جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 276 مطبوعہ مصر 1350ھ بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 42 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

**vii۔ لا نبی بعدی :**

درج ذیل تحریریں حدیث **لا نبی بعدی** پر حصر کر کے نبوت کو ختم قرار دیتی ہیں۔ اس حدیث کی وضاحت گزشتہ باب میں ہو چکی ہے جس سے ظاہر ہے کہ **لا** مطلق نفی جنس کے لئے نہیں ہے اور **بعد** ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ مستقبل قریب کے لئے ہے۔

۴۴۔ تحریر حضرت امام عماد الدین ابنِ کثیرؒ (متوفی ۷۷۴ھ) :

**فَهٰذِهِ الْاٰيَةُ نَصٌّ فِي اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ**

ترجمہ از مفتی صاحب: پس یہ آیت اس بات میں نصِ صریح ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۸۹ اور ۹۱ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۰۸۔۱۱۱، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اول: لا** مطلق نفی جنس کے لئے نہیں ہے اور **بعد** ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ مستقبل قریب کے لئے ہے۔

**جواب دوم:** اس تحریر میں آں حضرت ﷺ کے بعد جس نبوت کی نفی کی گئی ہے اور آگے چل کر جس دعویٰ نبوت کو گمراہی ٹھہرایا گیا ہے وہ تشریعی ہے جیسا کہ وہاں اسود عنسی اور مسیلمہ کی مثالیں دئے جانے سے ظاہر ہے۔

**نوٹ:** ان تحریروں میں سے کچھ حصہ کتابچہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء صفحہ نمبر ۲۷۔۲۸ پر نمبر ۱۳ کے تحت درج ہے۔

۴۵۔ تحریر علامہ خفاجیؒ (متوفی ۱۰۶۹ھ) :

**لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ اَيْ لَا يُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَ نُبُوَّتِيْ.**

ترجمہ از مفتی محمد شفیع صاحب: آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا یعنی کسی کو میرے بعد جدید نبوت نہ دی جائے گی۔

(شرح شفاء جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۳۰ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۵، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس تحریر کے آخری الفاظ ہیں 'یعنی کسی کو میرے بعد جدید نبوت نہ دی جائے گی'۔ نبوت کا جدید ہونا شریعت کے ساتھ ہی مستلزم ہے اور چونکہ اب شریعت کوئی نہیں اس لئے اس بیان کا حاصل تشریعی نبوت کا اختتام ہے جس میں کوئی کلام نہیں۔

۴۶۔ تحریر علامہ شہرستانیؒ (متوفی 548ھ) :

**اَنَّ وُجُوْدَ النُّبُوَّةِ بَعْدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاطِلٌ لَا يَكُوْنُ اَلْبَتَّةَ**

ترجمہ: اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کا وجود باطل ہے اور ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(ملل ونحل جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۷۷ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۳، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: **لا** مطلق نفی جنس کے لئے نہیں ہے اور **بعد** ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ مستقبل قریب کے لئے ہے۔

نوٹ: کتاب ملل ونحل علامہ شہرستانیؒ کی تصنیف ہے جسے مفتی صاحب نے سہواً امام ابنِ حزمؒ سے منسوب کیا ہے۔

۴۷۔ تحریر علامہ شہرستانیؒ (متوفی 548ھ) :

وَكَذٰلِكَ مَنْ قَالَ (الیٰ قولہ) أَوْ أَنَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا غَيْرَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ لَا يَخْتَلِفُ اثْنَانِ فِيْ تَكْفِيْرِهٖ لِصِحَّةِ قِيَامِ الْحُجَّةِ بِكُلِّ هٰذَا

ترجمہ: اور ایسے ہی جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے بعد سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی ہے تو کوئی شخص اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتا، کیونکہ ان سب امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے۔

(ملل ونحل جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۴۹ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۳، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** پہلے حوالہ میں آں حضرت ﷺ کے بعد ہر نبی کے وجود کو باطل قرار دینے کے باوجود دوسرے حوالہ میں آں حضرت ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰؑ کی بطور نبی آمد روا رکھی گئی ہے۔ اس سے ظاہر کہ آنحضرت ﷺ کے بعد صرف تشریعی نبوت ہی باطل ہے۔

نوٹ: ان میں سے دوسری تحریر کتابچہ ختم نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۶ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء پر نمبر ۸ کے تحت درج ہے۔

۴۸۔ تحریر شیخ عبدالغنی نابلسیؒ (متوفی ۱۱۴۳ھ) :

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ النَّبِيُّ الْبَاقِيْ عَلٰى رِسَالَتِهٖ وَإِنْ مَاتَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى آخِرِ الزَّمَانِ وَانْقِطَاعِ الدُّنْيَا.

ترجمہ از مفتی صاحب: وہ محمد ﷺ خاتم الانبیاء ولمرسلین ہیں، اور آپؐ ہی ایسے نبی ہیں کہ آپ کی نبوت ورسالت دنیا میں آپ کی وفات کے بعد بھی آخر زمانہ اور فناء دنیا تک باقی ہیں۔

(شرح کفایۃ العوام صفحہ نمبر ۱۸ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۵۔۴۰۶، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** آں حضرت ﷺ کے تابع اور امتی کے نبی ہونے کے بعد بھی شریعت ورسالت آں حضرت ﷺ کی ہی رہتی ہے اور اس میں کوئی حرج پیدا نہیں ہوگا۔

## viii۔ سب کے نبی :

درج ذیل تحریروں میں نبوت کا اس بنیاد پر ختم ہونا قرار دیا گیا ہے کہ آں حضرت ﷺ تمام نبیوں کے رسول ہے۔ یہ بات ذکر ہو چکی ہے کہ آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کے تحت امتی نبوت دراصل آں حضرت ﷺ کی نبوت ہی کا پَرتو ہے اور اس سے یہ حقیقت برقرار رہتی ہے کہ آں حضرت ﷺ ہی اصل میں سب انسانوں کے لئے رسول ہیں۔

۴۹۔ تحریر حضرت امام طحاویؒ (متوفی ۳۲۱ھ) :

وَكُلُّ دَعْوَةٍ بَعْدَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَغْيٌ وَهَوًى وَهُوَ الْمَبْعُوْثُ إِلَى الْجِنِّ وَكَافَّةِ الْوَرٰى

ترجمہ از مفتی صاحب: اور ہر دعویٰ نبوت حضور ﷺ کے بعد بغاوت اور گمراہی ہے، اور آپؐ ہی تمام مخلوق جن وانس کے لئے رسول ہیں۔

(رسالہ عقیدۂ طحاویہ صفحہ نمبر ۱۴ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۲، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** آں حضرت ﷺ کو چھوڑ کر دعویٰ نبوت بلاشبہ بغاوت اور گمراہی ہے۔

۵۰۔ شعر صاحبِ جوہرۃ التوحید :

وَخَصَّ خَيْرَ الْخَلْقِ اَنْ قَدْ تَمَّمَا بِهِ الْجَمِيْعَ رَبُّنَا وَعَمَّمَا

ترجمہ از مفتی صاحب: ہمارے پروردگار نے خیر الخلائق یعنی آنحضرت ﷺ کو یہ خصوصیت دی کہ انبیاء کو آپؐ پر ختم کر دیا، اور آپؐ کی بعثت تمام جن وانس کے لئے عام کر دی۔ (جوہرۃ التوحید بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۵، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** عربی عبارت میں ایسے کوئی الفاظ نہیں ہیں جن کا ترجمہ 'انبیاء کو آپؐ پر ختم کر دیا' کیا جا سکے۔ ہاں اتمام نعمت کا ذکر ہے جو کمال کا اظہار ہے جس میں کوئی کلام نہیں۔

## ix۔ نبیٔ سابق کی عدم احتیاج :

۵۱۔ تحریر حافظ ابن قیمؒ (متوفی ۷۵۱ھ) :

لَاسِيَّمَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فِيْ نُبُوَّتِهٖ مُحْتَاجًا اِلٰى غَيْرِهٖ فَلَمْ يَحْتَجْ شَرِيْعَتُهٗ لَا اِلٰى نَبِيٍّ سَابِقٍ ۔۔۔ وَكَانَ الْاُمَمُ قَبْلَنَا مُحْتَاجِيْنَ اِلَى الْمُحَدَّثِيْنَ بِخِلَافِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَغْنَاهُمْ بِهٖ فَلَمْ يَحْتَاجُوْا مَعَهٗ لَا اِلٰى نَبِيٍّ وَلَا اِلٰى مُحَدَّثٍ

(رسالہ الفرقان بین الاولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان صفحہ نمبر ۵۶ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۲، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

ترجمہ از مفتی شفیع صاحب: ہمارے نبی ﷺ کسی اور کے محتاج نہیں ہیں اور اس لئے آپ کی شریعت نہ کسی نبیٔ سابق کی محتاج اور نہ آئندہ آنے والے کی ۔۔۔ ہم سے پہلی امتیں محدثوں کی بھی محتاج تھیں۔ بخلاف امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے کہ نہ وہ کسی نبی کی محتاج ہے اور نہ کسی محدث کی۔

**جواب:** تحریر کے پہلے حصہ میں شریعت کا کافی ہونا واضح ہے اور اس غرض سے کسی نبی کے نہ آنے میں کوئی کلام نہیں۔ دوسرے حصہ میں محدثین کی عدم ضرورت کا بیان محلِ نظر ہے خود یہ تحریر 'طبقات المحدثین' کے تحت درج ہے اور مفتی صاحب نے ۵۸ محدثین کے نام بھی درج کئے ہیں۔ (ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۰، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

کیا یہ سب بلاضرورت تھے؟

## x۔ نبوت منقطع :

درج ذیل تحریروں میں نبوت منقطع ہونے کا بیان ہے اور جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے جو نبوت منقطع ہوئی ہے وہ تشریعی ہے اور ان میں یہی مراد لی جانی چاہئے۔

۵۲۔ قول حضرت علامہ ابن حبانؒ (متوفی ۳۵۴ھ) :

**من ذهب الىٰ ان النبوة مكتبه لا تنقطع ---فهو زنديق**

ترجمہ از مفتی صاحب: اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب کر کے حاصل کی جا سکتی ہے اور وہ منقطع نہیں ہوئی تو یہ شخص زِندیق ہے۔

(زرقانی جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۸۸ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۵، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ نبوت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے نہ کہ کسب سے ہاں جو نبوت منقطع ہوئی ہے وہ تشریعی ہے۔

۵۳۔ تحریر شیخ عبدالغنی نابلسیؒ (متوفی ۱۱۴۳ھ) :

وَقَدِ انْقَطَعَتِ النُّبُوَّةُ وَالرِّسَالَةُ بِنُبُوَّةِ نَبِيِّنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَمْ يَبْقَ اَحَدٌ يَتَّصِفُ بِذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ از مفتی صاحب: اور تحقیق نبوت و رسالت ہمارے رسول و نبی محمد ﷺ کی نبوت پر ختم ہو چکی ہے، اس طرح پر کوئی ایسا شخص نہیں باقی رہا جو قیامت تک اس وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہو سکے۔

(شرح فصوص الحکم صفحہ نمبر ۸۱ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۱۵۔۴۱۶، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس تحریر میں نبوت کے مطلق ختم ہونے کے بجائے یہ کہا گیا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہو سکے۔ شائد یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بطور نبی آمد کے استثناء کو قائم رکھنے کے لئے ہے۔

## xi۔ دعویٰ نبوت کفر :

درج ذیل تحریرات میں جن میں سے بیشتر فقہاء کی ہیں آپ ﷺ کے بعد وحی کا اعتقاد رکھنے والے، آں حضرت ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والے، نبوت کے ہر دعویدار اور اس سے معجزہ طلب کرنے والوں کو کافر گردانا گیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی بطور نبی آمدِ ثانی پر اپنے نبی ہونے کا ضرور اظہار کریں گے، ان پر وحی بھی اترے گی اور یہ بھی کہ بیشتر لوگ آں حضرت ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰؑ کی بطور نبی آمد پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس لئے اس سے یہی سمجھا جانا چاہئے کہ جس نبوت کا دعویٰ کفر ہے وہ تشریعی نبوت ہے اور آں حضرت ﷺ آخری تشریعی نبی ہیں۔

۵۴۔ تحریر علامہ ابنِ نُجیمؒ (متوفی ۹۷۰ھ) :

اِذْ لَمْ يَعْرِفْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ لِاَنَّهٗ مِنَ الضَّرُوْرِيَّاتِ

ترجمہ از مفتی صاحب: اور جو کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ تمام انبیاء میں سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں کیونکہ یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

(الاشباہ والنظائر صفحہ نمبر ۲۹۶ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۸، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**نوٹ:** یہی حوالہ کتابچہ ختم نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۸ شائع کردہ اسلام پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء میں نمبر ۱۵ کے تحت درج ہے۔

**جواب:** آں حضرت ﷺ آخری تشریعی نبی ہیں اور جس نبوت کا دعویٰ کفر ہے وہ تشریعی نبوت ہے۔

۵۵۔ تحریر علامہ ابنِ نُجیمؒ (متوفی ۹۷۰ھ) :

وَيَكْفُرُ بِقَوْلِهٖ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ از مفتی صاحب: اگر کوئی یہ کہے کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں تو کافر ہو جاتا ہے۔

(بحر الرائق شرح کنز الدقائق جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۳۰ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۸، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** جس نبوت کا دعویٰ کفر ہے وہ تشریعی نبوت ہے اور آں حضرت ﷺ آخری تشریعی نبی ہیں۔

۵۶۔ فتاویٰ عالمگیری :

إِذَا لَمْ يَعْرِفِ الرَّجُلُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ وَلَوْ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللهِ أَوْ قَالَ بِالْفَارِسِيَّةِ مَنْ پیغمبرم یعنی یکفر

(فتاویٰ عالمگیری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۶۳ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۸۔۳۹۹، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی۔

ترجمہ از مفتی صاحب: جب کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں، اور اگر کہے کہ: مَیں رسول اللہ ہوں، یا فارسی میں کہے کہ: مَیں پیغمبر ہوں، اور مراد یہ ہو کہ مَیں پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔

نوٹ: یہی حوالہ کسی قدر اختصار کے ساتھ کتابچہ ختم نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۳۰ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء میں نمبر ۱۸ کے تحت درج ہے۔

**جواب:** جس نبوت کا دعویٰ کفر ہے وہ تشریعی نبوت ہے اور آں حضرت ﷺ آخری تشریعی نبی ہیں۔

۵۷۔ تحریر علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) :

مَنِ اعْتَقَدَ وَحْيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرَ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ

(فتاویٰ الحدیثیہ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۹، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

ترجمہ از مفتی صاحب: جو شخص محمد ﷺ کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے، باجماعِ مسلمین کافر ہو گیا۔

**جواب:** صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی آمدِ ثانی میں وحی کے نزول کا واضح ذکر ہے جس کی وضاحت علامہ محمود آلوسیؒ نے علامہ ابن حجرؒ کے حوالے سے یوں کی ہے:

ابن حجر الهيثمي فقال: نعم يوحي اليه عليه السلام وحي حقيقي كما في حديث مسلم ... وما اشتهر أن جبريل عليه السلام لا ينزل إلى الارض بعد موت النبي ﷺ فهو لا أصل له، ... ولعل من نفى الوحي عنه عليه السلام بعد نزوله أراد وحي التشريع وما ذكر وحي لا تشريع فيه فتأمل۔

(روح المعانی از حضرت علامہ محمود آلوسیؒ جلد نمبر ۲۱ صفحہ نمبر ۴۱ زیرِ آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت امام ابن حجر الہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول پر اللہ تعالیٰ ان پر وحی حقیقی نازل فرمائے گا۔۔۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جبریلِ امین علیہ السلام زمین کا رخ نہیں کریں گے یہ بے اصل بات ہے۔۔۔ اور شائد یہاں حضرت مسیح علیہ السلام پر وحی کے نزول کی نفی کی گی ہے اس سے تشریعی وحی مراد ہے اور جہاں وحی کے نزول کا (جاری رہنا) ذکر ہے وہاں غیر تشریعی وحی مطلب ہے۔

اس تحریر کی روشنی میں اس حوالہ میں جس وحی کے اعتقاد کو علامہ ابن حجر نے کفر قرار دیا ہے وہ صرف تشریعی وحی ہی ہو سکتی ہے۔

۵۸۔ تحریر حضرت ملا علی قاریؒ (متوفی ۱۰۱۴ھ) :

وَدَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرٌ بِالاجماع

(شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۲۰۲ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۹۹، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

ترجمہ از مفتی صاحب: اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی ﷺ کے بعد باجماع کفر ہے۔

**جواب اول:** حضرت ملا علی قاریؒ نے دوسری جگہ یہ وضاحت کی ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔ پس یہ تشریعی نبوت کا دعویٰ ہی ہے جو کفر ہے۔

**جواب دوم:** یہ مؤقف امام اہل سنتؒ کی درج ذیل تحریر سے واضح ہے:

قولُهُ تعالى ﴿وخاتَمَ النبيِّين﴾ (٤٢٤) إذ المعنى: أنَّه لا يأتي نبيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ ولم يَكُنْ مِنْ أُمَّتِهِ.

(الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبری صفحہ نمبر 192 شائع کردہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو اور آپؐ کا امتی نہ ہو۔

**نوٹ:** یہی حوالہ کتابچہ ختم نبوت مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۸ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء میں نمبر ۱۶ کے تحت درج ہے۔

۵۹۔ حوالہ از فصولِ عمادی:

وَكَذَا لَوْ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللهِ أَوْ قَالَ بِالفَارِسِيَّةِ مَن پیغامبرم یعنی یہ پیغام می برم يَكْفُرُ وَلَوْ أَنَّهُ حِينَ قَالَ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ طَلَبَ غَيْرُهُ مِنْهُ الْمُعْجِزَةَ قِيلَ يَكْفُرُ الطَّالِبُ

ترجمہ از مفتی صاحب: اور ایسے ہی اگر کہے کہ: مَیں اللہ کا رسول ہوں، فارسی زبان میں کہے: من پیغامبر، اور مراد یہ ہو کہ پیغام لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا، اور جب اس نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالبِ معجزہ بھی کافر ہو جائے گا۔

(فصول صفحہ نمبر ۱۳۰۰ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۱، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** جس نبوت کا دعویٰ کفر ہے وہ تشریعی نبوت ہے اور آں حضرت ﷺ آخری تشریعی نبی ہیں۔

۶۰۔ تحریر امام عبدالرشید بخاریؒ (متوفی 542ھ):

وَلَوِ ادَّعَى رَجُلٌ النُّبُوَّةَ وَطَلَبَ رَجُلٌ الْمُعْجِزَةَ قَالَ بَعْضُهُمْ يَكْفُرُ

ترجمہ از مفتی صاحب: اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہاء کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا۔ (خلاصۃ الفتاویٰ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۱، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** بعد کے علماء کا اس سے مختلف مسلک اس بارے میں یہ تھا:

'مدعی نبوت کو عاجز اور کاذب ثابت کرنے کے لئے اس سے طلبِ معجزہ باعثِ تکفیر نہیں ہوتا'۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۸۲ بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری صفحہ نمبر ۱۰۹۔۱۱۰ ناشر سلور لنک لاہور)

۶۱۔ حوالہ تحفہ شرح منہاج:

أَوْ جَوَّزَ نُبُوَّةَ أَحَدٍ بَعْدَ وُجُودِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ قَبْلُ فَلَا يَرُدُّ

ترجمہ ازمفتی صاحب: یا کسی کی نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد جائز رکھے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپؐ سے پہلے نبی ہو چکے ہیں اس لئے ان کے نزول سے اعتراض نہیں ہوسکتا۔

(تحفہ شرح منہاج از اکفار صفحہ نمبر ۴۲ بحوالہ ختمِ نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۱۔۴۰۲، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** اس تحریر میں بطور خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نزول نبی ہونے کا استثناء رکھا گیا ہے۔

۶۲۔ تحریر شیخ ابوالشکور سالمیؒ (متوفی ۴۶۵ھ):

يَجِبُ الْاِعْتِقَادُ بِاَنَّهٗ لَاشِرْكَةَ لِاَحَدٍ فِي النُّبُوَّةِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ ازمفتی صاحب: یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت میں کسی کو شرکت حاصل نہیں۔

(تمہید بحوالہ ختمِ نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۷، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** تحریر کے مطابق یہ صرف شیعہ عقیدہ کا ردّ ہے تاہم بات درست ہے۔

۶۳۔ ارشاد حضرت امام ابو حنیفہؒ (متوفی ۱۵۰ھ):

مولوی مودودی صاحب نے اپنے کتابچہ میں زیرِ نمبر ا حضرت امام ابوحنیفہؒ سے منسوب ایک ارشاد کا یہ ترجمہ درج کیا ہے:

'جو شخص اس (مدعی نبوت) سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا'

(ختم نبوت مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۴ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب:** واضح رہے کہ یہ ارشاد ایک خاص شخص کے بارے میں تھا جو نبوت کے ساتھ شریعتِ محمدیہ کو منسوخ کرنے کا مدعی تھا اس لئے امامِ اعظمؒ کا موقف درست تھا گو بعد کے علماء کا اس سے مختلف مسلک اس بارے میں یہ تھا:

'مدعی نبوت کو عاجز اور کاذب ثابت کرنے کے لئے اس سے طلبِ معجزہ باعثِ تکفیر نہیں ہوتا'

(فتاویٰ عالمگیری جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۸۲ بحوالہ القول المبین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری صفحہ نمبر ۱۰۹۔۱۱۰ ناشر سلور لنک لاہور)

## xii۔ شریعت نبوت کا لازمہ ہے ؟

۶۴۔ تحریر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ (متوفی 638ھ):

اِسْمُ النُّبُوَّةِ لَا يَلِي النَّبِيَّ اِلَّا عَلَى الْمُشَرِّعِ

ترجمہ ازمفتی صاحب: نبوت کا لفظ اور نبی کا نام بغیر صاحبِ شریعت کے اور کسی پر بولا نہیں جاسکتا۔

(فتوحات جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۹۵ بحوالہ ختمِ نبوت ازمفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۱۳، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اول:** قرآنِ کریم میں نبیوں کی ان اقسام کا ذکر ہے کہ بعض انبیاء کو کتاب دی گئی اور پھر دیگر انبیاء کو ان کتب کی تعلیمات کو عام کرنے کا کام سپرد کیا گیا ۔جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا کہ:

إِنَّآ أَنزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا (مائدہ ۵:۴۵)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے تورات اتاری اس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔ اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو فرمانبردار بنا دیا تھا یہود کے لئے فیصلہ کرتے تھے۔

**جواب دوم:** حقیقت یہ ہے کہ خود حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ کا بھی یہی مؤقف تھا کہ شریعت نبوت کا ایک جزو ہے نہ کہ کل اور یہ کہ جو نبوت اٹھی ہے وہ صرف تشریعی ہے۔ اسی کتاب میں بیان ہوا ہے جیسا کہ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

(الف) فالتشريع جزءٌ من أجزاء النُّبُوَّة

ترجمہ: شریعت نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

(فتوحاتِ مکیہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۹۰، مطبوعہ دار الکتب العربیہ الکبریٰ مصری بحوالہ تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف از حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر 59 مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ 1978ء)

(ب) فَمَا ارْتَفَعَتِ النُّبُوَّةُ بِالْكُلِّيَّةِ لِهٰذَا قُلْنَا إِنَّمَا ارْتَفَعَتْ نُبُوَّةُ التَّشْرِيعِ فَهٰذَا مَعْنٰى لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

ترجمہ: پس نبوت کلی طور پر نہیں اٹھی۔ اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ صرف تشریعی نبوت اٹھی ہے اور یہی معنی حدیث **لا نبی بعدی** کے ہیں۔

(فتوحاتِ مکیہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۵۸ دار الکتب العربی الکبریٰ مصر بحوالہ مودودی صاحب کے رسالہ ختمِ نبوت پر علمی تبصرہ از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر 14-15 شائع کردہ رقیم پریس اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ)

پس یہ کہنا بھی درست نہیں کہ ان کے نزدیک جو شریعت نہ لائے وہ نبی نہیں ہوتا۔

۶۵۔ تحریر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ (متوفی 638ھ):

فَمَنِ اتَّصَفَ بِالْمَجْمُوعِ فَذٰلِكَ النَّبِيُّ وَتِلْكَ النُّبُوَّةُ الَّتِي حُجِزَتْ عَلَيْنَا وَانْقَطَعَتْ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ جُمْلَتِهَا التَّشْرِيعُ

ترجمہ از مفتی صاحب: جو تمام اجزائے نبوت سے متصف ہو وہ نبی ہے اور وہی نبوت ہے جو ہم سے روک دی گئی اور منقطع ہو چکی ہے۔ کیونکہ نبوت کے اجزاء میں سے تشریع بھی ہے۔

(فتوحات جلد ۲ صفحہ نمبر ۵۶۸ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۱۳-۴۱۴، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** حضرت ابنِ عربیؒ کی مندرجہ بالا دوسری تحریر واضح طور پر شریعت والی نبوت کا منقطع ہونا بیان کرتی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآنِ کریم کی دائمی شریعت کے بعد اب کسی تشریعی نبوت کی کوئی صورت نہیں۔

**خلاصہ:**

عقائد کی بنیاد قرآنِ کریم اور قرآنِ کریم کے مطابق احادیثِ رسول ﷺ ہیں۔ بزرگانِ امت کے وہ تمام ارشادات جو ان طے شدہ امور کی تائید کریں وہ اضافی ذریعہ علم ہیں۔

آں حضرت ﷺ کا مقامِ خاتم النبیین مسلّمہ ہے کہ یہ قرآن میں مذکور ہے۔ اس آیت کے ساتھ بیسیوں آیات میں نبوت کے سلسلہ کے جاری رہنے اور اس حوالے سے معین خبریں موجود ہیں جو مقام خاتم النبیین کے تعین میں مددگار ہیں۔

ان سب پر مجموعی نظر ڈالنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کی پیروی میں اور دین کی خدمت کے لئے ایسے وجودوں کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ سے الہام ووحی پا کر راہنمائی کا فریضہ انجام دیں اور انہی میں ایک وہ وجود بھی ہو جو امتی نبی کا مقام پائے۔

احادیثِ رسول ﷺ میں بھی اس وجود کی آمد کی خبریں موجود ہیں جسے صحیح مسلم میں نبی اللہ فرمایا گیا اور اس نبی کا آنا مقامِ خاتم النبیین سے متصادم نہیں مانا گیا۔

اب چونکہ پیش گوئی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا گیا ہے اور قرآنِ کریم کے مطابق وہ فوت ہو چکے ہیں:

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ (مائدہ ۵:۱۱۸) ترجمہ: پس جب تو نے مجھے وفات دے دی، فقط ایک تو ہی ان پر نگران رہا۔

اور قانونِ قدرت کے مطابق فوت شدہ دوبارہ دنیا میں نہیں آتے:

أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ (یٰسین ۳۶:۳۲) ترجمہ: یقیناً وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گی۔

اس لئے لازم ہے کہ یہ پیش گوئی امت کے کسی فرد کے ذریعہ پوری ہو اور اسے مقامِ نبوت سے سرفراز کیا جائے اور یہی مقصود اس حدیثِ مبارک کا ہے جس میں اس آنے والے کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ بن مریمؑ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۳۶ شائع کردہ الکتب العربیہ قاہرہ)

ترجمہ: وہ (ابنِ مریم) تمہیں میں سے تمہارا امام ہوگا۔

جو احادیث بظاہر اس حقیقی صورتِ حال کے مطابق نہیں ہیں۔ ضروری ہے کہ انکی تطبیق کی کوشش کی جائے اور آخری نبی سے آخری صاحبِ شریعت نبی اور نبوت ختم ہونے سے تشریعی نبوت اور **بعدی** سے آپؐ کے برخلاف یا آپ کو چھوڑ کر نبی مراد لیا جائے۔

بہت سے بزرگانِ کرام کی تحریریں اس مؤقف کی حمایت کرتی ہیں اور گزرتے وقت کے ساتھ ان کا مضمون واضح ہو کر اس مؤقف کے مطابق ہوتا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی کے نتیجہ میں ہے۔

ایسے میں بعض بزرگان کی اس کے برخلاف رائے کی توجیح کر کے انہیں قرآنِ وحدیث کے مطابق کرنے سے یہ الجھن رفع ہو جاتی ہے۔

ایسے امتی کا ظہور جو آں حضرت ﷺ کا فدائی اور فرمانبردار ہو، جو اپنا دین اسلام اور شریعت قرآنِ کریم قرار دے اور جس کا مقصود دین کا پھیلاؤ اور دیگر تمام دینوں پر غلبہ ہو آں حضرت ﷺ کے عالی مرتبہ کے منافی نہیں کیونکہ آپ ﷺ بدستور قیامت تک کے تمام انسانوں کے نبی رہتے ہیں اور آپ ﷺ کی کتاب ان کی شریعت۔ یہ امر ہے جس کا ادراک نہ ہونے سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ گویا یہ دعویدار آں حضرت ﷺ کے بالمقابل یا آپ ﷺ کو چھوڑ کر کوئی اپنا سلسلہ جاری کر رہا ہے اور گویا کہ خدانخواستہ اب آں حضرت ﷺ کا دور ختم ہو کر ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔ کیونکہ واقعتاً ایسا نہیں اور یہ آنے والا اپنے آپ کو آں حضرت ﷺ کا تابع اور خادم کے مقام پر رکھتا ہے اور اپنے آقا کے عشق میں گرفتار ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے جو بھی انعام کئے ہیں ان سب کو اپنے آقا ﷺ کی اطاعت کا نتیجہ قرار دیتا ہے اور ان کے سامنے اپنی کسی بھی حیثیت کی نفی کر کے بتکرار یہ کہتا ہے کہ:

؎ وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

تو پھر کوئی غلط فہمی باقی نہیں رہتی، کوئی اشتباہ نہیں رہتا اور آقا ﷺ اور غلام کے مقام میں نسبت اور حدِ فاصل اسی طرح قائم رہتی ہے جو آپ ﷺ کے مقام کا تقاضا ہے۔ آپ ﷺ ہی اس دنیا کے منجی اور ہادی رہتے ہیں۔ آپ ﷺ ہی کا دور برقرار رہتا ہے جو قیامت تک چلتے جانا ہے۔ نہ کوئی نئی امت بنتی ہے اور نہ کوئی اور نجات دہندہ۔

(دسواں باب یہاں ختم ہوا۔ اگلے باب کا عنوان ہوگا 'اجرائے نبوت اور ختم نبوت کی عقلی بحث')

جمیل احمد بٹ

۳۰اپریل ۲۰۱۶ء

# ۱۱ ۔ اجرائے نبوت یا ختمِ نبوت کی عقلی بحث

## (ختمِ نبوّت کے موضوع پر کتاب کا گیارھواں باب )

قرآن وحدیث کی روشنی میں اس امر کے پایہ ثبوت تک پہنچ جانے کے بعد کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے مزید کسی دلیل کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔تاہم بعض طبائع معاملات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کا رجحان رکھتی ہیں ۔ختمِ نبوت کے حق میں لکھنے والوں نے بھی اپنے مؤقف کی حمایت میں عقلی دلائل پیش کئے ہیں ۔ اس لئے اس موضوع پر چند عقلی دلائل اور مفتی شفیع صاحب،مولوی مودودی صاحب،مولوی ابوالحسن ندوی صاحب،علامہ اقبال اور غلام احمد پرویز صاحب کی بیان کردہ ایسی چند دلیلوں کا جواب اس باب کا موضوع ہے۔

### ۱۔حصولِ مقصدِ پیدائش:

تمام جانداروں کی طرح انسان بھی جسم کی بقا اپنی جبلت کے تابع کرنے پر قادر ہے۔لیکن وہ محض ایک عام جاندار نہیں بلکہ اس کی پیدائش با مقصد ہے۔یہ غرض اللہ تعالیٰ کی عبودیت،اس کی معرفت اور اس کے رنگ میں رنگین ہونا ہے۔ اس غرض کی تکمیل ایسے منتخبہ افراد کے ذریعہ تعلیم وتربیت کی متقاضی ہے جو اس دنیا میں ایک عام بشر کے طور پر رہتے ہوئے قرب الٰہی کی منزلوں سے گزریں اور روحانی ترقی سے ایسے وجود بن جائیں جن سے خدائی صفات کا اظہار ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے رشد وہدایت کا ایک آسمانی نظام جاری فرمایا ہوا ہے۔نبوت اس آسمانی نظام کا شہتیر ہے۔اور اللہ تعالیٰ اپنے چنندہ افراد کو نبی اور رسول اور خلیفہ کر کے دنیا میں بھیجتا ہے اور ان کے ذریعہ تازہ بتازہ الہامِ الٰہی اور آسمانی نشان ظاہر کرتا ہے جس سے دلوں میں اللہ پر ایمان راسخ ہوتا ہے۔انبیاء،رسل اور خلفاء کے ذریعہ انسانوں کو وہ نمونہ دیا جاتا ہے جس کی اطاعت وپیروی کر کے وہ اپنا تزکیہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کے عبد بنتے ہیں۔ان چنندہ وجودوں کے ذریعہ ہی ہمیشہ لوگ اس قابل ہوئے ہیں کہ حق عبودیت ادا کر کے اپنا مقصد پیدائش پورا کر سکیں۔یہ ضرورت کیونکہ دائمی ہے اس لئے ایسے افراد کی ضرورت بھی ہمیشہ رہی ہے اور رہے گی۔

### ۲۔اللہ سے تعلق:

انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی جوت لگائی ہے جسے نبی پر ایمان شعلہء نور میں بدل دیتا ہے۔اسی سبب صالحین ہمیشہ اس جماعت میں نظر آتے ہیں جو کسی نبی کے ہاتھ پر ایمان کی دولت پائے اور جسے خلافت کی نعمت میسر ہو۔نبوت سے بُعد اور نعمتِ خلافت سے محرومی کی صورت میں محبت کا یہ تعلق کمزور ہو کر بالآخر تقریباً ٹوٹ جاتا ہے جو از سرِ نو زندگی کے لئے کسی نبی کا محتاج ہوتا ہے۔تجربہ میں آئے ہوئے اس طریق کو بند قرار دینا گویا اللہ تعالیٰ سے تعلق کے مضمون کی نفی ہے۔یہی سبب ہے کہ نبوت بند ہونے کے داعی اللہ تعالیٰ سے تعلق کی حدود پر بھی قدغنیں لگاتے ہیں اور وحی والہام کا راستہ روکتے ہیں۔جیسے مولوی مودودی صاحب نے ایک حدیث کی وضاحت میں لکھا:

’وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعہ سے مل جائے گا‘۔

(تفہیم القرآن از مولوی ابوالاعلیٰ مودودی، جلد۴، صفحہ ۱۴۲، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور)

عدم عرفان اور اپنی کم ہمتی کے ہاتھوں نارسائی پر روحانی ترقی سے انکار کر کے امّت کو حضرت یوسفؑ کے ہمراہی مشرک قیدیوں، جن کے سچے خوابوں کا سورۃ یوسف ۱۲: ۳۷ میں ذکر ہوا، کی سطح پر قناعت کا یہ درس ہی دینی روح سے عام محرومی اور ہر سمت پھیلی ہوئی اس ظاہر پرستی کا سبب ہے جس میں انسان کو ظاہری علامتوں سے ناپ کر ٹھیک اور دین دار شمار کرنا کافی ہوتا ہے۔

تاہم چونکہ تعلق باللہ نسانی ضرورت ہے اس لئے سلسلۂ نبوت بند نہیں ہونا چاہئے۔

## ۳۔تمام ادیان پر غلبہ:

قرآن کریم ایک کامل و مکمل شریعت ہے اور اس کی تعلیم اور فیض قیامت تک جاری و ساری ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے اب اور کوئی کتاب بجز قرآن نہیں ۔اپنی اس عظمت کمال کے ساتھ یہ کتاب آں حضرت ﷺ کے ذریعہ دنیا کو عطا ہوئی اور ایسا نہ ہوا کہ اسے الواح کی شکل یا کسی اور صورت میں نازل کر دیا جاتا اور وہ کافی ہوتا۔ اس دین کے مکمل ہونے کے سبب اسے آئیندہ کے لئے تمام انسانوں کو طریق قرار دیا گیا اور یہ مقدر کیا گیا کہ جب رسل و رسائل کی سہولتوں کے ذریعہ اقوام کے باہم رابطے سے ان میں دینِ حق کی اشاعت ممکن ہو تو یہ تمام دیگر ادیان پر غالب ہو۔ تمام ادیان پر غلبہ کی اس عظیم تقدیر کا پورا ہونا ایک نبی کا متقاضی ہے۔

## ۴۔روحانی مائدہ کے نزول کا قانون :

ایک حدیث کے مطابق انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کو پہنچتی ہے جب یہ بات فرمائی گئی تو اس وقت تک موجودہ سلسلۂ انسانیت کی عمر ۵ ہزار سال کے لگ بھگ تھی اور اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گزرے ہوئے ۶۰۰ سال ہو گئے تھے جس دوران کسی نبی کی آمد کا ذکر نہیں ملتا اور یوں کم و بیش ساڑھے چار ہزار سالوں میں اتنے نبیوں کی بعثت کا مطلب ہے کہ اوسطاً ہر سال ۲۵۔۲۷ نبی آئے۔ چونکہ اُس وقت انسانی آبادیاں منتشر اور جدا جدا تھیں اور رابطہ نہ تھے۔ اس لئے لگتا ہے کہ ہر آبادی کو علیحدہ علیحدہ پیغام پہنچانے کے لئے ایسا ہوا۔ بائبل کے مطابق بنی اسرائیل میں ایک وقت میں چار سو انبیاء کی آمد بھی ہوئی۔

بنی نوع انسان کی روحانی زندگی کی بقاء اور اسے اپنی پیدائش کے مقصد کو پانے کے قابل کرنے کے لئے اتنی کثرت سے یہ انتظام خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا جلوہ ہے اور عین اس قانونِ قدرت کے مطابق ہے جس کے تحت انسان کی جسمانی زندگی کے قیام کے لئے مطلوب اشیاء کو زمین پر بکثرت پیدا کیا گیا اور ان کی مستقل فراہمی کا نظام جاری فرمایا گیا۔ جس طرح اس جسمانی خوراک کی بنیاد پانی پر رکھی گئی جس کا نزول آسمان سے ہوتا ہے اسی طرح روحانی مائدہ کی ترسیل بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھ کر سلسلۂ انبیاء جاری فرمایا اور ضرورت پر جس کا چاہا اس غرض سے انتخاب کیا۔

اب جس طرح جسم کی بقا کا نظام جاری ہے روح کی بالیدگی کا نظام بھی جاری رہنا چاہئے اور ایسے وجود موجود رہنے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ سے قرار یافتہ ہوں اور جن کے ذریعہ نَو بہ نَو نشاناتِ الٰہیہ ظاہر ہوں۔ جس سے لوگوں کے لئے اللہ کی معرفت کا حصول اور اس میں ترقی ممکن ہو۔

قرآنِ کریم میں ان خدا رسیدوں کے لئے نبی ، رسول اور خلیفہ کے لفظ استعمال ہوئے اور ربانیوں (اللہ والے لوگ) اور احبار (علمائے حق) کا بھی ذکر ہوا جو اس غرض کو پورا کرتے رہے۔ ان سب میں قدرِ مشترک خدا سے تعلق اور اللہ کے الہام و وحی سے مشرف ہونا ہے۔ پس امتِ محمدیہ میں بھی اس انعام کا جاری رہنا اور الہام و وحی پانے والے افراد کا ہونا ضروری ہے۔

## ۵۔نبوت مفید ہے یا مضر؟

انسان پر مختلف کیفیات وحالات گزرتے ہیں ان میں جو خوشگوار، اور تسکین بخش ہوتے ہیں ان کے بارے میں انسان یہی چاہتا ہے کہ سدا برقرار رہیں جبکہ دکھ، مصیبت، پریشانی اور بیماری سے انسان دور بھاگتا ہے۔یہی چاہتا ہے یہ کبھی بھی نہ آئیں۔طبی سائنس کی ترقی کا ہدف ایسی وبائی بیماریاں رہی ہیں جو ماضی میں بڑے پیمانے میں ہلاکتوں کا باعث ہوتی رہیں ہیں۔جیسے چیچک ، ٹی بی ، ملیریا ، انفلوئنزا ، پولیو وغیرہ ۔ اسی طرح زلزلوں ، سیلابوں ، طوفانوں سے بچنے کی کوششیں جاری ہیں اور ان کی ہلاکت خیزی کے سبب یہ ایک طبعی خواہش ہے کہ کسی طرح ان سے پیچھا چھوٹ جائے۔ فطرت میں ودیعت بدی کی قوت کو قابو رکھنے کے لئے انسان اسی لئے ہزار جتن کرتا ہے کہ جھوٹ ، فریب ، حق تلفی ، فتنہ و فساد ناپسندیدہ چیزیں ہیں اور انسانی معاشرہ کو دکھ میں مبتلا کرتے ہیں۔انفرادی طور پر نفسِ امارہ کو کچلنے کی سعی اور اجتماعی طور پر قانون سازی اور قانون نافذ کرنے کی تمام سرگرمیاں اسی تعلق میں ہیں۔اس کے برعکس محبت ، ہمدردی ، خدمت ، امدادِ باہمی ، صدقہ ، خیرات ، عفو و درگزر دیگر بھلائیاں پسندیدہ ہیں اور کوئی انسان کبھی بھی نہیں چاہے گا کہ یہ دنیا کے پردے سے ناپید ہو جائیں۔

اسی طرح علم اور جہل ہیں۔علم ایک پسندیدہ چیز ہے۔ہر نئی انسانی نسل کو اس سے آراستہ کرنا ایک انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے اور اس میں کوئی بھی کوتاہی باعثِ فکر ہے اور انسانیت کے لئے نقصان دہ۔اس کے برعکس جہل اندھیرا ہے اور اس کی موجودگی ناپسندیدہ۔ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ جہل ختم ہو جائے اور علم قائم رہے۔

اب نبوت کیا ہے؟ اگر یہ از قسم دکھ ، مصیبت ، پریشانی ، وبائی بیماری یا آفت ہے تو اس کو ضرور ختم ہو جانا چاہئے،لیکن اگر اس کے برعکس یہ انعام ، نعمت اور بھلائی ہے تو اس کو یقیناً جاری رہنا چاہئے کہ انسان دلی طور نعمتوں اور بھلائی کا خواستگار ہے۔اگر یہ برائی اور جرم ہے تو اسے ضرور ختم ہو جانا چاہئے لیکن اگر یہ نفسِ مطمئنہ کی شناخت اور پھل ہے تو اسے جاری رہنا چاہئے۔اگر یہ جہل اور اندھیرا ہے تو اسے ختم ہونا چاہئے لیکن اگر یہ علم اور نور ہے تو پھر اس کا جاری رہنا ضروری ہے۔

## ۶۔کیا کتاب کافی نہیں ؟

یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ جب قرآن کریم موجود ہے تو پھر نبی کی کیا ضرورت ہے؟

کتاب بلاشبہ ہدایت کا ذریعہ ہے جو درست راستوں کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔لیکن سنت اللہ کے مطابق کتاب کو علیحدہ کافی نہیں سمجھا گیا۔انبیاء کی تعداد بعض احادیث میں ایک لاکھ بیس ہزار لکھی ہے۔لیکن درج ذیل حدیثِ رسول ﷺ کے مطابق کل انبیاء کی اس سے بھی بڑی تعداد میں وہ نبی جو شریعت کے ساتھ آئے صرف ۳۱۵ تھے:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

عدة الأنبياء؟ قال: مائة ألف وأربعة وعشرون ألفاً، الرُّسل من ذلك ثلاثمائة وخمسة عشر جمّاً غفيراً

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گزرے ہیں جن میں تین سو پندرہ رسول تھے۔یہ بڑی تعداد ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۲۱۲۵۷)

انبیاء کی اس کثیر تعداد کی وضاحت میں لکھا گیا ہے کہ:

'اس جگہ رسول سے مراد صاحب شریعت رسول لینے ہوں گے اور حدیث کا یہ منشاء سمجھا جائے گا کہ ایک لاکھ بیس ہزار نبیوں میں سے شریعت لانے والے

رسول صرف تین سو پندرہ تھے۔ گویا اس جگہ رسول کا لفظ مخصوص معنوں میں لیا جائے گا۔۔۔اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا کی طرف سے دنیا میں وقتاً فوقتاً 315 شریعتیں پہنچی ہیں اور شریعتوں کے شمار کے لحاظ سے یہ ایک حقیقتاً بہت بڑی تعداد ہے'۔

(مضامین بشیر از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب جلد دوم صفحہ نمبر 865 ربوہ 2011ء)

ایک لاکھ چوبیس ہزار میں سے اس معمولی تعداد کے علاوہ باقی سب انبیاء کا بلا شریعت ہونے سے ظاہر ہے کہ ضرورتاً شریعت اضافی ذریعۂ ہدایت ضرور ہے لیکن یہ انبیاء کا متبادل نہیں۔

اصل میں انسان نمونہ کا محتاج ہے۔ کتاب پر بھی اس کا ایمان اسی وقت جِلا پاتا ہے جب وہ ایسے وجودوں کو دیکھتا ہے جو اللہ کو پا کر کتاب کی تعلیم کو اپنی ذات سے ظاہر کرتے ہیں اور عملی طور پر معرفتِ الٰہی کا پھل پاتے ہیں اور لوگوں کو ان برکات میں سے حصہ دینے کا ادعا کرتے ہیں۔ اسی حقیقت کی طرف متوجہ رکھنے کے لئے انبیاء سے ان کے بشر ہونے کا اعلان بھی دہرایا جاتا ہے تا کہ لوگ سمجھیں کہ اگر یہ نبی ایک بشر ہوتے ہوئے قربِ الٰہی کی ان منازل کو طے کر سکتا ہے تو دیگر افراد بھی ان راہوں پر قدم مار کر اللہ سے تعلق قائم کر سکتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طُور پر نازل ہونے والی تورات الواح پر لکھ لی تھی۔ اگر کتاب کافی تھی اور یہ تعلیمات نبی کی محتاج نہ تھیں تو بعد میں آنے والے خود ہی اُن الواح کو پڑھ کر اس تعلیم کو اپنا سکتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ہزارہا دیگر انبیاء کو اسی کتاب کی تعلیم کو قائم کرنے لئے بھجوانا ظاہر کرتا ہے کہ ہدایت کے لئے انبیاء کا وجود لازمی ہے۔

اسی ضرورت کے تابع قرآنِ کریم کے ہوتے ہوئے آں حضرت ﷺ کے بعد خلافتِ راشدہ دورِ اوّل، پھر علمائے حق کا ایک سلسلہ، پھر امام مہدی اور مسیح موعود کی صورت میں ایک امتی نبی اور اس کے بعد ایک بار پھر خلافتِ راشدہ دورِ ثانی کا جاری ہونا مقدر ٹھہرا۔

## ۷۔کیا نبی قوم کو بانٹ دیتا ہے ؟

یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ نبی کے آنے سے قوم میں تفریق ہو جائے گی۔

یہ ایک عجیب معاملہ ہے۔ ہر زمانہ میں لوگ برائی پر ایکا کئے ہوتے ہیں اور امدادِ باہمی کے تحت ایک دوسرے کے جرائم کی پردہ پوشی کرتے ہوئے سب دنیا میں غرق ہوتے ہیں۔ پھر جب اللہ کا نبی ایک نئی سچائی یا بھولی ہوئی گزشتہ سچائی کو دہرانے کے لئے آتا ہے اور کچھ لوگوں کو ایمان کی توفیق ملتی ہے تو ایمانداروں کے اس گروہ پر اس 'متحد' قوم میں پھوٹ ڈالنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جبکہ وہ اتحاد صرف سچائی کی مخالفت کی غرض سے ہوتا ہے اور انجام کار اس ساری متحد قوم کی ہلاکت دور نہیں ہوتی۔

پس یہ محض اعتراض برائے اعتراض ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ مومنوں کا یہ گروہ ہی اصل اتحاد کا داعی ہوتا ہے۔ انکار کرنے والوں کی تعداد میں بتدریج کمی اور ایمان لانے والے گروہ کی بتدریج ترقی کے ذریعہ پھیلتا ہوا اتحاد ایک بار بار دہرائے جانے والی تاریخ ہے۔

## ۸۔کیا ہر نبی کے ماننے والے ایک نئی امت ہوتے ہیں ؟

یہ تاثر کہ ہر نبی کے ماننے والے ایک نئی امت ہوتے ہیں خلافِ واقعہ ہے۔ یہ قرآنِ کریم میں جن چند انبیاء کا ذکر ہے ان کے حالات سے بھی ایسا ہی ظاہر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ایک وقت میں نبی تھے اسی طرح ایک موقع پر بیک وقت تین نبیوں کا ذکر بھی ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے دو بیٹے حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق اور پھر حضرت اسحٰق کے بیٹے حضرت یعقوب اور پھر حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت یوسف (علیہم

السلام اجمعین) سب نبی ہوئے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہی ایک اور بستی میں ان کے چچازاد حضرت لوط علیہ السلام بطور نبی مبعوث تھے۔اب کیا ان سب کے ماننے والے علیحدہ علیحدہ امتیں تھیں؟ اور کیا ایک ہی خاندان میں امت در امت کا سلسلہ جاری تھا؟ یقیناً یہ درست نہیں ہوسکتا۔اس لئے نبی کے ساتھ نئی امت کا خیال بھی غلط ٹھہرتا ہے۔

صحیح بات یہی ہے کہ امت شریعت سے ہے۔جب ایک نئی شریعت آتی ہے تو ایک نئی امت بنتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی تو ایک نئی امت بنی۔بنی اسرائیل میں ہزاروں نبی آئے تو امت ایک ہی رہی کیونکہ وہ سب تورات کو اپنی شریعت مانتے تھے اور اس کی تجدید پر مامور تھے جیسا کہ فرمایا:

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا (مائدہ ۵:۴۵)

ترجمہ: یقیناً ہم نے تورات اتاری اُس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو (کلیتہً اللہ کے) فرمانبردار بنا دیا تھا یہود کے لئے فیصلہ کرتے تھے۔

اسی طرح قرآنِ کریم کے نزول سے امتِ محمدیہ کا آغاز ہوا اور کسی بھی ایسے امتی نبی کے ظہور سے جو قرآنِ کریم کو اپنی شریعت قرار دے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی۔کوئی نئی امت نہیں بن سکتی۔

## ۹۔نبی کی آمد سے تفرقہ؟

یہ کہنا کہ نبی کے آنے سے تفرقہ ہو جائے گا اس لئے بھی بے محل ہے کہ امتِ مسلمہ میں تفرقہ تو موعود نبی کے آنے سے پہلے ہی مقدر تھا اور آنحضرت ﷺ نے اس کی یوں خبر دی تھی:

بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً،

(جامع ترمذی جلد پنجم کتاب الایمان باب ۱۸ جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۶ شائع کردہ دار لکتب العلمیہ بیروت لبنان )

ترجمہ: بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقے ہو گئے تھے میری امت کے ۷۳ ہو جائیں گے۔سوائے ایک کے باقی سب جہنم میں جائیں گے۔

ناجی فرقہ کی تعین سے قطع نظر اس پیش گوئی سے امت کا ۷۲ ناری فرقوں میں بٹ جانا ظاہر ہے۔

جن عوام کا یہ حال ہوگا ان کو راہ دکھانے والے علماء بھی اسی طرح بے حال ہوں گے کہ ان کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ:

۱۔ عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ ، وَفِيهِمْ تَعُودُ »

(مشکوٰۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ کتاب العلم الفصل الثالث جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 91 شائع کردہ المکتب الاسلامی)

یعنی اس زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔انہیں سے فتنے اٹھیں گے اور انہیں میں لَوٹ جائیں گے۔

۲۔ فَيَصِيرُ النَّاسُ اِلَىٰ عُلَمَآ فَاِذَا هُمْ قِرَدَةٌ وَ خَنَا زِيرُ

(کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 190 حدیث نمبر 2013 مطبع دائرہ معارف نظامیہ حیدر آباد دکن 1314ھ)

ترجمہ: لوگ ہدایت اور راہنمائی کے لئے علماء کے پاس جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔

۳۔ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا الَّذِي غَيْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُكَ عَلَى اُمَّتِكَ قَالَ اَئِمَّةٌ مُضِلِّينَ

(مسند احمد بن حنبل جلد دہم حدیث نمبر 21621 مترجم مولانا ظفر اقبال صاحب، شائع کردہ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ لاہور، لٹل سٹار پرنٹر لاہور)

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی چیز ہے جس سے آپ کو اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ محسوس ہوتا ہے اور وہ دجال کے علاوہ ہے؟ نبی ﷺ

نے فرمایا گمراہ کن آئمہ۔

اس حال کو پہنچ کر بہتری کی صورت کیا ہوگی؟ اس حال میں نبی کی آمد ہی اس تفرقہ کا حل ہے جس کے ہاتھ پر ایک بار پھر سب افراد اپنے اپنے فرقوں کو چھوڑ کر جمع ہوں اور از سرِ نَو ایمان و یقین میں ترقی کر کے اعمالِ صالحہ بجا لائیں ، اطمینانِ قلب پائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہوں گے ۔

## ۱۰۔ کیا آنے والے نبی کی تفصیلی خبر ضروری ہے ؟

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی نبی آنا ہوتا تو قرآن وحدیث میں اس کی تفصیلی خبریں ہوتیں۔ یہ مطالبہ سنت اللہ کے برخلاف ہے کیونکہ ماضی میں ایسا نہیں ہوا۔ قرآنِ کریم (آلِ عمران ۳:۸۲) کے مطابق تمام نبیوں سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔ نبی تو نئے آنے والے کی آمد سے پہلے گزر جاتے ہیں اس لئے اس میثاق پر عمل درآمد اصل میں ان کی جماعت کا فریضہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے جانے والے اپنے بعد آنے والے کی خبر اور کچھ علامات بتا دیتے ہیں۔ لیکن یہ خبریں ہمیشہ مختصر اور اپنے اندر اخفاء کا پہلو لئے ہوتی ہیں۔ ان چند مختصر وضاحت طلب علامات کو دیکھ کر ایمان لانے والے حسن ظنی کے ساتھ بیشتر غیب پر ایمان لا رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی دنیاوی مخالفتوں اور مشکلات کا سامنا بھی کرتے ہیں۔ اسی لئے نبیوں پر ایمان لانے والے اللہ کی طرف سے انعامات کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ یہ طریق درج ذیل ایسی چند خبروں سے واضح ہے:

**ایلیا نبی کی آمد کی خبر:** تورات میں بتایا گیا کہ:

'ایلیا نبی بگولے میں ہو کر زندہ آسمان پر چلا گیا'۔ (۲ سلاطین باب ۲ آیت نمبر ۱۱)

اور پھر مسیح کے ظہور سے پہلے ان کی آمدِ ثانی کے بارے میں یہ خبریں دی گئی:

'مَیں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا'۔ (ملاکی باب ۴ آیت نمبر ۵)

لیکن انجیل میں یوحنا نبی (حضرت یحییٰ علیہ السلام) کو ایلیا نبی کی آمدِ ثانی قرار دیا گیا جیسا کہ لکھا:

'اور چاہو تو مانو۔ ایلیا جو آنے والا تھا یہی (یوحنا) ہے'۔ (متی باب ۱۱ آیت نمبر ۱۴)

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں** درج ذیل خبریں اسی طرح اشارتی ہیں:

i۔ 'مَیں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ مَیں اسے حکم دوں گا وہ ان سے کہے گا'۔ (استثناء باب ۱۸ آیت نمبر ۱۸)

ii۔ 'خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اس کے داہنے ہاتھ میں ان کے لئے ایک آتشی شریعت تھی'۔ (استثناء باب ۳۳ آیت نمبر ۲)

بائبل کے موجودہ ترجموں میں دس ہزار کے لفظ کو لاکھوں سے بدل دیا گیا۔ جبکہ انگریزی ترجموں میں "Ten Thousands" ہی لکھا ہوتا ہے

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں یہ بشارت دی:

'جب وہ روحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہیں دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا بلکہ جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں

دے گا‘۔ (یوحنا باب ۱۶ آیت نمبر ۱۳)

مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ کتبِ سابقہ میں آنے والے انبیاء کے بارے میں ہمیشہ علامتی اور مختصر ذکر ہوا ہے۔ اس لئے مفتی صاحب کا یہ لکھنا واضح طور پر خلافِ واقعہ ہے کہ:

’ہم کتبِ سابقہ کو انبیاء مابعد کے مفصل اور مکمل حالات اور ان کے تذکروں سے بھرا ہوا پاتے ہیں‘۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۲۱۵ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

اور ان کا یہ مطالبہ سنتِ الٰہی کے برخلاف ہے کہ:

’مناسب بلکہ ضروری تھا کہ قرآنِ عزیز انبیائے سابقین علیہم السلام کی طرح آنے والے انبیاء کا بھی مسلسل و مکمل تذکرہ کرتا ’ان کے نام‘ ’ان کے مولد‘ ’حلیہ‘ ’اخلاق و عادات‘ اور ایسے حالات بیان کر دیتا جن کے معلوم کرنے کے بعد امتِ مرحومہ کو آنے والے انبیاء کے پہچاننے میں کوئی شبہ باقی نہ رہتا‘۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۲۱۲ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

یعنی جو تفصیلی ذکر گزشتہ آسمانی کتب میں اس وجود کے بارے میں نہ کیا گیا جو باعثِ تخلیقِ کائنات تھا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اس کا تقاضا اس خاتم النبیین کے ماتحت آنے والے نبی کے بارے میں کیا جا رہا ہے۔

## ۱۱۔ کیا ختمِ نبوت باعثِ فضیلت ہے ؟

مفتی محمد شفیع صاحب نے ختم نبوت کو باعثِ فضیلت کہتے ہوئے لکھا ہے کہ:

’عہدۂ نبوت کا نہ ملنا چونکہ آپ کی نبوت کی بقاء قیام کی وجہ سے ہے اس لئے یہ بھی درحقیقت اس امت کے لئے فضیلت کا باعث ہے نہ کہ محرومی یا نقصان کا‘۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۲۸۴۔۲۸۵ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** آں حضرت ﷺ کی نبوت کی بقاء اور قیامت تک ممتد ہونے میں امتی نبوت کے آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اس آنے والے کی شریعت بھی قرآن ہی ہے اور نہ کوئی نئی امت بنتی ہے۔ ایسے نبی کا آنا جن اغراض کے مقدر کیا گیا ہے اس میں ایک دینِ محمدی (ﷺ) کو تمام ادیان پر غالب کرنا ہے اور دوسرے ایمان کو از سرِ نو زندہ کرنا ہے یہ مقاصد انتہائی اہم ہیں اور آں حضرت ﷺ کے پیغام کو قیامت تک ممتد کرنے میں معاون و مددگار۔ اس لئے ایسا نہ ہونا بلاشبہ محرومی اور نقصان کی بات ہے جب کہ ایسا ہونے میں چونکہ آپ ﷺ اور آپ کی امت منفرد ہیں اس لئے اس میں آپ ﷺ کی فضیلت ہے۔

## ۱۲۔ آں حضرت ﷺ کی نبوت بلاشبہ قیامت تک باقی ہے :

مفتی محمد شفیع صاحب نے مزید لکھا ہے:

’آں حضرت ﷺ کی نبوت چونکہ قیامت تک باقی ہے اور قائم ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو عہدۂ نبوت دینے کی نہ ضرورت ہے اور نہ مناسب کیونکہ آپ کی نبوت قائم ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو عہدۂ نبوت دینا آپ کی کسرِ شان ہے‘۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۲۸۴ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب:** آں حضرت ﷺ کی نبوت کے قیامت تک باقی اور قائم ہونے میں ہرگز کوئی کلام نہیں۔ بلاشبہ آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک ممتد ہے اور چونکہ یہ عہدہ اور منصب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے اس لئے اب یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ آپ ﷺ کی نبوت کو چھوڑ کر اور اس سے متصادم عہدۂ نبوت کسی اور کو دے

اور آپ ﷺ کی کسرِ شان کرے۔ ہاں آپ ﷺ کے کسی غلام اور امتی کا آپ ﷺ کی شریعت کے احیاء اور نفاذ کے لئے انعامِ نبوت پالینا بجائے کسرِ شان کے آپ ﷺ کی شان میں اضافہ کا باعث ہے کیونکہ اس سے پہلے کسی نے اس طرح منصبِ نبوت نہیں پایا بلکہ سب براہِ راست نبی ہوئے۔

## ۱۳۔کیا اللہ کو ہمارے ایمان سے کوئی دشمنی ہے ؟

مولوی مودودی صاحب نے یہ لکھ کر کہ:

’(نبوت کے) نازک معاملہ میں تو اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی کی بدرجۂ اولیٰ توقع نہیں کی جاسکتی۔ (گویا نعوذ باللہ دوسرے معاملات میں کی جاسکتی ہے) اگر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں صاف صاف اس کی تصریح فرماتا۔ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے اس کا کھلا کھلا اعلان کراتا۔‘

یہ سوال اٹھایا ہے کہ:

’آخر اللہ اور اس کے رسول کو ہمارے دین و ایمان سے کیا دشمنی تھی؟‘

اور پھر کمالِ شوخی سے یوں زبان دراز کی ہے کہ:

’اگر بفرضِ محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف و خطر اس کا انکار کر دیں گے، خطرہ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی باز پرس ہی کا تو ہو سکتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا تو ہم یہ سارا ریکارڈ برسرِ عدالت لا کر رکھ دیں گے۔‘

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۳۲۔۳۳ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب اول:** گزشتہ ابواب میں تفصیلاً ان پیش خبریوں کا ذکر ہو چکا ہے جن سے ظاہر ہے کہ قرآنِ کریم میں ایک آئندہ آنے والے نبی کے بارے میں صاف صاف تصریح موجود ہے اور اسی طرح ان احادیث کا بھی جن میں ایک آنے والے نبی کا کھلا کھلا اعلان فرمایا گیا ہے۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ صحیحہ کی اس واضح تعلیم کے مطابق بڑی تعداد میں گزشتہ ثقہ بزرگانِ امت اس حقیقت کا کھلے لفظوں میں اظہار کر چکے ہیں کہ مقامِ خاتم النبیین کے تابع ایک بڑی فضیلت کے طور پر انعامِ نبوت امت میں جاری ہے۔ جن بزرگان نے بظاہر اس سے مختلف مؤقف اپنایا ہے ان کی دیگر وضاحتی تحریروں کی مدد سے روشنی میں یہ اختلاف بھی رفع ہو جاتا ہے۔

قرآن و حدیث میں واضح طور پر بیان شدہ اس تعلیم سے صرفِ نظر کر کے اس کا انکار یا اس سے اپنی بے خبری کا الزام اللہ اور رسول پر دھر دینا بظاہر کمال شوخی، بے ادبی اور حیرت و افسوس کا مقام ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس نعمت سے انکار کا دوش اپنی عقل و فہم کو ہی دینا چاہئے نہ کہ کسی اور کو۔

**جواب دوم:** گزشتہ پیش گوئیوں یا پیش خبریوں کے ظاہری الفاظ کے مطابق وقوع میں نہ آنے کے سبب انبیاء کا انکار نہ ماننے والوں میں ایک قدر مشترک رہا ہے۔ معلوم تاریخ میں یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کہہ کر انکار کیا کہ ان سے پہلے ایلیا دوبارہ نہیں آئے۔ نیز یہ کہ آنے والے مسیح کو تو بادشاہ ہونا تھا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام محکوم تھے۔ اسی طرح یہود اور نصاریٰ دونوں کا بائبل کی پیش گوئیوں کے ظاہر الفاظ کے مطابق ظہور میں نہ آنے کے سبب آں حضرت ﷺ کا انکار اسی قبیل کے سانحہ ہیں۔ یہ قومیں بھی شائد خود کو یہی تسلی دیتی ہیں کہ وہ اپنی الہامی کتابوں کے مطابق انبیاء کے اس انکار میں حق بجانب ہیں اور شائد مواخذہ سے بچ جائیں گی۔ لیکن صاحبانِ حال یقیناً جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آں حضرت **صلی اللہ علیہ وسلم** کے انکار

کے لئے ان کا یہ مؤقف انہیں اس وعید سے نہیں بچا سکے گا جو اس انکار پر ان کا مقدر ہے۔ اور اسی طرح آئندہ بھی یہ سوچ اسی انجام کو پہنچے گی۔

## ۱۴: اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے ؟

مولوی مودودی صاحب کے نزدیک نبی صرف مندرجہ ذیل چار صورتوں میں آ سکتا ہے:

i۔ اس قوم میں پہلے کوئی نبی نہ آیا ہو

ii۔ پہلے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو اس میں تحریف ہو گئی ہو یا اس کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو

iii۔ پہلی تعلیم مکمل نہ ہو

iv۔ نبی کے ساتھ مدد کے لئے نبی کی ضرورت ہو

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۳۴۔۳۵ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب:** انہوں نے نے اپنے اس بیان کی تائید میں قرآنِ کریم سے کوئی سند پیش نہیں کی لیکن پھر بھی وہ ان کے علاوہ کسی اور ضرورت سے انکاری ہیں۔ جبکہ حقیقت اس سے مختلف ہے۔ قرآنِ کریم کی رو سے بنی اسرائیل میں بھیجے گئے ہزاروں انبیاء کی غرض ان چار کے علاوہ یہ تھی:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا (مائدہ ۵:۴۵)

ترجمہ: یقیناً ہم نے تورات اتاری اُس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔ اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو (کلیتہً اللہ کے) فرمانبردار بنا دیا تھا یہود کے لئے فیصلہ کرتے تھے۔

بنی اسرائیل میں اس کثرتِ انبیاء کا ذکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا:

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ (بخاری کتاب المناقب باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)

ترجمہ از مودودی صاحب: نبی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے جب کوئی نبی مرجاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۱۲ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

بنی اسرائیل میں آنے والے ان ہزارہا انبیاء کی ضرورت کیا تھی؟ مودودی صاحب کی گنوائی گئی وجوہات میں سے تو بہرحال کوئی نہ تھی۔ نبی پہ در پہ آ رہے تھے اور تعلیم کی یاددہانی ہو رہی تھی۔ توریت موجود تھی جو ہدایت اور نور تھی اور اس کی اتباع ہی مقصود تھی۔ اب اگر کوئی اور وجہ ہو ہی نہیں سکتی تو پھر اس کے لئے چوتھی وجہ کا دائرہ وسیع کرنا پڑے گا اور صرف یہ کہنے کے بجائے کہ: 'نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لئے' یہ بھی کہنا ہوگا کہ: 'نبی کے بعد اس کی شریعت کی تجدید اور اس کی قوم کی اصلاح کے لئے' تب ہی ان بے شمار انبیاء کی آمد کی وضاحت ہو سکے گی۔

## ۱۵: محض اصلاح کی خاطر نبی کب آیا ہے؟

مولوی مودودی صاحب نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ

'اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے اس لئے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لئے نبی دنیا میں کب آیا ہے'۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۳۶ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب اول:** جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ بنی اسرائیل میں توریت کے تابع ہزار ہا انبیاء بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے ہی آتے رہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جبکہ بطور سزا بنی اسرائیل سے انعامِ نبوت واپس نہ لے لیا گیا اور اس سلسلہ کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے کسی مَرد کا بیٹا کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے بلا باپ کے پیدا کیا۔

**جواب دوم:** کیا قرآن کے مطابق حضرت لوطؑ کا اپنی قوم کو ایک بے حیائی سے روکنے (اعراف ۷:۸۱۔۸۲) اور حضرت شعیبؑ کا اپنی قوم کو ماپ تول پورا کرنے کی تعلیم دینے کے لئے (اعراف ۷:۸۶) مبعوث کیا جانا محض اصلاح کے لئے نہ تھا؟

**۱۶۔وحی کی عدم ضرورت:**

مودودی صاحب نے وحی کی عدم ضرورت کے بلا دلیل دعویٰ کو نبوت کی عدم ضرورت کی دلیل کے طور پر پیش کر کے لکھا ہے:

'نبی تو اس وقت مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو نیا پیغام دینے کے لئے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کے لئے یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لئے'۔ (ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۳۶ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

جواب: بنی اسرائیل میں جو ہزار ہا نبی آئے کیا وہ وحی نبوت کے بغیر تھے؟ یقیناً وہ سب وحی سے مشرف ہوئے لیکن یہ وحی توریت کے علاوہ کوئی نیا پیغام نہ تھی۔ نہ یہ توریت کی تکمیل کرنے اور اسے تحریفات سے پاک کرنے کے لئے تھی۔ بلکہ یہ توریت پر عمل درآمد کی یاددہانی کے لئے تھی اور توریت جو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت اور نور کر کے بھیجی گئی تھی، بدستور ان کی شریعت رہی۔

اس تاریخ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ 'وحی کی ضرورت یا تو نیا پیغام دینے کے لئے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کے لئے یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لئے' محض ایک برخود غلط دعویٰ سے زائد کچھ نہیں لگتا۔

**۱۷۔کیا نئی نبوت اب امت کے لئے زحمت ہے ؟**

مودودی صاحب نے کسی گرفت سے بے پرواہ ہو کر قرآن کریم کے برخلاف نبوت کو لعنت کہا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ نبی سے نئی امت بن جائے گی اور 'ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے۔۔۔اس بناء پر ان کا ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا'۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۳۶۔۳۷ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب اول:** قرآنِ کریم نے نبوت کو نعمت فرمایا ہے:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ (مائدہ ۵:۲۱)

ترجمہ: اور (یاد کرو) وہ وقت جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تمہارے درمیان انبیاء بنائے۔

اس سے الٹ بات کہنا بظاہر سخت گستاخی ہے۔

جواب دوم: ہم دیکھ چکے ہیں کہ قرآنِ کریم کا مطالعہ کرنے والا ایک عام قاری بھی انبیاء کے حالات سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ امت نبی سے نہیں بلکہ کتاب سے ہوتی ہے۔ جہاں ایک گھرانے میں باپ، دو بیٹے، پوتا اور پڑپوتا نبی ہوئے تو یقیناً ان انبیاء کو بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کا مقصود تقسیم در تقسیم کا عمل نہیں ہوسکتا اور نہ بیک وقت ان میں سے دو یا تین نبیوں پر ایمان لانے والے الگ الگ امتیں بن رہے ہوں گے۔ پھر بنی اسرائیل کے ہزار ہا انبیاء کے باوجود یہود کا ایک ہی امت بنے رہنے سے بھی اس مفروضہ کا خلافِ واقعہ ہونا ظاہر ہے۔ اسی طرح ہدایت اور قانون کا ماخذ بھی شریعت کے بدلنے سے بدلتا ہے نہ کہ نبی سے۔ اگر ہزاروں انبیاء کے ماننے والوں کے لئے تورات کو چھوڑ کر کسی اور ماخذ کی ضرورت نہیں پڑی تو قرآن جیسی عظیم کتاب کے ہوتے ہوئے تو ایسا سوچنا بھی محال ہے۔

جواب سوم: رہی بات مشترک معاشرہ کی تو کسی نئے نبی کو نہ ماننے والا مسلم معاشرہ جس قدر 'مشترک' ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ امت گروہ در گروہ ، اور فرقہ در فرقہ بٹی ہوئی ہے اور سب ایک دوسرے کو کافر اور گردن زدنی قرار دیتے ہیں۔ عبادت بھی اکھٹے ادا نہیں کر سکتے۔ اس کو کسی مزید تقسیم کا کیا خوف ہوسکتا ہے؟

نبی تو جوڑنے کے لئے آتا ہے لیکن اس کے دنیادار مخالف پہلے خود اس کو اور اس کے ماننے والوں کو اپنے سے الگ کر دیتے ہیں اور پھر بھیڑ کا لبادہ اوڑھ کر دہائی دیتے ہیں کہ نبی کی وجہ سے ان میں پھوٹ پڑ گئی اور پھر سب باہم ٹکڑے ٹکڑے یہ گروہ نبی اور اس کی جماعت کے خلاف متحد ہو جاتے ہیں اور یوں ایک طرح یہ ظاہری اتحاد بھی انہیں نبی کی برکت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ یہ تاریخ بار بار دہرائی گئی ہے۔

**برسبیل تذکرہ** ، مودودی صاحب کے وقت میں اس متحد معاشرہ کی کیفیت خود ان کی زبانی یہ تھی:

'عام طور پر مسلمانوں کے مختلف گروہوں کے درمیان بحثوں اور مناظروں اور نزاعوں نے یہ کیفیت پیدا کر دی ہے ہر گروہ دوسرے کو گمراہ ٹھہرانے اور اس سے دور بھاگنے کے لئے دلیلیں ڈھونڈتا ہے اور بات بات پر فرقے بنتے ہیں، مسجدیں الگ ہوتی ہیں اور شادی بیاہ کے تعلقات منقطع ہوتے ہیں'۔

(رسائل ومسائل از مولوی مودودی صاحب جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۵۸۔۱۵۹ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

## ۱۸: کیا عقیدۂ ختمِ نبوت نوعِ انسانی کی بلوغت کا اعلان ہے ؟

خودساختہ عقلی دلائل میں ایک اور مولوی ابوالحسن ندوی صاحب کی یہ تحریر ہے:

'(عقیدۂ ختمِ نبوت) اس بات کا اعلان ہے کہ نوعِ انسان سنِ بلوغ کو پہنچ گئی ہے اور اس میں یہ لیاقت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ خدا کے آخری پیغام کو قبول کرے اب انسانی معاشرہ کو کسی نئی وحی، کسی نئے آسمانی پیغام کی ضرورت نہیں۔ اس عقیدے سے انسان کے اندر خود اعتمادی کی روح پیدا ہوتی ہے۔۔۔ اگر ختمِ نبوت کا عقیدہ نہ ہو تو انسان ہمیشہ تذبذب اور بے اعتمادی کے عالم میں رہے گا وہ ہمیشہ زمین کی طرف دیکھنے کی بجائے آسمان کی طرف دیکھے گا'۔

(قادیانیت از مولوی ابوالحسن ندوی صاحب صفحہ نمبر ۱۵۲۔۱۵۳ مطبوعہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ، ۲۰۱۱ء)

یہ نظریہ بالفاظِ دگر وہی ہے جو اس سے پہلے علامہ اقبال نے ان الفاظ میں پیش کیا تھا:

'عقیدۂ ختمِ نبوت کی ایک بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ۔۔۔ اب نوعِ انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس امر کا مدعی نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت اختیار (Super Natural Authority) کی بناء پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کر سکتا ہے۔ ختمِ نبوت کا عقیدہ ایک ایسی نفسیاتی قوت ہے جو اس قسم

کے دعویٰ اقتدار کا خاتمہ کر دیتی ہے'۔(خطباتِ اقبال صفحہ نمبر ۱۲۰)
نیز یہ کہ: 'اس عقیدہ کی حامل قوم کو دنیا میں سب سے زیادہ آزاد قوم ہونا چاہئے'۔(خطباتِ اقبال صفحہ نمبر ۱۲۰)

**جواب اول:** مولوی ندوی صاحب کا یہ ادعا کہ ختمِ نبوت کے عقیدہ سے انسان اب اس قابل ہو چکا ہے کہ بجائے آسمان کے زمین کی طرف دیکھے۔اس حقیقت سے آنکھیں بند کر لینا ہے کہ ختمِ نبوت کے ان معنوں کو اختیار کرنے کے باوجود جمہور مسلمان بدستور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک امام مہدی کے آنے کا عقیدہ ان کا جزوِ ایمان ہے۔

**جوابِ دوم:** اسی طرح یہ تصور کہ چونکہ اب انسان کا ذہنی ارتقاء کمال کو پہنچ چکا ہے اس لئے اب کسی آسمانی سہارے یعنی وحی الٰہی کی کوئی ضرورت نہیں واقعاتی طور پر غلط ثابت ہو رہا ہے کیونکہ اس ارتقاء نے دنیا کی ایک کثیر آبادی کو دہریت کی طرف مائل کر رکھا ہے۔خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان کا موثر ترین ذریعہ اس کے نبی ہوتے ہیں۔پس یہ صورتحال از خود نبی کی متقاضی ہے تا کہ نَو بہ نَو نشانات کے ذریعہ اللہ کی ہستی پر یقینِ محکم پیدا ہو سکے اور اس کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی قرآنی خبر بھی پوری ہو۔
خدا سے تعلق اور قرب کی منازل کا سفر ایک لامتناہی عمل ہے۔جو اللہ کے فرستادوں کے ذریعہ ہی ممکن ہوتا ہے ورنہ مجرد عقل سے تو انسان یونہی ٹامک ٹوئیاں مارتا رہتا ہے اور اس منزل سے کوسوں دور رہتا ہے جو کہ اس کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔

**جوابِ سوم:** نبی کا اپنی اطاعت کا حکم دراصل اللہ کی اطاعت کا حکم ہوتا ہے۔ان میں فرق کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔یہ خوش فہمی کہ' اس عقیدہ کی حامل قوم کو دنیا میں سب سے زیادہ آزاد قوم ہونا چاہئے' وقت کے ہاتھوں کتنی خلافِ واقعہ ثابت ہوئی ہے کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔

## ۱۹: کیا ختمِ نبوت انسانی آزادی کی ضمانت ہے ؟

ختمِ نبوت کے حق میں دلیل کی تلاش جو عقلی گھوڑے دوڑائے گئے ہیں ان میں سے ایک غلام احمد پرویز صاحب کا یہ اظہار ہے:
'ختمِ نبوت نے اس بات کا اعلان کر دیا کہ انسانی اختیار و ارادہ پر جس قدر پابندیاں عائد کی جانی مقصود تھیں ان سب کی صراحت خدا کی آخری وحی (قرآنِ مجید) میں کر دی گئی ہے'۔
نیز یہ کہ:
'ختمِ نبوت وہ ضمانتِ خداوندی ہے جس کی رو سے انسان اپنی آزادی کی طرف سے حتمی اور یقینی طور پر مطمئن ہو جاتا ہے'۔
(ختمِ نبوت اور تحریکِ احمدیت از غلام احمد پرویز صاحب صفحہ نمبر ۷۲۔۷۳ شائع کردہ ادارۂ طلوعِ اسلام لاہور ایڈیشن جنوری ۱۹۷۵ء)

**جواب اول:** قرآنِ کریم ایک جامع شریعت اور ہمیشہ کے لئے ہے۔اس امر میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔اگر واقعی انسان اس ضمانت کا طلب گار ہے کہ آئندہ اس کی آزادی کو مزید محدود نہیں کیا جائے گا تو یہ تو قرآنِ کریم کے آخری شریعت ہونے میں موجود ہی ہے۔

**جواب دوم:** مقام خاتم النبیین کے تحت کسی ایسے نبی کی آمد جو قرآنی تعلیمات کی یاددہانی کرائے اور انہیں از سرِ نَو رائج کرے۔ اس آزادی میں کوئی کمی نہیں کرتی۔

ہاں اس سے ان انسانوں کی آزادی ضرور متاثر ہوسکتی ہے جو قرآن کو مہجور کر چکے ہیں اور اس کی حدود و قیود سے آزاد زندگی گزار رہے ہیں اور قرآنی تعلیمات کی یاددہانی ان کے لئے احساسِ جرم کا باعث ہے۔

## ۲۰۔ختم نبوت پر اصرار کیوں؟

نبوت اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے۔ قرآن کریم اس کو انعام فرماتا ہے۔ پھر یہ کیوں ختم ہونی چاہئے؟ قرآنی تعلیم اور بزرگان امت کی تائید کے برخلاف ہر قسم کی نبوت کے ختم ہو جانے پر بشدّت اصرار کیوں ہے؟

جولٹریچر اس بارے میں شائع ہوتا ہے اس میں بطور دلیل یہ کہا جاتا ہے کہ ختم نبوت پر ایمان محبت رسول ﷺ کا تقاضا ہے اور نبوت کا کوئی بھی دعویٰ کیونکہ آں حضرت ﷺ کی نبوت سے متصادم اور آپ ﷺ کے دور کے قیامت تک ممتد ہونے کی نفی ہے۔ اسلئے رد کیا جانا چاہئے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آں حضرت ﷺ اور قرآن کو چھوڑ کر نبوت کا ہر دعویٰ ان مضمرات کا حامل ہے اور محبتِ رسول اللہ ﷺ کا یہی تقاضا ہے کہ ایسے دعویٰ اور دعویدار کو رد کیا جائے۔ لیکن اگر نبوت کا دعوے دار اپنے اوپر اللہ کی اس رحمت کو حضرت محمد ﷺ کی محبت اور اطاعت اور فرمانبرداری کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی تعلیم دیتا ہے۔ اپنے آپ کو آں حضرت ﷺ کے فیض کو عام کرنے کے لئے مامور قرار دیتا ہے اور اپنے دعویٰ کے حق میں قرآن و حدیث سے ثبوت دیتا ہے تو یہ دعویٰ ان تمام منفی امکانات سے پاک اور ان اعتراضات سے مبرا ہو جاتا ہے اور یقیناً قابلِ توجہ ہے۔

**(گیارھواں باب یہاں ختم ہوا۔ اگلے باب کا موضوع ہوگا۔ 'ختمِ نبوت اور عقیدہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام' )**

جمیل احمد بٹ

۱۲جون ۲۰۱۶ء

# ۱۲۔ختمِ نبوت اور عقیدہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(ختمِ نبوّت کے موضوع پر کتاب کا بارھواں باب )

آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان مقام خاتم النبیین کے مضمون کو زمانی طور پر آخری نبی کے معنوں میں محدود کرنے کی کوئی بھی کوشش عربی لغت، عربی محاورہ، قرآنی اسلوبِ بیان، قرآنِ کریم میں مذکور اجرائے نبوت کے قانون اور قرآنِ کریم کے ان گذشتہ اقوام پر اظہارِ افسوس جنہوں نے ماضی میں انعامِ نبوت کو ختم گردانا سے متصادم ہے۔اس کے باوجود ختمِ نبوت کے حق میں شائع شدہ لٹریچر اور اظہار میں آں حضرت ﷺ کے مقامِ خاتم النبیین کے ضمن میں حدیث **لا نبی بعدی** دہرا کر اس کے یہ معنی کئے جاتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نبیوں میں آخری ہیں، آپ ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی ہے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

دوسری طرف آنحضرت ﷺ کی وفات کے صدیوں بعد کم از کم ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ بھی اہلِ اسلام میں قبولِ عام کی سند رکھتا ہے۔ چنانچہ بزرگانِ امت کے وہ ارشادات جو ختمِ نبوت کے حق میں پیش کئے جاتے ہیں اور گزشتہ باب میں نقل ہوئے ان میں سے بیشتر میں نبوت کے کلی خاتمہ کے اظہار کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بطور نبی کے آمد کا امکان باقی رکھا گیا ہے۔اسی طرح جن بزرگان کی تحریروں سے صاف امکان نبوت ظاہر ہے ان کا جواز بھی از خود اسی عقیدہ کو قرار دے دیا جاتا ہے۔

یہ دونوں رائج عقائد کھلم کھلا باہم متصادم ہیں۔اس کھلے تضاد کے حل کے لئے مختلف تاویلیں کی گئی ہیں۔اس باب کا موضوع ان تاویلوں کا جائزہ لے کر یہ دیکھنا ہے کہ مقام خاتم النبیین کی کون سی تشریح درست طور پر اس تضاد کو دور کرتی ہے۔

## ۱۔تاویل کی گنجائش نہیں ؟

اس ضمن میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ جہاں حسبِ ضرورت مختلف تاویلوں کے ذریعہ حضرت عیسیٰؑ کی بطور نبی آمد کی گنجائش رکھی جاتی ہے۔ وہیں یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ آخری کے معنوں میں کسی استثناء اور تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔جیسا کہ مفتی محمد شفیع صاحب نے تکرار سے یہ لکھا ہے:

'اس میں نہ کسی قسم کی تخصیص ہے اور نہ کسی فرد کا استثناء اور نہ کسی تاویل کی گنجائش'۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر۹۰ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

'خاتم النبیین سے مطلقاً انبیاء کا اختتام بتلانا منظور ہے، اس میں کسی قسم کی تخصیص یا استثناء نہیں ہے'

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر۱۱۳ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

جبکہ درج ذیل چار تاویلوں میں سے پہلی تین خود مفتی صاحب نے بھی دہرائی ہیں جس سے ظاہر ہے تاویل نہ ہو سکنے کے یہ دعوے نقش بر آب ہیں۔

## ۲۔پہلی تاویل :

لفظ خاتَم کے حقیقی معنی 'کسی چیز پر مہر کی طرح نشان لگانا' ہیں.

(مفرادت القرآن از حضرت امام راغب اصفہانیؒ اردو ترجمہ از علامہ محمد عبدہ فیروز پوری جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۸۶ شائع کردہ شیخ شمس الحق ۲۳۸ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور)

ان درست معنوں کے تحت مقام خاتم النبیین سے مراد آں حضرت ﷺ نبیوں کی مہر، افضل النبیین اور آخری بمعنی منتہائے کمالاتِ نبوت اور آخری تشریعی نبی ہیں۔جن بزرگان اور علمائے امت نے اس اعلیٰ تشریح کی جگہ لفظ خاتم کے مجازی معنوں کو ترجیح دے کر 'آخرِ قوم' کے معنوں کو اختیار کیا ہے اور خاتم النبیین کے معنی 'نبیوں میں آخری' کئے ہیں۔انہیں اس تضاد کا سامنا کرنا پڑ جس کے حل کے لئے انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آں حضرت ﷺ بعد بطور نبی آنے کی راہ کھلی رکھنے کی غرض سے 'آخری نبی' کو مطلق آخری کہنے کی بجائے تاویلوں کے ذریعہ اس میں راستہ نکالنے کی کوششیں کی ہیں۔ان میں اول طور پر معنوں میں اپنی طرف سے ایسے الفاظ کا اضافہ کرنا ہے جو یہ تاثر پیدا کریں کہ آخری نبی سے مراد صرف 'آخری بلحاظ پیدائش' یا 'آخری بلحاظِ بعثت' یا 'آخری بلحاظِ وصفِ نبوت پانے' کے ہیں نہ کہ مطلق آخری۔اوران کی وضاحت میں یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے 'کسی کو نبی بنایا نہ جائے گا' یا 'اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا' یا 'کوئی جدید نبی نہیں آئے گا' یا 'کسی کو وصفِ نبوت نہیں ملے گا'۔ان معنوں کو اختیار کر کے پھر یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ آں حضرت ﷺ وصفِ نبوت پانے کے لحاظ سے آخری نبی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں اس لئے ان کی دوبارہ آمد سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

مفتی صاحب نے بار بار اس تاویل کو دہرایا ہے۔جیسا کہ لکھا ہے:

'آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا'۔(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۹۲ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

'خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں یعنی تمام افرادِ انبیاء کے بعد مبعوث ہونے والا'۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۹۵ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

علامہ زمخشریؒ کی تفسیر کشاف سے ایک حوالہ دے کر مفتی صاحب لکھتے ہیں:

'ان کو نزولِ عیسیٰ کے متعلق یہ جواب دینا پڑا کہ خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا'۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۱۲ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب** :وصفِ نبوت پانے کے لحاظ سے آں حضرت ﷺ کو آخری نبی کہنا خود آنحضرت ﷺ کے درج ذیل ارشادات کی روشنی میں درست نہیں ٹھہرتا۔ان میں سے ایک کے مطابق حقیقت بالکل اس کے الٹ ہے یعنی آں حضرت ﷺ وصفِ نبوت پانے کے لحاظ سے آخری نہیں بلکہ سب انبیاء میں سے پہلے ہیں:

**ا۔ کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین**

ترجمہ:مَیں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے (یعنی ان کا خمیر ہی تیار ہو رہا تھا)۔

(بحوالہ تحذیر الناس از مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ صفحہ نمبر ۱۳ شائع کردہ مکتبہ قاسم العلوم کراچی ۱۹۷۶ء)

اور دوسری حدیث کے مطابق آں حضرت ﷺ سب نبیوں سے پہلے مقامِ خاتم النبیین بھی پا چکے تھے جیسا کہ فرمایا:

(مسند احمد بن حنبل جلد دوم صفحہ نمبر ۱۲۷ زیرِ عنوان حدیث عرباض بن ساریہ ، شائع کردہ دارِ صادر بیروت)

ترجمہ: مَیں اللہ کا بندہ اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں تھے۔

ان احادیث کا مضمون صاف اور واضح ہے اور ان سے ظاہر ہے کہ آں حضرت ﷺ وصفِ نبوت پانے کے لحاظ سے بھی اور مقامِ خاتم النبیین پانے کے لحاظ سے بھی سب انبیاء سے پہلے ہیں اور سب انبیاء نے آپ ﷺ کے بعد ہی وصفِ نبوت پایا ہے۔ اور اس طرح مقامِ خاتم النبیین کی اس تاویل کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ آپ ﷺ وصفِ نبوت کے پانے کے لحاظ سے آخری ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہم رنگ یہ دیگر تاویلیں بھی غلط قرار پاتی ہیں کہ: 'کوئی نبی پیدا نہ ہوگا' کیونکہ سب نبی آنحضرت ﷺ کے بعد ہی پیدا ہوئے ہیں یا یہ کہ: 'کوئی نیا اور جدید نبی نہیں آئے گا' کیونکہ یہ سب نبی جو آپ ﷺ کے وصفِ نبوت پانے کے بعد نبی ہوئے اپنے اپنے وقت میں نئے اور جدید ہی تھے۔

## ۳۔ دوسری تاویل :

غالباً اس واضح اور یقینی صورتحال کے ادراک کے تحت بعض جگہ تاویل در تاویل کر کے عالمِ ارواح اور عالمِ دنیا کی تقسیم کی گئی ہے جیسے مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ:

'عالمِ دنیا میں آپ کے ساتھ عہدۂ نبوت سب انبیاء کے بعد متعلق ہوا'۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۰۲ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

لیکن بات وہیں رہتی ہے کیونکہ آگے لکھتے ہیں کہ:

'عالمِ ارواح میں سب سے پہلے منصبِ نبوت آں حضرت ﷺ کو ملا ہے' اور پھر اسی جگہ لکھتے ہیں:

'آں حضرت ﷺ سب انبیاء کے آخر میں منصبِ نبوت پر فائز ہوئے ہیں'۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۰۲۔۱۰۳ حاشیہ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

اب منصبِ نبوت کے ملنے اور منصبِ نبوت پر فائز ہونے میں فرق ہی کیا ہے؟ جو یہ کہا جائے کہ ایک سب سے پہلے ملا اور دوسرا سب انبیاء کے آخر میں۔

پھر اس پر آپ یہ حدیث بھی لائے ہیں:

انا اوّل النبیین فی الخلق و آخر ھم فی البعث

ترجمہ از مفتی صاحب: مَیں پیدائش میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے تھا اور بعثت میں سب سے آخر میں۔

(ابنِ کثیر بر حاشیہ فتح البیان بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۰۷ حاشیہ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اوّل** : آپ ﷺ کے اوّل النبیین ہونے سے ظاہر ہے کہ تمام انبیاء آپ کے بعد نبی بنائے گئے اور ان سب کا مقامِ نبوت پانا آپ ﷺ کے مقامِ خاتم النبیین کے تابع تھا اس تناظر میں 'بعثت میں سب سے آخر' فرمانے کا مقصود اسی فرق کا اظہار ہو سکتا ہے کہ اس بعثت میں آپ ﷺ کو ایسی شریعت عطا ہوئی ہے جو تا قیامت ممتد ہے اس لئے آپ ﷺ بطور صاحبِ شریعت اور مستقل نبی کے بعثت میں سب سے آخر میں ہیں۔

**جواب دوم** : یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آں حضرت ﷺ کے بعد دوبارہ آئیں گے۔ان کی یہ دوبارہ بعثت اوران کے بعد کسی اور نبی کا قیامت تک نہ آنا کیا ان کو بعثت میں سب سے آخری نبی نہیں بنادے گا؟

بطور مثال اگر حضرت عیسیٰ نبی اللہ آج آسمان سے نازل ہوجائیں تو بعثت کے لحاظ سے آخری کون ہوگا ؟ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ۶۱۰ء میں مبعوث ہوئے یا منتظرین کے مطابق ۲۰۱۶ء میں مبعوث ہونے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

اگر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں تو کیا اس طرح آخر پر آنے کے سبب حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین نہ ٹھہریں گے؟ ختمِ نبوت کی کوششوں کا یہ ماحصل؟ العجب!

## ۴۔تیسری تاویل :

پھر اگر آں حضرت ﷺ اس حدیث کے مطابق بعثت کے لحاظ سے سب سے آخری ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور نبی کیسے آئیں گے؟

ان کو جو کام بھی تفویض ہوگا اس کے لئے کوئی Status بھی ہوگا یا نہیں؟ اس حدیث کی رو سے نبی تو ممکن نہیں۔

اس صورتحال سے بچنے کی ایک یہ راہ نکالی گئی ہے کہ وہ نبی تو ہوں گے لیکن اس امت کے نبی نہ ہوں گے۔مفتی صاحب لکھتے ہیں:

'حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود عہدۂ نبوت پر باقی رہنے کے اس امت کے لئے نبی ہوکر نہ آئیں گے بلکہ جس طرح پہلے بنی اسرائیل کے نبی تھے اسی عہدۂ نبوت پر ہوں گے'۔(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۵۱ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**جواب اوّل** : یہ ایک عجیب صورتحال ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد آں حضرت ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق ہوگی۔آپ قرآن وحدیث پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۶۸، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

اور کتاب کے صفحات ۴۶۷۔۴۶۸ پر درج تفصیل کے مطابق کارہائے نمایاں انجام دیں گے جن میں درج ذیل شامل ہوں گے :

'تمام دنیا کا مسلمان ہوجانا'۔(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب ضمیمہ نمبر ا صفحہ نمبر ۴۶۷، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

'اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کا مٹ جانا'۔(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب ضمیمہ نمبر ا صفحہ نمبر ۴۶۸، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

'اور لوگوں کی امامت کریں گے'۔(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۶۸، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

ظاہر ہے کہ یہ سب لوگ مسلمان ہوں گے۔

ان سب کے باوجود وہ بنی اسرائیل کے نبی کیسے ہوں گے؟

**جواب دوم** : یہ تاویل جس حد تک مشکلات سے پُر ہے وہ ظاہر ہے۔لیکن اس کے دور از کار ہونے کا اصل سبب اس کا بلا سند ہونا ہے۔سلسلۂ نبوت اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے جو وہ حسبِ ضرورت اپنی حکمتوں کے ماتحت عطا فرماتا ہے۔

اس سلسلہ میں انبیاء کا آنا اور گزر جانا ایک معمول ہے۔خود قرآنِ کریم فرماتا ہے:

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ (آلِ عمران ۳:۱۴۵)

ترجمہ: یعنی گزر گئے اور مر گئے ان سے پہلے پیغمبر پس یقیناً وہ بھی مریں گے۔

(تفسیرِ مظہری از حضرت قاضی ثناءاللہ عثمانی پانی پتیؒ، تشریحی ترجمہ از سیّد عبدالدائم جلالی جلد نمبر۲ صفحہ نمبر ۳۷۷ ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی نمبر ا)

پھر سلسلۂ موسویہ اور سلسلۂ محمدیہ دو علیحدہ سلسلے ہیں جن میں مشابہت اور مماثلت ضروری ہے لیکن وہ ایک نہیں دو ہیں اور اپنی اپنی حدود میں ہیں۔ ایک سلسلہ کے نبی کے اپنے مقررہ کام کی تکمیل کے بغیر اٹھا لیا جانا اور دو ہزار سے نامعلوم زائد سالوں کے بعد دوبارہ اسی منصب پر بھیج دیا جانا لیکن بجائے ان کاموں کی انجام دہی جس کے لئے وہ اوّل بار بھیجے گئے تھے کچھ اور کام کرنے لگنا یقیناً ایک ایسا معاملہ ہے جو بلا کسی مضبوط سنَد کے محض خیالی طور پر اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ قرآنِ کریم کی رو سے آپ کو تورات اور انجیل کی تعلیم دی گئی:

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ (آلِ عمران ۳:۴۹)

ترجمہ: اور وہ اُسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا اور تورات اور انجیل کی۔

اور آپ تورات کی تصدیق کے لئے بھیجے گئے تھے اور اس لئے کہ ان چیزوں میں سے جو حرام کر دی گئی تھیں بعض حلال قرار دیں۔ جیسا کہ فرمایا:

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ (آلِ عمران ۳:۵۱)

ترجمہ: اور اس کے مصدق کے طور پر آیا ہوں جو تورات میں میرے سامنے ہے تا کہ مَیں ان چیزوں میں سے جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں حلال قرار دے دوں۔

پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ دوبارہ آنے پر وہ اپنے ان کاموں کو بھول کر اَور اور اَور کاموں میں لگ جائیں؟

**جواب سوم** : پھر قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰؑ نے اپنے بعد ایک رسول کی بشارت دی جس کا نام احمد ہوگا جیسا کہ فرمایا:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ (الصّف ۶۱:۷)

ترجمہ: اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

دوبارہ آمد پر اس پیش گوئی کا کیا ہوگا۔ کیا آپ کے اس دوسری آمد کے بعد پھر ایک اور نبی بنام احمد آئے گا یا یہ آیت منسوخ سمجھی جائے گی اور کس کے حکم سے؟

غرضیکہ جو راہ نکالنے کی کوشش کی گئی ہے وہ مزید بند گلیوں میں کھلتی ہے اور مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

## ۵۔ چوتھی تاویل :

مولوی مودودی صاحب نے اس مسئلہ سے پہلوتہی کے لئے ایک نئی راہ اختیار کی ہے وہ لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ دوبارہ نزول نبی کی حیثیت سے نہیں ہوگا نہ ان پر وحی نازل ہوگی۔۔۔ وہ صرف ایک کارِ خاص کے لئے بھیجے جائیں گے۔

(ختم نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۵۸ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**جواب** : یہ تحریر درج ذیل حدیث کے برخلاف ہے جن میں آنے والے مسیح کو چار بار نبی اللہ کہا گیا :

وَيُحْضَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ ..... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ (٢) عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ ..... ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ .... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَىٰ وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللّٰهِ .

(صحیح مسلم جلد نمبر۴ کتاب الفتن مطبۃ دار لاحیاء الکتب العربیہ ایڈیشن 1918ء)

ترجمہ: اور خدا کا پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے اصحاب گھرے رہیں گے۔۔۔ پھر خدا کے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھ دعا کریں گے۔۔۔ پھر خدا کے رسول عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی زمین پر اتریں گے۔۔۔ پھر خدا کے رسول عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی خدا سے دعا کریں گے۔

(صحیح مسلم شریف مع مختصر شرح نووی مترجم علامہ وحید الزمان حیدر آبادی صفحہ نمبر ۴۶۰، ناشر خالد احسان پبلشرز لاہور۔ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان)

اور اس حدیث کے بھی برخلاف جس میں ان پر وحی الٰہی کے نزول کی خبر دی گئی:

أَوْحَى اللهُ إِلَى عِيسَى (صحیح مسلم کتاب الفتن وشرائط الساعۃ جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۲۵۳ مطبۃ دار احیاء الکتب العربیہ سن اشاعت ۱۹۱۸ء)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجے گا۔

(صحیح مسلم شریف مع مختصر شرح نووی مترجم علامہ وحید الزمان حیدر آبادی صفحہ نمبر ۴۶۰، ناشر خالد احسان پبلشرز لاہور۔ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان)

غرضیکہ الٰہی روشنی کے بغیر اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے اور اپنی عقل سے راہیں تجویز کرنا یونہی بے نتیجہ رہتا ہے۔

## ۶۔ پرانا نبی آ سکتا ہے ؟

ان سب تاویلوں میں قدرِ مشترک یہ موقف ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی ہے اس لئے اب کوئی نیا اور جدید نبی نہیں بنایا جا سکتا لیکن کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرانے نبی ہیں اس لئے وہ اس پابندی سے مبرا ہیں اور آ سکتے ہیں۔

**جواب:** یہ مؤقف بھی آنحضرت ﷺ کے درج ذیل ارشاد کے مطابق درست نہیں رہتا

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھے اس امت (یعنی امت محمدیہ) کا نبی بنا دے تو اس خواہش کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا:

نبیہا منہا قال اجعلنی من امۃ ذلک النبی قال استقدمت و استأخر

(بالخصائص الکبریٰ از حضرت امام جلال الدین سیوطی ؒ زیرِ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جزو اوّل صفحہ نمبر ۱۲ ناشر مکتبۃ النوریہ الرضویہ لائل پور پاکستان)

مفتی صاحب نے اس حدیث کو خصائص کے علاوہ حلیہ از ابو نعیم ؒ سے بھی دہرایا ہے اور اس کے ترجمہ اور تشریح میں لکھا ہے۔

ترجمہ از مفتی صاحب: 'اس امت کا نبی خود انہیں میں سے ہوگا (آپ نہیں ہو سکتے) پھر موسیٰ ؑ نے عرض کیا مجھے اس نبی (محمد ﷺ) کی امت بنا دیا جائے تو ارشاد ہوا آپ اُن سے پہلے آئے ہیں اور وہ بعد میں تشریف لائیں گے (اس لئے امت بھی نہیں ہو سکتے)'۔

اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ

'اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ جیسا اولوالعزم پیغمبر بھی اس امت کا نبی نہیں بن سکتا'۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۲۷ ، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

اب اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر اس لئے آں حضرت ﷺ کی امت کے نبی نہیں ہو سکتے کہ: 'اس امت کا نبی خود انہیں میں سے ہوگا' اور نہ امتی ہو سکتے ہیں کیونکہ: 'وہ پہلے آئے اور آنحضرت ﷺ بعد میں' تو پھر یہ دونوں باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کیوں کر درست ہو سکتی ہیں؟ پس

اس حدیثِ رسول ﷺ کے مطابق نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتِ محمدیہ کے نبی ہو سکتے ہیں اور نہ اس امت کے امتی۔

## ۷۔گزشتہ بزرگانِ امت کی تاویلیں :

بہت سے گزشتہ بزرگانِ امت نے اس تضاد کو دور کرنے کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں جو مؤقف اختیار کیا اس میں یہ پہلو نمایاں نظر آتے ہیں:

**(الف) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی دوسری بعثت میں نبی ہوں گے :**

علامہ شہرستانیؒ (متوفی 548ھ) :

وَكَذٰلِكَ مَنْ قَالَ (الیٰ قولہ) أَوْ أَنَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا غَيْرَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ لَا يَخْتَلِفُ اثْنَانِ فِيْ تَكْفِيْرِهٖ لِصِحَّةِ قِيَامِ الْحُجَّةِ بِكُلِّ هٰذَا

ترجمہ: اور ایسے ہی جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے بعد سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی ہے تو کوئی شخص اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتا، کیونکہ ان سب امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے۔

(ملل ونحل جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۴۹ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۳، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**(ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آں حضرت ﷺ کی شریعت پر ہوں گے یعنی غیر تشریعی نبی ہوں گے :**

۱۔ حضرت علامہ بیضاویؒ (متوفی ۶۸۵ھ) نزولِ مسیح کے بارے میں لکھتے ہیں:

'عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد نازل ہونا اس ختمِ نبوت میں قادح نہیں ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ہی کے دین پر ہوں گے'۔

(تفسیر انوار التنزیل جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۱۶۴ بحوالہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۶۔۲۷ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

۲۔حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ (متوفی 976ھ) نے تحریر فرمایا :

**و كذا لك عيسىٰ عليه السلام اذا نزل الى الارض لا يحكم فينا الا الشريعة نبينا ﷺ**

ترجمہ: اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے تو ہمارے نبی محمد ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔

(الیواقیت والجواہر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۸ بحوالہ ختم نبوت اور بزرگانِ امت از مولوی لال حسین صاحب اختر صفحہ نمبر ۱۰۔۱۱ نیا ایڈیشن مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

۳۔ حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ):

'آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰؑ جب نازل ہوں گے تو آپ شریعت ہی کے مطابق عمل کریں گے'۔

(تفسیر جلالین صفحہ نمبر ۷۶۸ بحوالہ کتابچہ ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۲۸ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

۴۔علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانیؒ (متوفی ۱۱۲۲ھ) :

**وَلَا يَقْدَحُ نُزُوْلُ عِيْسٰى عليه السلام بَعْدَهٗ لِأَنَّهٗ يَكُوْنُ عَلٰى دِيْنِهٖ مَعَ أَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهٗ اٰخِرُ مَنْ نُبِّئَ**

ترجمہ از مفتی صاحب: اور نزول عیسیٰ علیہ السلام سے ختمِ نبوت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا، اس لئے عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آنحضرت ﷺ کے دین پر ہوں گے، علاوہ بریں ختمِ نبوت سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں نبی بنائے گئے۔

(شرح مواہب اللدنیہ جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۶۷ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۱۵، ۱۱۶، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

**(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آں حضرت ﷺ کے تابع ہوں گے یعنی امتی نبی ہوں گے :**

۱۔ امام اہلِ سنت حضرت امام ملا علی قاری ؒ (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں :

لو عاش إبراهيمُ وصارَ نبيّاً، وكذا لو صارَ عُمرُ نَبيّاً لكانا من أتباعه عليه الصلاة والسلام كعيسى

(الاسرار الموضوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبریٰ از حضرت ملا علی قاری ؒ صفحہ نمبر 192 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: اگر ابراہیمؓ زندہ رہتے اور نبی بن جاتے اور حضرت عمرؓ بھی نبی بن جاتے تو وہ دونوں حضرت عیسیٰؑ ۔۔۔۔۔ کی طرح آنحضرت ﷺ کے تابع نبیوں میں سے ہوتے۔

۲۔ امام اہلِ سنت حضرت امام ملا علی قاری ؒ (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں :

لَا مُنَافَاةَ بَيْنَ اَنْ يَّكُوْنَ نَبِيًّا وَّ يَكُوْنَ مُتَابِعًا لِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مرقاۃ المفاتیح جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۵۶۴ بحوالہ بزرگانِ امت کے نزدیک ختمِ نبوت کی حقیقت از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۵۵ مطبوعہ نظارت اشاعت لٹریچر وتصنیف انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

ترجمہ: حضرت عیسیٰؑ کے نبی ہونے اور رسول اللہ ﷺ کے تابع ہونے میں کوئی منافات نہیں۔

۳۔ حضرت مولانا جامی ؒ (متوفی ۸۹۸ھ) :

چوں در آخر زماں بقولِ رسول ؐ کند از آسمان مسیح نزول
پیرو دین و شرع او باشد ؐ تابع اصل و فرع او باشد
دیں ہمہ شرع و دین او داند ؐ ہمہ کس را بدینِ او خواند

(عقائد نامہ بحوالہ ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۰۹، نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

ان اشعار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعد نزول دینِ اسلام کا پیرو اور شریعتِ قرآن کا تابع بتایا گیا ہے۔

**(د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد دوسرے بدن میں ہو گی یعنی بروزی طور پر :**

شیخِ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربی ؒ فرماتے ہیں:

وَجَبَ نُزُوْلُهٗ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِتَعَلُّقِهٖ بِبَدَنٍ اٰخَرَ

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخری زمانہ میں کسی دوسرے بدن کے تعلق سے ہوگا۔

(تفسیر شیخِ اکبر بر حاشیہ عرائس البیان بحوالہ بزرگانِ امت کے نزدیک ختم نبوت کی حقیقت از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۲۶۔۲۷ مطبوعہ نظارت اشاعت وتصنیف ربوہ ۱۹۷۳ء)

**۹۔ درست مؤقف:**

سات مستند بزرگانِ امت کی مندرجہ بالا نو (۹) تحریروں کا مجموعی مؤقف یہی ہے کہ آنے والا موعود نبی ضرور ہوگا مگر غیر تشریعی اور آں حضرت ﷺ کے تابع

یعنی امتی نبی اور اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی یہ خبر بصورتِ بروز ایک دوسرے وجود کی صورت میں غیر تشریعی اور امتی نبی کی بعثت کی خبر ہے اور اس سے بجنسہٖ وہ عیسیٰ بن مریمؑ مراد نہیں ہیں جو ۲۰۱۶ سال قبل فلسطین میں پیدا ہوئے تھے۔
یہی مؤقف اس مسئلہ کا درست حل ہے جس کے نتیجہ میں تمام باتیں اپنی اپنی جگہ درست ٹھہر جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی سب باتیں درست رہتی ہیں۔ ان میں نہ کوئی تضاد باقی رہتا ہے بعد نہ کوئی عملی مشکل۔

**نام عیسیٰ بن مریم کیوں؟** پیشگوئی میں حضرت عیسیٰ بن مریم کا نام لیا جانا صرف امت محمدیہ کی امت موسویہ سے یہ مماثلت ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ کے بعد چودھویں صدی میں آنے والے آخری خلیفہ کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم تھا اسی طرح آں حضرت ﷺ کے بعد چودھویں صدی میں آنے والے خلیفہ کا نام بھی عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

## ۱۰۔ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں:

حدیث کی پیشگوئی میں مذکور وجود اس لئے بھی حضرت عیسیٰ بن مریم نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور فوت شدہ دوبارہ دنیا میں نہیں آتے۔ حضرت عیسیٰؑ کا فوت شدہ ہونا ایک طے شدہ معاملہ ہے جیسا کی درج ذیل چند احادیث اور آیاتِ قرآنیہ سے ظاہر ہے:

**i۔ حضرت عیسیٰؑ کو ہجرت کا حکم:** آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

أوحى الله تعالى إلى عيسى : أن يا عيسى انتقلْ من مكانٍ إلى مكانٍ ، لئلاَّ تُعرف ، فتُؤذى

(کنز العمال باب اوّل فی الاخلاق زیرِ عنوان الاکمال جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۵۸ شائع کردہ مؤسسۃ الرسالہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کرتے ہوئے فرمایا اے عیسیٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف نقل مکانی کرتے رہو تا کہ تجھے پہچان کر تکلیف میں نہ ڈالا جائے۔

**ii۔ حضرت عیسیٰؑ کی عمر طبعی کا ۱۲۰ سال ہونا:** آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

اَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ سَنَةٍ

(المعجم الکبیر از حضرت امام طبرانیؒ بتحقیق علامہ حمدی عبدالحمید سلفی، حدیث نمبر 1031۔ جزو ثانی والعشرون۔ ناشر مکتبہ ابن تیمیہؒ، قاہرہ، مصر)،
(کنز العمال باب ثانی الفصل الاوّل فی فضائل سائرہ الانبیاء جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۴۷۹ شائع کردہ مؤسسۃ الرسالہ)،
(شرح مواہب الدنیہ از امام زرقانیؒ جزو اوّل صفحہ نمبر ۳۴ الطبعۃ الاولیٰ بالمطبعۃ الازھریہ المصریہ سنِ اشاعت ۱۳۲۵ھ) اور
(حجج الکرامہ از نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی صفحہ نمبر ۴۲۸ مطبع شاہجہاں واقع بلدہ بھوپال حلیہ انطباء توستنید)

ترجمہ: عیسیٰ بن مریمؑ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس ہجرت، سفرِ کشمیر اور وہیں فوت ہو کر سری نگر محلّہ خان یار میں تدفین پر بیسیوں قوی دلائل اور دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔

حتیٰ کہ وہاں آپؑ کی قبر آج بھی موجود ہے۔

**iii۔قرآن کا حضرت عیسیٰؑ کو فوت شدہ قرار دینا:** آپ کا فوت شدہ ہونا قرآنِ کریم کی ۳۰ آیات سے ثابت ہے ایسی ایک آیت درج ذیل ہے:

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ (مائدہ ۵:۱۱۸)

ترجمہ وتشریح: وكنت عليهم شهداً ، رقيباً حاضراً أراعيهم ، وأعلمهم ، ما دمت فيهم ، أي ما بقي مني وجود بقية ، فلما توفّيتني ، أفنيتني بالكلية بك ، كنت أنت الرقيب عليهم ، لفنائي فيك ، وأنت على كل شيء شهيد

(تفسیر القرآن الکریم از شیخِ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۳۵۴ شائع کردہ دار الاندلس للطباعۃ والنشر والتوریع بیروت)

ترجمہ: وكنت عليهم شهداً مَیں اُن کا نگران حاضر تھا اور ان کی دیکھ بھال کرتا تھا اور اُن کو تعلیم دیتا تھا ما دمت فيهم یعنی جب تک مَیں ان میں باقی رہا فلما توفّيتني جب تو نے مجھے کلی طور پر فنا کر دیا كنت أنت الرقيب عليهم میرے فنا ہونے کی وجہ سے تو ان پر نگران تھا۔

**iv۔وفاتِ مسیح پر حدیثِ رسول:** آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

لو كان موسى وعيسى حيين لما وسعهما إلا اتباعي

(تفسیر ابنِ کثیر سورت آلِ عمران زیرِ آیت وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۳۷۸ مکتبہ توفیقیہ امام الباب الخضر (سیّدنا الحسین))

ترجمہ: اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔

(تفسیر ابنِ کثیر اردو ترجمہ از مولانا محمد میمن جونا گڑھی صفحہ نمبر ۸۵ شائع کردہ نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

یاد رہے کہ سب انبیاء کا فوت شدہ ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر آں حضرت ﷺ کی وفات کے بعد صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پہلا اجماع بھی ہوا۔

**v۔قرآنِ کریم کی رو سے فوت ہو جانے والے دوبارہ دنیا میں نہیں آتے: اللہ فرماتا ہے**

أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ (یٰسین ۳۶:۳۲)

ترجمہ: یقیناً وہ (پہلے سے ہلاک شدہ) ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

اس قانونِ قدرت کے ہوتے ہوئے درج ذیل تحریر محض خود کو اور دوسروں کو دھوکہ دینا ہے کہ:

'بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہیں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھالانے پر قادر ہے'۔

(ختم نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۵۴ شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور مارچ ۱۹۶۲ء)

**ا۱۔پیشگوئی کی مزید تفاصیل بھی اس مؤقف کی تائید کرتی ہیں :**

پس نزول حضرت عیسیٰ بن مریمؑ سے یہی مراد ہے کہ امت میں سے ایک وجود کو مسیح موعود و مہدی معہود اور امتی نبی کا منصب عطا ہوا اور وہ ان تمام کاموں کی

بحسن وخوبی انجام دہی کرے۔قرآن وحدیث میں مذکور درج ذیل اخبار بھی اس توجیہ پر گواہ ہیں:

**i۔ آں حضرت ﷺ کی بعثت ثانی کی خبر :**

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ (جمعہ۶۲:۴)

ترجمہ:اورانہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جوابھی ان سے نہیں ملے۔

**ii۔ حضرت عیسیٰؑ اور امام مہدی ایک ہی وجود ہیں :**

وَلَا الْمَهْدِیُّ إِلَّا عِیسَی بْنُ مَرْیَمَ (سنن ابنِ ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان جلد دوم صفحہ نمبر۱۳۴۱ شائع کردہ عیسیٰ البابی والحلبی وشرکاء)

ترجمہ:سوائے عیسیٰ بن مریم کے اور کوئی امام مہدی نہیں۔

یُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ یَلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَهْدِیًّا حَكَمًا عَدْلًا.

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر۲ صفحہ نمبر۴۱۱ بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بحوالہ امام مہدی کا ظہور از مسلمات اہل سنت وتشیع از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر۱۰ شائع کردہ نظارت لٹریچر وتصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

ترجمہ:قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ ہو عیسیٰ بن مریم سے امام مہدی حَکم وعدل ہونے کی حالت میں ملاقات کرے۔

**iii۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح موعود کے الگ الگ حلیے:**

دونوں امتوں کے مسیح کے حلیوں میں بھی فرق بتایا گیا جس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ دونوں الگ الگ وجود ہیں:

**حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ :**

رَأَیْتُ عِیسَی وَمُوسَی وَإِبْرَاهِیمَ، فَأَمَّا عِیسَی فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِیضُ الصَّدْرِ

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب احادیث الانبیاء صفحہ نمبر۱۰۷۱ شائع کردہ مکتبۃ العصریہ بیروت)

ترجمہ:(آں حضرت ﷺ نے فرمایا) مَیں نے معراج کی رات حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا۔حضرت عیسیٰؑ گھنگریالے بال اور چوڑا سینہ رکھتے تھے۔

**مسیح موعود کا حلیہ :**

فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ، كَأَحْسَنِ مَا یُرَی مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَیْنَ مَنْكِبَیْهِ، رَجِلُ الشَّعْرِ،

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب احادیث الانبیاء صفحہ نمبر۱۰۷۱ شائع کردہ مکتبۃ العصریہ بیروت)

ترجمہ:(آں حضرت ﷺ نے فرمایا) اتنے میں کیا دیکھتا ہوں ایک شخص بہت اچھا گندمی رنگ والا جس کے بال کندھوں تک صاف سیدھے ہیں۔میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ جس پر مجھے جواب دیا گیا کہ یہ مسیح بن مریم ہیں۔

اسی حدیث میں آگے چل کر نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت دجال کو بھی دیکھا۔اس سے ظاہر ہے کہ جو مسیح آپ نے پہلے دیکھا وہ مسیح موعود تھا جس نے اس دجال کے مقابلہ کے لئے ظاہر ہونا تھا۔

**iv۔ امام امت میں سے ہو گا :**

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزولِ عیسیٰ بن مریم جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۳۶۔۱۳۷ مطبعہ دار الاحیاء الکتب العربیہ ۱۹۱۸ء)،

(صحیح بخاری جلد نمبر ۲ باب نزولِ عیسیٰ بن مریم صفحہ نمبر ۱۰۷۳ شائع کردہ مکتبۃ العضیر یہ بیروت)

ترجمہ: تمہارا کیا حال ہوگا جب ابنِ مریم تم میں نازل ہوگا وہ تم میں سے ہی تمہارا امام ہوگا۔

مِنَّا الْمَهْدِيُّ

(ناسخ التواریخ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۸۶ بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بحوالہ امام مہدی کا ظہور از مسلمات اہل سنت و تشیع از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۷ اشائع کردہ نظارت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

ترجمہ: امام مہدی ہم میں سے ہوگا۔

**v۔آنحضرت ﷺ کا اس موعود کو اپنا سلام پہنچانے کا حکم :**

وأخرج الحاكم عن أنس قال: من أدرك منكم عيسى ابن مريم فَلْيُقْرِئْهُ مني السلام

(درِمنثور از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ سورت نساء زیر آیت وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 433 دار لکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت امام حاکمؒ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ جو بھی تم میں سے مسیح ابن مریم کو پائے انہیں آنحضرت ﷺ کا سلام پہنچا دے۔

جبکہ آپ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے معراج کے دوران دوسرے انبیاء کے ساتھ مل چکے تھے:

پیغامبر ﷺ اندر شب معراج آدم و یوسف و موسیٰ و ھارون و عیسیٰ و ابراہیم را صلوات اللہ علیٰ نبینا و علیہم اجمعین اندر آسمان ما دیدم لا حالہ آں ارواح ایشان بود۔

(کشف المحجوب از حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ بمقدمہ پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۲۸۵ شائع کردہ رئیس سابق قسمت دائرۃ المعارف الاسلامی پنجاب یونیورسٹی لاہور)

ترجمہ: پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ مَیں نے معراج کی رات آدم صفی اللہ اور یوسف صدیق اور موسیٰ کلیم اللہ اور ہارون حلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین کو آسمانوں میں دیکھا تو ضرور با ضرور وہ ان کی روحیں ہی تھیں۔

(کشف المحجوب اردو از حضرت داتا گنج بخشؒ مترجم مولوی محمد حسین صاحب مناظر گوندلانوالیہ صفحہ ۳۱۷ شائع کردہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلیشرز تاجرانِ کتب کشمیری بازار لاہور)

**vi۔ آنحضرت ﷺ کا اس موعود کی بیعت کرنے کا حکم :**

فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ ، الْمَهْدِيُّ

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 1367 شائع کردہ عیسیٰ البابی الحلبی و شرکاء)

ترجمہ: جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ برف پر گھٹنوں کے بَل چل کر جانا پڑے کیونکہ وہ مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔

### vii۔ میثاق النبیین کے تابع :

بیعت اور سلامتی پہنچا کر اس موعود کی مدد کے یہ حکم بظاہر اس میثاق کے تابع تھے جو دیگر انبیاء کے ساتھ آں حضرت ﷺ سے بھی لیا گیا جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ (احزاب 8:33)

ترجمہ: اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا میثاق لیا اور تجھ سے بھی۔

### viii۔ موعود کے ذمہ وہی کام ہونا:

آں حضرت ﷺ کے لئے قرآن کریم نے پیش گوئی فرمائی:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (صف ۶۱:۱۰)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیتًا غالب کر دے۔

یہ وہ کام تھا جس کی تکمیل صرف اسی وقت ممکن تھی جب تمام مددگار ذرائع وحالات میسر آجائیں۔ شائد اسی لئے امت کے موعود مسیح ومہدی کا کام بھی غلبۂ اسلام قرار دیا گیا۔ اور اس کا بھیجنا اس دور میں مقدر کیا گیا جب سائنسی ترقی کی بدولت ذرائع نشر واشاعت بکثرت میسر ہوں۔ جیسا کہ آج ہیں۔

### ۱۲۔ خلاصۂ کلام:

نویں باب میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ بیشتر بزرگان اور اہلِ علم نے مقام خاتم النبیین کے درست معنوں کو اختیار کیا ہے اور ایسے آپ ﷺ کو نبیوں کی مہر، افضل النبیین اور آخری بمعنی منتہائے کمالاتِ نبوت اور آخری تشریعی نبی کے معنی کئے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد امت میں بروزی، ظلی اور امتی نبوت کا راستہ کھلا رکھا ہے۔ اسی طرح مندرجہ بالا مضمون میں ہم نے مستند بزرگانِ امت کی یہ وضاحت دیکھی کہ امت میں آنے والا موعود عیسیٰ بن مریم مشترک نام ہونے کے باوجود پرانے والے حضرت عیسیٰؑ نہیں بلکہ امت میں میں پیدا ہونے والا ایک علیحدہ وجود ہوگا جو اللہ سے آں حضرت ﷺ کے تابع یعنی امتی نبوت کا مقام پائے گا اور آں حضرت ﷺ کے ایک خادم کے طور پر دجال کے فتنہ کا کامیاب مقابلہ کر کے تمام ادیان پر غلبۂ اسلام کے مشن کی تکمیل کرے گا۔

یہی توجیہ اور وضاحت آں حضرت ﷺ کے عظیم الشان مقام خاتم النبیین اور نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیشگوئی کے تمام اجزاء کو مربوط طور پر باہم جوڑ کر ان کی تطبیق کرتی ہے اور کوئی اشتباہ باقی نہیں چھوڑتی۔

**(بارھواں باب یہاں ختم ہوا۔ اگلے باب کا موضوع ہوگا۔ 'پیشگوئی نزولِ مسیح اور ظہورِ امام مہدی' )**

جمیل احمد بٹ

۱۲ اگست ۲۰۱۶ء

# ۱۳ ۔ پیشگوئی نزولِ مسیح اور ظہورِ امام مہدی

## (ختمِ نبوّت کے موضوع پر کتاب کا تیرھواں باب)

جمہور مسلمان نزولِ مسیح اور ظہورِ امام مہدی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔اس بارے میں قرآنِ کریم میں اشارتی اور احادیث میں وضاحت سے خبریں موجود ہیں۔ اس باب کا موضوع ان پیشگوئیوں کی اور ان سب کے پورا ہو جانے کی تفصیل ہے۔نیز یہ کہ ان پیشگوئیوں کا مصداق ایک ہی وجود ہے۔متعلق ہونے کے سبب کسی قدر وفاتِ مسیحؑ کا بیان بھی ہے۔آخر میں اس پیشگوئی کے بارے میں میں مخالف علماء کا نقطۂ نظر اور ان کے اس خلافِ واقعہ موقف اختیار کرنے کی وجہ بھی شاملِ تحریر ہے۔ابتداً ان پیش خبریوں کے پسِ منظر کے طور پر وہ خبریں بھی درج ہیں جن کے مطابق امّتِ محمدیہ کے بہترین ہونے اور اس کے باوجود اس کے بتدریج زوال پزیر ہو جانے اور پھر از سرِ نو اس کی نشاۃِ ثانیہ کا ذکر ہے۔

### ۱۔ امتِ محمدیہ خیرِ امت ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اعلیٰ ترین روحانی مناسب عطا فرمائے۔آپ ﷺ کائنات کی تخلیق کا باعث ہیں جیسا کہ حدیثِ قدسی ہے:
**لولاک لما خلقت الافلاک** ۔ آپ ﷺ رحمت اللعالمین ہیں۔آپ ﷺ سیّد الانبیاء اور خاتم النبیین ہونے کے ناطے سب انبیاء سے افضل اور ان کے سردار ہیں۔اس بلند ترین مقام پر فائز ہونے کے سبب آپ کی امت بھی سب سے بہتر قرار پائی اور اس کے بارے میں ارشاد ہوا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (آلِ عمران ۳:۱۱۱)

ترجمہ: کہ تم سب سے بہترین امت ہو۔

تاہم یہ بہترین حالت ہمہ وقت نہ رہنی تھی۔بلکہ اس کے لئے اول و آخر دو اچھے ادوار مقدر تھے۔جبکہ درمیانی عرصہ میں اس کی حالت بتدریج خراب سے خراب تر ہوتی چلا جانا تھی۔ان دو ادوار کو آں حضرت ﷺ نے یکساں قرار دیا ہے۔جیسا کہ حضرت انسؓ نے روایت کیا کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

مثل امتی مثل المطر لا یدری اوله خیر ام اخره (ترمذی ابواب الامثال)

ترجمہ: میری امت کی مثال بارش کی سی ہے کہ نہیں معلوم کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ۔

### ۲۔ امت کا بہترین سے بتدریج انتہائی زوال :

**پہلا عروج :**

امتِ محمدیہ کے بہترین امت ہونے کے ناطے اس کا غلبہ بھی مقدر تھا۔اس ابتدائی عروج کا دور تین صدیوں تک محیط رہنا تھا۔جیسا کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُوا الْكَذِبُ (جامع ترمذی ابواب الشّھادات)

ترجمہ: بہترین لوگ میری صدی کے ہیں پھران کے بعد آنے والے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔

احادیثِ صحیحہ کے مطابق فیج اعوج اور جھوٹ کے اس زمانہ کی انتہاء پر جو خرابی ہونی تھی وہ ہمہ جہت تھی کہ مسلمان قرآن کریم میں دی گئی اسلامی تعلیمات پر عمل چھوڑ بیٹھیں گے۔ ایمان کا دعویٰ محض رسمی رہ جائے گا۔ دینی علم باقی نہ رہے گا اور علماء بھی گمراہ ہو کر ہدایت دینے کے قابل نہ رہیں گے۔ ایسی چند خبریں درج ذیل ہیں:

**i۔ امت کا بگاڑ :**

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

يوشِكُ أنْ يأتي على الناسِ زمانٌ لا يبقى من الإسلامِ إلا اسمُه ، ولا يبقى من القُرآنِ إلا رَسمُه ، مساجِدُهم عامرةٌ وهي خَرابٌ من الهُدَى

(مشکوٰۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ بتحقیق علامہ ناصر البانی فصل ثالث کتاب العلم جلد ا صفحہ نمبر ۹۱ شائع کردہ مکتب الاسلامی و کنز العمال)

ترجمہ: لوگوں پر وہ زمانہ آتا ہے کہ اسلام کا محض نام رہ جائے گا اور قرآن کے محض الفاظ (یعنی عمل جاتا رہے گا)۔ اس زمانے کی مساجد بظاہر تو آباد ہوں گی مگر نورِ ہدایت سے خالی ہوں گی۔

**ii۔ علم کا اٹھ جانا:**

بظاہر نماز روزہ کے باوجود اس زوال کی ایک دنیوی وجہ علم کا اٹھ جانا تھا جس کی خبر آں حضرت ﷺ نے یوں بیان فرمائی۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا۔ (صحیح بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے یکدم نہیں چھینے گا بلکہ عالموں کی وفات کے ذریعہ علم ختم ہوگا جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنالیں گے اور ان سے جا کر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

**iii۔ علماء کا بگڑ جانا:**

اس بگاڑ کی خبر کی تین احادیث درج ذیل ہیں:

i۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

عُلَمَاؤُهُم شَرُّ مَنْ تحتَ أديمِ السَّماءِ مِن عندِهِم تخرُجُ الفتنةُ ، وفيهم تعودُ ۔

(مشکوٰۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ کتاب العلم الفصل الثالث جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 91 شائع کردہ المکتب الاسلامی)

ترجمہ: ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے

ii۔ فَيَصِيرُ النَّاس اِلىٰ عُلَمَآ فَاِذَا هُم قِرَدَهُ وَ خَنَا زِيرُ

(کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 190 حدیث نمبر 2013 مطبع دائرہ معارف نظامیہ حیدر آباد دکن 1314ھ)

ترجمہ: لوگ ہدایت اور راہنمائی کے لئے علماء کے پاس جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔

iii۔ان علماء کو آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لئے ایک بڑا خطرہ بھی قرار دیا جیسا کہ فرمایا:

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا الَّذِي غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُكَ عَلَى أُمَّتِكَ قَالَ أَئِمَّةٌ مُضِلِّينَ

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی چیز ہے جس سے آپ کو اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ محسوس ہوتا ہے اور وہ دجال کے علاوہ ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا گمراہ کن آئمہ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد دہم حدیث نمبر 21621 مترجم مولانا ظفر اقبال ،شائع کردہ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ لاہور لٹل سٹار پرنٹر لاہور)

**iv۔ایمان کا اٹھ جانا:**

صحیح بخاری (باب تفسیر القرآن) میں مذکور آں حضرت ﷺ کی جس حدیث سے جس میں آپ نے ابنائے فارس میں سے ایک شخص کے بارے میں یہ فرمایا کہ وہ ایمان کو ثریّا ستارے سے واپس لے آئے گا۔اس میں بالواسطہ یہ خبر شامل تھی کہ مسلمان ایمان کی دولت سے محروم ہو جائیں گے یعنی ایمان صرف ظاہر میں ہوگا اور دل اس سے خالی ہوں گے تب ہی اس کی واپسی کی ضرورت پڑے گی۔جس کے لئے اللہ تعالیٰ آں حضرت ﷺ کی بعثتِ ثانیہ کے طور پر امّت میں امام مہدی کو بھیجے گا۔

## ۳۔نشاۃِ ثانیہ کی خبریں :

یہ انتہائی زوال امت کے سب سے بہتر ہونے کے مقام سے لگا نہیں کھاتا تھا اسی لئے یہ مقدّر تھا کہ پستی کی اس انتہا کو پہنچ کر عروج و ترقی کے دوسرے دَور کا آغاز ہو۔جیسا کہ درج ذیل خبروں میں بتایا گیا ہے:

**i۔اسلام کا تمام دینوں پر غلبہ:**

قرآن کریم میں ارشاد ہوا کہ

هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَ دِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۙ (توبہ ۹:۳۳)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے۔

اسلام کا دیگر تمام دینوں پر غلبہ ان ادیان کے ماننے والوں سے اہل اسلام کے رابطہ کے لئے تیز رفتار ذرائع سفر اور وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کی سہولیات کا متقاضی تھا جو اسلام کے ابتدائی دور میں میسر نہ تھے۔اس لئے علماء شروع ہی سے غلبہ کی اس خبر کو مسیح و مہدی کے ظہور سے متعلق جانتے تھے۔یہ غلبہ جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہے روحانی ہے نہ کہ مادی کیونکہ 'دینوں' پر غلبہ فرمایا گیا ہے نہ کہ 'ملکوں' پر۔

**ii۔ایمان کی واپسی:**

سورۃ جمعہ (۶۲:۴) میں آں حضرت ﷺ کی دوبارہ بعثت کی خبر کے نزول پر جب ایک صحابی نے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہوں گے جن میں آپ ﷺ کی دوبارہ بعثت ہوگی تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

«لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ، أَوْ رَجُلٌ، مِنْ هٰؤُلَاءِ»

(صحیح بخاری باب تفسیر القرآن زیرِ آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ جلد۳صفحہ۱۵۶۰المرابعہ والضبط شیخ علی محمد قطب وشیخ ہشام بخاری شائع کردہ مکتبۃ العصر یہ بیروت)

ترجمہ: اگر ایمان ثریا ستارے کی بلندی تک بھی چلا گیا تو ان لوگوں یعنی قومِ سلمان میں سے ایک مرد یا کچھ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔

یہ حدیث منجملہ ایمان کی واپسی کی خوش خبری بھی ہے۔ خواہ وہ ثرّیا ستارے تک ہی کیوں نہ چلا گیا ہو۔

### iii۔ فراوانیٔ علومِ دینیہ:

جیسا کے بتایا گیا تھا مسلمانوں کے زوال کی وجہ علومِ دینیہ کا اٹھ جانا ہوگا اس لئے دوبارہ عروج کے لئے ان علوم کی دوبارہ ترویج لازمی تھی۔ شائد اسی تناظر میں آں حضرت ﷺ نے آنے والے مسیح ومہدی کی ایک علامت یہ بتائی کہ

وَيُفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

(صحیح بخاری کتاب جلد۲ کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریمؑ صفحہ نمبر۱۰۷۳ مرابعہ وضبط شیخ محمد علی قطب وعلامہ ہشام بخاری شائع کردہ مکتبۃ العصر یہ بیروت)

ترجمہ: وہ مال تقسیم کرے گا یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔

یہ مال دنیوی مال ومتاع نہیں ہوسکتا جس کے لینے سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا بلکہ اس سے علوم دینیہ کی دولت مراد ہی ہے جس پر صحیح بخاری (کتاب العلم) کی وہ حدیث واضح قرینہ ہے جس میں اس موعود کی آمد سے قبل اہل اللہ علماء کے وفات اور اس کے نتیجہ میں علم کے ختم ہوجانے اور گمراہی پھیل جانے کی خبر دی گئی تھی۔

## ۴۔ مسیح ومہدی کے بارے میں قرآنی پیش خبریاں:

### i۔ آں حضرت ﷺ کی بعثتِ ثانی:

قرآنِ کریم میں آں حضرت ﷺ کی دوبارہ بعثت کی خبر یوں مذکور ہے:

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (جمعہ ۶۲:۴)

ترجمہ: اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

یہ پیش خبری کس طرح پوری ہونی تھی اس کی وضاحت خود آں حضور ﷺ نے اس وقت فرمادی جب اس سورۃ کے نزول پر ایک صحابی نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہوں گے جن میں آپ ﷺ کی دوبارہ بعثت ہوگی تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

«لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ، أَوْ رَجُلٌ، مِنْ هٰؤُلَاءِ»

(صحیح بخاری باب تفسیر القرآن زیرِ آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ جلد۳صفحہ۱۵۶۰المرابعہ والضبط شیخ علی محمد قطب وشیخ ہشام بخاری شائع کردہ مکتبۃ العصر یہ بیروت)

یہ حدیث مسلم کتاب الفضائل میں بھی ہے۔

ترجمہ: اگر ایمان ثریا ستارے کی بلندی تک بھی چلا گیا تو ان لوگوں یعنی قومِ سلمانؓ میں سے ایک مرد یا کچھ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔

اس حدیث سے مترشح ہے کہ اس بعثتِ ثانیہ کا مصداق عرب نہیں بلکہ اعجمی اور اہلِ فارس میں سے ہوگا اور زبردست قوتِ قدسیہ کا مالک ہوگا۔

### ii۔ آں حضرت ﷺ کی شانِ جمالی کے ظہور کی خبر :

سورۂ صف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیش خبری کو دہرایا گیا ہے کہ:

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ (صف ۶۱:۷)

ترجمہ: ایک عظیم رسول کی خوش خبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ پیش گوئی بنیادی طور پر آں حضرت ﷺ کے بارے میں ہے اور اس میں آپ ﷺ کے دوسرے نام 'احمد' کا ذکر ہے جو آپ ﷺ کی جمالی شان کے اظہار کا اشارہ ہے اور پھر آپ ﷺ کے بروز کا جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے:

وَ هُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ (صف ۶۱:۸)

ترجمہ: اور وہ پکارا جاتا ہے اسلام کی طرف۔

اس موعود کو اسلام کی طرف بلائے جانے کی اس خبر میں یہ پیش خبری نمایاں ہے کہ دین کی زندگی کے اس نقیب موعود کو اسلام سے نکلا ہوا قرار دیا جائے گا جبکہ اس موعود کے لئے آں حضرت ﷺ کے جمالی نام احمد کے حوالہ میں یہ خبر نمایاں ہے کہ وہ جنگ و جدل کو ختم کر کے دین کو جمالی طور پر پھیلائے گا۔

ان آیات کے امت میں آنے والے مسیح سے بھی متعلق ہونے پر ایک اور مضبوط قرینہ اس بیان سے متصل یہ آیت بھی ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (صف ۶۱:۱۰)

ترجمہ: وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ساتھ ہدایت کے اور دینِ حق کے تا کہ غالب کرے اس کو تمام مذاہب پر۔

تمام دینوں پر غلبہ جن دنیاوی سامانوں کا طالب تھا وہ چودھویں صدی ہجری میں پورے طور پر میسر آئے جبکہ ابتدائے اسلام میں سفر، نشر و اشاعت اور اقوام کے باہم روابط میں آسانیاں موجود نہ تھیں۔ اس لئے اس وقت تکمیلِ دین تو ہوگئی لیکن تکمیلِ اشاعتِ دین آنے والے موعود کے زمانے تک مؤخر رہی۔

ایسا چودھویں صدی میں ہی ہونا تھا جس کا ایک اشارہ اسی سلسلۂ آیات میں یوں ذکر ہوا ہے کہ:

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ (صف ۶۱:۹)

ترجمہ: اور اللہ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو۔

اور اتمامِ نور کے لئے چودھویں رات مقرر ہے۔

**iii۔ امت میں مریم اور ابنِ مریم کی صفات کے حامل وجود کی خبر:**

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا (تحریم ۶۶:۱۳)

ترجمہ: (اور اللہ نے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے) عمران کی بیٹی مریم کی (مثال دی ہے) جس نے اپنی عصمت کو اچھی طرح بچائے رکھا تو ہم نے اس (بچہ) میں اپنی روح سے کچھ پھونکا۔

حضرت مریم میں روح پھونکے جانے کا پہلے ذکر ہو چکا یعنی فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا (انبیاء ۲۱:۹۲) اس لئے اس آیت میں فِيْهِ استعمال کرنے میں 'اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ مومن جو روحانی طور پر مریمی حالت میں سے گزریں گے ان کے اندر بھی نفخِ روح ہوگا گویا وہ تمثیلاً اپنے وقت کے عیسیٰ بنائے جائیں گے'۔ (قرآنِ کریم اردو ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۱۰۵۲ حاشیہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لیمیٹڈ لندن جولائی ۲۰۰۲ء)

**iv۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بطور مثل آمد کی خبر:**

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ۔۔۔وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ

(زخرف ۴۳:۶۲، ۶۴)

ترجمہ: اور وہ یقیناً انقلاب کی گھڑی کی پہچان ہوگا۔۔۔اور جب عیسیٰ کھلے کھلے نشانات کے ساتھ آ گیا تو اس نے کہا یقیناً مَیں تمہارے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لئے آیا ہوں تمہارے سامنے بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو کھول کر بیان کروں۔

ان آیات میں آئندہ حضرت عیسیٰؑ کے بطور مثل آنے کو ایک انقلابِ عظیم کے آغاز کی علامت بتایا گیا ہے۔ان کے آنے کی جو یہ غرض فرمائی گئی ہے کہ وہ ان باتوں کو کھول دیں گے جن میں اختلاف کیا جا رہا ہوگا۔ یہ وہی کام ہے جس کے حوالے سے غالباً احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی پیشگوئی میں انہیں حکم وعدل فرمایا گیا ہے۔

پس یہ حضرت عیسیٰؑ کے بطور مثل آمد کی نوید ہے۔

**v۔مسیح موعود آنے کی بالواسطہ خبر:**

آغازِ قرآن یعنی سورۃ فاتحہ میں ہی ایسے لوگوں کی راہ سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے جن پر غضب کیا گیا اور جو گمراہ ہو گئے۔ان مغضوب اور ضالین سے بالاتفاق یہود اور نصاریٰ مراد ہیں۔ یہود اس لئے کہ انہوں نے امتِ موسویہ کے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور ان سے ٹھٹھا کیا اور نتیجتاً اللہ کے غضب کے سزاوار ہوئے۔اب ہر مسلمان ایسے لوگوں کی راہ سے بچنے کی دعا کرتا ہے تا وہ یہود کی مانند اُس مسیح کا انکار نہ کر دیں جو امتِ محمدیہ میں ظاہر ہونا ہے۔یوں یہ دعا امتِ محمدیہ میں مسیح موعود آنے کی بالواسطہ خبر ہے۔

**خلاصہ** : غرضیکہ یہ مقدر تھا کہ اسلام اپنے آغاز کے بعد تین سو سال تک ترقی یافتہ رہے گا اور پھر اگلے ہزار سالوں میں بتدریج انتہائی زوال کا شکار ہو جائے گا۔تب چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ اہلِ فارس میں سے ایک وجود کو آں حضرت ﷺ کی بعثتِ ثانیہ کا مظہر اور مثیلِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کر کے کھڑا کرے گا۔یہ مسیح ومہدی حکم وعدل ہونے کے ناطے سب اختلافات کے بارے میں درست تصفیہ کرے گا اور اپنے پُرزور قلم سے اسلام کا دفاع کر کے اس کی نشاۃِ ثانیہ کا سامان کرے گا اور ایمان کو ثریا ستارے سے واپس لا کر دلوں کو پھر نورِ یقین سے بھر دے گا اور یوں اسلام ایک بار پھر زندہ ہو جائے گا۔

**۵۔مسیح اور مہدی کی خبر احادیث میں :**

**i۔مسیح موعود نبی اللہ ہو گا :**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ ..... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ (۲) عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ ..... ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ ..... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ إِلَى اللّٰهِ ..... (صحیح مسلم جلد نمبر ۴ کتاب الفتن صفحہ نمبر ۲۲۵۴ مطبوعہ دار لاحیاء الکتب العربیہ ایڈیشن 1918ء)

ترجمہ از علامہ وحید الزماں : اور خدا کا پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے اصحاب گھرے رہیں گے۔۔۔پھر خدا کے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھ

دعا کریں گے۔۔۔پھر خدا کے رسول عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی زمین پر اتریں گے۔۔۔پھر خدا کے رسول عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی خدا سے دعا کریں گے۔

(صحیح مسلم شریف مع مختصر شرح نووی مترجم علامہ وحید الزمان حیدر آبادی صفحہ نمبر ۴۶۰، ناشر خالد احسان پبلشرز لاہور۔نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

اسی لئے ان کا انکار کفر قرار دیا گیا جیسا کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات بغیر امام مات میتۃ جاھلیۃ

(مسند حضرت امام احمد بن حنبل ؒ جلد نمبر ۴ زیرِ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ نمبر ۹۶ شائع کردہ دارِ صادر بیروت)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کو مانے بغیر مر گیا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔

پھر فرمایا:

'جس نے مہدی کو جھٹلایا اس نے کفر کیا'۔(حجج الکرامہ از نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی صفحہ نمبر ۳۵۱)

**ii۔مسیح موعود پر وحی ہو گی :**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

أَوْحَى اللهُ إِلَى عِيسَى (صحیح مسلم کتاب الفتن وشرائط الساعۃ جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۲۵۳ مطبۃ دار احیاء الکتب العربیہ سن اشاعت ۱۹۱۸ء)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجے گا۔

(صحیح مسلم شریف مع مختصر شرح نووی مترجم علامہ وحید الزمان حیدر آبادی صفحہ نمبر ۴۶۰، ناشر خالد احسان پبلشرز لاہور۔نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان)

ان احادیث میں آنحضرت ﷺ نے آنے والے موعود کو چار بار نبی اللہ فرمایا ہے اور انہیں وحی کئے جانے کا ذکر ہے جس سے درج ذیل قبیل کی تحریرات کا غلط ہونا صاف ظاہر ہے:

'حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ کا یہ دوبارہ نزول نبی کی حیثیت سے نہیں ہوگا نہ ان پر وحی نازل ہوگی'۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۵۵ اشاعت دوم مارچ ۱۹۶۲ء اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

**iii۔مسیح موعود امتی ہو گا :**

قرآنی پیش خبریوں کے مطابق احادیث میں بھی یہ بات کھول کر بیان ہوئی ہے کہ یہ موعود ایک علیحدہ وجود اور امتِ محمدیہ کا فرد ہوگا۔

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

اِمَامُكُم مِنكُم (صحیح بخاری جلد نمبر ۲ باب نزولِ عیسیٰ بن مریم صفحہ نمبر صفحہ نمبر ۱۰۷۳ شائع کردہ مکتبۃ العصریہ بیروت)

ترجمہ: وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزولِ عیسیٰ بن مریم جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۳۶۔۱۳۷ مطبعہ دار الاحیاء الکتب العربیہ ۱۹۱۸ء)

ترجمہ: (اے مسلمانو!) تمہارا کیا حال ہوگا جب ابنِ مریم تمہارے اندر نازل ہوں گے اور وہ تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔

آں حضرت ﷺ کے یہ ارشاد قرآنِ کریم کی آیت (نور ۲۴:۵۶) کی مزید وضاحت ہے جس میں پہلی قوم (بنی اسرائیل) کی طرح مسلمانوں میں سے

خلیفہ بنائے جانے کا وعدہ ہے۔آیت میں ان معنوں میں استعمال ہونے والا لفظ 'مِنکُم' ہی ان احادیث میں آیا ہے۔
قرآنِ کریم کے مطابق آں حضرت ﷺ کے ان واضح ارشادات کا،مولوی مودودی صاحب کا،درج ذیل ترجمہ اور تاویل حقیقت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش ہی کہی جاسکتی ہے۔

'ترجمہ:اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہوگا۔

حاشیہ:یعنی نماز میں حضرت عیسیٰؑ امامت نہیں کرائیں گے بلکہ مسلمانوں کا جو امام پہلے سے ہوگا اس کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے'۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر۴۱ اشاعت دوم مارچ ۱۹۶۲ء اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

گویا اس عظیم خبر کا ماحصل صرف یہی بتانا تھا کہ نماز کون پڑھائے گا؟ اور یہ خیال بھی نہ فرمایا کہ اس ترجمہ سے حدیث کا یہ دوسرا حصہ کس طرح پہلی بڑی خبر سے بے ربط ہو جاتا ہے۔

**iv۔امام مہدی کی بیعت کا حکم :**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا :

فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ، الْمَهْدِيُّ

(سنن ابنِ ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی جلد نمبر۲ صفحہ نمبر ۱۳۶۷ بروایت حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شائع کردہ ادارہ عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاء)

ترجمہ: جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بَل جانا پڑے کیونکہ وہ مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔

**v۔امام مہدی کی تائید ونصرت کا حکم :**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

**يَخْرُجُ رَجُلٌ مِن وَرَاءِ النَهرِ --- وَجَبَ علىٰ كُلِّ مُومِنٍ نَصرُهٗ اَو اِجَابَتُهٗ** (ابوداؤد کتاب المہدی آخری باب)

ترجمہ:حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں ماوراءالنہر سے ایک شخص ظاہر ہوگا۔۔۔ہر مومن پر اس کی مدد و نصرت اور قبولیت فرض ہے۔

ماوراءالنہر (سمرقند وبخارا) کا علاقہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کسریٰ سلطنت کا حصہ تھا۔اس سے اس موعود کا عجمی ہونا ظاہر ہے۔

**vi۔مسیح موعود کو سلام پہنچانے کا حکم:**

آپ ﷺ نے مسیح موعود کو اپنا سلام پہنچانے کی یوں تاکید فرمائی :

**وأخرج الحاكم عن أنس قال: من أدرك منكم عيسى ابن مريم فَلْيُقْرِئْهُ مني السلام**

(درِمنثور از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ سورت نساء زیر آیت **وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ** جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 433 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت امام حاکمؒ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ جو بھی تم میں سے مسیح ابن مریم کو پائے انہیں آنحضرت ﷺ کا سلام پہنچادے۔

آں حضرت ﷺ کا امت میں آنے والے موعود مسیح اور مہدی پر ایمان لانے، اس کی مدد کرنے اور اس کو سلام پہنچانے کی مندرجہ بالا تاکید، ہوسکتا ہے کہ اس عہد کے تحت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ سے دوسرے تمام انبیاء کی مانند لیا جیسا کہ فرمایا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ (احزاب ۳۳:۸)

ترجمہ: اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تم سے بھی۔

دیگر انبیاء سے جو میثاق لیا گیا وہ یہی تھا کہ اگلے آنے والے رسول پر ایمان لائیں اور اس کی مدد کریں۔ جیسا کہ فرمایا:

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ (آلِ عمران ۳:۸۲)

ترجمہ: پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔

آں حضرت ﷺ سے اس عہد کے لئے جانے سے آپ ﷺ کے بعد ایک رسول کا آنا لازم ٹھہرتا ہے۔ جو آپ کے مقامِ خاتم النبیین کے مطابق امّتی نبی ہو گا۔

## ۶۔ مسیح اور مہدی ایک ہی ہیں :

مسیح موعود اور امام مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اس موعود کے کاسرِ صلیب ہونے کی حیثیت میں اس کا نام مسیح ہے اور شریعت کو قائم اور ایمان کو زندہ کرنے والے کی حیثیت میں امام مہدی۔

مسیح موعود کو صحیح مسلم میں نبی اللہ کہا گیا اور انبیاء کو قرآن میں امام مہدی:

يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (انبیاء ۲۱:۷۴)

ترجمہ: وہ ہدایت پا کر ہی ہدایت دینے والے بنتے تھے۔

بطور خاص درج ذیل حدیث میں تو واضح طور پر دونوں کو ایک ہی کہا گیا ہے:

وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ (سنن ابنِ ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان جلد دوم صفحہ نمبر ۱۳۴۱ شائع کردہ عیسیٰ البابی والحلبی وشرکاء)

ترجمہ: سوائے عیسیٰ بن مریم کے اور کوئی امام مہدی نہیں۔

یہ حدیث مستدرک امام حاکمؒ ، مسند امام ابنِ ابی شیبہؒ اور علامہ طبرسیؒ کی تفسیر مجمع البیان میں بھی بیان ہوئی ہے۔

اس حدیث کی تائید میں اور بھی احادیثِ صحیحہ ملتی ہیں جیسے مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی درج ذیل حدیث:

يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَلْقَى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۱۱ دار الفکر بیروت)

ترجمہ: قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ ہو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے امام مہدی حَکم وعدل ہونے کی حالت میں ملاقات کرے۔

(امام مہدی کا ظہور از مسلمات اہل سنت وتشیع از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۱۰ شائع کردہ نظارت لٹریچر وتصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلمؒ کا اپنی صحیحین میں امام مہدی کے بارے میں کسی حدیث کو نقل نہ کرنا اور صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے متعلق احادیث کو بیان کرنا بھی اس بات پر ایک مضبوط قرینہ ہے کہ یہ دونوں بزرگ بھی یہی سمجھتے تھے کہ آں حضرت ﷺ نے ایک ہی وجود کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

امام مہدی اور مسیح موعود کی بتائے گئے کاموں میں سے بہت سے مشترک ہیں۔اسی طرح زمین پر ظاہر ہونے والی بہت سی علامات مسیح موعود کی بتائی گئیں جبکہ کسوف خسوف کے آسمانی نشان کو مسیح موعود کے بجائے امام مہدی کی علامت فرمایا گیا ۔
بعض احادیث میں حضرت عیسیٰؑ کے امام مہدی کی اقتداء کا جو ذکر ہے اس سے بظاہر اس موعود کے مقامِ مہدویت کی اوّلیت کا اظہار مقصود ہے کہ یہ حیثیت آں حضرت ﷺ کی بعثتِ ثانیہ کی مظہر ہے جبکہ مقامِ عیسویت حضرت عیسیٰؑ کی تمثیل ہے۔

دو علیحدہ وجود قرار دینے کے نتیجہ میں یہ مزید غلطی ہوئی کہ مہدی کے لئے حدیث میں فرمائے گئے الفاظ ’امامکم منکم‘ کہ یہ وجود امت میں سے ہوگا‘ کے بجائے یہ معنی کر لئے گئے کہ نماز میں امام، مہدی ہوں گے اور حضرت عیسیٰؑ مقتدی۔اور پھر یہ دیکھ کر کہ امام تو نبی کو ہونا چاہئے بعض نے یہ عقیدہ بنالیا کہ بعد از نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں رہیں گے۔گویا پہلے مقام سے بھی جائیں گے۔

## ۷۔ امت کے موعود کو عیسیٰ مسیح کا نام کیوں دیا گیا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات یافتہ ہونا قرآنِ کریم میں مذکور تھا اور خود آں حضرت ﷺ نے بھی اس کا اظہار کیا۔فوت شدہ دوبارہ دنیا میں نہیں آتے۔یہ بھی قرآن کے مطابق ایک طے شدہ مسئلہ ہے۔اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کسی بھی طور آنا ممکن نہ تھا۔اس کے باوجود آں حضرت ﷺ کا اس موعود کو مسیح عیسیٰ بن مریم کا نام دینا اپنے اندر بعض حکمتیں رکھتا تھا۔جن میں چند یہ ہیں:

### i۔امتِ محمدیہ امتِ موسویہ کے مماثل ہے:

الٰہی مشیت کے تابع سلسلۂ محمدیہ اپنے سے پہلے گزرنے والے سلسلۂ موسویہ کے مماثل ہے۔جیسا کہ یہ ارشادِ قرآنی ہے:

إِنَّآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿١٦﴾ (مزمل ۷۳:۱۶)

ترجمہ: یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔
یہ مماثلت کئی طرح ہے۔
جس طرح امتِ موسویہ شریعت کی حامل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحبِ شریعت نبی تھے اسی طرح امتِ محمدیہ شریعت کی حامل اور آنحضرت ﷺ صاحبِ شریعت نبی ہیں۔

جس طرح امتِ موسویہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت ابنِ مریم علیہ السلام آپ کے خلیفہ ہوئے۔اسی طرح سلسلۂ محمدیہ میں بھی چودھویں صدی میں بھیجے جانے والے موعود کو جہاں پہلے مسیح کے مماثل کیا گیا وہیں عیسیٰ بن مریم کا نام بھی دیا گیا۔

پھر دونوں امتوں کے ہم رنگ ہونے کے بارے میں آں حضرت ﷺ نے یہ خبر بھی دی کہ:

لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ

(جامع ترمذی کتاب الایمان باب ۱۸ جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۶ بتحقیق علامہ قاضی احمد محمد شاکر شائع کردہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: البتہ ضرور میری امت پر بھی وہ زمانہ آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا یہ (میری امت) ان (بنی اسرائیل) کے قدم بقدم چلیں گے۔

**ii۔ جمالی شان کا اظہار:**

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک جلالی شان کے نبی اور آتشی شریعت کے حامل تھے لیکن ان کے خلیفہ جو چودھویں صدی میں آئے یعنی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام وہ بلا شریعت اور ایک جمالی شان کے نبی تھے۔ آپ نے جنگ و جدال کو اٹھا دیا اور عام زندگی میں بھی بدلہ لینا موقوف کر دیا۔

آں حضرت ﷺ بزرگ تر ہونے کے سبب جلالی اور جمالی دونوں شانیں رکھتے تھے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ آپ ﷺ کا دور اوّل جلالی شان کا مظہر تھا اور جمالی شان کے اظہار کے لئے آپ ﷺ کی دوسری بعثت آخرین میں بطور مسیح عیسیٰ بن مریم قرار دی گئی۔ اور اس سبب آنے والے موعود کو یہ نام دیا گیا۔ اور ان کے لئے یہ قرار دیا گیا کہ وہ دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیں گے۔

**iii۔ دجال سے مقابلہ:**

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی طرف منسوب قوم نے توحیدِ باری تعالیٰ کا عقیدہ چھوڑ کر تثلیث کو اختیار کر لیا اور پھر اس کے پادری اور منّاد مکر و فریب اور دنیوی طاقت کے سہارے اسے چار دانگ عالم میں پھیلانے کے لئے کوشاں ہوئے۔ یہ اس قوم کا دجالی رنگ تھا اور یہی وہ سب سے بڑا تثلیثی فتنہ تھا جس سے تمام انبیاء اپنی قوموں کو ڈراتے رہے۔ اس دجال کی ہلاکت امتِ محمدیہ کے اس موعود کے ہاتھوں ہونی تھی جسے آں حضرت ﷺ کا بروز ہونا تھا۔ اس سبب بھی اس موعود کو مسیح عیسیٰ بن مریم کا نام دیا گیا کہ تا جس نبی سے منسوب لوگوں نے اس دجل کو دنیا میں پھیلایا۔ اسی کے مثیل ایک امتی کے ہاتھوں یہ فتنہ اپنے انجام کو پہنچے۔

حقیقت یہی ہے کہ پیش گوئی کا ماحصل امت میں سے ایک وجود کو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے مقام و مرتبہ اور نام کے ساتھ مبعوث کیا جانا ہے۔ اس وجود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جدا ہونا تھا اسی لئے باوجود یکہ آں حضرت ﷺ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے معراج میں مل چکے تھے آپ ﷺ نے اس موعود کو اپنا سلام پہنچانے کی تاکید فرمائی جیسا کہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

**۸۔ صرف نام:**

ایک نبی کی دوبارہ آمد کی پیش گوئی اور اللہ تعالیٰ کا اسے دوسرے نبی کو صرف نام دے کر پورا کرنے کی ایک نظیر پہلے بھی موجود ہے۔ تورات میں حضرت ایلیاء کا آسمان پر جانا اور پھر امّت موسویہ کے مسیح سے قبل دوبارہ آنے کی خبر دی گئی تھی۔ جیسا کہ لکھا ہے:

'ایلیا بگولے میں آسمان پر چلا گیا'۔ (۲ سلاطین ۲:۱۱)

'دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا'۔ (ملاکی ۴:۵)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو یہود نے یہی اعتراض اٹھایا کہ مسیح سے پہلے ایلیاء کا آنا تھا جو نہیں آئے۔ تب حضرت عیسیٰؑ نے

حضرت یوحنّا کو اس پیش گوئی کا مصداق قرار دیتے ہوئے فرمایا:

'میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آ چکا اور انہوں نے اسے نہیں پہچانا'۔ (متی ۱۷:۱۲۔۱۳)

یہود نے نہ مانا اور حضرت عیسیٰ کا انکار کر دیا اور آج تک اسی ایلیاء اور اس کے بعد آنے والے مسیح کے نہ ختم ہونے والے انتظار میں مبتلا ہیں۔ ان کے سامنے تو ایسی کوئی مثال موجود نہ تھی لیکن اب اس نظیر کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کے لئے حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کی پیش خبری کا ایک امّتی کو مسیح موعود بنا کر پورا کیا جانے کو سمجھنا آسان ہے۔

**الگ الگ حلیے:**

امّت محمدیہ میں آنے والے موعود کو صرف مسیح ابن مریم کا نام دیا گیا ہے۔ ورنہ ان کا علیحدہ وجود ہونا اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ آں حضرت ﷺ نے پہلے مسیح اور آنے والے مسیح کے جو حلیے بیان فرمائے ہیں وہ الگ الگ ہیں۔ یہ دونوں احادیث درج ذیل ہیں:

**حضرت عیسیٰؑ کا حلیہ:** آں حضرت ﷺ نے واقعہ معراج میں حضرت عیسیٰؑ کو دیکھ کر ان کا جو حلیہ بیان فرمایا وہ یہ ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رَأَيْتُ عِيسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ، فَأَمَّا عِيسَى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: مَیں نے معراج کی رات حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین کو دیکھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ، گھنگریالے بال، چوڑا سینہ رکھتے تھے۔

(صحیح بخاری جلد۲ کتاب احادیث الانبیاء صفحہ نمبر۱۰۷۱ حدیث نمبر ۳۴۳۸ مراجعہ وضبط شیخ احمد قطب و علامہ ہشام بخاری شائع کردہ المکتبۃ العصریہ بیروت)

**مسیح موعود کا حلیہ:** درج ذیل حدیث میں آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کا بالکل مختلف حلیہ بیان فرمایا ہے۔ یہ فرق بظاہر اسی سبب ہے کہ یہ حلیہ آنے والے مسیح موعود کا ہے جس پر یہ مضبوط قرینہ ہے کہ یہ دجال کے ذکر کے ساتھ ہے جس کا قتل مسیح موعود کے فرائض میں سے ایک تھا۔

«وَأَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ، كَأَحْسَنِ مَا يُرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ، رَجِلُ الشَّعْرِ، يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً، وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: هٰذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلاً وَرَاءَهُ جَعْداً قَطَطاً، أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ، وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ»

(صحیح بخاری جلد۲ کتاب احادیث الانبیاء صفحہ نمبر۱۰۷۱ حدیث نمبر ۳۴۳۹ ، ۳۴۴۰ مراجعہ وضبط شیخ احمد قطب وعلامہ ہشام بخاری شائع کردہ المکتبۃ العصریہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مَیں رات کو خواب میں اپنے تئیں دیکھتا ہوں جیسے مَیں خانہ کعبہ کے پاس ہوں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں ایک شخص بہت اچھا گندمی رنگ والا جس کے بال صاف کندھوں تک سیدھے تھے، اس کے سَر سے پانی ٹپک رہا تھا وہ اپنے دونوں ہاتھ دو اشخاص کے کندھوں پر رکھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ مَیں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے مجھے بتایا گیا کہ یہ عیسیٰ بن مریم ہے۔ پھر مَیں نے اس کے پیچھے ایک اور شخص کو دیکھا جو چوڑے سینہ والا تھا اور دائیں آنکھ سے کانا تھا ابنِ قطن سے بہت مشابہ تھا اپنے ہاتھوں کو ایک شخص کے کندھوں پر رکھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ مَیں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو انہوں نے کہا کہ مسیح الدجال ہے۔

ان احادیث کے مطابق جو حضرت عیسیٰ بن مریم دو ہزار سال پہلے گزرے تھے وہ سرخ رنگ کے تھے اور ان کے بال گھنگریالے تھے جبکہ آنے والے مسیح موعود کا رنگ گندمی اور بال سیدھے ہوں گے۔ یعنی ان سے بالکل مختلف۔

## ۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے :

قرآنِ کریم میں بالوضاحت اور بتکرار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت شدہ ہونا بیان ہوا ہے اور تیس آیاتِ قرآنیہ میں براہِ راست وفات کا ذکر ہے یا ان سے وفاتِ مسیح کا استنباط ہوتا ہے۔ پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی احادیثِ مبارکہ میں حضرت عیسیٰ کا وفات یافتہ ہونا بیان ہوا اور آپ ﷺ نے معراج میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ انبیاء کے ساتھ بھی دیکھا۔

آں حضرت ﷺ کی وفات کے موقع پر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پہلا اجماع اس بات پر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی اور صحابی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کا ذکر نہ کیا۔

اصحابِ رسول ﷺ کے اس اجماعی فیصلہ کے علاوہ بھی بعض اصحاب کے ایسے آثار موجود ہیں جن میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ فرمایا اس میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑا اور معتبر نام ہے۔ موضوع زیرِ بحث سے متعلق ہونے کے سبب وفاتِ مسیح پر ان تمام دلائل میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

### وفاتِ مسیح پر آیاتِ قرآنیہ :

i۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں :

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ ۭ (آلِ عمران ۳:۱۴۵)

ترجمہ از حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ : اور محمد ﷺ نہیں مگر رسول۔ یعنی گزر گئے اور مر گئے ان سے پہلے پیغمبر یقیناً وہ بھی مریں گے۔ پس کیا اگر وہ اپنی موت مر جائیں گے یا مارے جائیں گے تو تم ایڑیوں کے بل اپنے پہلے مذہب یعنی کفر کی حالت میں پلٹ جاؤ گے۔

(تفسیرِ مظہری از حضرت قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتیؒ ، تشریحی ترجمہ از سیّد عبدالدائم جلالی جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۷۷ ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی نمبر ۱)

مستند عربی لغت تاج العروس کے مطابق خَلَا فُلَانٌ اِذَ مَاتَ یعنی جب کوئی شخص مر جائے تو کہتے ہیں خَلَا فُلَانٌ یعنی فلاں شخص گزر گیا اور آیت میں تو خَلَا کے معنی یہ فرما کر متعین کر دئے گئے ہیں کہ کہ اَفَاِنِ مَّاتَ اَو قُتِلَ یعنی طبعی موت یا قتل۔

### ii۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پہلے اور رفع بعد میں :

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ (آلِ عمران ۳:۵۶)

ترجمہ: جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں۔

یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے رفع کا ذکر کرتی ہے۔ یہ رفع اللہ کی طرف ہے نہ کہ آسمان کی طرف اور اللہ کی طرف رفع روحانی روحانی ہی ہو سکتا ہے نہ کہ جسمانی اور روحانی رفع کے معنی درجات کی بلندی ہے جس کا واقع ہو جانا اس بات سے ظاہر ہے کہ آں حضرت ﷺ نے واقعۂ معراج میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ دیکھا۔ ( صحیح بخاری و صحیح مسلم )

پس جبکہ دوسرا امر ہو چکا یعنی اللہ کی طرف رفع تو لازم ہے کہ اوّل الذکر واقعہ یعنی وفات پہلے ہو چکا ہو۔

متوفیك کے معنی قبضِ روح یعنی وفات دینے کے ہیں۔مستند عربی لغت تاج العروس میں لکھا ہے:

توفی فلان : اذامات

یعنی کسی کی توفی کے معنی ہیں کہ فلاں شخص مر گیا۔

ان معنوں پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل روایت صحیح بخاری میں درج ہے:

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿مُتَوَفِّيكَ﴾[1]: مُمِيتُكَ

(صحیح بخاری جلد۳ صفحہ نمبر ۱۴۱۰ کتاب التفسیر تفسیر سورت مائدہ زیرِ حدیث نمبر ۴۶۲۲ شائع کردہ مکتبۃ العصریہ بیروت)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا متوفیك کے معنی ہیں کہ مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں۔

ویسے بھی یہ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب لفظ توفی باب تفعّل میں ہو، اللہ فاعل ہو اور ذی روح مفعول تو اس کے معنی سوائے موت یا نیند (جو موت ہی کی صورت ہے) اور کوئی معنی نہیں ہوتے۔نیند کے معنی کرنے کے لئے قرینہ چاہئے ہوگا۔اگر یہ قرینہ نہ ہو موت ہی معنی ہوں گے۔قرآنِ کریم میں لفظ توفی ۲۳ بار قبضِ روح کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور وفات کے بعد صرف رفع روحانی ہی ممکن ہے۔

اگر یہ اصرار کیا جائے کہ **متوفیک** کے معنی پورا پورا اٹھا لینا ہیں تو اس کے بعد لفظ **رافعک** کے کوئی معنی نہیں رہتے کیونکہ جو وجود پہلے ہی جسم و روح کے ساتھ پورا پورا اٹھا لیا گیا ہو اس کا پھر روحانی یا جسمانی رفع کیا ہوگا۔

پھر اللہ کا کسی کو اٹھا لینا محاورتاً وفات کے معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے۔اس لئے متوفیك کے یہ معنی کرنا بھی دراصل یہی رہتے ہیں کہ مَیں تجھے موت دینے والا ہوں۔

غرضیکہ یہ آیت بہرصورت وفاتِ مسیح پر دال ہے۔

**iii۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بزبان خود اپنی وفات کا اظہار :**

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک مکالمہ درج ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں:

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ (مائدہ ۵:۱۱۸)

ترجمہ وتشریح: وكنت عليهم شهداً ، رقيباً حاضراً أراعيهم ، وأعلمهم ، ما دمت فيهم ، أي ما بقي مني وجود بقية ، فلما توفّيتني ، أفنيتني بالكلية بك ، كنت أنت الرقيب عليهم ، لفنائي فيك ، وأنت على كل شيء شهيد

(تفسیر القرآن الکریم از شیخِ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۳۵۴ شائع کردہ دار الاندلس للطباعۃ والنشر والتوریع بیروت)

ترجمہ: وكنت عليهم شهداً مَیں اُن کا نگران حاضر تھا اور ان کی دیکھ بھال کرتا تھا اور اُن کو تعلیم دیتا تھا ما دمت فيهم یعنی جب تک مَیں ان میں باقی رہا فلما توفّيتني جب تو نے مجھے کلی طور پر فنا کر دیا كنت أنت الرقيب عليهم میرے فنا ہونے کی وجہ سے تو ان پر نگران تھا۔

اس آیت میں واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی وفات اور بعد وفات اپنی قوم میں واقع ہونے والی گمراہی سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔آپ کے قیامت تک یوں لاعلم رہنے سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں کبھی نہیں آئیں گے۔

**ان معنوں پر آں حضرت ﷺ کی گواہی:** اس مکالمہ کے ان معنوں کے درست ہونے پر صحیح بخاری میں درج یہ حدیث ایک مضبوط گواہی ہے جس میں آپ

ﷺ فرشتوں کو اپنے بعض اصحاب کو حوضِ کوثر سے دور لے جانے پر انہیں اپنا اصحاب شناخت کریں گے تو فرشتے کہیں گے کہ:

إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ ۔۔۔ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ المائدہ زیر آیت وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۔۔۔ جلد 3 صفحہ 1411 مکتبۃ العصریہ بیروت)

ترجمہ: آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔۔۔ بے شک یہ تو اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے تھے۔

تب آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ المائدہ زیر آیت وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۔۔۔ جلد 3 صفحہ 1411 مکتبۃ العصریہ بیروت)

ترجمہ: کہ مَیں یہ سن کر وہی کہوں گا جو ایک نیک بندے (عیسیٰ بن مریم) نے کہا۔

اور پھر یہ الفاظِ قرآن پڑھے:

﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ المائدہ زیر آیت وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۔۔۔ جلد 3 صفحہ 1411 مکتبۃ العصریہ بیروت)

ترجمہ: جب تک مَیں ان میں رہا ان کا نگران تھا جب تو نے مجھے وفات دے دی تو ہی ان کا نگران تھا اور تو سب نگرانوں سے اچھا نگران ہے۔

آں حضرت ﷺ کے اپنے لئے بعینہٖ اس فقرہ کے استعمال سے توفی کے معنی موت ہونے میں کوئی اشتباہ نہیں رہتا اس طرح یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر واضح دلیل ٹھہرتی ہے اور اس کے کوئی اور معنی کرنا آں حضرت ﷺ سے اختلاف کرنا ہے۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا احادیث میں مزید ذکر:

درج ذیل احادیث واضح طور پر وفاتِ مسیح کا ذکر کرتی ہیں:

i۔ اَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِينَ وَمِائَةَ سَنَةٍ

(المعجم الکبیر از حضرت امام طبرانیؒ بتحقیق علامہ حمدی عبدالحمید سلفی، حدیث نمبر 1031۔ جزو ثانی والعشرون۔ ناشر مکتبہ ابن تیمیہؒ، قاہرہ، مصر)

(کنز العمال باب ثانی الفصل الاوّل فی فضائل سائرہ الانبیاء جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۴۷۹ شائع کردہ مؤسسۃ الرسالہ)

(شرح مواہب اللدنیہ از امام زرقانیؒ جزو اوّل صفحہ نمبر ۳۴ الطبعۃ الاولیٰ بالمطبعۃ الازھریہ المصریہ سنِ اشاعت ۱۳۲۵ھ)

(حجج الکرامہ از نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی صفحہ نمبر ۴۲۸ مطبع شاہجہاں واقع بلدہ بھوپال حلیہ انطباء توستنید)

ترجمہ: یقیناً عیسیٰ بن مریم ایک سو بیس برس زندہ رہے۔

ii۔ لو كان موسى وعيسى حيين لما وسعهما إلا اتباعى

(تفسیر ابنِ کثیر سورت آلِ عمران زیرِ آیت وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۷۸ مکتبہ توفیقیہ امام الباب الخضر (سیّدنا الحسین))

ترجمہ: اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔

(تفسیر ابنِ کثیر اردو ترجمہ از مولانا محمد میمن جونا گڑھی صفحہ نمبر ۸۵ شائع کردہ نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

iii۔ مَا مِنْ مَنْفُوسَةٍ فِي الْيَوْمِ يَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ حَيَّةٌ۔

(مسلم کتاب الفضائل الصحابہ و بخاری کتاب العلم و کنز العمال)

ترجمہ: آج کوئی جاندار ایسا نہیں کہ اس پر سو سال آوے اور وہ فوت نہ ہو۔

iv۔ إِنَّ لِلّٰهِ رِيحًا يَبْعَثُهَا عَلٰى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ تَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ (مستدرک امام حاکم کتاب الفتن)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے بعد ایک ایسی ہوا بھیجتا ہے جو ہر مومن کی روح قبض کر لیتی ہے۔

v۔ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ ...قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَ عِيسٰى (بخاری بنیان الکعبہ باب المعراج)

ترجمہ: پھر ہم اور بلند ہوئے اور دوسرے آسمان پر پہنچے۔۔۔جبریل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں۔

واقعہ معراج کے بارے میں یہ حدیث جو مسلم اور نسائی میں بھی ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک اور فوت شدہ نبی کے ساتھ دوسرے آسمان پر ہونا بتاتی ہے۔ زندہ اور مردہ کیوں کہ باہم نہیں ہو سکتے اس لئے اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح فوت شدہ ہونا ظاہر ہے۔

## صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا وفاتِ مسیح پر اجماع :

اوپر مذکور آیتِ قرآنی (آلِ عمران ۳:۱۴۵) کے ان معنوں پر کہ حضرت عیسیٰ سمیت تمام گزشتہ انبیاء فوت ہو چکے ہیں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آں حضرت ﷺ کی وفات پر اس وقت اجماع کیا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آں حضرت ﷺ کی وفات کا اعلان کیا اور بطور دلیل یہ آیت پڑھی جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت تمام اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جان لیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دیگر تمام انبیاء کی طرح فوت ہو گئے ہیں۔ (بحوالہ سیرت ابنِ ہشام اردو ترجمہ از امجد میلسوی جلد دوم صفحہ نمبر 529 مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

صحیح بخاری میں یہ واقعہ درج ذیل الفاظ میں بیان ہوا اور نسائی اور ابنِ ماجہ میں بھی انہی الفاظ میں روایت ہوا ہے۔ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا اجماع ہے اور وفاتِ مسیح پر ایک مضبوط دلیل ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ : ۔۔۔ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّداً ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّداً قَدْ مَاتَ ،وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ . قَالَ الله :

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ۚ

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ ووفات جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۳۴۳۔۱۳۴۴ مراجعہ وضبط شیخ علی قطب وعلامہ ہشام بخاری ادارہ مکتبۃ العصر یہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس ؓ سے روایت ہے۔۔۔(وصالِ نبی ﷺ کے وقت) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

(اے لوگو!) تم میں سے جو کوئی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ یقین کر لے کہ وہ ہمیشہ زندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں اور آپ سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں۔

## بیشتر بزرگانِ امت وفاتِ مسیح کے قائل تھے:

گو بعض گزشتہ علماء نے غالباً نزول مسیح کی پیش گوئی کے زیرِ اثر غلط فہمی کا شکار ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانا ہے لیکن ہر دور میں ایسے علماء بھی رہے

ہیں جو حقیقت شناس تھے اور جنہوں نے قرآن وحدیث کے فرمودات کو روایات پر ترجیح دی اور وفاتِ مسیح کے قائل رہے۔ایسے چند بزرگان کے اسمِ ہائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (طبقات الکبریٰ از ابن سعد جلد ثالث صفحہ نمبر ۳۹ مطبوعہ بیروت)

۲۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ مائدہ)

۳۔ حضرت جارود بن معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مختصر سیرت الرسول ﷺ از علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ ۱۸۷ مطبوعہ بیروت)

۴۔حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (مجمع بحارالانوار از حضرت امام محمد طاہر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۲۸۶ مطبع نول کشور)

۵۔شیعہ بزرگ علامہ قمی (اکمال الدین صفحہ نمبر ۲۱۹ مطبعۃ الحیدریہ۔النجف)

۶۔شیعہ علام علامہ جبائی (مجمع البیان از علامہ طبرسی جز ثالث صفحہ نمبر ۲۶۹ بیروت)

۷۔حضرت امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (اپنی کتاب مجموعہ الرسائل الکبریٰ جز اوّل صفحہ نمبر ۸۰۔۸۱ طبع اوّل ۱۳۲۳ھ مصر)

۸۔امام ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ (اپنی کتاب زادالمعاد جز اوّل صفحہ نمبر ۸۴ مطبوعہ بیروت)

۹۔علامہ ابومسلم اصفہانیؒ (تفسیرِ کبیر از امام رازیؒ جز ثامن سفحہ نمبر ۱۱۶ طبع ثانی دارالکتب العلمیہ تہران)

۱۰۔ حضرت امام محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تفسیر القرآن جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۹۶ مطبع بیروت)

۱۱۔ حضرت امام ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ (اپنی کتاب المحلیٰ جز اوّل صفحہ ۲۴ مطبع مصر)

۱۲۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی کتاب کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۸۵ شایع کردہ پنجاب یونیورسٹی لاہور)

ان بزرگان کی تحریروں میں سے تین درج ذیل ہیں:

i۔حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

ولقد قُبض في الليلة التي عُرجَ فيها بروح عيسى ابن مريم ليلة سبعٍ وعشرين من رمضان

(طبقات الکبریٰ از حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ زیرِ عنوان ذکر عبدالرحمٰن بن ملجم جز واوّل صفحہ نمبر ۲۸ ناشر مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور پاکستان)

ترجمہ: اور اس رات وہ شخص (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) فوت ہوئے جس رات حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی روح آسمانوں پر اٹھائی گئی یعنی رمضان کی ۲۷ رات۔

ii۔حضرت امام ابنِ قیمؒ نے لکھا:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی روح کے ساتھ خارقِ عادت طور پر معراج کا واقعہ پیش آیا۔جبکہ دیگر انبیاء کی ارواح وفات کے بعد جسم سے جدا ہو کر آسمان کی طرف بلند ہوئیں اور اپنے مقام پر جا ٹھہریں۔(زادالمعاد از امام ابنِ قیمؒ صفحہ نمبر ۳۰۲ جلد اوّل مطبع کانپور)

iii۔حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ نے لکھا:

پیغامبر گفت ﷺ اندر شب معراج آدم و یوسف و موسیٰ و ھارون و عیسیٰ و ابراہیم را صلوات اللہ علیٰ نبینا و علیہم اجمعین اندر آسمان ما دیدم لا حالہ آل ارواح ایشان بود۔(کشف المحجوب از حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ بمقدمہ پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۲۸۵ شائع کردہ رئیس سابق قسمت دائرۃ المعارف الاسلامی پنجاب یونیورسٹی لاہور)

ترجمہ از مولوی محمد حسین صاحب مناظر : پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ مَیں نے معراج کی رات آدم صفی اللہ اور یوسف صدیق اور موسیٰ کلیم اللہ اور ہارون حلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین کو آسمانوں میں دیکھا تو ضرور باضرور وہ ان کی روحیں ہی تھیں۔

(کشف المحجوب از حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ اردو ترجمہ از مولوی محمد حسین صاحب مناظر گوندلانوالیہ صفحہ ۳۱۷ شائع کردہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلیشرز تاجرانِ کتب کشمیری بازار لاہور)

**ان حوالوں پر جرح اور جواب :**

i۔ مولوی محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے حضرت امام مالکؒ اور امام ابنِ حزمؒ کو ان کی وفاتِ مسیح کے بارے میں واضح تحریروں کے باوجود ان کو اس بنیاد پر حیاتِ مسیح کا قائل ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ دونوں نزولِ مسیح کے قائل تھے۔

(کتابچہ نزولِ عیسیٰؑ از مولوی یوسف لدھیانوی صفحہ نمبر ۶ تا ۲۲ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**جواب:** جب یہ واضح ہو چکا ہے کہ نزول سے مراد آسمان سے نازل ہونا نہیں بلکہ اس لفظ کے عام عربی استعمال کے مطابق دنیا میں پیدا ہونے والی چیزوں کو بھی نازل شدہ کہہ دیا جاتا ہے اور قرآنِ کریم میں خود آں حضرت ﷺ کے لئے نزول کا لفظ آیا ہے تو پھر یہ ماننا کیوں ممکن نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں او نازل بھی ہوں گے یعنی اسی دنیا میں پیدا ہوں گے جس کی عملی شکل حضرت امام ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں یوں ہے:

وَجَبَ نُزُوْلُهٗ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مُتَعَلِّقًا بِبَدَنٍ اٰخَرَ

(تفسیر شیخِ اکبر بر حاشیہ عرائس البیان بحوالہ ختم نبوت کی حقیقت از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر ۲۶۔۲۷ مطبوعہ نظارت اشاعت وتصنیف ربوہ ۱۹۷۳ء)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخری زمانہ میں کسی دوسرے بدن کے ساتھ متعلق ہوگا۔

یعنی یہ نزول بروزی شکل میں ہوگا۔

ii۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح بخاری میں مندرج روایت کے توڑ کے لئے مولوی یوسف لدھیانوی صاحب نے درمنثور سے ایک قول نقل کیا ہے

(کتابچہ نزولِ عیسیٰؑ از مولوی یوسف لدھیانوی صفحہ نمبر ۲۳ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**جواب:** یہ قول بلا سند ہے اور کسی مستند کتاب میں سند کے ساتھ درج نہیں نہ طبری میں نہ ابنِ کثیر میں اور نہ تفسیر ابن عباسؓ میں۔

(بحوالہ کتابچہ **ولکن شبہ لھم** از ایچ ایم طارق صاحب صفحہ نمبر ۳۴ مطبوعہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز یوکے)

دوسرے بخاری کی اس روایت کو مولوی صاحب نے اس بنیاد پر ضعیف اور منقطع فرمایا ہے کہ اس کے ایک راوی علی بن طلحہ کا سماع حضرت ابنِ عباسؓ سے ثابت نہیں۔ (کتابچہ نزولِ عیسیٰؑ از مولوی یوسف لدھیانوی صفحہ نمبر ۲۳ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

**جواب:** حقیقت یہ ہے کہ علمِ حدیث میں درک رکھنے والے علماء نے بار بار علی بن ابی طلحہ کی سند کو ثقہ اور مضبوط قرار دیا ہے جیسے حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ نے اتقان میں (جزو ۳ صفحہ نمبر ۳۲۱ مطبوعہ مصر) ، علامہ ابنِ حجرؒ نے (اتقان جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۲۱ مصر) اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

نے الفوز الکبیر میں (صفحہ ۱۵ مطبع علمی دہلی)۔اس لئے یہ اعتراض بے وزن ہے۔

(بحوالہ کتابچہ **ولکن شبہ لھم** از ایچ ایم طارق صاحب صفحہ نمبر ۳۱۔۳۳ مطبوعہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز یو کے)

iii۔ان دو بزرگوں کے علاوہ بھی اگر کسی اور بزرگ اور عالم کو نزولِ عیسیٰؑ کے عقیدہ کا حامل ہونے کی بنیاد پر حیاتِ مسیح کا قائل بتایا جائے جیسے وہ ۳۰ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین جن کی فہرست کتابچہ نزولِ مسیح از مولوی محمد یوسف لدھیانوی مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے صفحہ نمبر ۲۹ پر درج کی گئی ہے۔ تو اس کا بھی یہی جواب ہوگا کہ نزول عیسیٰؑ کے عقیدہ کے ساتھ حیاتِ مسیح کا عقیدہ لازم نہیں کیونکہ دنیا میں پیدا ہونے پر بھی لفظ نزول بولا جاتا ہے۔

**زمانۂ حال کے علماء جو وفات مسیح کے قائل تھے:**

گزشتہ علماء کی طرح حالیہ زمانہ کے اکثر علماء بھی وفاتِ مسیح کے قائل ہیں۔ایسے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔علامہ محمود شلتوت مفتی مصر (ان کی کتاب الفتاویٰ صفحہ نمبر ۶۳ دالشروق)

۲۔علامہ مفتی محمد عبدہ (اپنی تفسیر القرآن جز ثالث صفحہ نمبر ۳۱۶ مطبع المنار قاہرہ)

۳۔علامہ رشید رضا (اپنی تفسیر القرآن جز ثالث صفحہ نمبر ۳۱۷ طبع ثانی مطبع دار المنار، قاہرہ ۱۳۶۶ھ)

۴۔علامہ مصطفیٰ المراغی (اپنی تفسیر المراغی جز ثالث صفحہ نمبر ۱۶۹ مکتبہ الطبع مصطفیٰ البابی مصر)

۵۔علامہ ڈاکٹر محمود حجازی پروفیسر جامعہ ازہر (اپنی تفسیر الواضح جز اوّل صفحہ نمبر ۶۴ مطبوعہ قاہرہ)

۶۔استاد عبدالوہاب النجار (اپنی کتاب قصص الانبیاء صفحہ نمبر ۴۲۳ مطبوعہ بیروت)

۷۔حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ آف چاچڑاں شریف کوٹ مٹھن (اشاراتِ فریدی حصہ چہارم مطبع رفیقِ عام لاہور ۱۳۴۶ھ)

۸۔علامہ عبیداللہ سندھی ۹۔سرسیّد احمد خان آف علی گڑھ ۱۰۔مولانا ابوالکلام آزاد ۱۱۔علامہ عنایت اللہ شرقی ۱۲۔غلام احمد پرویز صاحب

۱۳۔علامہ اقبال ۱۴۔مولوی چراغ علی ۱۵۔مفتی محمد یوسف صاحب اکوڑہ خٹک ۱۶۔علامہ شورائی بھی وفاتِ مسیح کے قائل تھے۔

**حیات مسیح ماننے والے مسلمان، عیسائیوں کے ہم عقیدہ ہیں:**

حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے والے مسلمان درج ذیل دو جہت سے عیسائیوں کے ہم عقیدہ ہیں:

۱۔دونوں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

۲۔دونوں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ آسمان سے اتریں گے۔

اس عقیدہ کے حامل لکھوکھا مسلمان اس جرح پر لاجواب ہو کے عیسائی ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں کہ قرآنِ کریم کی رو سے حضرت نبیٔ کریم ﷺ سے کفار نے جسم سمیت آسمان پر چڑھ کر اور اتر کر دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ ایسا نہ کر سکے بلکہ یہ فرما کر معذرت کر لی کہ:

اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۷:۱۴)

ترجمہ: مَیں تو ایک بشر رسول کے سوا کچھ نہیں۔

یعنی کوئی بشر اور کوئی رسول آسمان پر نہیں چڑھ سکتا لیکن حضرت عیسیٰؑ آسمان پر چڑھ گئے، وہاں زندہ ہیں اور پھر اتریں گے اور دنیا کی اصلاح کریں گے تو یقیناً

وہ ایک بشر یا رسول سے زائد یعنی مافوق البشر اور مافوق الرسول ہیں اور اس لئے خدا کے بیٹے اور مظہر الوہیت ہیں۔

## حیاتِ مسیح کا عقیدہ عیسائی اثر کا نتیجہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ عقیدہ آیا ہی ان بڑی تعداد میں مسلمان ہونے والے عیسائیوں سے ہے جن کی پوری تعلیم کا انتظام نہ ہو سکا اور وہ اپنے پرانے خیالات ساتھ لائے اور بعض آیات کے غلط فہم کے ساتھ مسلمانوں پر اثر انداز ہوئے۔ یہاں تک کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ رائج ہو گیا۔ گو اس کے خلاف ہر دور میں بزرگان اور علماء نے آواز بھی اٹھائی۔

حیاتِ مسیح کے عقیدہ کا عیسائی اثر کے تابع ہونے کا اعتراف عام طور پر کیا گیا ہے۔

علامہ ابنِ قیمؒ نے زاد المعاد میں، علامہ زرقانیؒ نے شرح زرقانی میں اور نواب صدیق حسن خان نے تفسیر فتح البیان میں اس عقیدہ کو کہ حضرت عیسیٰؑ ۳۳ برس کی عمر میں مرفوع ہوئے نصاریٰ سے مروی قرار دیا ہے۔

سر سیّد احمد خان صاحب نے لکھا ہے :

'علمائے اسلام نے بہ تقلید بعض نصاریٰ کے قبل اس کے کہ قرآن پر غور کریں یہ تسلیم کر لیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں'۔

(تفسیر احمد حصہ اوّل جلد ۴ صفحہ نمبر ۴۷ مطبع مفیدِ عام آگرہ ۱۹۰۳)

علامہ عبید اللہ سندھی نے لکھا ہے:

'یہ جو حیات عیسیٰ لوگوں میں مشہور ہے یہ یہودی کہانی نیز صابی من گھڑت کہانی ہے'۔ (تفسیر الہام الرحمٰن صفحہ نمبر ۲۴ ناشر علامہ مولانا محمد معاویہ)

مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے :

'یہ عقیدہ اپنی نوعیت میں ہر اعتبار سے ایک مسیحی عقیدہ ہے اور اسلامی شکل ولباس میں نمودار ہوا ہے'۔ (نقشِ آزاد صفحہ نمبر ۱۰۲ ناشرین کتاب منزل لاہور)

## حیاتِ مسیح کے حق میں قرآنی آیات؟

قرآنِ کریم میں ایک بھی آیت ایسی نہیں جس میں حیاتِ مسیح کا ذکر ہو یا ان کے آسمان پر جانے کا تذکرہ۔ اس کے برخلاف ان کی وفات کا بار بار مختلف پیرایہ میں ذکر ہے اور شائد اس لئے کہ دنیا کی آبادی کا ایک بڑا حصہ انہیں خدائی میں شریک قرار دیتا ہے اور اللہ شرک کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ یہ حقیقت کہ قرآن حیاتِ مسیح کے ذکر سے خالی ہے اس بات سے عیاں ہے کہ حیاتِ مسیح کے اثبات میں مولوی یوسف لدھیانوی صاحب کا کتابچہ 'نزولِ عیسیٰؑ' قرآن کے ذکر کے بغیر شروع ہی اس طرح ہوتا ہے:

'حضرت عیسیٰؑ کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ اختلافی نہیں بلکہ آں حضرت ﷺ سے لے کر مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ دہلوی تک امت کا اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے'۔ (شناخت از مولوی یوسف لدھیانوی صفحہ نمبر ۲ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

اس بیان میں قرآنِ کریم کا کوئی ذکر نہ کرنا اسی سبب ہے کہ قرآنِ کریم حیات کے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات یافتہ ہونے کو بار بار دہراتا ہے۔ یہاں آں حضرت ﷺ کا حوالہ بھی صرف ان پیش خبریوں کی بنیاد پر ہے جن میں نزولِ عیسیٰؑ کی خبر دی گئی ہے جبکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ لفظ نزول کئی معنوں میں ہے اور اس سے از خود حیات کا مضمون نہیں نکلتا۔ وگرنہ کوئی ایک بھی صحیح حدیث ایسی نہیں جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جبکہ ایسی احادیث موجود ہیں اور پہلے ذکر ہوئی ہیں جن میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا صاف صاف ذکر ہے۔

رہی اجماع کی بات تو یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پہلا اجماع ہی اس بات پر ہوا کہ آں حضرت ﷺ سے پہلے تمام رسول فوت

ہو چکے ہیں۔ رہا مستقبل میں نزول پر اجماع تو یہ ایک پیش گوئی ہے جو بقول مولوی صاحب کے ابھی پوری نہیں ہوئی۔ پیشگوئیوں کی حقیقت تو کھلتی ہی پورا ہونے پر ہے اس لئے اس پر اجماع کے کیا معنی؟

غرضیکہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر بعض علماء کی تحریرات پر بنا رکھ کر حیاتِ مسیح کا ڈھول پیٹنا محض ایک سعیٔ لاحاصل ہے۔ کیا قرآن وحدیث کے برعکس کسی بڑے سے بڑے عالم کا قول کوئی حقیقت رکھتا ہے ؟

حقیقت یہی ہے کہ قرآنِ کریم میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جو اس پر دال کرے کہ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا تھا۔ یہی سبب ہے کہ جو آیات حیاتِ مسیح کے حق میں بیان کی جاتی ہیں ان میں خیالی باتیں اور کھینچ تان زیادہ ہوتی ہے، حتیٰ کہ یہاں تک کہ ترتیبِ قرآن کو الٹ پلٹ کرنے کی جسارت بھی کر لی جاتی ہے۔ جیسے آیتِ قرآنی:

إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ (آل عمران ۳:۵۶)

ترجمہ: یقیناً مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں۔

میں وفات کا ذکر پہلے ہے اور رفع کا بعد میں لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ اصل ترتیب یہ ہے کہ پہلے اٹھایا گیا اور پھر بعد میں وفات دی جائے گی۔ قرآنِ کریم پر یہ جرأت کرنا اور اس کی ترتیب کو غلط کہنا یقیناً ایک گستاخی ہے۔

## ۱۰۔ اللہ کی طرف رفع :

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیثِ رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت شدہ ہونے کا بار بار اعلان کرتی ہیں۔ پھر بھی عیسائیوں کے زیرِ اثر بعض مسلمان حضرت مسیح کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں یہ غلط عقیدہ رکھنے والے اس کی بنیاد قرآنِ کریم کی ان آیات پر رکھتے ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ کی طرف رفع کا ذکر ہے جیسے :

وَرَافِعُكَ إِلَيَّ (آلِ عمران ۳:۵۶)

ترجمہ: اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں۔

بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ (نساء ۴:۱۵۹)

ترجمہ: بلکہ اللہ نے اپنی طرف اس کا رفع کر لیا

ان آیات میں آسمان کا لفظ نہیں اس کے باوجود اللہ کی طرف رفع کے الفاظ سے زبردستی آسمان کی طرف اٹھانے کا مفہوم لے لیا جاتا ہے۔ گویا اللہ آسمان تک محدود ہے جس کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے۔

سچ تو یہ ہے کہ قرآنِ کریم واضح طور پر انسان کے آسمان پر چڑھنے کے خلاف ہے۔ اسی لئے آں حضرت ﷺ سے کفار کے اس مطالبہ پر کہ اگر وہ سچے ہیں تو آسمان پر چڑھ کر دکھائیں۔ آپ ﷺ کی زبانی یہ جواب دیا گیا:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۴)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میرا ربّ پاک ہے (اور) مَیں تو ایک بشر رسول کے سوا کچھ نہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ اس رفع سے مراد درجات کی بلندی ہے۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا کر ملعون کرنا چاہا تھا کیونکہ تورات میں لکھا تھا: جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے۔ (استثناء باب ۲۱ آیت نمبر ۲۳)

یہود کی اس ناپاک ترکیب کے نتیجہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس بدانجام سے حفاظت کا تقاضا آپ کا صلیب پر فوت نہ ہونے دینا اور درجات بلند کرنا ہی تھا نہ کہ اپنا مشن نا تمام چھوڑ کر زندہ آسمان پر اٹھالیا جانا اور ان کی جگہ کسی اور معصوم کو صلیب پر مار دیا جانا۔

آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ کی تفسیر میں حضرت امام محی الدین ابنِ عربیؒ نے بھی یہی مراد لیا ہے:

**رفع عيسى عليه السلام ، إتصال روحه عند المفارقة عن العالم السفلي بالعالم العلوي**

(تفسیر القرآن الکریم از شیخِ اکبر حضرت امام محی الدین ابنِ عربیؒ جلد ا صفحہ نمبر ۲۹۶ تحقیق وتقدیم علامہ دکتور مصطفیٰ غالب شائع کردہ دار الاندلس بیروت)

ترجمہ: رفع عیسیٰ علیہ السلام سے مراد ان کی روح کا عالمِ سفلی سے جدا ہو کر عالم علوی میں مقامِ قرب حاصل کرنا ہے۔

رفع کے اس واضح مفہوم پر قرآنِ کریم، احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ امت کی تحریرات میں مزید بہت سارے شواہد موجود ہیں۔

قرآن میں رفع کے روحانی ہونے کی چند مثالیں:

i۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ (الاعراف ۷:۱۷۷)

ترجمہ: اگر ہم چاہتے تو ان (آیات) کے ذریعہ ضرور اس کا رفع کرتے لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا۔

اس آیت میں زمین کا قرینہ ہونے کے باوجود رفع کے معنی روحانی ترقی ہی ہیں نہ کہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا۔

ii۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ (فاطر ۳۵:۱۱)

ترجمہ: اسی کی طرف پاک کلمہ بلند ہوتا ہے اور اسے نیک عمل بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔

iii۔ اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ (آلِ عمران ۳:۵۶)

ترجمہ: یقیناً مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف رفع کرنے والا ہوں۔

وفات کے بعد ہونے والا رفع روحانی ہی ہوسکتا ہے۔ قرآن کا اس ترتیب کو اختیار کرنا رفع کے معنوں کی پوری وضاحت کر دیتا ہے۔

گزشتہ بزرگان میں سے علامہ شوکانیؒ نے فتح القدیر اور شیعہ مسلک کے علامہ قُمی نے اکمال الدین اور اس دور میں مصری علماء شیخ محمد عبدہ اور مصطفیٰ المراغی نے اپنی تفاسیر میں ان معنوں کو تسلیم کیا ہے۔

احادیث میں رفع کا ان معنوں میں بکثرت استعمال ہوا ہے جیسے:

**ما نقصت صدقة من مال وما زاد الله عبداً بعفو الا بخراً وما تواضع احد لِلّٰه الّا رفعه الله**

(مسلم کتاب البر وصلوٰۃ باب استجاب العفو والتواضع)

ترجمہ: صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ عفو کے نتیجہ میں بندے کو عزت میں ہی بڑھاتا ہے اور کوئی شخص خدا کی خاطر تواضع اور انکسار اختیار نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اسے رفعت عطا فرماتا ہے۔

اس حدیث سے **رفع الی الله** کے معنی خوب ظاہر ہیں کہ یہ انکسار کے بالمقابل بلندی ہے۔

اس مضمون کی اور بھی کئی احادیث میں ایک کا ترجمہ یہ ہے:

جوشخص اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک درجہ عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ رفع کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو علیّین (بلند مقام) میں پہنچا دیتا ہے اور جوشخص ایک درجہ تکبر کرے اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ نیچے کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اسفل السافلین میں پہنچا دیتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ نمبر ۷۶ دار لفکر العربی بحوالہ مسیح اور مہدی از حافظ مظفر احمد صفحہ نمبر ۱۳ شائع کردہ مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

دو سجدوں کے درمیان آں حضرت ﷺ جو دعا پڑھتے تھے اس میں یہ دعا بھی شامل ہوتی کہ:

وَارْفَعْنِیْ (ابنِ ماجہ کتاب امام الصلوٰۃ باب مایقول بین سجدتین)

ترجمہ: اے اللہ میرا رفع کر۔

یہ دعا آپ ﷺ کی بلندی درجات کی صورت میں ہی قبول ہوئی نہ کہ رفع جسمانی کی شکل میں۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھانے کے اس کے سوا کوئی معنی نہیں کہ آپ کا روحانی طور پر رفع کیا گیا اور یہ ذکر اس لئے کیا گیا تا یہود کے آپ کو ملعون کہنے کا رد ہو سکے۔

## فوت ہو گئے تو کیا؟

مولوی مودودی صاحب نے غالباً قرآن وحدیث سے حضرت عیسیٰؑ کی حیات پر کوئی دلیل نہ پا کر فرار کی یہ عجیب راہ ڈھونڈی ہے کہ

'یہ بحث بالکل لاحاصل ہے کہ وہ (حضرت عیسیٰ) وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھا لانے پر قادر ہے'۔ (ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۵۴، اشاعت دوم مارچ ۱۹۶۲ء اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

فوت شدہ کے دوبارہ زندہ کئے جانے کا یہ مفروضہ محض خیالی بلکہ قرآنِ کریم میں مذکور اس قانون کے بھی خلاف ہے کہ فوت ہونے والے قیامت کے دن ہی زندہ کئے جائیں گے اور اس سے قبل ان کی اس دنیا میں واپسی ممکن نہیں۔ جیسا کہ درج ذیل آیت میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے:

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (مومنون ۲۳:۱۰۱)

ترجمہ: اور اُن کے پیچھے ایک روک حائل رہے گی اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔

## کیا اللہ قادر نہیں؟

یہ سوال بھی اٹھایا جاتا ہے کہ کیا اللہ قادر نہیں ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالے اور دو ہزار سال تک زندہ رکھے؟ لیکن یہاں سوال قدرت کا نہیں بلکہ واقعہ کا ہے۔ جب قرائن اور شواہد سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب سے بچ گئے اور لمبی سیاحت کے بعد کشمیر میں ۱۲۰ سال کی عمر میں طبعی طور پر فوت ہوئے اور محلّہ خانیار سری نگر میں آپ کی قبر بھی موجود ہے تو پھر اس کے برخلاف بات قدرت کے نام پر کیونکر درست ہو سکتی ہے؟

پھر حضرت عیسیٰ کا صلیب سے زندہ اتار آنا اور یہودیوں کا اپنے منصوبے میں ناکام ہو جانا بھی تو اللہ کی قدرت کا اظہار ہی ہے۔ یہ ایک اعلیٰ الٰہی تدبیر تھی جو دشمن کی تدبیر پر غالب آئی۔ اور ایسا ہونا اس سنتِ الٰہی کے بھی عین مطابق ہے جو انبیاء کو مشکل حالات سے بچانے کے لئے ہمیشہ ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ سے سلامت نکل آنا اور آں حضرت ﷺ کا غارِ ثور میں دشمنوں سے محفوظ رہنا۔

اور یہ کہنا کہ آپ کی جگہ کسی اور کو صلیب دے دی گئی۔ ایک ناممکن امر ہے۔ اول تو وہ شخص خود ہی شور مچا کر سب کو بتا دیتا کہ اسے بے گناہ سزا دی جا رہی ہے۔ دوسرے کسی بے گناہ کو سزا دینے کا فعل اللہ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ تیسرے جب وہ بے گناہ چپ رہا اور اس کی شکل بھی حضرت عیسیٰ جیسی تھی تو یہود پر تو

کوئی حجت نہ ہوسکی۔انہوں نے تو اپنی دانست میں حضرت عیسیٰ کو صلیب دے کر نعوذ باللہ ملعون کر دیا اور اس سبب ان کا ایمان نہ لانا بھی برحق ٹھہرا۔

**۱۱۔ نزول کا مضمون :**

**نزول کے معنی آسمان سے اترنا نہیں ہیں:**

عربی زبان میں نزول کے معنی ظاہر ہونے اور آنے کے ہیں مسافر کو بھی نزیل کہتے ہیں۔

قرآنی محاورہ میں بعض چیزوں کی اہمیت کے پیشِ نظر ان کو نازل کیا جانا فرمایا ہے اور اس سے مراد آسمانی تدابیر اور آسمانی اثرات کے زیرِ اثر زمین سے پیدا ہونا ہے جیسے:

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا (اعراف ۷:۲۷)

ترجمہ:اے بنی آدم یقیناً ہم نے تم پر لباس اتارا۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡکِتٰبَ (حدید ۵۷:۲۶)

ترجمہ:ہم نے یقیناً اپنے رسول کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب اتاری۔

وَاَنۡزَلَ لَکُمۡ مِّنَ الۡاَنۡعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزۡوَاجٍ ؕ (زمر ۳۹:۷

ترجمہ: اور اس نے تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے نازل کئے۔

جب کہ ان اشیاء کے زمین سے پیدا ہونے میں کوئی شک نہیں۔

خود آں حضرت ﷺ کو بھی مجسم ذکر اور رسول بنا کر نازل کیا جانا بیان ہوا ہے:

قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَیۡکُمۡ ذِکۡرًا ۙ﴿۱۱﴾ رَّسُوۡلًا یَّتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِ اللّٰهِ (طلاق ۶۵:۱۱۔۱۲)

ترجمہ از حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ : تحقیق اتارا ہے اللہ نے طرف تمہاری ذکر کہ پیغمبر ہے جو پڑھتا ہے اوپر تمہارے نشانیاں اللہ کی۔

(معجز نما عکسی قرآنِ مجید ترجمہ از شاہ رفیع الدین صاحب مکتبہ رشیدیہ دہلی)

درج ذیل حدیث میں دجال کے لئے بھی یہی لفظ استعمال ہوا ہے:

**فینزل بعض السباخ بالمدینہ** (بخاری کتاب الفتن باب الدیخل الدجال المدنیہ)

ترجمہ: دجال مدینہ کے بعض دور کے علاقوں میں نازل ہوگا۔

ظاہر ہے کہ دجال کے بارے میں یہ بات نہیں کہی جاتی کہ وہ آسمان سے نازل ہوگا۔

حضرت عیسیٰؑ کی آمد کے بارے میں بجائے 'نزول' کے احادیث میں 'بعث' (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال) اور 'خروج' (ابنِ ماجہ کتاب الفتن) کے الفاظ بھی آئے ہیں۔جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ نزول کا لفظ بھی انہی معنوں میں ہے۔

کسی صحیح حدیث میں نزول کے ساتھ آسمان کا لفظ نہیں آیا ہے۔

صحابہ نزول کی حقیقت جانتے تھے اور وفاتِ مسیح کے بھی قائل تھے جیسا کہ آں حضرت ﷺ کی وفات پر ہونے والے اجماع سے ثابت ہے اس لئے ان کی بیان فرمودہ نزولِ مسیح کی روایات میں اس لفظ سے وہی مراد لیا جانا چاہئے جن معنوں میں یہ قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔

گذشتہ بزرگان بھی نزول سے یہی مراد لیتے تھے جیسا کہ درج ذیل دو ارشادات سے واضح ہے:

۱۔ **وجب نزولہ فی آخر الزمان بتعلّقِہٖ ببدن آخر**

(تفسیر القرآن الکریم از شیخ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ ۔سورۂ نساء زیر، آیت **وان من اھل الکتاب۔۔۔**)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نزول کسی دوسرے بدن کے ساتھ متعلق ہوگا۔

یہ واضح طور پر بروز کا مضمون ہے

۲۔ **قالت فرقۃ نزول عیسیٰ خروج اجل بشبہٖ عیسیٰ فی الفضل و الشرف**

(فریدہ العجائب وفریدہ الرغائب از امام سراج الدین ابن الوردیؒ صفحہ نمبر ۲۶۵ الطبعہ ثانیہ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

ترجمہ: ایک گروہ نے کہا ہے کہ عیسیٰ کے نزول سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص مبعوث ہوگا جو کہ عیسیٰ علیہ السلام سے فضل اور شرف میں مشابہ ہوگا۔

اغلباً یہ بعد میں کثیر تعداد میں عیسائیوں سے مسلمان ہونے والے تھے جو صحیح تعلیم نہ پا سکنے کی وجہ سے قرآن وحدیث کے برخلاف اس لفظ کے ظاہر امعنوں کو رواج دینے والے بنے۔ جس کے تحت اوّل ان کا آسمان پر زندہ ہونا مانا جاتا ہے اور پھر زندہ واپس آنا۔ جب کہ آسمان پر جانے کا پہلا خیال ہی باطل ہے تو وہاں سے نازل ہونے کا دوسرا خود بخود درست نہیں رہتا۔

## نزولِ مسیح یقینی ہے :

آں حضرت ﷺ نے نزولِ مسیح کی پیش گوئی ایک حدیث کے مطابق ان الفاظ کے ساتھ فرمائی ہے:

**والذی نفسی بیدہٖ** ( بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم )

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

آں حضرت ﷺ کا قسم کھا کر نزولِ مسیح کی خبر دینا جہاں اس کے یقینی ہونے کا اعلان تھا وہیں بطور خاص غالباً ایسا اظہار ان لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے بعد کے زمانے میں اس پیشگوئی کے بارے میں شک وشبہ کا اظہار کرنا تھا بلکہ بعض نے اس کا سرے سے انکار کر دینا تھا جیسا کہ چودھویں صدی میں ہؤا۔ پس مولوی یوسف لدھیانوی صاحب کا یہ قرار دینا کہ یہ نزول کے ظاہر امعنوں (یعنی آسمان سے نزول) پر قسم ہے۔ (کتابچہ شناخت صفحہ ۹۔۱۰ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت، ۱۴۱۰ھ، ملتان) بے جا اور لفظ نزول کی مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ کسی حدیث صحیحہ میں آسمان کا لفظ بیان نہیں ہوا، بالبداہت غلط ٹھہرتا ہے۔

## عقیدہ نزولِ مسیح کا مستقبل :

حضرت عیسیٰ کے آسمان سے نزول کا یہ غلط عقیدہ بدلتے زمانے کے ساتھ بالآخر دم توڑ جائے گا۔اس بارے میں امام الزماں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی پیش گوئی کے ۱۹۰۳ء میں تحریر فرمودہ درج ذیل الفاظ کی صداقت پر گزری ایک صدی تو گواہ ہو چکی اور آنے والی ہر کل اس کی سچائی کو روشن تر کرتی جائے گئی :

'یاد رکھو! کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریمؑ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے کوئی عیسیٰ بن مریمؑ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا اب تک آسمان سے نہ اترا۔تب دانش مند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو ترک کر دیں گے'۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۶۷ نیا ایڈیشن)

اور انجام کار یہی صادق آئے گا کہ

؎ 'سر کو پیٹو آسمان سے اب کوئی آتا نہیں' (براہینِ احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۱۴۶)

## ۱۲۔ظہورِ مسیح اور مہدی کے زمانے کی علامات اور ان کا ظہور :

آں حضرت ﷺ کی دوبارہ بعثت اور حضرت عیسیٰؑ کے مثل موعود آنے کی قرآنی اجمالی خبروں کی تفصیل وہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں اس موعود کو مہدی اور عیسیٰ بن مریم کہا گیا ہے۔یہ دو نام دو اغراض کے تحت تھے۔امت کے اختلافات کا بطور حَکم اور عدل فیصلہ کرنے کی حیثیت میں مہدی اور عیسائیت سے مقابلہ اور صلیب توڑنے کی ذمہ داری کے لحاظ سے مسیح۔اس موعود کو عیسیٰ بن مریم کہنے میں اس مماثلت کی طرف بھی اشارہ تھا جو امتِ محمدیہ اور امتِ موسویہ میں ہے اور جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تھے اس طرح آں حضرت ﷺ کے بعد چودھویں صدی میں مسیحِ محمدی کی آمد قرار پائی۔اس موعود مسیح و مہدی کی آمد کے زمانے کی جو علامات بتائی گئیں ان میں سے چیدہ چیدہ یہ ہیں:

### i۔امتِ مسلمہ کا زوال :

گزرتا وقت جس طرح افراد پر اثر انداز ہوتا ہے اسی طرح اقوام پر۔اسی حقیقت کی طرف آں حضرت ﷺ نے یہ فرما کر متوجہ کیا کہ 'بہترین لوگ میری صدی کے ہیں پھر ان کے بعد آنے والے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔پھر جھوٹ پھیل جائے گا'۔(جامع ترمذی ابواب الشّھادات)

احادیث میں زوالِ امت کی خبریں کثیر الجہت ہیں اور ان کی دینی اور دنیوی دونوں حالتوں پر محیط۔یعنی جمہور مسلمانوں کی دینی اور روحانی پستی،علم کا اٹھ جانا اور علماء کی زبوں حالی اور راہنمائی کی صلاحیت سے محرومی،امت کا اندرونی تفرقہ اور فتنوں کا شکار ہونا،مشرک دجالی قوتوں کا اسلام پر حملہ آور ہونا اور یاجوج ماجوج کے بڑھتے قدموں تلے مسلمانوں کی مادی طاقت کا سرنگوں ہونا۔ان اخبار کا علیحدہ علیحدہ ذکر درج ذیل ہے:

**جمہور مسلمانوں کی دینی اور روحانی پستی** :اس بارے میں آں حضرت ﷺ کے دو ارشادات درج ذیل ہیں:

۱۔ يوشِكُ أنْ يأتي على الناسِ زمانٌ لا يبقى من الإسلامِ إلا اسمُه ، ولا يبقى من القُرآنِ إلا رَسمُه ، مساجِدُهم عامرةٌ وهي خَرابٌ

من الھُدیٰ (مشکوٰۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ کتاب العلم الفصل الثالث جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 91 شائع کردہ المکتب الاسلامی)

ترجمہ: لوگوں پر وہ زمانہ آئے گا کہ اسلام کا محض نام رہ جائے گا اور قرآن کے محض الفاظ۔ اس زمانے کی مساجد بظاہر تو آباد ہوں گی مگر نورِ ہدایت سے خالی ہوں گی۔

۲۔ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ

(جامع ترمذی جلد پنجم کتاب الایمان باب ۱۸ جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۶ بتحقیق وشرح علامہ احمد محمد شاکر شائع کردہ دارلکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے ان میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔

ان احادیث کا نزول مسیح کے زمانہ سے تعلق اس بات سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے کاموں میں ایک یہ قرار دیا گیا کہ

یقیم الناس علی ملتی و شریعتی (بحارالانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۷)

ترجمہ: وہ لوگوں کو میرے دین اور میری شریعت پر قائم کرے گا۔

اور یہ تبھی ہوگا کہ مسلمان اس راہ کو پہلے ہی ترک کر چکے ہوں۔

**ایمان کا اٹھ جانا** :سورۂ جمعہ میں آں حضرت ﷺ کی دوبارہ بعثت کی خبر کے نزول پر ایک صحابی کے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ فرمایا:

«لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ، أَوْ رَجُلٌ، مِنْ هَؤُلَاءِ»

(صحیح بخاری باب تفسیر القرآن الکریم سورۂ جمعہ زیرِ آیت ،وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۵۶۰ مراجعہ وضبط از شیخ علی محمد قطب و علامہ ہشام بخاری مکتبۃ العصر یہ بیروت)

ترجمہ: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا جائے گا تو ان لوگوں میں سے ایک مَرد یا بعض مَرد ہوں گے جو اسے واپس زمین پر لے آئیں گے۔

اس پیش خبری سے ظاہر ہے کہ ایمان نے اٹھ جانا تھا اور ایسا کہ گویا ثریا ستارے پر جا پہنچنا۔

**امت کا اندرونی تفرقہ** :آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً

(جامع ترمذی جلد پنجم کتاب الایمان باب ۱۸ جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۶ بتحقیق وشرح علامہ احمد محمد شاکر شائع کردہ دارلکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

اس پیش خبری کا بھی مسیح موعود کے زمانہ سے تعلق ہے کیونکہ اسی بیماری کے علاج کے لئے مسیح موعود کو حکم اور عدل ٹھہرایا گیا تا کہ وہ ان سب اندرونی اختلافات کے بارے میں درست یا غلط ہونے کا فیصلہ فرمائے اور اس کی بات مان کر یہ اختلافات ختم ہوں اور امت پھر یکجان اور متحد ہو سکے۔

**ان پیش گوئیوں کا پورا ہونا:**

پیش گوئیوں کے عین مطابق تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں امتِ محمدیہ انتہائی طور پر زوال پذیر ہوگئی۔ دین کا عمل دخل اٹھ گیا۔ مسجدیں بظاہر آباد لیکن ہدایت سے خالی ہوگئیں۔ قرآنِ کریم موجود، حفاظ وقاری موجود لیکن اس کی تعلیمات پسِ پشت ہوگئیں۔ توحید کی جگہ شرکِ جلی نے لے لی اور مقبرے پجنے لگے۔ ایمان دلوں سے نکل کر ثریا ستارے پر جا پہنچا، کم ہمتی کے ہاتھوں روحانی میدان میں قدم اٹھانا تو کجا یہ عقیدہ جزو ایمان ہوگیا کہ وحی والہام اور مکاشفات ماضی کی باتیں ہیں اور اب یہ سب ناممکنات میں سے ہیں۔ دین کی مبادیات کو ترک کر کے فروعی معاملات پر دھڑے بندیوں اور تفریق نے امت کو فرقہ فرقہ اور گروہوں میں بانٹ دیا اور سب ایک دوسرے کے نزدیک کافر گردانے گئے۔

دین کے ساتھ دنیا کی حالت بھی زبوں ہوگئی تھی۔ وہ دین جس کا آغاز اقراء سے ہوا تھا اب اس کے نام لیوا علم کی پنہائیوں سے نا آشنا، سائنس اور ایجاد کے ہر علم سے کورے، آئینِ نو سے خائف، صدیوں سے رائج طور طریق پر قانع، زندگی سے بے تعلق مسائل کے تذکروں سے پُر دینی مجالس اور ردیف وقافیہ کی بحثوں میں گم محفلیں ہی ان کا جہانِ علم وآگہی تھا۔

علم میں طاقت ہے۔ اس کا ترک کمزوری اور ضعف پر منتج ہوا۔ حکومت واقتدار بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ برِصغیر پر دوسو سال سے حاکم مغلیہ حکومت آہستہ آہستہ ہندو مرہٹوں اور سکھوں کے ہاتھوں نیم جان ہونے کے بعد کچھ عرصہ چراغِ سحری کے مانند لال قلعہ پر ٹمٹمائی اور بالآخر ۱۸۵۸ء میں سات سمندر پار سے آئے ہوئے انگریزوں کے ہاتھوں اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی اور انگریز ہندوستان کے حاکم ہوگئے۔ دوسری بڑی سلطنتِ عثمانیہ بھی بتدریج زوال پذیر ہوتی رہی اور پہلی جنگِ عظیم کے نتیجہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر صرف ترکی تک رہ گئی جس کی نئی حکومت نے اپنے آپ کو دین سے لاتعلق کرلیا۔

اس زوال کا اپنوں پرایوں سب نے ذکر کیا۔ ایسی چند تحریریں درج ذیل ہیں۔

i۔ ۱۸۷۹ء میں مولانا حالی نے لکھا:

؎ رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی
فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے (مسدس مدوجزر اسلام)

ii۔ ۱۳۰۱ھ میں مولانا نورالحسن صاحب نے لکھا:

'چوتھا فتنہ ملت کا ہے کہ۔۔۔ نہ امر معروف باقی رہے نہ نہی عن المنکر ہو بلکہ زمانہ مثل زمانہ جاہلیت کا ہوجاوے۔ اگرچہ یہ فتنہ پہلے سے بھی کچھ کچھ تھا لیکن اب تو اس کا پل ٹوٹ گیا ہے۔۔۔ یہی فتنہ سببِ اعظم ہے غربتِ اسلام وقربِ قیامت کا'

(اقتراب الساعۃ از نواب نورالحسن خان صاحب بھوپالی صفحہ نمبر ۱۰ مطبع مفیدِ عام پریس آگرہ سنِ اشاعت ۱۳۰۱ھ)

iii۔ علامہ اقبال نے جوابِ شکوہ میں لکھا:

؎ ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعثِ رسوائیٔ پیغمبر ہیں
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود

(بانگِ درا صفحہ نمبر ۲۲۲ تا ۲۲۶ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۵۹ء)

iv۔ مولوی ابوالحسن ندوی صاحب نے لکھا:

'دوسری طرف عالمِ اسلام مختلف دینی واخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا اس کے چہرہ کا سب سے بڑا داغ وہ شرکِ جلی تھا جو اس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور تعزیے بے محابہ پج رہے تھے۔ غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا۔' (قادیانیت از مولوی ابوالحسن صاحب ندوی صفحہ نمبر ۱۸۴ شائع کردہ مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام لکھنؤ ایڈیشن ۲۰۱۱ء)

v۔ کئی کتابوں کے مصنف اور مشہور مورخ Lothrop Stoddard نے اپنی کتاب میں اٹھارویں صدی عیسوی میں دنیائے اسلام کا یہ نقشہ کھینچا:

By the eighteenth century the Moslem world had sunk to the lowest of its decrepitude. No where were there any signs of healthy vigour, everywhere were stagnation and decay. Manner and morals were alike execrable ....learning was virtually dead... both agriculture and trade had fallen to the lowest level compatible with bare survival.

As for religion it was decadent as everthing else. The austere monotheism of Mohammed (pbuh) had become overlaid with a rank growth of superstition and puerile mysticism, The mosques stood un-frequented and ruinous, deserted by the ignorant multitude, which, decked out in amulets, charms, and rosaries, listened to squalid fakirs of estatic devishes and went on pilgrimages to the tombs of 'holymen' worshipped as saints and ' intercessors' with Allah.... As for the moral precepts of the Koran, they were ignored or defied...Even the holy cities, Mecca & Madina, were sink.holes of inquity ...In fine the life had apparently gone out of Islam...could Mohammed (pbuh) have returned to earth, he would unquestionably have anathematized his followers as apostates and idolaters '

(The new world of Islam by Lothrop Stoddard, A M, Ph.D.(Harv.) Page No 20-21 Chapman And HAK, Ltd, London 1922)

ترجمہ: اٹھارویں صدی میں اسلامی دنیا اپنے زوال کی انتہائی گہرائی کو پہنچ چکی تھی۔ کہیں بھی زندگی کے آثار نہ تھے بلکہ ہر جگہ موت کا سا سکوت تھا۔ اطوار اور اخلاق یکساں قابلِ نفریں تھے۔۔۔ علم کی طلب تقریباً مر چکی تھی۔۔ زراعت اور تجارت زندگی کے آخری دموں پر تھے۔

مذہب بھی دیگر امور کی طرح پستی میں تھا تصوف کے طفلانہ توہمات نے خالص اسلامی توحید پر پردہ ڈال دیا تھا مسجدیں ویران اور سنسان پڑی تھیں۔ جاہل عوام ان سے بھاگتے تھے اور تعویز گنڈوں میں پھنس کر فقیروں اور دیوانے درویشوں پر اعتقاد رکھتے تھے اور ان بزرگوں کے مزارات پر زیارت کو جاتے جن کی اللہ کے ساتھ شفیع اور ولی کے طور پر پرستش کی جاتی تھی۔۔۔ قرآن کی تعلیم نہ صرف پسِ پشت ڈال دی گئی بلکہ اس کی خلاف ورزی بھی کی جاتی تھی ۔۔۔ یہاں تک مقاماتِ مقدسہ مکہ اور مدینہ بداعمالیوں کے مرکز بن گئے تھے۔۔۔ فی الجملہ اسلام کی گویا جان نکل چکی تھی۔۔۔ اگر محمد (ﷺ) پھر دنیا میں آتے تو بلاشبہ وہ اپنے پیروکاروں کے ارتداد اور بت پرستی پر بے زاری کا اظہار فرماتے۔

**علم کا اٹھ جانا اور علماء کی زبوں حالت :**

اس زوال کے پس پردہ مسلمانوں کا علم کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دینا اور علماء کا بے علم ہو جانا تھا۔ جس کی خبریں آں حضرت ﷺ نے یوں دیں:

i۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا۔ (صحیح بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے یکدم نہیں چھینے گا بلکہ عالموں کی وفات کے ذریعہ علم ختم ہوگا جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنالیں گے اور ان سے جا کر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

ii۔ عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ۔

(مشکوٰۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ کتاب العلم الفصل الثالث جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 91 شائع کردہ المکتب الاسلامی)

ترجمہ: ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے

iii۔ تکون فی امتی فزعة فَيَصِيرُ النَّاس اِلیٰ عُلَمَآ فاِذَا هُم قِرَدَهُ وَ خَنَا زِيرُ

(کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 190 حدیث نمبر 2013 مطبع دائرہ معارف نظامیہ حیدر آباد دکن 1314ھ)

ترجمہ: میری امت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا۔ لوگ اپنے علماء کے پاس راہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔

iv۔ علماء کی بے نوری قرآنِ کریم میں یوں بیان ہوئی ہے :

وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝ (تکویر ۸۱:۳)

ترجمہ: اور جب ستارے دھندلے ہو جائیں گے۔

ان پیش خبریوں کا مسیح موعود کے زمانہ سے تعلق اس خبر سے ظاہر ہے کہ وہ بے حساب روحانی خزائن تقسیم کریں گے جیسا کہ فرمایا:

وَيُفِيضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

(صحیح بخاری کتاب جلد ۲ کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریمؑ صفحہ نمبر ۱۰۷۳ مراجعہ وضبط شیخ محمد علی قطب وعلامہ ہشام بخاری شائع کردہ مکتبۃ العصیر یہ بیروت)

ترجمہ: وہ مال تقسیم کرے گا یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔

مسیح موعود کا روحانی خزائن تقسیم کرنا خود اس کے الٰہی تصرف سے صاحبِ علم کئے جانے کا نتیجہ ہونا تھا اور اس روشنی کو علم کے اٹھنے اور علماء کے بے نور ہو جانے پر پھیل جانے والے اندھیرے کے وقت چمکنا تھا۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** علماء کے اس حال کو پہنچنا ایک عام مشاہدہ کی بات ہے۔ بعض بزرگان اور علماء نے اس کا ذکر بھی کیا ہے۔ دو حوالے درج ذیل ہیں:

**i۔** امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا:

'اگر نمونہ یہود خواہی کہ بینی علماء سوء کہ طالبِ دنیا باشد'۔ (الفوز الکبیر فی اصول التفسیر از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ باب اوّل صفحہ نمبر ۱۰ مطبع محمدؐ)

ترجمہ: اگر تم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو علماء سوء کو دیکھو جو دنیا کے طلب گار ہو چکے ہیں۔

**ii۔** مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب نے لکھا:

'افسوس ان مولویوں پر جن کو ہم ہادی، رہبر ورثۃ الانبیاء سمجھتے ہیں ان میں یہ نفسانیت اور شیطنیت بھری پڑی ہے تو پھر شیطان کو کس لئے بُرا بھلا کہنا چاہئے'۔

**ii۔ خروجِ دجال :**

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

**i- وانہ یخرجو فیکم فما خفی علیکم من شانہٖ فلیس یخفیٰ علیکم --وانہ اعور االعین الیمنی**

(بخاری کتاب المغازی باب حجۃ الوداع)

ترجمہ:اوروہ (دجال) تمہارے اندرضرورظاہرہوگااوراس کی جوحالت اب تم پراب مخفی ہے وہ اس وقت کھل جائے گی۔۔۔اوروہ دائیں آنکھ سے کانا ہے۔

ii۔ایک اورحدیث میں بتایا گیا کہ:

إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ(۱) عَيْنُهُ طَافِئَةٌ ۔ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ ۔ قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللهِ ! وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ « كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ ۔ فَيَطْلُبُهُ حَتَّىٰ يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ(۲)

(صحیح مسلم کتاب الفتن وشرائط الساعۃ جلد۴ باب ذکر دجّال صفحہ نمبر ۲۲۵۲۔۲۲۵۳ مطبعۃ دارلاحیاء الکتب العربیہ قاہرہ سن اشاعت ۱۹۱۸ء)

ترجمہ:مَیں نے اسے گھنگریالے بالوں والے ایک تنومندنوجوان کی صورت میں دیکھا۔۔تم میں سے جواسے پائے وہ اس پرسورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔۔۔صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہم نے عرض کیا کہ وہ کس تیزی سے زمین میں چلے گا؟ فرمایااس بادل کی طرح جسے ہوااڑا کرلے جائے۔۔۔وہ (مسیح موعود) دجال کی تلاش میں نکلیں گے یہاں تک کہ وہ اسے بابِ لُد پر پکڑیں گےاوراسے قتل کریں گے۔

iii۔ مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب میں مسیح موعود کی پہچان کے تحت دجال سے متعلق احادیث سے جوعلامات نقل کی ہیں۔ان میں سے چند یہ ہیں:

علامت نمبر ۱۳۵۔اس (دجال) کی پیشانی پرکافراس صورت میں لکھا ہوگا: ک ، ف ، ر ۔

علامت نمبر ۱۳۶۔ وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا

علامت نمبر ۱۳۸۔تمام دنیا میں پھر جائے گا کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جس کو وہ فتح نہ کرلے۔

علامت نمبر ۱۴۳۔اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اس کی جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگی۔

علامت نمبر ۱۴۷۔جب وہ بادل کو کہے گا فوراًبارش ہوجائے گی۔

علامت نمبر ۱۴۸۔اور جب چاہے گا تو قحط پڑ جائے گا۔

علامت نمبر ۱۵۰۔زمین کے پوشیدہ خزانوں کوحکم دے گا تو فوراًباہرآ کراس کے پیچھے ہوجائیں گے۔

علامت نمبر ۱۴۵۔وہ ایک گدھے پرسوار ہوگا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۷۲۔۴۷۳ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

iv۔ احادیث میں مذکور بعض اور علامات یہ ہیں :

**وانہ یخرج فیکم فما خفی علیکم من شانہٖ فلیمص یخفیٰ علیکم**

(بخاری کتاب المغازی باب حجۃ الوداع)

ترجمہ:اوروہ (دجال) تمہارے اندرضرورظاہرہوگااوراس کی جوحالت اورکیفیت تم پراب مخفی ہے وہ اس وقت کھل جائے گی۔

۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کوایک تنومندنوجوان چوڑے سینے، سفیدروشن رنگ کی پیشانی اورچھوٹے گھنگریالے بالوں والا دیکھا۔

(مصنف ابنِ ابی شیبہ جلد نمبر ۱۵ صفحہ نمبر ۱۲۹۔۱۳۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی بحوالہ 'مسیح اور مہدی' از حافظ مظفر احمد صاحب صفحہ نمبر ۲۸ شائع کردہ مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور حدیث کے مطابق انہوں نے دجال کو ایک مغربی جزیرے میں ایک گرجا میں مقید دیکھا۔
(صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر دجال)

۔ فیطلبہ' حتیٰ یدرکہ بباب لُد فیقتلہ' (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

ترجمہ از مولوی مودودی صاحب : پھر ابنِ مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور لُدّ کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔
(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۴۶ اشاعت دوم مارچ ۱۹۶۲ء اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

۔ دجال کا گدھا بہت تیز رفتار ہوگا اس کے دو قدموں کے درمیان ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ ہوگا
(کنز العمال جلد ۷ صفحہ نمبر ۳۶۶ دائرہ المعارف نظامیہ حیدر آباد دکن)

۔ دجال کا گدھا سمندر میں گھس جائے گا اور صرف گھٹنوں تک ڈوبے گا اور کبھی اس کا قدم تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا
(ابنِ ابی شیبہ کتاب الفتن جلد ۱۵ صفحہ نمبر ۱۵۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

۔ اور بعض سفر سات دن میں طے کرے گا اور اس کے ساتھ دو پہاڑ ہوں گے ایک میں پھل اور پانی وغیرہ کھانے پینے کا سامان اور دوسرے میں دھواں اور آگ ہوگی۔ (کنز العمال کتاب القیامہ جلد ۷ صفحہ نمبر ۲۰۱ دائرہ المعارف نظامیہ حیدر آباد)

آں حضرت ﷺ کے تعبیر طلب مکاشفات پر مشتمل ان احادیث میں درج ذیل خبریں نمایاں ہیں:

۱۔ دجال کی مکمل کیفیت اس کے ظہور پر ہی پورے طور پر کھلے گی

۲۔ وہ دین کی آنکھ سے محروم اور دنیا کی آنکھ سے بینا ہوگا۔

۳۔ اس کا ظاہری حلیہ مغربی اقوام کا سا ہوگا۔

۴۔ وہ با اختیار ہوگا دنیا کے وسائل پر طاقت رکھے گا اور دنیا بھر کو فتح کر لے گا۔

۵۔ گرجا سے تعلق اور اس کے مشرکانہ عقائد کا توڑ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات میں موجود درس توحید کے ہونے کی خبر سے اس کا عیسائی کافر ہونا ظاہر ہے۔

۶۔ وہ بابِ لُد یعنی دلائل کے میدان میں مسیح موعود کے ہاتھوں قتل ہوگا۔

۷۔ اس کی سواریاں انتہائی تیز ہوں گی اور خشکی ، ہوا اور پانی میں چلیں گی ان کا ایندھن آگ اور دھواں ہوگا اور سواریوں کے لئے خوراک بھی مہیا ہوگی۔ یہ علامات دجال کی ایجاد کردہ ریل گاڑی اور ہوائی اور بحری جہازوں میں موجود ہیں۔

ان علامات سے ظاہر ہے کہ دجال ایک فرد نہیں بلکہ ایک گروہ اور جمعیت ہے۔ جس کا دنیوی پہلو جسے یاجوج اور ماجوج کو نام بھی دیا گیا ہے یعنی انتہائی طاقتور اور با اختیار ہونا اور دنیا پر چھا جانا، یورپی اقوام پر پورا اترتا ہے۔ جبکہ مذہبی پہلو ان کے دنیوی اقتدار کے زیرِ سایہ اور سرپرستی میں سرگرم ہونے والے عیسائی پادریوں اور منّادوں پر صادق آتا ہے جنہوں نے گرجا سے نکل کر انیسویں صدی میں ساری دنیا میں تثلیث کا شرک پھیلایا۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا۔ دجال کا حملہ** : دنیا بھر میں عیسائیت کے پروپاگنڈہ کے لئے منظّم کارروائیوں کا آغاز اٹھارویں صدی کی آخری دہائی میں ہوا۔ جب اس غرض سے ۱۷۹۲ء میں The Baptist Missionary Society اور ۱۷۹۵ء میں London Missionary Society بنائی گئی۔ اور پھر ۱۲ اپریل ۱۷۹۹ء کو ایک اور تنظیم بنائی گئی جو ۱۸۱۲ء سے The Chrurch Missionary Society کہلاتی ہے گو اس کا ابتدائی

نام The Society for Missions to Africa and East تھا۔سوسائٹی کی جانب سے اپنی اور دیگر نمایاں مشنری بائبل سوسائیٹیوں کی کاروائیوں کی مختصر رپورٹ ۱۸۱۳ء سے سال بہ سال Missionary Register کے نام سے ۱۸۵۵ء تک شائع ہوتی رہی ۱۸۱۴ء کی رپورٹ (جو Google پر دستیاب ہے) میں بیرونِ برطانیہ درج ذیل ملکوں میں تبلیغی سرگرمیوں کی رپورٹس شامل کی گئیں۔یورپ سے روس، ناروے، سویڈن اور مالٹا، ایشیاء سے چین اور ہندوستان، جزائر بحرالکاہل سے نیوساؤتھ ویلز، نیوزی لینڈ اور تاہیٹی، افریقہ سے جنوبی افریقہ، سیرالیون اور شمالی افریقہ۔اس سے محض چند سالوں میں اس حملہ کے پھیلاؤ کا اندازہ بخوبی لگ سکتا ہے۔

اگلے ۵۵ سالوں میں صرف اس سوسائٹی نے جن مزید ملکوں میں عیسائیت کی تبلیغی سرگرمیاں پھیلائیں۔ان میں ترکی (۱۸۱۵ء)،، سری لنکا (۱۸۱۷ء)، کینیڈا (۱۸۲۲ء)، مصر (۱۸۲۵ء)، آسٹریلیا (۱۸۲۵ء)، حبشہ (۱۸۲۷ء)، مشرقی افریقہ (۱۸۴۴ء)، ہانگ کانگ (۱۸۴۴ء)، فلسطین (۱۸۵۱ء)، ماریشس (۱۸۵۴ء)، برٹش کولمبیا (۱۸۵۷ء)،، مڈغاسکر (۱۸۶۳ء)، جاپان (۱۸۶۸ء)، اور ایران (۱۸۶۹ء) شامل تھے۔

دجالی حملہ کی اس بڑی تبلیغی مہم کے ذیل میں ہزارہا عیسائی منادا ور مبلغ، اشاعتی ادارے اور لکھوکھا کتب ورسائل، تعلیمی ادارے اور اسپتالوں کا قیام شامل تھے۔

ان کوششوں کے نتیجہ میں ہر جگہ تثلیث کا مشرکانہ عقیدہ رکھنے والوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ ۱۸۸۸ء میں ہندوستان میں اس کامیابی کا ذکر یوں ہوا:

'جس رفتار سے ہندوستان کی معمولی آبادی میں اضافہ ہورہا ہے اس سے چار پانچ گنا زیادہ تیز رفتار سے عیسائیت اس ملک میں پھیل رہی ہے اور اس وقت ہندوستان عیسائیوں کی تعداد دس لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے۔۔۔(ہر جگہ) عیسائیوں کی جماعت ایسی تیز رفتاری کے ساتھ پھیل رہی ہے کہ جتنی وہ قرونِ اولیٰ کے بعد کبھی بھی نہیں پھیلی'۔

( The Mission of Church Missionary Society از رابرٹ کلارک صفحہ نمبر ۱۵۷۔لندن ۱۹۰۴ء بحوالہ انگریز اور بانی سلسلہ احمدیہ از حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد صفحہ نمبر ۳۸ حیدرآباد سندھ ۱۹۵۴)

دجالی حملوں میں کامیابیوں کے اس زمانہ کو عیسائیت کے پھیلاؤ کی عظیم صدی قرار دیا گیا جیسا کہ انسکائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے:

Latourette has described the period from about 1815 to 1914 as the great centuy ofchristian expansion

(Encyclopedia Britinnica Vol 15, P.573 London 1970)

ترجمہ:لاٹریٹ (سات جلدوں میں عیسائیت کی تاریخ لکھنے والے مصنف) نے ۱۸۱۵ء سے ۱۹۱۴ء تک کے دور کو عیسائیت کے پھیلاؤ کی عظیم صدی قرار دیا ہے

ان کامیابیوں کے نشہ میں پادری عیسائیت کے مکمل غلبہ اور اسلام کے خاتمہ کے خواب دیکھنے لگے۔ایک مشہور پادری نے انیسویں صدی کے آخر میں اپنے ہندوستان کے دورے میں اس خواب کی یوں منظر کشی کی:

I might sketch movement in Mussulman lands, which has touched with the radiance of ' cross, the Lebonon and Persion mountains, as well as the waters of the Bosphorus , and which is the harbinger of the day when Cairo and Damascus and Tehran shall be the servants of Jesus, and when even the solitades of Arabia shall be pierced, and Christ, in the person of his disciples, shall enter the Kaaba of Mecca and the whole truth shall at last be there spoken, This is eternal life that they might know Thee the only true God

and Jesus Christ whom thou hast sent.

(Christianity the World-Religion, lectures delivered in India & Japan by John Henry Barrows P 102, A.C McClurg, 1897, Chicago)

ترجمہ: اب مَیں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی ضوفشانی اگر ایک طرف لبنان پر ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کے نور سے منور ہے۔ یہ صورتحال اس آئندہ انقلاب کا پیش خیمہ ہے جب قاہرہ، دمشق اور طہران خداوند مسیح کے خدام سے معمور نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ صلیب کی چمک صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے ذریعہ مکہ اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگی اور بالآخر وہاں اس حق وصداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے برحق کو اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تو نے بھیجا ہے۔

پادری اپنے اس دجالی حملہ میں مکمل کامیابی کا اس حد تک یقین رکھتے تھے کہ ان میں سے بعض کے نزدیک اب احیائے اسلام ممکن ہی نہ تھا۔ جیسا کہ ایک نے یوں لکھا:

" Whilst all efforts at reforming it (Islam) seem to amount to the paradox that the only way in which it may hope to save its life is by committing suicide"

(Why not Islam? by Frank Ballard London 1919 بحوالہ وفاتِ مسیح اور احیائے اسلام از مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۴۶ جماعتِ احمدیہ کراچی سنِ اشاعت ۱۹۷۹ء)

ترجمہ: 'اسلام کے احیاء کی تمام تر لاحاصل کوششیں بالآخر اس پیچیدہ تضاد پر منتج ہوتی دکھائی دے رہی ہیں کہ وہ واحد طریق جس کی مدد سے یہ اپنے آپ کو تباہی سے بچا سکتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے'۔

غرضیکہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی اور دوبارہ آمد کے اس غلط عقیدہ نے ساری دنیا میں پھیلی ہوئی انگریز حکومت کے دوران ہر جگہ عیسائیت کے پھیلاؤ میں ایک بڑے عامل کا کردار ادا کیا۔ اور یہی وہ وقت ٹھہرا جب دجال کی اس قوت کے توڑ کے لئے آسمانی ترکیب ہوئی۔

**دجال کا گدھا** :انیسویں صدی میں کئی تیز رفتار سواریوں کی ایجادیں حیرت انگیز طور پر اس دجالی حملہ کے پہلو بہ پہلو ہیں جو عیسائی پادریوں نے تثلیث کی اشاعت کے لئے شروع کر رکھا تھا اور یوں اس پیش خبری کی صداقت بھی ظاہر ہوگئی جس میں دجال کا ایک ایسے حیرت انگیز گدھے پر سوار ہونا بتایا گیا تھا جو آگ کھائے گا اور جس کے پیٹ میں کھڑکیاں ہوں گی۔ جس سے مسافر اس میں سوار ہوں گے وہ چلنے اور رکنے کا اعلان کرے گا۔ جس کے ماتھے پر ایک بڑی روشنی ہوگی۔ جو دنوں کا فاصلہ گھنٹوں میں طے کرے گا۔ اس گدھے کے بارے میں بتائی گئی یہ سب باتیں ریل گاڑی پر پوری اترتی ہیں اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہی دجال کا گدھا ہے۔ یہ بات کہ سمندر کا پانی اس کے گھٹنوں تک رہے گا اور وہ ہوا میں اڑے گا عظیم بحری جہازوں اور ہوائی جہازوں کی ایجاد کی طرف اشارہ ہے جن کی ایجاد بھی ان دجالی قوتوں ہی کے سر ہے۔

**iii۔ یاجوج ماجوج کا انتشار :**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

وَيَبْعَثُ اللهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ . وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ(۱)

(صحیح مسلم کتاب الفتن وشرائط الساعۃ جلد۴ باب ۲۰ صفحہ نمبر ۲۲۵۴ مطبعۃ دار لاحیاء الکتب العربیہ قاہرہ سن اشاعت ۱۹۱۸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو کھڑا کریگا اور وہ ہر بلندی سے چڑھ دوڑیں گے۔

مغربی اقوام کی مذہبی طاقت یعنی پادریوں اور منادوں کو دجال کہا گیا ہے اور ان کی سیاسی طاقت کو یاجوج ماجوج۔ یہ دونوں لفظ اجیج سے مشتق ہیں جس کے معنی آگ کا شعلہ یا بھڑکنا ہے۔ اس نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قومیں آگ سے کام لینے والی تیز وطرار ہوں گی اور دنیا پر غالب آجائیں گی۔ یہ خبر قرآنِ کریم میں بھی ہے:

اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ (کہف ۱۸:۹۵)

ترجمہ: یاجوج ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں۔

یہی سورۃ کہف ہے جس کی ابتدائی دس آیات پڑھنے کی آں حضرت ﷺ نے دجال کے فتنہ سے بچاؤ کے لئے نصیحت فرمائی اور یوں دجال اور یاجوج ماجوج کا ایک ہی تصویر کے دو رخ ہونے کا اشارہ ملتا ہے اور اس بات کا بھی کہ مذہبی یلغار کے ساتھ یہ اقوام دنیوی طور پر بھی ملک ملک حاکم ہو جائیں گی۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** مغربی اقوام کے اس غلبہ اور عیسائیت کی عالمگیر اشاعت کا انیسویں صدی میں ہونا اب تاریخ کا حصہ ہے۔ یاجوج ماجوج کے اس پھیلاؤ کے نتیجہ میں مسلم حکومتوں اور عوام کی کمزوری کا ذکر مولوی ابوالحسن ندوی صاحب نے یوں کیا ہے:

'اسی زمانہ (انیسویں صدی کے نصف آخر) میں یورپ نے عالمِ اسلام پر بالعموم اور ہندوستان پر بالخصوص یورش کی تھی۔۔۔ عالمِ اسلام ایمان، علم اور مادی طاقت میں کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس نوخیز و مسلح مغربی طاقت کا آسانی سے شکار ہو گیا'

(قادیانیت از مولوی ابوالحسن ندوی صفحہ نمبر ۱۸۴ شائع کردہ مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام لکھنؤ ایڈیشن ۲۰۱۱ء)

'اسی کے ساتھ بیرونی حکومت اور مادہ پرست تہذیب کے اثر سے مسلمانوں میں ایک خطرناک اجتماعی انتشار اور افسوسناک اخلاقی زوال رونما تھا'

(قادیانیت از مولوی ابوالحسن صاحب ندوی صفحہ نمبر ۱۸۵ شائع کردہ مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام لکھنؤ ایڈیشن ۲۰۱۱ء)

**iv۔اونٹ کا متروک ہونا اور نئی سواریوں کی ایجاد:**

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ (۲) فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزولِ عیسیٰ بن مریمؑ جلد ا صفحہ نمبر ۱۳۶ مطبع دار لاحیاء الکتب العربیہ قاہرہ سنِ اشاعت ۱۹۱۸ء)

ترجمہ: اور اونٹنیاں ضرور متروک ہو جائیں گی اور ان کو تیز رفتاری کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

یہ پیش خبری قرآنِ کریم میں بھی ان الفاظ میں موجود ہے کہ:

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (تکویر ۸۱:۵)

ترجمہ: اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں متروک ہو جائیں گی۔

انسان ابتداء سے زمین پر سفر اور بار برداری کے لئے گدھے، گھوڑے اور اونٹوں کا استعمال کرتا چلا آیا تھا۔ صحرا میں صرف اونٹ ہی کارآمد تھے۔ اس حوالہ سے عرب میں اونٹوں کی بہت اہمیت تھی۔ قرآنِ کریم میں اونٹوں کے متروک ہونے کی پیش گوئی یہ ظاہر کرتی تھی کہ سفر اور بار برداری کے لئے متبادل تیز رفتار

سواریاں ظاہر ہو جائیں گی۔ احادیث میں یہی خبر مسیح اور مہدی کی علامت کے طور پر دہرائی گئی۔ جس نے یہ تعین کر دیا کہ جب یہ سواریاں ایجاد ہوں گی وہی وقت امت کے موعود کے آنے کا ہوگا۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** یہ تمام نئی سواریاں جنہوں نے اونٹ اور اس کے ذیل میں تمام دیگر جانوروں کو متروک کیا انیسویں صدی میں ظاہر ہوئیں۔ تاریخی طور پر یہ تفصیل درج ذیل ہے:

**بحری جہاز:** ۱۸۰۷ء میں امریکہ میں بھاپ کی طاقت سے چلنے والی کشتی کا کامیاب تجربہ ہوا۔ جو چند دہائیوں میں میکانکی اور بجلی کے ذریعہ چلنے والے عظیم الشان پہاڑوں جیسے بحری جہازوں میں بدل گیا۔

**ریلوے:** ۱۸۲۰ء کی دہائی میں برطانیہ میں ریلوے ٹرانسپورٹ کا آغاز ہوا۔ جس کا سہرا ۱۸۱۴ء میں ایجاد ہونے والے بھاپ سے چلنے والا ریلوے انجن کے سر تھا۔ ہندوستان میں پہلی بار ٹرین سروس دسمبر ۱۸۵۱ء میں جاری ہوئی۔ سعودی عرب میں اردن کی سرحد سے مدینہ تک اوّل بار ٹرین سروس کا آغاز ۱۹۰۸ء میں ہوا۔

**موٹر کار:** ۱۸۸۵ء میں جرمنی میں پہلی بار موٹر کار بنی اور ۱۹۰۰ء تک یہ امریکہ اور فرانس میں وسیع طور پر بننے لگیں۔

**بائیسکل:** کئی مرحلوں سے گزر کر ۱۸۸۵ء ہی میں پہلی بار برطانیہ میں محفوظ بائیسکل بنی۔ ابتدائی میکانکی شکل میں یہ اسکاٹ لینڈ میں ۱۸۳۹ء میں میں بنی تھی جس میں ۱۸۶۳ء میں فرانس میں پیڈلز کا اضافی ہوا۔

**موٹر سائیکل:** ۱۸۹۶ء میں سائیکل کو انجن کی مدد سے چلانے کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور انگلینڈ میں موٹر سائیکل عام خرید کے لئے دستیاب ہوئی۔ دو سال بعد یہ سواری امریکہ میں بھی عام ہوگئی۔

**ہوائی جہاز:** ۱۷ دسمبر ۱۹۰۳ء کو امریکہ میں پہلی بار کامیاب پرواز کا تجربہ ہوا۔ اس کا دورانیہ محض ۵۹ سیکنڈ تھا جو پانچ سال بعد ۹ ستمبر ۱۹۰۸ کو کئے جانے والے تجربہ میں بڑھ کر ۶۲ منٹ اور ۱۵ سیکنڈ ہو گیا اور یوں انسان کی پرندوں کی مانند ہوا میں اڑنے کی قدیم خواہش بالآخر کامیاب ہوئی اور نئی سواریوں کا یہ سلسلہ خشکی اور تری سے نکل کر ہواؤں میں بھی پھیل گیا۔

نوٹ: مسیح اور مہدی کے بارے میں آں حضرت ﷺ کی فرمودہ اور قرآن میں بیان شدہ یہ پیش گوئی ایک صدی سے زائد عرصہ پہلے پوری ہو چکی ہے غالباً اسی لئے مفتی محمد شفیع صاحب اور مولوی مودودی صاحب دونوں نے اپنی ختمِ نبوت نامی کتب میں اسے درج نہیں کیا۔ اور بظاہر ان افراد سے مشابہت اختیار کی ہے جن کا ذکر قرآنِ کریم میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٧١﴾ (آلِ عمران ۳:۷۲)

ترجمہ: تم حق چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو۔

**۷۔ امام مہدی کے لئے چاند اور سورج کو گرہن :**

بہت سی شرائط کے ساتھ آں حضرت ﷺ کی بیان فرمودہ یہ پیش خبری آنے والے موعود کا ایک یقینی نشان ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

إن لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السماوات والأرض ، تنكسف القمر لأول ليلة من رمضان ، وتنكسف الشمس في النصف منه ، ولم تكونا منذ خلق الله السماوات والأرض

(سنن دارقطنی بتصحیح علامہ ہاشم یمانی مدنی مع التعلیق المغنی از علامہ شمس الحق عظیم آبادی جلد ا باب صلوٰۃ کسوف وخسوف صفحہ نمبر ۶۵ شائع کردہ دارالمحاسن للطباعۃ قاہرہ)

ترجمہ: ہمارے مہدی کی سچائی کے دونشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں وہ کسی کی سچائی کے لئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کے گرہن کی تاریخوں میں پہلی تاریخ کو گرہن ہوگا اور سورج کو اس کے گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو گرہن ہوگا۔ جب سے اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا ان دونوں کو اس سے پہلے بطور نشان کبھی گرہن نہیں ہوا۔

چاند کے گرہن کی تین تاریخیں ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۵ ہیں جیسا کہ درج ذیل ارشاد سے ظاہر ہے:

فكذلك أجرى الله العادة ان الشمس لاتكسف الا وقت الاستسرار وان القمر لايخسف الا وقت الابدار ووقت ابداره هي الليالي البيض التي يستحب صيام أيامها ليلة الثالث عشر والرابع عشر والخامس عشر فالقمر لايخسف الا فى هذه الليالى

(مجموعہ فتاویٰ از شیخ الاسلام حضرت امام ابنِ تیمیہؒ باب خسف القمر جلد نمبر ا طبع بمعرفتہ علامہ شیخ فوج اللہ ذکی الکردی الازہری مطبع الکردستان العلمیہ قاہرہ مصر سن اشاعت ۱۳۲۶ھ)

ترجمہ: پس اس طرح اللہ نے اپنا قانون جاری رکھا ہے کہ سورج کو صرف تاریک راتوں میں ہی گرہن لگتا ہے اور چاند کو چاندنی راتوں میں ہی گرہن لگتا ہے اور یہ راتیں وہ ہیں جن میں چاند مکمل ہوتا ہے اور جن کے ایام میں روزے رکھنا مستحب ہے اور یہ تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں رات ہے پس چاند کو صرف انہی راتوں میں گرہن لگتا ہے۔

یہ حدیث آخری زمانے میں ظاہر ہونے والی علامتوں میں سے اس قرآنی خبر کی تفصیل ہے:

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ (القیامہ ۷۵:۹-۱۰)

ترجمہ: اور چاند گہنا جائے گا اور سورج اور چاند اکھٹے کئے جائیں گے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** اس پیش خبری کے پورا ہونے کی تفصیل اس طرح ہے کہ ہندوستان میں ۲۱ مارچ ۱۸۹۴ء کی رات کے اوّل وقت یعنی شام کو سات بجے سے رات ساڑھے نو بجے تک چاند گرہن ہوا اور ۶ اپریل ۱۸۹۴ء بمطابق ۲۸ رمضان بروز جمعہ صبح ۹ بجے سے ۱۱ بجے کے درمیان سورج گرہن ہوا۔ یہ سورج گرہن ایشیا کے کئی مقامات پر بھی دیکھا گیا کیونکہ یہ گرہن ایک نایاب قسم Annular Total کا تھا جس طرح کے ماضی میں ایک صدی کے ۲۳۷ گرہنوں میں صرف ۱۰ ہوئے تھے۔

(Eclipses of the Sun by Prof. J.A Mitchell, Page No 53, Columbia University, New York, 5th Edition, 1951)

ہندوستان میں ان گرہنوں کی خبریں اخبار Pioneer اور Civil & Military Gazette میں شامل ہوئیں۔

بیان کی گئی شرائط کے عین مطابق اگلے سال مغربی کرّہ میں بھی چاند اور سورج کو گرہن لگے۔ چاند کو ۱۱ مارچ ۱۸۹۵ء کو اور سورج کو ۲۶ مارچ کو۔ ان گرہنوں کے وقت ہندوستان میں ۱۳۱۲ھ کے رمضان کی ۱۳ اور ۲۸ تاریخیں تھیں۔ یوں تو تقریباً ہر ۲۲ سال کے بعد رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگتے ہیں لیکن ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء کے گرہن اس لحاظ سے منفرد تھے کہ یہ مہدویت کے ایک دعویدار کی موجودگی میں مقررہ مہینہ اور تاریخوں پر لگے۔ جو حدیث میں بیان کی گئی اوّلین شرط تھی اور اس طرح ایسے نشان ٹھہرے کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے کبھی اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خبر لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

**vi۔ طاعون کا پھیلنا :**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

فیرغب نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ الی اللہ فیرسل اللہ علیھم العف فی رقابھم فیصبحون فرسی کموت نفسٍ واحدۃ

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

ترجمہ: مسیح موعود نبی اللہ اور اسکے ساتھی خدا تعالیٰ کی طرف سے رجوع کریں گے اس پر اللہ تعالیٰ اس کے مخالفین کی گردن پر (طاعون کا) پھوڑا پیدا کر دے گا جس کے نتیجہ میں وہ مرتے چلے جائیں گے۔

**پیشگوئی کا پورا ہونا:** یہ پیش گوئی مسیح موعود کے زمانے میں حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی جس کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

ہندوستان میں ۱۸۹۶ء میں بمبئی سے طاعون کی وباء شروع ہوئی اور ۱۸۹۹ء تک چھوٹے بڑے شہروں اور دیہی آبادیوں میں بھی پھیل گئی، بمبئی، پنجاب اور یو۔پی کے صوبے بہت متاثر ہوئے۔ اگلے تیس سالوں میں اس وباء سے مرنے والوں کی تعداد ایک کروڑ ۲۹ لاکھ ہوگئی۔ اسی دوران ۱۹۰۸ء تک ہندوستان سے باہر جن ملکوں میں یہ وبا پھیلی ان میں درج ذیل شامل ہیں: مڈغاسکر (۱۸۹۸ء)، مصر (۱۸۹۹ء)، منچوریا (۱۸۹۹ء)، پیراگوئے (۱۸۹۹ء)، ساؤتھ افریقہ (۱۸۹۹ء۔۱۹۰۲ء)، ہوائی (۱۸۹۹ء)، سان فرانسسکو امریکہ (۱۹۰۰ء)، آسٹریلیا (۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۵ء)، روس (۱۹۰۰ء تا ۱۹۲۷ء)، تھائی لینڈ (۱۹۰۴ء)، برما (۱۹۰۵ء)، تیونس (۱۹۰۷ء)، وینزویلا، پیرو، ایکویڈور، بولیویا اور برازیل (۱۹۰۸ء)

(Wikipedia. Third Plague Pandemic last modified on 12-2-2016)

**قرآن میں مذکور مزید علامات :**

سورۂ تکویر کا مضمون گو عام طور پر قیامت سے متعلق جانا جاتا ہے لیکن علماء کی بے نوری اور اونٹوں کے ترک کے بارے میں اس کی ابتدائی دو پیش گوئیاں کا احادیث میں مسیح موعود کی علامات کے طور پر ذکر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اس سے قیاس کر کے درج ذیل اگلی پانچ پیش گوئیاں (آیات نمبر ۲۷ تا ۳۱) بھی مسیح موعود کے زمانہ کی علامات شمار ہوئی ہیں۔ ویسے بھی ان خبروں میں بتائی گئی باتیں یعنی اشاعتِ کتب، گلوبل ویلیج کا تصور، نہروں کی تعمیر، چڑیا گھروں کا بننا اور علمی ترقی کا روزِ حشر کی نفسانفسی میں کوئی محل نہیں۔

**i۔ چڑیا گھر بنائے جانا :**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ (تکویر ۸۱:۶)

ترجمہ: اور جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** پرانے زمانے سے بادشاہ اپنی طاقت کے اظہار کے طور پر زیرِ حکومت علاقوں سے جانوروں کو اکٹھا کر کے رکھتے تھے لیکن تعلیمی اور تفریحی اغراض کے لئے حکومتوں کا دنیا بھر سے جانوروں کو یکجا اور ان کا اصل ماحول مہیا کر کے ایک جگہ جمع کرنے کا آغاز انیسویں صدی کے شروع میں ہوا جب سب سے پہلے لندن میں ۱۸۲۸ء میں چڑیا گھر بنایا گیا۔ ۱۸۳۱ء میں ڈبلن، ۱۸۶۰ء میں میلبرن، ۱۸۷۴ء میں امریکہ اور ۱۹۰۷ء میں جرمنی میں جانوروں کو جمع کر کے چڑیا گھر بنائے گئے۔ امریکہ کے چڑیا گھر میں ایک ہزار قسم کے جانور یکجا تھے۔

اب ایسے چڑیا گھر شہر شہر پائے جاتے ہیں۔اوراس پیش خبری کی صداقت پر گواہ ہیں۔

**ii۔ سمندروں کا پھاڑا جانا :**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۪ۙ (تکویر۸۱:۷)

ترجمہ:اور جب سمند پھاڑے جائیں گے۔

یہ سمندروں اور دریاؤں کو پھاڑ کر باہم ملانے اور نہریں نکالنے کی خبر ہے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** بحیرۂ روم اور بحیرۂ احمر نامی سمندروں کو ملانے کے لئے ۱۹۳ کلومیٹر ایک لمبی نہر بنائی گئی اس کا نام نہرِ سوئز ہے اور یہ ۱۷ نومبر ۱۸۶۹ء کو کھولی گئی۔دو اور سمندروں بحرِ اوقیانوس اور بحرِ الکاہل کو ملانے کے لئے ۱۸۸۱ء میں حکومتِ فرانس نے کام کا آغاز کیا لیکن مشکلات کے باعث ترک کر دیا۔بعد میں ۱۹۰۴ء میں امریکہ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور ۱۵ اگست ۱۹۱۴ء کو یہ نہر پانامہ کھول دی گئی۔

یوں یہ پیش گوئی مشرقی اور مغربی کرۃ میں الگ الگ دو بار پوری ہوئی۔

**iii۔نفوس کا ملایا جانا:**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۪ۙ (تکویر۸۱:۸)

ترجمہ:اور جب نفوس ملائے جائیں گے۔

یہ تیز رفتار سواریوں کی ایجاد سے لوگوں کے بکثرت باہم ملنے جلنے اور دنیا کے ایک گھر (Global Village) کی مانند ہو جانے کی خبر ہے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** انیسویں صدی میں ریل کے آغاز اور اس میں بتدریج بہتری سے لوگوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہوں پر جانا اور دور دراز رہنے والوں سے ملنا جلنا ممکن ہوا۔بڑے بحری اور ہوائی جہازوں کی ایجادوں نے اس عمل کو اور بھی تیز کر دیا اور سیاحت نے باقاعدہ صنعت کا درجہ حاصل کر لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا ایک Global Village کی شکل اختیار کر گئی۔تجارت کے پھیلاؤ نے بھی سرحدوں کے فاصلے مٹا دئے غرضیکہ ہر جہت سے لوگ باہم ملا دئے گئے۔آج انٹرنیٹ، facebook اور twitter کی بدولت باہم رابطے کی جو سہولتیں عام لوگوں کو بھی دستیاب ہیں وہ سب بھی اسی پیش خبری کے پورا ہونے پر گواہ ہیں۔

**iv۔ کتابوں کا پھیلایا جانا :**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ ۪ۙ (تکویر۸۱: ۱۱)

ترجمہ: اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔
یہ پرنٹنگ پریس کی ایجاد اور اس کے نتیجہ میں کتب کی بکثرت طباعت واشاعت کی پیش گوئی ہے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** یہ پیش گوئی بھی انیسویں صدی میں پوری ہوئی۔ گو ہاتھ سے چلانے والا اولین پرنٹنگ پریس رومی حکومت میں ۱۴۴۰ء میں ایجاد ہوا۔ جو کم وبیش چار صدیوں تک مستعمل رہا۔ تب ۱۸۴۳ء میں امریکہ میں بھاپ کی طاقت سے چلنے والا روٹری پرنٹنگ پریس ایجاد ہوا جس نے اشاعت کی صنعت میں ایک انقلاب برپا کر دیا کیونکہ اس کے ذریعہ ایک دن میں لکھوکھا صفحات چھاپنا ممکن ہو گیا۔ اور یوں کتابیں اور رسائل پھیلائے جانے کی یہ پیش خبری پوری ہوئی ۔

**v۔ فلکیات کی آگہی میں اضافہ:**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۞ (تکویر ۸۱:۱۲)

ترجمہ: اور جب آسمان کی کھال ادھیڑ دی جائے گی۔
یہ علم ہیئت (Astronomy) اور خلائی تحقیات میں غیر معمولی ترقی کی خبر ہے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** ۱۸۱۳ء میں برطانوی سائنس دان William Moore نے اپنی کتاب میں نیوٹن کے تیسرے قانون حرکت کی بنیاد پر راکٹ کی میکانیت کی وضاحت کی۔ اس میدان میں تحقیق وجستجو کا نتیجہ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں ظاہر ہوا جب پہلی بار جرمن سائنس دانوں کا پھینکا ہوا ایک راکٹ زمینی حدود سے نکل کر کامیابی سے بیرونی خلا میں داخل ہوا۔
علمِ فلکیات تقریباً ہمیشہ ہی انسان تہذیب کا حصہ رہا ہے۔ انیسویں بلکہ بیسویں صدی میں اس میں ہونے والی ترقی سے انسان کو ہر آن پھیلی ہوئی کائنات اور خلاؤں میں ہزار ہا دیگر کہکشاؤں کی موجودگی کا علم ہوا۔ اسی طرح اس کی رسائی نہ نظر آنے والی لیکن اثر پزیر روشنیوں جیسے X-Rays تک ہوئی۔

## ۱۳۔ مسیح اور مہدی کی ذاتی علامات اور ان کی موجودگی:

**i۔ امام مہدی کی قومیت :**

مہدی کن لوگوں میں سے ہوں گے اس کے متعلق روایات میں اختلاف ہے اور اس کی بظاہر وجہ سیاست ہے۔ خلافتِ راشدہ کے بعد کے انتشار کے دور میں مختلف گروہوں نے اپنی سیاسی برتری کی غرض سے احادیث کے بیان میں تصرف سے کام لیا۔ وہ روایات جن میں مہدی کے کسی خاص خاندان میں پیدا ہونے کا ذکر ہے اسی قبیل کی ہیں۔ اس باب میں اصل خبر صحیح بخاری کی یہ حدیث ہی ہے جس کے مطابق آں حضرت ﷺ نے فرمایا :

لَنَالَهُ رِجالٌ، أَوْ رَجُلٌ، مِنْ هٰؤُلَاءِ

(صحیح بخاری باب تفسیر القرآن زیرِ آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ جلد۳ صفحہ ۱۵۶۰ المراجعہ والضبط شیخ علی محمد قطب وشیخ ہشام بخاری شائع کردہ مکتبۃ العصیر یہ بیروت)

ترجمہ: فارس الاصل اشخاص میں سے ایک یا زیادہ مرد ایمان کو دنیا میں واپس لائیں گے۔

بعض احادیث میں مہدی کے اہلِ بیت میں سے ہونے کا ذکر بھی ہے۔ یہ بظاہر اختلاف ایک اور حدیث سے دور ہو جاتا ہے جس میں آں حضرت ﷺ نے فارسی صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے اہلِ بیت میں شمار کیا اور فرمایا :

سَلمَان مِنَّا اَھلَ البَیتِ (کنز العمال کتاب الفضائل)

ترجمہ: سلمان ہمارے اہلِ بیت میں سے ہے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** خاندان حضرت مسیح موعود کے مرزا ہادی بیگ صاحب ۱۵۳۰ء میں اپنے وطن ثمرقند سے ہجرت کر کے پنجاب میں وارد ہوئے۔ اس خاندان کے مورثِ اعلیٰ کا نام حاجی برلاس تھا جو مشہور فاتح امیر تیمور کا حقیقی بھتیجا تھا۔ کئی مورخین نے گواہی دی ہے کہ تیمور برلاس قبیلہ کا فرد تھا۔ جیسے

'Timour's tribe was that of Berlas'

(History of Bokhara by A. Vambery, p.163, 2nd Ed., Henry S.King & Co. London, 1873)

بعض سوانح نگاروں نے غلط طور پر تیمور کا شجرہ چنگیز خاں سے جا ملایا، یا اسے ترک قرار دے دیا لیکن کئی نامور مورخین اب اس نظریہ کا غلط ہونا ثابت کر چکے ہیں کہ امیر تیمور کا چنگیز خان سے کوئی رشتہ تھا۔ اسی طرح اب درج ذیل شواہد موجود ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ تیمور نسلاً ایرانی تھا نہ کہ ترک۔

**ایک** یہ کہ چھٹی صدی ہجری میں برلاس قبیلہ سمرقند اور کش کے علاقوں میں آباد تھا بلکہ قدیم سے ایرانی نسل کے لوگ ان علاقوں میں آباد چلے آتے تھے۔ پھر شہر ثمرقند کی بنیاد ایک ایرانی افراسیاب نامی نے رکھی تھی اور یہ نام خود بھی اپنی اصل کے اعتبار سے فارسی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے:

'The local traditions ascribe its foundation to Afrosiab'.

'Note 2 ' The original name is probably of Persian origin'.

(Turkistan by Eugene Schuyler, p. 236, London, 1876)

دوسرے تیمور کے سکّوں، ہتھیاروں اور مہروں پر بنائے گئے نشان اور تیمور کے شاہی محل کی تعمیر میں قدیم ایرانی روایات کا نمایاں ہونا اس کے فارسی النّسل ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اس بارے میں ایک سوانح نگار نے لکھا ہے:

Taimour's own arms were three rings, thus: with the motto Rusti Rasti i.e. justice is strength, they are supposed to be typical of his power, encircling three zones, south, west and north; but it is more likely that they were borrowed from heraldry of ancient Iran, for the rings as symbols of strength and unity are also to be seen on the tombs of Sassanides.' (History of Bokhara by Armin Vembery, P 204-205, Henry S. King & Co., London, 2nd Ed., 1873)

ترجمہ: تیمور کے اپنے ہتھیار تین دائروں والے تھے یعنی (ایک الٹی تکون کی شکل میں دو دائرے اوپر اور ایک نیچے) اس ماٹو کے ساتھ کہ 'انصاف ہی طاقت ہے'۔ ان دائروں کو اس کی جنوب، مغرب اور شمال پر محیط طاقت سے مخصوص خیال کیا جاتا ہے لیکن زیادہ امکان یہ ہے کہ یہ قدیم ایران کے ہتھیاروں کے نشانات سے مستعار لئے گئے تھے کیونکہ ایسے دائرے طاقت اور اتحاد کی علامت کے طور پر ساسانی مقابر پر بھی دیکھے جاتے ہیں۔

(مزید تاریخی تفاصیل اور حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد اول از مولانا دوست محمد شاہد صفحات ۲۳۔۳۰ نیا اڈیشن ربوہ)

غرضیکہ تاریخ کی یہ کڑیاں باہم جڑ کر آں حضرت ﷺ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر گواہ ہیں۔
یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جب اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا تو اس کے حق میں صرف اپنے الہام پیش فرمائے اور اعتراف فرمایا کہ 'میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں لیکن یہ الہام اس زمانہ کا ہے کہ جب اس دعویٰ کا نام ونشان بھی نہیں تھا یعنی آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے'۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۱۶ کمپیوٹرائزڈ اڈیشن ربوہ)۔
تاہم آپ کی وفات کے بعد کی ربع صدی میں مذکورہ بالا تاریخی حقائق تک دسترس ہوئی۔ یوں جہاں آں حضرت ﷺ کی پیش خبری کی سچائی ثابت ہوئی وہیں یہ حضرت مسیح موعود کے الہام کی سچائی پر بھی دلیل ہوئے۔

**ii۔امام مہدی کا نام اور جماعت :**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

**قَالَ علیہ وسلم عِصَابَةٌ تَغزُوَ الہِندَ وَ فِی تَکُونُ المہدِی اِسمُہ اَحمَد**

(النجم الثاقب حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۳۴ از مولانا ابوالحسن محمد عبدالغفور فاضل استاد ندوۃ العلماء لکھنؤ)

ترجمہ: آں حضرت ﷺ نے فرمایا ایک جماعت ہندوستان میں لڑے گی اور وہ مہدی کے ساتھ ہوگی جس کا نام احمد ہوگا۔
یہ حدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں بھی درج کی ہے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** اس پیش گوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا۔ اس اصل نام کے ساتھ دیگر لاحقوں میں سے 'مرزا' آپ کے خاندان کا اظہار تھا اور 'غلام' اس دستور کے مطابق کہ یہ آپ کے والد صاحب اور بڑے بھائی کے ناموں کا بھی حصہ تھا۔ گویا ایسا ہونا اس خدائی تقدیر کا اظہار بھی تھا کہ آں حضرت ﷺ کے ناموں میں سے ایک نام پانے کے باوجود حقیقت میں آپ آں حضور ﷺ کے غلام تھے۔ پھر آپ کی جماعت کا نام آں حضرت ﷺ کی شانِ جمالی کے اظہار میں جماعت احمدیہ رکھا گیا۔ نیز آپ ہندوستان میں ہوئے اور آپ کی بیشتر ابتدائی جماعت بھی وہیں ہوئی۔

**iii۔امام مہدی کی بستی:**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

**یَخرُجُ المَہدِی مِن قَریَۃٍ یُقَالُ لَہَا کدعہ**

(جواہر الاسرار از حضرت شیخ علی حمزہ طوسیؒ صفحہ نمبر ۵۶) نیز

(ینابیع المودہ از حضرت علامہ سلیمان بن ابراہیم المنوعّیؒ متوفی ۱۲۹۴ھ صفحہ نمبر ۴۴۹)

ترجمہ: مہدی جس بستی سے ظاہر ہوگا اس کا نام کدعہ ہوگا۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** حضرت مسیح موعود جس بستی سے ظاہر ہوئے اس کو آپ کے بزرگوں نے آباد کیا اور 'اسلام پور' نام رکھا تھا۔ جو بعد میں 'اسلام پور قاضی ماجھی' بنا اور پھر گزرتے وقت کے ساتھ اوّل مختصر ہو کر 'قاضی' اور پھر 'ض' کو 'د' بولتے ہوئے 'قادی' اور پھر تقدیرِ الٰہی کے تابع مزید بگڑ کر 'قادیان' ہو گیا اور یوں اس نام کی ایک شکل ٹھہرا جو پیش گوئی میں بتایا گیا تھا یعنی 'کدعہ'۔

**iv۔ مسیح موعود کا حلیہ:**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ حدیث صحیح بخاری: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مَیں رات کو خواب میں اپنے تئیں دیکھتا ہوں جیسے مَیں خانہ کعبہ کے پاس ہوں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں ایک شخص بہت اچھا گندمی رنگ والا جس کے بال صاف کندھوں تک سیدھے تھے، اس کے سَر سے پانی ٹپک رہا تھا وہ اپنے دونوں ہاتھ دو اشخاص کے کندھوں پر رکھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ مَیں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے مجھے بتایا گیا کہ یہ عیسیٰ بن مریم ہے۔ پھر مَیں نے اس کے پیچھے ایک اور شخص کو دیکھا جو چوڑے سینہ والا تھا اور دائیں آنکھ سے کانا تھا ابنِ قطن سے بہت مشابہ تھا اپنے ہاتھوں کو ایک شخص کے کندھوں پر رکھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ مَیں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو انہوں نے کہا کہ مسیح الدجال ہے۔

(صحیح بخاری جلد ۲ کتاب احادیث الانبیاء صفحہ نمبر ۱۰۷۱ حدیث نمبر ۳۴۳۹ ، ۳۴۴۰ مراجعہ وضبط شیخ احمد قطب وعلامہ ہشام بخاری شائع کردہ المکتبۃ العصریہ بیروت)

اس حدیث میں بیان شدہ حلیہ آنے والے مسیح موعود کا ہے جس پر یہ مضبوط قرینہ ہے کہ اس کے ساتھ دجال کا ذکر ہے جس کا قتل مسیح موعود کے فرائض میں سے ایک تھا۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** حضرت مسیح موعود حدیث میں بیان کردہ اس حلیہ کے عین مطابق تھے یعنی آپ کا رنگ گندم گوں تھا اور بال سیاہ اور لمبے۔

**v۔ مسیح موعود کی اہلی زندگی :**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ (مشکوٰۃ باب نزولِ عیسیٰ صفحہ نمبر ۴۸۰ مطبوعہ نور اصح المطابع دہلی)

ترجمہ: وہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔

مسیح موعود کی شادی اور اولاد کی یہ خبر جہاں ان کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی مبیّنہ مجرد زندگی سے مغائرت کا ایک اظہار ہے وہیں اس شادی اور اولاد کے خاص ہونے کی خوش خبری بھی ہے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** حضرت مسیح موعود کی خاندان سادات میں شادی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک خاص بیٹا عطا فرمایا جو ہمہ صفت تھا۔ حسن واحسان میں آپ کا نظیر اور پھر آپ کا جانشین اور خلیفہ بھی ہوا۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی اولاد تمام کی تمام مبشر تھی یعنی ہر ایک کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی خوش خبری دی اور یہ سب اولاد صالح، نیک، فرمانبردار ہوئی اور سب آپ کے مشن کو آگے بڑھانے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔

**vi ۔ مسیح موعود کا دو زرد چادروں میں سفید مینار پر ظہور:**

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ. بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ (۳) وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ

(صحیح مسلم کتاب الفتن وشرائط الساعۃ جلد ۴ باب ۲۰ صفحہ نمبر ۲۲۵۳ مطبعۃ دار لاحیاء الکتب العربیہ قاہرہ سن اشاعت ۱۹۱۸ء)

ترجمہ: اس اثناء میں اللہ تعالیٰ مسیح ابنِ مریمؑ کو مبعوث فرمائے گا اور وہ دمشق کے مشرق میں سفید منار کے پاس دو زرد چادروں میں لپٹے ہوئے دو فرشتوں

کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لائیں گے۔
اس پیش گوئی میں بتائی گئی علامتی نشانیوں سے ظاہر ہے کہ مقامِ ظہور دمشق کے مشرق میں ہوگا۔سفید مینار رسل ورسائل کی سہولتوں کے بہم ہوجانے کی طرف اشارا ہے جن کے ذریعہ اس کی آواز اور روشنی جلد تر ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔
زرد چادر کی تعبیر علمِ تعبیر الرویاء میں بیماری ہے۔(قاموس الرویاء از پروفیسر میر غلام احمد صاحب نسیم صفحہ نمبر ۱۲۶ زیرِ حرف 'چ' لاہور پریس ۱۵ انارکلی لاہور)
پس دو زرد چادروں میں لپٹے ہونے میں خبر ہے کہ مسیح موعود کو دو بیماریاں لاحق ہوں گی۔دو فرشتوں کے ساتھ ہونے سے مراد فرشتہ طبع انسانوں کی مدد اور تعاون کا میسر ہونا ہے جو ان کے کاموں میں ان کے مددگار رہوں گے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** حضرت مسیح موعود قادیان میں ظاہر ہوئے جو عین دمشق کے مشرق میں ہے۔دو زرد چادروں کی خبر کے مطابق حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) دورانِ سر اور کثرتِ بول کے عارضہ میں مبتلا رہے اور لیکن ان بیماریوں کے باوجود آپ نے وہ تمام عظیم الشان کام مکمل کئے جو آپ کے سپرد کئے گئے تھے۔فرشتہ طبع ہزاروں افراد آپ کے ساتھی اور مددگار ہوئے اور آپ کی دعوت آپ کے سامنے ہی ملک ملک ایسے پھیل گئی جیسے ایک اونچے مینار پر لگی تیز روشنی کا دور دور تک پھیلنا۔

## vii۔ مسیح موعود کی آں حضرت ﷺ سے انتہائی قربت :

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

ثُمَّ يَمُوتُونَ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِي فَأَقُومُ أَنَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن الفصل الثالث باب نزول عیسیٰ صفحہ نمبر ۴۸۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی)

ترجمہ: پھر وہ وفات پائیں گے اور میری قبر میں دفن کئے جائیں گے (قیامت کے دن) مَیں اور عیسیٰ بن مریم ایک قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان سے اٹھیں گے۔(مشکوٰۃ شریف کامل اردو ترجمہ از علامہ آغا رفیق بلند شہری حصہ چہارم صفحہ نمبر ۸۹۷ زیرِ عنوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا بیان۔جیّد برقی پریس دہلی)

**حدیث کے غلط معنی:** مولوی یوسف لدھیانوی صاحب نے اس حدیث کا یہ ترجمہ کیا ہے:
'حضرت عیسیٰؑ کا انتقال ہوگا۔۔۔اور انہیں روضۂ اطہر میں حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن کیا جائے گا'
(شناخت از مولوی یوسف لدھیانوی صفحہ نمبر ۸ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۸۰)
اس تحریر میں غلط طور پر قبری یعنی 'میری قبر' کا ترجمہ 'روضۂ اطہر' اور قبر واحد بین ابی بکر و عمر یعنی 'ابوبکر و عمر کے درمیان ایک ہی قبر سے' کا ترجمہ 'حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پہلو میں' کیا گیا ہے۔اس ترجمہ کا غلط ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ یہ دیگر علماء کے درست ترجموں سے مختلف ہے جیسا کہ ایک ترجمہ پہلے درج ہوا ہے اور دو مزید مثالیں درج ذیل ہیں جن میں یہی معنی کئے گئے ہیں کہ میری قبر میں تدفین اور پھر ایک قبر سے اٹھنا:
i۔'(مسیحؑ) وفات پائیں گے۔وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن کئے جائیں گے پس مَیں اور عیسیٰ بن مریم دونوں ایک ہی قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان اٹھیں گے' (مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ از مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہاں پوری جلد سوم صفحہ نمبر ۴۷ فرید بک سٹال ۳۸۔اردو بازار لاہور ۲)
ii۔ 'پھر وہ وفات پائیں گے اور میری قبر میں دفن کئے جائیں گے (قیامت کے دن) مَیں اور عیسیٰ بن مریم ایک قبر سے ابی بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان سے اٹھیں گے' (مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ از مولانا عابدالرحمٰن کاندھلوی جلد سوم صفحہ نمبر ۵۴ دارلاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان)

آں حضرت ﷺ کی منشاء مبارک کے خلاف آپ ﷺ کے فرمائے ہوئے الفاظ کے اپنی مرضی کے معنی کرنے کی لدھیانوی صاحب کی یہ جسارت بظاہر عوام الناس کی نظر میں اس حدیث کو ظاہری طور پر ممکن بنانے کے لئے ہے لیکن شائد ایسا کرتے ہوئے یہ حقیقت نظروں سے اوجھل رہی ہے کہ آں حضرت ﷺ اپنی طرف جھوٹ منسوب کرنے والوں کو اس بدانجام سے ڈرایا ہے:

**ومن کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار** (بخاری کتاب العلم باب ۳۸ ثم من کذب علی النبی ﷺ)

ترجمہ: اور جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ آگ میں اپنا ٹھکانا بنالے۔

اس حدیث میں ظاہری قبر مراد ہو ہی نہیں سکتی کہ ان معنوں میں رسول اللہ ﷺ کی کسرِ شان اور سوئے ادبی ہے کیوں کہ ایسا ہونا اسی وقت ممکن ہے کہ نعوذ باللہ قبر اکھاڑی جائے اور پھر حضرت عیسیٰؑ کی بھی ساتھ تدفین ہو۔ ایسا سوچنا بھی محال ہے۔

اسی طرح اسے مقبرہ کے معنی میں لینا سیاقِ کلام کے خلاف ہے کیونکہ حدیث کے اگلے حصہ میں یہ الفاظ ہیں:

**فَاَقُومُ اَنَا وَ عِیسیٰ بنُ مَریَمَ فِی قَبرٍ واحد**

ترجمہ: پھر مَیں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے اٹھیں گے۔

اس لئے یہاں روحانی قبر ہی مراد ہو سکتی ہے جس کا، اس حقیقت کے باوجود کہ بعض قومیں اپنے مردوں کو دفن ہی نہیں کرتے جیسے پارسی، ہندو اور بہت سے لوگ طوفانوں اور زلزلوں کی نذر ہو جاتے ہیں، ہر انسان کے لئے مقرر ہونا قرآنِ کریم میں یوں ذکر ہوا ہے:

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۙ (عبس ۸۰:۲۲)

ترجمہ: پھر اسے مارا اور قبر میں داخل کیا۔

یعنی اللہ تعالیٰ ہر انسان کو موت دیتا ہے اور اس کی قبر بناتا ہے۔

پس آں حضرت ﷺ کا اپنی اور مسیح موعود کی قبر کو ایک ہی قرار دینے سے مراد روحانی قبر ہے اور استعارتاً اس میں مسیح موعود کی آں حضرت ﷺ سے روحانی مناسبت کا ذکر اور اس انتہائی قرب، تعلق اور محبت کی خبر ہے جو اس موعود کو آں حضرت ﷺ سے ہوگی۔ نیز یہ کہ اسی سبب وفات کے بعد اس کی روح آں حضرت ﷺ کی روح سے جا ملے گی اور وہ روحانی قبر میں ایک ساتھ ہوں گے۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا:** آں حضرت ﷺ سے محبت حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کا طریق تھا۔ یہ محبت آپ کے رگ وریشہ میں سمائی ہوئی تھی۔ اس محبت کے ہاتھوں اپنی ہر حرکت وسکون، اظہار وخاموشی، تعلق یا عدم تعلق سب میں آپ آں حضرت ﷺ کے ارشاد اور سنت کو ملحوظ رکھتے۔ آپ کی حیات طیّبہ پوری کی پوری چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی منشاءِ رسول ﷺ کے تحت گزری۔ جس میں ایسی مثالیں عام ہیں جیسے دروازے پر دستک سننے کے لئے اٹھتے ہوئے مہمان کو یہ کہہ کر روکنا اور خود جانا کہ ٹھہریں، آں حضرت ﷺ نے مہمان کے اکرام کا حکم دیا ہے۔ یا سخت گرمی میں کھلے منڈیر کی چھت پر یہ کہہ کر سونے سے انکار کرنا کہ آں حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ غرضیکہ آں حضرت ﷺ کی محبت میں اطاعتِ رسول ﷺ آپ کے مزاج کا ایک لازمی حصہ بن گئی تھی اور آپ کی حیات کا ورق ورق اتباعِ رسول ﷺ کے نور سے منور نظر آتا ہے۔ اس محبت کے اظہار میں عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا آپ کا عربی، فارسی اور اردو کلام اور تحریریں بے مثل ہیں۔ یہ اس محبت کا کچھ پتا تو ضرور دیتی ہیں جس سے آپ کا پورا وجود ہر دم سرشار تھا لیکن اس کی انتہا نامعلوم ہے۔ اسی محبت کی تڑپ کا ایک اظہار یہ تھا:

؎ سو دخل من عشقی بروضۃ قبرہ (کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ نمبر ۹۵)

ترجمہ: کہ مَیں عشق کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے قبر کے روضہ مُبارک میں داخل ہو جاؤں گا۔
یہ اظہار آں حضرت ﷺ کی اسی پیش خبری کے حوالہ سے ہے۔غرضیکہ انتہائی درجہ قرب کے اظہار میں یہ خبر انتہائی شان سے پوری ہوئی۔

## ۱۴۔مسیح اور مہدی کے کام اور ان کی تکمیل:

### i۔ کسرِ صلیب :

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ

(صحیح بخاری کتاب جلد۲ کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریمؑ صفحہ نمبر۱۰۷۳ مرابعہ وضبط شیخ محمد علی قطب وعلامہ ہشام بخاری شائع کردہ مکتبۃ العصیر یہ بیروت)
ترجمہ از مولوی مودودی صاحب : 'وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے'۔
(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر۴۰ اشاعت دوم مارچ ۱۹۶۲ء اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

کسرِ صلیب ظاہری طور پر صلیبوں کا توڑنا تو نہیں ہوسکتا کیونکہ تمام عیسائی دنیا میں موجود کروڑوں صلیبوں کا توڑا جانا اگر کسی طرح ممکن بھی ہو تو اس کے لئے ایک زمانہ درکار ہوگا۔لیکن یہ کتنا عجیب ہوگا کہ اللہ کا ایک نبی اپنے کارِ نبوت کو موخر کر کے گلی گلی صلیبیں توڑتا پھر رہا ہو۔پھر یہ کہ اس سے حاصل کیا ہوگا۔ صلیبیں تو اور بھی بن سکتی ہیں۔پس دیگر خبروں کی طرح یہ خبر بھی symbolic ہے اور پہلے بزرگان امت اس کی یہ توجیہ کر چکے ہیں کہ اس سے مراد عیسائیت کا جھوٹا ثابت کرنا ہے۔اس حدیث کے حوالے سے مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی یہی لکھا ہے کہ:
'یعنی صلیب پرستی کو اٹھا دیں گے'۔ (ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر۴۶۷ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)
اس پیش گوئی کی بہترین وضاحت حضرت مسیح موعود کے یہ الفاظ ہیں کہ
'صلیب کے توڑنے سے مراد کوئی ظاہری جنگ نہیں بلکہ روحانی طور پر صلیبی مذہب کا توڑ دینا اور اس کا بطلان ثابت کر کے دکھا دینا مراد ہے'۔
(توضیح مرام روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 57)

**کام کی تکمیل:** عیسائیت کے بنیادی عقائد تثلیث اور کفارہ ہیں۔زندہ حضرت عیسیٰؑ تثلیث کا ایک رکن اور کفارہ کی بنیاد ہیں۔۱۸۹۱ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا عیسیٰؑ کے فوت شدہ ہونے کا اعلان کسرِ صلیب کے لئے ایک کاری حربہ تھا۔آپ نے ناقابلِ شکست دلائل سے حضرت عیسیٰؑ کی صلیب سے نجات اور بعد میں طبعی موت ثابت کی۔حضرت عیسیٰ کی صلیب سے نجات اور بعد میں طبعی موت کے اثبات نے کفارہ اور الوہیتِ مسیح کے ان دونوں عقائد کو جھوٹا ثابت کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ان پر کھڑی عیسائیت کی پوری عمارت یکدم زمین پر ڈھیر ہوگئی۔جیسا کہ آپ نے فرمایا:
'ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے کہ اب تک مسیح ابنِ مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے؟ چونکہ خدائے تعالیٰ بھی یہی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے اس لئے اس نے مجھے بھیجا' ۔
(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۴۰۲ نیا ایڈیشن ربوہ)

صلیب کے توڑنے کے اس کامیاب حملہ کے نتیجہ میں تین سال بعد ہی ۱۸۹۴ء میں لندن میں منعقدہ پادریوں کی ایک عالمی کانفرنس میں تشویش کا اظہار کیا گیا اور لارڈ بشپ جان ایلی کوٹ (Charles John Ellicot) نے پوری عیسائی دنیا کو بتایا:

I learn from those who are experienced in these things that there is a new kind of Mohammadanism showing itself in many parts of our empire in India, and even in our own island here at home.... It discards many of those usages which have made Muhammadanism hateful in our eyes, but the false Prophet holds his place no less pre-eminantly than before. Changes are plainly to be recognized; but Muhammadanism is not the less aggressive and, to some minds ....even additionally attractive.

(The Official Report of the Missionary Conference of the Anglican Communion 1894 Page No 64. Publisher- The Society for Promoting Christian Khowledge 1894)

بحوالہ وفاتِ مسیح اوراحیائے اسلام از مولانا دوست محمد شاہد صفحہ نمبر ۵۰۔۵۱ مطبوعہ جماعتِ احمدیہ کراچی ۱۹۷۹ء)

ترجمہ: 'اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحبِ تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آرہا ہے اوراس جزیرہ میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نمایاں ہورہے ہیں۔۔۔ نیا اسلام ان بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بناء پر اسلام ہماری نظروں میں قابلِ نفرت تھا اوراب محمد (ﷺ) کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جارہی ہے۔ یہ نئے تغیرات باآسانی شناخت کئے جاسکتے ہیں پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں کچھ کم جارحانہ نہیں۔ افسوس ہے کہ ہم میں سے بعض کے ذہن بھی اس کی طرف مائل ہورہے ہیں'۔

وفاتِ مسیح کے اثبات میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے عیسائیوں کے لئے انجیل سے اور مسلمانوں کے لئے قرآن وحدیث سے بیسوں شواہد پیش فرمائے۔ حضرت عیسیٰؑ کی صلیب سے نجات کے اثبات میں آپ نے انجیل، قرآن وحدیث، کتبِ طبّ اور تاریخی کتب سے دلائل، نیز اسلامی لٹریچر اور بدھ مت کی پرانی کتب سے فلسطین سے ہجرت اور ہندوستان کی طرف سفر کے واقعاتی ثبوت بھی اپنی کتاب 'مسیح ہندوستان میں' یکجا فرمائے۔ اور پھر اس معاملہ کو محلّہ خان یار سری نگر کشمیر میں مسیح کی قبر کی نشان دہی تک پہنچا کر اختتام کو پہنچایا۔ بعد میں اور بھی کئی تاریخی شواہد ملے مثلاً وادی قمران کے صحیفے، کفنِ مسیح اور تصاویر حضرت مسیح ناصریؑ۔ جنہوں نے اس حقیقت کو روشن تر کردیا۔

آپ نے عیسائی پادریوں کا نہ صرف ہندوستان میں بلکہ یورپ وامریکہ تک تعاقب کیا اور مذاکرہ، مناظرہ اور مباہلہ غرضیکہ ہر میدان میں للکارا۔ آپ کی جانب سے عیسائیوں کو یہ دعوتِ مقابلہ ہمیشہ قائم رہی کہ

'اٹھو عیسائیو! اگر کچھ طاقت ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو'۔ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ نمبر ۳۷۴ نیا ایڈیشن ربوہ)

اسی دعوت اور دلائل کے ساتھ احمدی دنیا بھر میں عیسائیت کا تعاقب میں سرگرمِ عمل ہیں۔ اور جماعت کے TV چینلز اور 207 ممالک میں قائم جماعت کے مشنز ابلاغ کے تمام ذرائع استعمال کرتے ہوئے عیسائیت کے مکمل خاتمہ کے لئے کوشاں ہیں۔ جس کے وقوع پذیر ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود نے تین سو سال کی انتہائی معیاد کی پیش خبری فرمائی ہے۔

عیسائیت کے رد میں حضرت مسیح موعود کے پیش کردہ دلائل کا ناقابلِ شکست ہونا اس امر سے بھی ظاہر ہے کہ عیسائی پادری اور منّاد چرچ کی ہدایات کے تابع احمدیوں سے گفتگو سے احتراز کرتے ہیں اور احمدی ان کی عیسائیت کے پھیلاؤ کی کوششوں کے خلاف ایک ناقابلِ عبور روک ہیں۔

**اعتراف:** حضرت بانی جماعتِ احمدیہ (آپ پر سلامتی ہو) کے ہاتھوں کسرِ صلیب کا عام اعتراف کیا گیا۔ ایسی دو تحریریں درج ذیل ہیں:

۱۔ 'اس زمانے میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔۔۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ مَیں ہوں پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی'۔

(دیباچہ از مولوی نور محمد صاحب نقشبندی چشتی بر ترجمۂ قرآن از مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۳۰ شائع کردہ اصح المطابع دہلی)

اس تحریر میں جس پادری کا ذکر ہے۔ اس کا پورا نام George Alfred Lefroy تھا یہ انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں ایک ممتاز پادری تھا وہ ۱۸۷۹ء میں ہندوستان آیا۔ ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) سے مقابلہ کے وقت وہ لاہور کا بشپ تھا۔

۲۔ 'مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اس لٹریچر کی قدر و قیمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔۔۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئے۔۔۔ اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا'۔

(تحریر مولانا ابوالکلام آزاد اخبار وکیل امرت سر مئی 1908ء بحوالہ البدر ۱۸ جون ۱۹۰۸ء صفحہ نمبر ۲)

عیسائیت کے رد میں حضرت مسیح موعود کے علمِ کلام کی برتری اب تک سب کو مسلّم ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل اے آر وائی ٹی وی چینل پر ایک مذاکرہ میں جو ڈاکٹر شاہد مقصود کمپئر کر رہے تھے اور اس میں ڈاکٹر جاوید اقبال اور ڈاکٹر مبارک علی بھی شامل تھے اس کا برملا اعتراف کیا اور کہا کہ اس زمانے میں صرف مرزا صاحب ہی نے عیسائیوں کا کامیاب مقابلہ کیا اور اس سبب وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی آنکھ کا تارہ بن گئے۔

حضرت مسیح موعود کے پیش کردہ دلائل کے سبب آج حضرت عیسیٰؑ کو عام طور پر فوت شدہ مانا جاتا ہے اور اسی حوالے سے عیسائیت کی شکست کا تذکرہ بھی عام ہے۔ جیسے BBC کی حضرت عیسیٰؑ کی قبر پر Documentary، برطانیہ میں چھپنے والی کتاب Jesus lived in India جس میں حضرت مسیح موعود کی کتاب 'مسیح ہندوستان میں' میں درج دلائل کو دہرایا گیا اور برطانیہ کے ستمبر 2001 کے The Daily Telegraph کی شہ سرخی میں Cardinal Murphy O'Connor کا یہ بیان کہ Christianity is nearly vanquished in Britain۔ یعنی عیسائیت اب برطانیہ سے تقریباً ختم ہو چکی ہے۔

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے اپنے ہاتھوں اس کسرِ صلیب کا ایک ذکر یوں فرمایا:

'مسیح موعود کے وجود کی علت غائی احادیثِ نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دور کرے گا اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھلا دے گا۔ چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا'۔

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۳ صفحہ نمبر ۱۶۲ حاشیہ نیا ایڈیشن ربوہ)

**کسرِ صلیب کا ایک خیالی تصور یہ پیش کیا گیا ہے کہ:**

'حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے واضح ہو جائے گا کہ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں، لہٰذا تثلیث کی تردید ان کا سراپا وجود

ہوگا۔۔۔حضرت عیسیٰ کا بقیدِ حیات ہونا ان کے عقیدہ کفارہ اور تقدس صلیب کی نفی ہوگی۔اس لئے تمام عیسائی اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے اور اپنے سارے عقائد باطلہ سے توبہ کرلیں گے اور ایک صلیب بھی دنیا میں باقی نہیں رہے گی'۔

(شناخت از مولوی یوسف لدھیانوی صفحہ نمبر ۱۱ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

یہ تحریر پڑھ کر بعض قارئین کے چہروں پر مسکراہٹ آجانا بجا ہے حقائق سے صرفِ نظر کر کے اپنی ایک تصوراتی دنیا تراش لینے کی یہ ایک بُری مثال ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بظاہر دوسرے انسانوں کی طرح ہونا کون سے اچنبھے کی بات ہے۔عیسائی ان کو تثلیث میں ایک اقنوم مانتے ہی اس لئے ہیں کہ وہ انسانی سراپے میں دوسرے انسانوں سے مختلف خصوصیات کے مالک ہیں کہ دو ہزار سالوں سے آسمان پر بلا کھانے پینے کے، نہ صرف زندہ ہیں بلکہ زمانہ کے اثر سے آزاد، جوان اور تنومند بھی۔عیسائی یہ بات بار بار دہرا کر مسلمانوں کو ملزم کرتے ہیں جیسا کہ لکھا ہے:

'اگر کوئی شخص بشر کہلا کر بھی آسمان پر رہ سکے تو ماننا پڑے گا کہ وہ بنی آدم سے نرالی بشریت رکھتا ہے'۔

'پس جو کوئی باوجود جسدِ عنصری کھانے پینے کے بغیر زندہ رہ سکے تو وہ تمام دیگر انبیاء سے نرالا اور افضل ہے'۔

(حقائق قرآن صفحہ نمبر ۸۔۹ شائع کردہ کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا بار ششم ۱۹۲۸ء بحوالہ راہِ ہدایت از زیڈ ایچ طاہر صاحب صفحہ نمبر ۴۹ مطبوعہ سلور لنکس لاہور)

جب حضرت عیسیٰؑ ایسا ماننے والوں کے عقیدہ کے مطابق آسمان سے زندہ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ دھرے زمین پر اتریں گے تو یہ امر پہلی وجوہات میں ایک اور مضبوط وجہ کا اضافہ کرے گا اور عیسائیوں کو ان کے عقیدہ تثلیث اور کفارہ پر اور بھی مضبوط کر دے گا بلکہ جو نہیں مانتے ان کے لئے بھی اب انکار کی کوئی وجہ نہ رہے گی کہ اس غیر معمولی انسان کو تین خداؤں میں سے ایک مان لیں۔ایسا ہونے سے صلیب بجائے ٹوٹنے کے اور بھی مضبوط ہو جائے گی۔

اور یہ فرمانا کہ ان کا بقیدِ حیات ہونا عقیدہ کفارہ اور تقدسِ صلیب کی نفی ہوگی اور بھی تعجب خیز ہے۔

ان کا کفارہ کے عقیدہ کی بنیاد صلیب پر مسیح کی موت اور دوبارہ زندہ ہونے پر ہے۔جیسا کہ لکھا ہے:

'اگر مسیح نہیں جی اٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ'۔(کرنتھیوں۔۱ ۱۵:۴)

پس جب عیسائی پہلے ہی مانتے ہیں کہ مسیح زندہ ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان سے اتر آنا ان کے عقیدہ کو مزید تقویت دے گا اور دوسرے مذاہب والوں کے لئے بھی اس کے انکار کی کوئی راہ نہ رہے گی۔

پس مولوی صاحب کا یہ تصور کسرِ صلیب کا نہیں بلکہ تقویتِ صلیب کا ہے۔انہی تصورات کا پرچار اور حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ملنے والے کسرِ صلیب کے ہتھیاروں کو عامۃ المسلمین سے روکے رکھنا ہی آج مسلمانوں کے عیسائی ہونے اور عیسائیوں کے واپس مسلمان نہ ہونے کا سبب ہے۔

اس پسِ منظر میں حضرت مسیح موعود کے کسرِ صلیب کی نفی کے لئے عیسائیت کے پھیلاؤ کی بعض خبروں کو پیش کرنے کی مثال اس مریض کی سی ہے جو دوائی استعمال کئے بغیر ڈاکٹر کو ملزم ٹھہرائے۔

### ii۔ قتلِ دجال :

احادیث میں مسیح موعود کا ایک بڑا کام دجال کو قتل کرنا بتایا گیا ہے۔یہ ہلاکت کس طرح ہوگی اس کا ایک اور حدیث میں یوں ذکر ہے:

ترجمہ:'ابنِ مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی امامت کریں گے جب آپ کو اللہ کا دشمن دجال دیکھے گا تو اس طرح خود بخود گھل جائے گا جس طرح پانی نمک میں گھل جاتا ہے اگر مسیح موعود دجال کو چھوڑ بھی دیں تو بھی وہ خود بخود گھل جائے گا یہاں تک کہ ہلاک ہو جائے گا مگر اللہ اس کا خاتمہ مسیح کے ہاتھوں کرے گا اور ان کو مسیح کے حربے پر اس کا خون دکھائے گا'۔(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن)

اس خبر میں آں حضرت ﷺ کا یہ فرمانا قابلِ غور ہے کہ:

وَ هُنَالِكَ يَهلِكُ

ترجمہ: دجال خود بخود ہلاک ہو جائے گا۔

دجال کی یوں آہستہ آہستہ خود بخود ہلاکت وہی ہلاکت ہے جسے قرآنِ مجید میں اسی یھلك کے لفظ کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ (انفال ۸:۴۳)

ترجمہ: تا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جو دلیل کے ذریعہ ہلاک ہو چکا ہے اور زندہ ہو جائے وہ شخص جو دلیل کی رو سے زندہ ہو چکا۔

پس دجال کی ہلاکت بہر حال مسیح موعود کے حربہ کی رہین ہوگی۔ دلائل سے دجال کی ہلاکت کو ایک اور طرح آں حضرت ﷺ نے یوں بیان فرمایا ہے:

فيطلبه حتىٰ يدركه بباب لد فيقتله (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن)

ترجمہ: یعنی مسیح موعود دجال کو تلاش کرے گا اور اسے باب لد پر پائے گا اور اسے قتل کر ڈالے گا۔

'لد' کے معنی منجد کے مطابق سخت جھگڑا اور بحث کرنے والے لوگ ہیں جو اس حدیث کے مطابق مسیح موعود کے ہاتھوں دلائل سے قتل ہوں گے۔

پس اس پیشگوئی سے درست مراد یہی ہے کہ وہ موعود دلائل اور براہین سے اسلام پر مخالف اعتراضات کو ردّ اور اسلام کی حقانیت کو الم نشرح کر کے اسلام کو عیسائیت پر غالب کر دے گا اور چونکہ قرآنی ارشاد کے مطابق دلیل کی مار ہلاکت کے مترادف ہے اس لئے اس موعود کے قلمی حربہ کے سامنے عیسائیت عاجز رہ کر ہلاک شدہ قرار پائے گی۔

**کام کی تکمیل:** ہم دیکھ چکے ہیں کہ دجال عیسائی پادریوں کا گروہ ہے۔ پس اس کا حضرت مسیح موعود کے مضبوط دلائل سے پُر، عظیم علم کلام کے سامنے لاجواب ہونا قرآن کریم کے مطابق دلیل سے ہلاکت ہے۔ پھر ان دلائل کے عام ہونے اور ہر جگہ ان کے ہاتھوں ان پادریوں کا میدان چھوڑ نا وہ آہستہ آہستہ ہلاکت ہے جو اس دجال کی ہوئی اور ہو رہی ہے۔ اور گزرتے وقت کے ساتھ انجام کار مکمل خاتمہ پر منتج ہوگی۔ آں حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ یہ ہلاکت آہستہ آہستہ ہوگی یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کی مکمل ہلاکت میں وقت لگے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اللہ سے خبر پا کر اس وقت کا تعین تین صدیاں فرمایا ہے۔ جس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ عیسائیت کا ماننے والے بھی اب رفتہ رفتہ اس سے ہاتھ کھینچ رہے ہیں اور مغربی عیسائی معاشروں میں عیسائیت کی حیثیت عام طور پر اب مذہب سے ہٹ کر محض ایک کلچر کی رہ گئی ہے۔

**iii۔ قتلِ خنزیر:**

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ا وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ

(صحیح بخاری کتاب جلد ۲ کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریمؑ صفحہ نمبر ۱۰۷۳ مرابعہ وضبط شیخ محمد علی قطب وعلامہ ہشام بخاری شائع کردہ مکتبۃ العصر یہ بیروت)

ترجمہ از مولوی مودودی صاحب: اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے۔

یہ قتلِ خنزیر ظاہری معنوں میں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک نبی تو جنگلوں سے خنزیروں کا شکار کرنے سے رہا۔ یقیناً یہ اشارتی (symbolic) ہے جیسا کہ پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔

**تاویل لیکن غلط:** مفتی محمد شفیع صاحب نے اس حدیث کی تاویل میں لکھا ہے کہ:

'یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے'۔(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۶۷ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

مولوی مودودی صاحب نے حدیث یکسر الصلیب اور مندرجہ بالا حدیث کی تاویل میں لکھا ہے کہ:

'صلیب کو توڑنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی'

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۴۰ حاشیہ اشاعت دوم مارچ ۱۹۶۲ء اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

ان تاویلوں میں عیسائیت کے بالکل ختم ہو جانے کا تصور قرآنِ کریم کے اس ارشاد کے مخالف ہے کہ:

فَاَغۡرَیۡنَا بَیۡنَہُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ؕ (مائدہ ۵:۱۵)

ترجمہ: پس ہم نے ان (نصاریٰ اور یہود) کے درمیان قیامت کے دن تک باہمی دشمنی اور بغض مقدر کر دئے ہیں۔

یہ آیت عیسائیوں اور یہود کے قیامت تک موجود رہنے پر دال ہے۔

**درست معنی:** حضرت مسیح موعود نے راہنمائی فرمائی ہے کہ

'مسیح کا خنزیروں کو قتل کرنا اور علی العموم تمام کفار کو مارنا انہیں معنوں کی رو سے ہے کہ وہ حجتِ الٰہی ان پر پوری کرے گا اور بیّنہ کی تلوار سے ان کو قتل کرے گا'۔

(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 146-147)

پس یہاں خنزیر سے مراد خنزیروں کی عادتیں رکھنے والے ایسے مخالفین اسلام تھے جنہوں نے آنے والے موعود کے وقت میں بے شرمی اور بے حیائی سے اسلام، پیغمبرِ اسلام اور قرآنِ کریم پر حملہ آور ہونا تھا اور ان کے قتل سے مراد مضبوط دلائل کے ذریعہ ان کی شکست تھی۔ نیز خنزیر صفت دشمنانِ اسلام کو دعا اور مباہلہ کے ذریعہ ہلاک کرنا ہے۔

**کام کی تکمیل:** اس پیش خبری کے عین مطابق حضرت مسیح موعود کے وقت میں آریہ پنڈت اور عیسائی پادری ان مذموم کوششوں میں پیش پیش ہوئے۔ ان کے اٹھائے گئے اعتراضات اور جھوٹے الزامات کا آپ نے اپنی کتابوں میں انتہائی مضبوط دلائل سے ناقابلِ شکست رد فرمایا۔ اور اس طرح دلائل کی تلوار سے انہیں ہلاک کر دیا۔ اس مجموعی ہلاکت کے ساتھ ساتھ ان کے دو ایسے نمائندگان کی جن کی یہ عادتیں بہت نمایاں تھیں اور جنہوں نے آپ سے مقابلہ کی کوشش کی ظاہری ہلاکت بھی ہوئی۔ یعنی آریہ پنڈت لیکھرام اور امریکی عیسائی پادری ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی جو آپ کی الہامی پیش گوئیوں کے عین مطابق عبرت ناک طور پر ہلاک ہوئے۔ ان میں سے ایک کی بے شرمی اور ہلاکت کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

یہ امریکہ میں رہائش پذیر ایک بااثر اور طاقتور دشمنِ اسلام پادری جان الیگزینڈر ڈوئی (John Alexander Dowie) تھا۔ اس نے ۱۸۹۶ء میں اپنے فرقہ کرسچن کیتھولک چرچ کی بنیاد رکھی ۔ یہ اپنے آپ کو مسیح کی آمد کا نقیب کہتا اور جھوٹے طور پر ایلیا اور نبی ہونے کا دعویدار تھا۔ ایک بار اس نے لکھا:

" If I am not God's prophet, there is none on God's earth "

(Weekly Leaves of Healing, Chicago, December 12, 1903 Volume 14 Page 238)

ترجمہ: اگر مَیں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو خدا کا نبی ہو۔

اس نے چھ ہزار ایکڑ پر مشتمل ایک شہر زائن (Zion) آباد کیا وہ اس کی تمام املاک (بینک، اسٹورز، فیکٹریاں، دوکانیں، پریس وغیرہ کا مالک تھا) اپنے

مقاصد کے لئے اس نے Leaves of Healing نامی ایک ہفت روزہ اخبار جاری کر رکھا تھا جس کی اشاعت ۱۹۰۳ء میں ایک لاکھ تک پہنچ چکی تھی اور جو انگریزی کے علاوہ جرمن اور فرانسیسی زبانوں میں بھی چھپتا تھا۔ امریکہ میں ہزار ہا مریدوں کے علاوہ یورپ اور آسٹریلیا میں بھی اس کے ماننے والے بڑی تعداد میں تھے۔

یہ شخص آں حضرت ﷺ اور اسلام کا سخت دشمن تھا اور بار بار انتہائی خباثت سے رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ اطہر اور اسلام کے متعلق بدگوئی کرتا اور اسلام اور مسلمانوں کے مکمل خاتمے کی باتیں کرتا تھا۔ اس دریدہ دہنی کے چند ناپاک اور متعفن نمونے درج ذیل ہیں:

'Islam must go.... Mohammadanism must be destroyed'

(Weekly Leaves of Healing, Chicago, 25th August 1900 Volume 7 Page 555)

ترجمہ: اسلام کو ضرور نابود ہونا چاہئے۔ محمدن ازم کو ضرور تباہ ہونا چاہئے۔

" The nation has no right to political existence that makes a religion of bestiality...It is time that such an organized abomination as that shoud be swept out, I pray God for the day to come when the crescent shall disappear...May God grant it ! ....Let it slink away back into the deserts of Arabia whence the filthy thing emerged...May God destroy it"

Weekly Leaves of Healing, Chicago February, 14 1903 Volume 12 Page 526)

ترجمہ: ایک ایسی قوم کو سیاسی وجود رکھنے کا کوئی حق نہیں جس نے قابلِ نفریں گناہ کو مذہب بنا رکھا ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ اس منظّم نفرتی سلسلہ کو دنیا سے مٹا دیا جائے۔ مَیں خدا سے دعا کرتا ہے کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔۔۔ آؤ کہ اس گندی چیز کو واپس عرب کے صحرا میں دھکیل دیں جہاں سے یہ ظاہر ہوئی تھی۔ اے خدا اسے ہلاک کر دے۔

" Zion will have to wipe out Mohammadanism"

(Weekly Leaves of Healing, Chicago 15th August 1903 Volume 13 Page 542)

ترجمہ: 'زائن (ڈوئی کا آباد کردہ شہر) کے لئے محمدن ازم کو تباہ کرنا ضروری ہے'۔

The city of God will be redeemed which still lies largely desolate, trodden under foot of the Moslem.... the horrible power of Islam will pass away )

(Weekly Leaves of Healing, Chicago 23rd January, 1904 Volume 14 Page 435)

ترجمہ: اللہ کی زمین کو آزاد کرایا جائے گا جس کا بڑا حصہ اب بھی مسلمانوں کے زیرِ نگین ہے۔۔۔ اسلام کی مہیب طاقت کو ختم ہونا ہوگا۔

The hundreds of millions who today own the sway of that false Prophet must listen to the voice of God, or they will perish

(Weekly Leaves of Healing, Chicago 23rd January, 1904 Volume 16 Page 435)

ترجمہ: 'سینکڑوں ملین مسلمان جو اس وقت جھوٹے نبی (نعوذ باللہ) کے۔۔۔ قبضہ میں ہیں۔ انہیں یا تو خدائی آواز سننی پڑے گی یا وہ تباہ ہو جائیں گے'۔

مسیحِ وقت نے اس بدفطرت کی نفرت انگیز مہم اور گالیوں کی بوچھاڑ کا نوٹس لیا اور اسے دو مرتبہ یعنی ۱۹۰۲ء اور پھر ۱۹۰۳ء میں مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اور ساتھ ہی اس

خدائی تقدیر کا اظہار بھی فرمایا کہ

'خواہ ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے یا نہ کرے وہ خدا کے عذاب سے نہیں بچے گا'۔(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر ۵۰۹ حاشیہ)

ڈوئی نے اس تعلّی کے ساتھ اس مقابلہ سے فرار کا راستہ اپنایا کہ:

People sometimes say to me, why do you not reply this...Reply! Do you think I shall reply to these gnats and flies? ...If I put my foot on them I would crush out their lives. I give them a chance to fly away and live !

(Weekly Leaves of Healing, Chicago September, 26 1903 Volume 12 Page 726)

ترجمہ: لوگ بعض اوقات مجھے کہتے ہیں کہ تم اس کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔ اگر مَیں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو ان کو کچل کر مار ڈالوں گا لیکن مَیں ان کو موقع دیتا ہوں کہ اڑ کر اپنی جان بچالیں۔

یہ شخص اس چیلنج کے وقت بھرپور صحت اور ۲۵۰ پونڈ وزن کے جسّہ کے ساتھ لمبا عرصہ جینے کا یہ فخریہ اور برملا اظہار کر رہا تھا کہ:

I hope to live on and get ready for the Kings's coming, at least close upto time that the ) Lord shall come to take from the world his own

(Weekly Leaves of Healing, Chicago 19 December, 1903 Volume 14 Page 273)

ترجمہ: مَیں پرامید ہوں کہ بادشاہ کی آمد تک زندہ اور تیار رہوں گا اور یا کم از کم اس وقت کے قریب ترین تک جب مالک آکر دنیا سے اپنی حکومت واپس لے گا۔

یاد رہے کہ ڈوئی ۲۵ سال کے عرصہ میں حضرت مسیحؑ کی دوسری آمد کا پرچار کرتا تھا اور اس وقت تک جینے کی امید رکھتا تھا۔ لیکن ۲۵/۲۰ سال تک زندگی کی یہ امید چراغ سحری ثابت ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے مسیح موعود کی دعا سے صرف دو سال بعد ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء کو اس پر فالج کا پہلا حملہ ہوا اور دو ماہ بعد ۱۹ دسمبر کو دوسرا۔ اور پھر اس کا ولد الزنا اور سیاہ کار ہونا بھی الم نشرح ہو گیا۔ شراب نوشی، عورتوں سے ناجائز تعلقات، بددیانتی اور خیانت کے حقائق منظر عام پر آ گئے۔ غرضیکہ خوب پردہ دری اور رسوائی ہوئی۔ پندرہ سولہ ماہ ایک تختہ کی طرح دو تنخواہ دار نیگرو ملازمین کے رحم و کرم پر رہنے کے بعد بالآخر یہ دشمن اسلام ۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو مر کر اپنے بدانجام کو پہنچ گیا۔

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے ڈوئی کو بجا طور پر خنزیر اور اس کی ہلاکت کو اس پیش گوئی کا پورا ہونا قرار دیتے ہوئے فرمایا:

' مَیں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آں حضرت ﷺ نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا۔ الحمدللہ کہ آج نہ صرف میری پیش گوئی بلکہ آں حضرت ﷺ کی پیش گوئی کمال صفائی سے پوری ہو گئی' ۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر ۵۱۳ حاشیہ نیا ایڈیشن)

### iv۔ روحانی خزائن کی تقسیم :

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

(صحیح بخاری کتاب جلد۲ کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریمؑ صفحہ نمبر ۱۰۷۳ مرابعہ وضبط شیخ محمد علی قطب وعلامہ ہشام بخاری شائع کردہ مکتبۃ العصیر یہ بیروت)

ترجمہ: وہ مال تقسیم کرے گا یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔

یہاں مال سے مراد دنیوی مال نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے لینے سے کوئی انکار نہیں کرتا جیسا کہ آں حضرت ﷺ کی ایک اور حدیث سے ظاہر ہے:

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ

(بخاری کتاب الرقاق باب ما یتقی من فتنة المال)

ترجمہ: اگر انسان کی دو وادیاں مال کی ہوں تو وہ تیسری بھی تلاش کرے گا اور انسان کے پیٹ کو مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھرتی ۔

پس وہ مال جو تقسیم کیا جائے لیکن قبول کرنے والا کوئی نہ ملے وہ روحانی خزائن ،قرآنی معارف اور دین کے حقائق ہی ہو سکتے ہیں جو تحریر و تقریر کے ذریعہ ظاہر ہو کر اشاعت پذیر ہوں گے اور یہ قرآنی پیش گوئی بھی پوری ہو جائے گی کہ:

وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۞ (تکویر ۸۱:۱۱)

اترجمہ: اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔

**کام کی تکمیل:** اگر چہ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے ظاہری مال و دولت کی تقسیم بھی کی اور بار بار مختلف علمی میدانوں اور نشان نمائی میں دنیا کو بھاری انعاموں کے ساتھ چیلنج دئے۔آپ نے اپنی پہلی تصنیف براہینِ احمدیہ کے ساتھ بھی دس ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیا۔لیکن مقابلہ سے عاری رہ کر، پیشگوئی کے مطابق انہیں کسی نے قبول نہ کیا۔ان دنیوی اموال کے ساتھ اصل خزائن جو آپ نے تقسیم فرمائے اور جنہیں عام طور پر قبول نہ کیا گیا وہ روحانی خزائن تھے جو آپ کی بیش بہا تصانیف و اشتہارات کی شکل میں ظاہر ہوئے۔علم و عرفان کے یہ خزانے اپنی مثال آپ ہیں اور ہر علم دوست کے لئے ایک انمول نعمت ہیں۔اسّی سے زائد یہ کتابیں ۲۳ جلدوں میں مجتمع ہیں۔ان میں ایک چوتھائی فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہیں جن میں سے بعض کے فارسی اور اردو تراجم میّسر ہیں۔اسی طرح اشتہارات علیحدہ طور پر دو جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔غرضیکہ پیش گوئی کے عین مطابق آپ نے یہ اعلانِ عام فرمایا:

؎ وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

ر

**۷۔ جنگوں کا خاتمہ ۔ یضع الحرب :**

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَيَضَعُ الحَرب (بخاری کتاب الانبیاء باب نزولِ عیسیٰ بن مریمؑ )

ترجمہ از مولوی مودودی صاحب: اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۴۰ حاشیہ اشاعت دوم مارچ ۱۹۶۲ء اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

مسلم کتاب الایمان باب نزولِ عیسیٰ بن مریمؑ میں وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ آیا ہے یعنی جزیہ ختم کر دیں گے۔

مودودی صاحب نے ان خبروں کی یہ توضیح کی ہے:

'مطلب یہ ہے کہ اس وقت ملتوں کے اختلافات ختم ہو کر سب لوگ ایک ہی ملتِ اسلام میں شامل ہو جائیں گے اور اس طرح نہ جنگ ہوگی اور نہ کسی پر جزیہ عائد کیا جائے گا' (ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۶۱ حاشیہ اشاعت دوم مارچ ۱۹۶۲ء اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

تمام ملتوں کا ختم ہو جانا خلافِ قرآن ہے جیسے اوپر ذکر ہوا۔

اصل میں اس خبر میں بتایا گیا ہے کہ وہ موعود مذہب کی خاطر تلوار نہیں اٹھائے گا یعنی اس کے دور میں جہاد بالسیف کی شرائط موجود نہ ہوں گی اور اس کا جہاد بالقلم ہوگا۔ وہ جنگوں کو اٹھا دے گا۔ اس طرح یہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کی خبر تھی۔

اس حدیث کی ایک اور تشریح یہ کی گئی ہے:

'حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد لوگوں کے مذہبی اور نفسانی اختلافات مٹ جائیں گے اس لئے نہ لوگوں کے درمیان کوئی عداوت و کدورت باقی رہے گی نہ جنگ و جدال اور چونکہ تمام مذاہب مٹ جائیں گے اس لئے جزیہ بھی ختم ہو جائے گا'۔

(شناخت از مولوی یوسف لدھیانوی صفحہ نمبر ۱۴ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

مذہبی اختلافات، عداوت و کدورت اور تمام مذاہب کا مٹ جانا ایک خلاف قرآن تصور ہے اور کم از کم تین آیاتِ قرآنیہ کے مخالف ہے۔ قرآنِ کریم کی درج ذیل دو آیات میں یہود و نصاریٰ کی عداوت کے تا قیامت برقرار رہنے کی خبر دی گئی ہے:

۱۔ فَاَغۡرَیۡنَا بَیۡنَہُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ؕ (مائدہ ۵:۱۵)

ترجمہ: پس ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک باہم دشمنی اور بغض مقدر کر دئے ہیں۔

۲۔ وَاَلۡقَیۡنَا بَیۡنَہُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ؕ (مائدہ ۵:۶۵)

ترجمہ: ہم نے یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت کے دن تک عداوت اور بغض پیدا کر دیا ہے۔

۳۔ پھر قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۚ (آل عمران ۳:۵۶)

ترجمہ: اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا قیامت کے دن تک غالب رکھنے والا ہوں۔

یہ آیت بھی یہود و نصاریٰ کے قیامت کے دن تک موجود رہنے کی پیش گوئی ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ **یضع الحرب** کی خبر مسیح موعود کے دور میں مذہبی آزادی ہونے کی خبر ہے جس کے نتیجہ میں جہاد بالسیف کی ضرورت نہ رہے گی اور اس کے نتیجہ میں جزیہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔

اس خبر کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ برپا ہونے والا یہ روحانی غلبہ، تائیدِ الٰہی کے ساتھ ایک مضبوط علمِ کلام، پیغام پھیلانے کے ایک وسیع نظام اور اس کام کو بجالانے کے لئے اپنی زندگیاں راہِ خدا میں وقف کرنے والے ہزارہا خدامِ دین کا متقاضی ہوگا نہ کہ تیر و تفنگ اور جنگجو ہتھیار برداروں کا۔

پس اس حدیث کے یہی درست معنی ہیں۔

**کام کی تکمیل:** اس پیشگوئی کے عین مطابق حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے جہاد کے اختتام کا اعلان فرمایا اور بار بار یہ دہرایا کہ تلوار سے جہاد کا وقت گزر گیا ہے۔ جیسے یہ تحریر:

'یہ دن دین کی حمایت کے لئے لڑائی کے دن نہیں ہیں کیونکہ ہمارے مخالفوں نے بھی کوئی حملہ اپنے دین کی اشاعت میں تلوار اور بندوق سے نہیں کیا بلکہ تقریر اور قلم اور کاغذ سے کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے حملہ بھی تحریر اور تقریر تک ہی محدود ہوں'۔

(ایامِ صلح روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ نمبر ۲۸۳ ربوہ نیا ایڈیشن)

پھر وقت نے بھی اس پر گواہی دی اور حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے وقت جہاد بالسیف کا کوئی موقع نہ رہا۔ اور یوں مذہبی لڑائیاں موقوف اور جزیہ بند ہو گیا۔

جہاد بالسیف کا رجحان افغانوں میں عام تھا۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے امیر افغانستان کو بطور نصیحت فرمایا کہ:

'امیر صاحب کو خدا تعالیٰ نے یہ موقع دیا ہے کہ وہ اپنی امارت کے کارنامہ میں اس اصلاحِ عظیم کا تذکرہ چھوڑ جائیں اور یہ وحشیانہ عادات جو اسلام کی بدنام کنندہ ہیں جہاں تک ان کے لئے ممکن ہو قومِ افغان سے چھڑا دیں'۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزائن جلد ۷ اصفحہ نمبر ۱۹ نیا ایڈیشن)

اس نصیحت کا اختتام ان انتباہی الفاظ پر ہوا کہ:

'ورنہ اب دورِ مسیح موعود آ گیا ہے۔ اب بہر حال خدا تعالیٰ آسمان سے ایسے اسباب پیدا کر دے گا'۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزائن جلد ۷ اصفحہ نمبر ۱۹ نیا ایڈیشن)

بدقسمتی سے امیر صاحب نے نصیحت پر کان نہ دھرا اور اپنی قوم کو آسمانی اسباب بھگتنے کے لئے چھوڑ گئے۔ جو اوّل ایک عالمی طاقت کی دخل اندازی اور پھر ہزاروں میل سے دوسری عالمی طاقت کی آمد پر منتج ہوئی اور پھر پورے ملک اور قوم کو ایک لامتناہی خون ریزی، بدامنی اور بے گھری کے عذاب میں مبتلا ہونا پڑا۔

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے مذہبی جنگوں کے خاتمہ کے اعلان کے ساتھ یہ پیش گوئی بھی فرمائی کہ:

؎ یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اِک معجزہ کے طور سے یہ پیش گوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے (تحفۂ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ اصفحہ نمبر ۷۸ نیا ایڈیشن)

۱۹۰۲ء میں شائع ہونے والی یہ پیش خبری جس طرح بار بار پوری ہوئی اور ہو رہی ہے اور جنگ و جدال کی کوششوں سے کسی کامیابی کے بغیر اسلام اور مسلمانوں کی جو بدنامی ہوئی اور ہو رہی ہے وہ ایک ظاہر حقیقت ہے۔

یہ خبر دینی جنگوں کے بارے میں تھی نہ کہ ہر قسم کی جنگوں کے لئے۔ اس لئے سیاست کے لئے کی جانے والی جنگیں ہوتی رہی ہیں اور مزید کے خطرات بھی منڈلا رہے ہیں۔

**vi۔ دین اور شریعت کا قیام :**

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یُقِیمُ النَّاسَ عَلیٰ مِلَّتِی و شَرِیعَتِی (بحار الانوار از علامہ باقر مجلسی جلد نمبر ۱۳ صفحہ نمبر ۱۷)

ترجمہ: وہ لوگوں کو میرے دین اور میری شریعت پر قائم کریگا۔

اس حدیث کے مطابق اس موعود کا کام دینِ اسلام کو زندہ کرنا اور شریعتِ قرآنی کو قائم کرنا ہوگا۔

اس خبر سے یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ آنے والا امتِ محمدیہ کا ایک فرد ہوگا نہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے رسول تھے اور جن کی شریعت تورات تھی۔

جیسا کہ قرآنِ کریم میں ان کے بارے میں مذکور ہے:

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۞ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ (آلِ عمران ۳:۴۹۔۵۰)

ترجمہ: اور وہ اسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا اور تورات اور انجیل کی۔ اور وہ رسول ہوا بنی اسرائیل کی طرف۔

**کام کی تکمیل:** حضرت مسیح موعود کے ہاتھوں ایک پاک جماعت کا قیام ہوا جس کا طریق قال اللہ و قال الرسول ﷺ ہے۔ اپنے قول و فعل میں دینی تعلیمات کا ہر آن پیشِ نظر رکھنا اور تمام اوامر پر عمل کرنا اور مناہی سے رکنا اور تقویٰ کی باریک در باریک راہوں کا خیال رکھنا اس جماعت کے تمام افراد کا حتی الامکان طریق ہے۔ علامہ اقبال نے ۱۹۱۰ء میں اپنے ایک لیکچر میں اسے اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ قرار دیتے ہوئے کہا:

'In the Punjab the essentialy Muslim type of character has been found a powerful expression in the so called Qadiani sect.'

(The Muslim Community - A Sociological Study by Dr. Allamma Muhammad Iqbal P.23, published by Maktaba-e-Aliya, Urdu Bazar, Lahore).

احمدیوں سے سابقہ پڑنے والے تمام غیر بھی ان کے حسنِ اخلاق اور دین داری کے مداح ہوتے ہیں۔ اپنے مقدمات میں ان کی گواہیاں لکھواتے ہیں، لین دین کے معاملات میں ان پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ان کی فرض شناسی اور محنت کے اعتراف میں احمدی ملازمین کو ترجیح دیتے ہیں۔ سیاست کی راہ سے احمدیوں پر اعلیٰ سرکاری سِول و فوجی مناسب کی راہ روکنے سے قبل ملک و قوم نے نیک انصاف پسند اور محنت شعار احمدی سول اور بے مثل جری و بہادر فوجی افسران سے خوب فیض پایا جنہوں نے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دئے کہ جب تاریخ کی درستگی ہوگی تو وہ ان کے روشن کارناموں سے جگ مگ کر اٹھے گی۔

ملک ملک پھیلی ہوئی اور مختلف اقوام و ملل کے لوگوں پر مشتمل یہ جماعت ایک ہی رنگ میں رنگی ہوئی ہے اور اس کی یہ اعلیٰ صفات ہر جگہ نمایاں اور ممتاز ہیں کہ سب قرآنی تعلیمات اور سنتِ رسولؐ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہیں اور حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے ذریعہ دین و شریعت کے قیام پر گواہ۔

**vii۔ ایمان کی واپسی :**

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجالٌ، أَوْ رَجُلٌ، مِنْ هٰؤُلَاءِ

(صحیح بخاری باب تفسیر القرآن زیرِ آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ جلد۳ صفحہ ۱۵۶۰ المرابعہ والضبط شیخ علی محمد قطب و علامہ ہشام بخاری شائع کردہ مکتبۃ العصریہ بیروت)

ترجمہ: اگر ایمان ثریا ستارہ تک بھی چلا گیا تو ان لوگوں (قومِ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں سے ایک شخص اسے واپس لے آئے گا۔

اس حدیث سے جو آیتِ قرآنی و آخرین منہم لما یلھقو بہم (جمعہ ۶۲:۴) کی تشریح میں ہے ظاہر ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ ایمان اُٹھ جائے گا تب آں حضرت ﷺ کی دوبارہ بعثت ایک عجمی شخص کے رنگ میں ہوگی جو اسلام کو زندہ اور ایمان کو تازہ کر دے گا۔

**کام کی تکمیل:** پیشگوئی کے عین مطابق حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے مسلسل آسمانی نشانات اور اپنی حیران کن قوتِ قدسیہ سے اپنے ساتھیوں میں وہ مضبوط ایمان پیدا کیا کہ گویا انہوں نے خدا کو دیکھ لیا۔ یہ ہزارہا لوگ خدا سے زندہ تعلق رکھنے والے بن گئے اور مکالمۂ الٰہیہ اور رویاء و کشوف ان کے لئے معمول کی ایک بات ہو گئے۔ گلیوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے بظاہر عام سے نظر آنے والے یہ لوگ تعلق باللہ میں ایسے پہنچے ہوئے تھے کہ گویا فرشتے

۔ان کے دل کی خواہش بھی بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتی۔وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو ساتھ ہی قبولیت کی خبر بھی پاتے۔اللہ پر توکل کر کے بچھونا الٹتے یا خالی جیب میں ہاتھ ڈالتے تو مطلوب شے موجود پاتے۔

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی یہ قوتِ قدسیہ آج سوا سو سال بعد بھی کارفرما ہے اور ہر روز ہم ایسے واقعات سنتے ہیں کہ کسی طرح ملک ملک لوگ خدا سے ہدایت پا کر جماعت میں داخل ہوتے ہیں پھر قوتِ ایمانیہ میں ترقی کر کے رویاء کشوف اور قبولیت دعا کا انعام پاتے ہیں۔

سو یہ پیش گوئی پوری بھی ہوئی اور مسلسل ہو بھی رہی ہے۔

**viii۔ اختلافات کا فیصلہ :**

آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

حَكَمًا عَدْلًا

(صحیح بخاری کتاب جلد۲ کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریمؑ صفحہ نمبر۱۰۷۳ مراجعہ وضبط شیخ محمد علی قطب و علامہ ہشام بخاری شائع کردہ مکتبۃ العصر یہ بیروت)

ترجمہ:(ابنِ مریم علیہ السلام ضرور تشریف لائیں گے) حَکم وعدل بن کر۔

حکم سے مراد منصف یعنی فیصلہ کرنے والا ہوتا ہے قرآنِ کریم میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسے وَحُكْمًا (نساء ۴:۳۶) یعنی صاحبِ حکمت فیصلہ کرنے والا۔ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا (۶:۱۱۴) کیا مَیں غیرُ اللہ کو حَکم بنانا پسند کروں؟ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ ، مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور مفتی محمد شفیع صاحب کے اردو تراجم قرآنِ مجید میں اس کے یہی معنی کئے گئے ہیں کہ 'فیصلہ کرنے والا' 'منصف' اور 'پنچ'۔

پس مسیح موعود کے اس کام سے مراد یہی ہے کہ وہ عدل وانصاف کے ساتھ امت کے اہم مذہبی اختلافات کے بارے میں صحیح اور غلط کا فیصلہ کر دیں گے۔

حضرت امام راغب اصفہانیؒ کے نزدیک 'حکمین' کا فیصلہ بغیر تکرار کے ماننا ضروری ہے۔

(مفردات از امام راغب اصفہانیؒ مترجم میر محمد جی اور احمد حسن صفحہ نمبر۱۰۴۔۱۰۵ منظور عام پریس پشاور ۱۹۶۴ء بحوالہ راہِ ہدایت از زیڈ ایچ طاہر صاحب صفحہ نمبر۳۹ مطبوعہ لنکس لاہور)

اس کے مطابق مسیح موعود کے کئے گئے فیصلے سب کو ماننا ہوں گے۔

مفتی محمد شفیع صاحب نے مسیح موعود کے ۱۸ کارنامے گنوائے ہیں لیکن اس اہم کام کو شامل نہیں کیا۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر۴۶۷۔۴۶۸ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

مولوی مودودی صاحب نے بھی اپنے کتابچہ ختمِ نبوت میں صحیح بخاری کی اس حدیث کو درج نہیں کیا ہے۔لیکن مسند احمد کے حوالے سے جو حدیث درج کی ہے اس میں حکما کا ترجمہ 'حاکم منصف' کیا ہے۔(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر۵۲ ایڈیشن دوم اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

جس میں حاکم کے لفظ کا اضافی ہونا بالکل ظاہر ہے کہ درست ترجمہ صرف 'منصف' ہے۔

مولوی یوسف لدھیانوی نے کتابچہ 'شناخت' میں اس حدیث کو درج کیا ہے اور اس کا ترجمہ 'حاکم عادل' کیا ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ 'وہ حاکم عادل' کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور ملتِ اسلامیہ کی سربراہی اور حکومت وخلافت کے فرائض انجام دیں گے۔

(شناخت از مولوی یوسف لدھیانوی صفحہ نمبر ۹۔۱۰ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

آں حضرت ﷺ کے ارشاد کے غلط معنی کر کے یہ تاثر دینا کہ مسیح موعود ظاہری طور پر حاکم ہوں گے جہاں آں حضرت ﷺ کی طرف ایک ایسی بات منسوب کرنا ہے جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائی۔ ایسا کرنے کا بدنتیجہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ دوسری طرف یہ اسی تصور کی تعلیم ہے جو یہود اپنے مسیح کے لئے رکھتے تھے کہ وہ ظاہری بادشاہ ہوگا۔ اسی بنیاد پر انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہاں تک ٹھٹھا کیا کہ صلیب پر لٹکی ہوئی حالت میں 'ایک نوشتہ بھی اس کے اوپر لگایا گیا تھا کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے'۔ (لوقا ۲۳:۳۸) اور اپنے خیال کے مطابق نہ پا کر ان کا انکار کر دیا اور نتیجتاً دو ہزار سالوں سے اس خیالی مسیح کا انتظار اور دیوار گریہ پر رونا ان کا مقدر ٹھہرا ہے۔ جس طرح پہلے مسیح نے یہ فرمایا تھا کہ 'میری بادشاہی اس دنیا کی نہیں' (یوحنا ۱۸:۳۶) اسی طرح حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے اعلان فرمایا کہ

'یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا'۔ (ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۹۷۔۱۹۸ ایڈیشن جدید)

قرآنِ کریم میں مذکور انبیاء میں سے صرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کے بادشاہ ہونے کا ذکر ہے اور باقی سب انبیاء کے کمزوری اور ناطاقتی کے حالات انہیں محکوم ہی بتاتے ہیں۔ بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مسکینی اور غربت کے دور کے بعد ایک بادشاہ کا باقاعدہ ملازم ہونا بھی مذکور ہے (سورۂ یوسف آیت نمبر ۷۷)

اس سے ظاہر ہے کہ نبی کا دنیوی بادشاہ ہونا محض اتفاق سے ہے اور ہرگز لازمی نہیں اور مسیح موعود کے لئے اس خبر میں انہیں منصف کہا گیا ہے نہ کہ حاکم۔

**کام کی تکمیل:** بطور حکم وعدل حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے امت میں موجود تمام اختلافات کے بارے میں فیصلہ فرمایا۔ حیاتِ مسیح کے غلط عقیدہ کی تردید فرمائی اور وفات مسیح پر قرآن وحدیث کی گواہیوں کے علاوہ تمام واقعاتی شہادتوں کو بیان فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کی اور اس سے وابستہ انعامات کی وضاحت فرمائی۔ قرآن وسنت اور حدیث کا باہم تعلق اور ان کا درجہ بدرجہ ذریعۂ ہدایت ہونا واضح فرمایا۔ احادیث کی صحت کے بارے میں یہ راہنمائی فرمائی کہ جو پیش گوئی پوری ہو جائے وہ صحیح ہے۔ خواہ فنی اعتبار سے وہ ضعیف سمجھی جاتی ہو۔ تناسخ ومنسوخ کے مسئلہ پر یہ فیصلہ کہ قرآنِ کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور ایسی ہر آیت کا حل بتایا۔ فقہی مسائل کے بارے میں اور ایمانیات کے تمام شعبوں میں راہنمائی فرمائی۔ اسی طرح بدرسوم اور بدعتوں کی نشان دہی فرما کر ان سب طوقوں کو توڑ دیا۔

## ۱۵۔ تمام علامتیں پوری ہو چکیں:

غرضیکہ وہ علامتیں جو اس موعود کے لئے بتائی گئی تھیں سب پوری ہو گئیں۔ ذاتی بھی، زمانہ کی بھی اور آسمانی بھی۔ یہ دینِ اسلام، قرآنِ کریم اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کی حیرت انگیز دلیل ہے کہ کس طرح ایک زمانے پہلے بتائی جانے والی مندرجہ بالا مختلف النوع علامات جن میں سے کچھ زمین پر ظاہر ہونی تھیں اور کچھ آسمان پر اور کچھ مسلمانوں میں ظاہر ہونی تھیں اور کچھ تثلیث کے داعی عیسائیوں میں کچھ دیگر اقوام میں اور بہت ساری آنے والے وجود میں یکجا ہونی تھیں۔ وہ سب پوری شان سے پوری ہو گئیں۔ اسی طرح وہ کام جو اس موعود نے کرنے سے وہ سب بھی ہو گئے۔ اور ثابت ہو گیا کہ ان کا سب کا بتانے والا خدائے علام الغیوب تھا اور اسی نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنا رسول کر کے بھیجا اور اسی نے آخری شریعت قرآنِ کریم نازل کیا۔ الحمدللہ

اسی خدا نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو وقتِ مقررہ پر آں حضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ اور مسیح ومہدی کر کے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو نبی اور رسول فرمایا اور آپ کو آں حضرت ﷺ کے تابع امتی نبوت عطا فرمائی۔ آپ کو شرفِ مکالمہ ومخاطبہ بخشا۔ یہ بکثرت ہونے والے وحی والہام اور رویائے کشوف یکجائی سے 'تذکرہ' کے نام سے شائع شدہ ہیں اور بڑی تقطیع کے ۶۹۴ صفحات پر مشتمل ہیں۔

تمام زمینی علامات کا پورا ہو جانا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ یہی موعود کی آمد کا وقت تھا۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ

؎ وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اَور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اَور ہی آیا ہوتا

## ۱۶۔ مخالف علماء کی ظاہر پرستی:

ایک غیر جانبدار قاری اس مرحلہ پر بجا طور پر حیران وششدر ہو کر سوال کرے گا کہ جب حقائق یہ ہیں تو مخالف علماء کیوں کر ان کا انکار کرتے ہیں؟

اس کی بنیادی وجہ ظاہر پرستی ہے۔ آں حضرت ﷺ کے مکاشفات پر مبنی تعبیر طلب ان پیشگوئیاں کو یہ علماء اسی طرح لفظ بہ لفظ پورا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں جس طرح یہ بیان ہوئی ہیں۔ یعنی

وہی حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ جو دو ہزار سال قبل بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے بجنسہٖ آسمان سے دو فرشتوں کے سہارے زرد کپڑوں میں ملبوس دمشق کے مشرق میں ایک سفید مینار پر نازل ہوں گے اور پھر ایک سیڑھی کے ذریعہ نیچے اتریں گے۔ ان سے پہلے امام مہدی ایک الگ حیثیت میں موجود ہوں گے۔

اسی طرح دجال نامی ایک وجود ظاہر ہو چکا ہوگا جو ایک ایسے گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا۔ یہ گدھا کئی مافوق الفطرت خصوصیات جبکہ اس پر سوار دجال کئی خدائی صفات کا حامل ہوگا۔ ساری دنیا کا حاکم ہونے اور ہر طرح کی طاقت رکھنے کے باوجود یہ دجال حضرت عیسیٰؑ کی صرف نظر سے پگھلنے لگے گا۔ تاہم آپ اس کو اپنے حربہ سے قتل کر دیں گے۔ پھر تمام یہودی چن چن کر قتل کر دئے جائیں گے۔ اور تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی۔

پیش گوئیوں کو ظاہر پر محمول کر یہ کہنا کہ وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں اور نتیجتاً اللہ کے فرستادوں کا انکار کر دینا یہود ونصاریٰ کا طریق رہا ہے۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ان سے پہلے ایلیاء کو بجنسہٖ دوبارہ آنا تھا جو نہیں آئے اور یہ کہ مسیح کو دنیوی بادشاہ ہونا تھا جو حضرت عیسیٰؑ نہ تھے۔ پھر بعد میں یہود ونصاریٰ ہر دو نے آں حضرت ﷺ کا یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ توریت میں درج پیشگوئیاں لفظاً آپ کے حق میں پوری نہیں ہوئیں۔

یہود کا اپنے مسیح کا انکار انہیں دو ہزار سال سے دیوار گریہ پر رلا رہا ہے اور جب تک وہ ان پیش گوئیوں کی تاویل کر کے ان کا پورا ہونا نہ مانیں اور حضرت مسیح علیہ السلام پر اور پھر آں حضرت ﷺ پر ایمان نہ لائیں یہی رونا پیٹنا ان کا مقدر ہے۔

اگر چہ مسلمانوں کو یہود کی راہوں سے بچنے کی دعا سکھائی گئی تھی لیکن پھر بھی انہی راہوں کو اختیار کیا گیا اور انکار کے ساتھ انہی کے رنگ میں انتہائی گستاخی سے یوں زبان درازی کی گئی کہ روزِ قیامت اس انکار پر بازپُرس کے وقت 'ہم یہ سارا ریکارڈ سرِ عدالت لا کر رکھ دیں گے'۔

(ختم نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۳۳ حاشیہ اشاعت دوم ۱۹۶۲ء شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

کیا یہود کے قدم بقدم یہ چلن انجام کار انہی کی طرح لامتناہی گریہ پر منتج نہ ہوگا؟

## ۱۷: ظہورِ امام مہدی کی ظاہرا علامات :

یہ ذکر ہو چکا ہے کہ مسیح موعود اور امام مہدی اصل میں ایک ہی وجود ہیں اور یہ دو نام اس موعود کی دو مختلف حیثیتوں اور کاموں کے حوالے سے ہیں۔ گو مولوی مودودی صاحب نے برملا تو یہ تسلیم نہیں کیا ہے لیکن اپنے کتابچہ میں ظہورِ امام مہدی کے ذکر پر مشتمل کسی پیش گوئی کو اپنی منتخبہ احادیث میں شامل نہیں کیا ہے۔ جبکہ مفتی محمد شفیع صاحب نے 'بوقتِ نزول حاضرین کا مجمع اور ان کی کیفیت' کے زیرِ عنوان امام مہدی کی موجودگی اور نماز میں ان کی امامت والی احادیث تو درج کی ہیں لیکن مزید حالات کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ (ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۶۶ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

دیگر دو ماخذوں سے درج ذیل تفصیل ملتی ہے۔

'۱۔ ایک خلیفہ کی وفات پر اس کے جانشین کے مسئلہ پر اختلاف ہوگا۔ حضرت مہدی اس خیال سے کہ یہ بار کہیں ان کے کندھے پر نہ ڈال دیا جائے مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آجائیں گے۔ وہاں ان کی شناخت کر لی جائے گی اور ان کے انکار و گریز کے باوجود انہیں اس ذمہ داری کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور رکن و مقام کے درمیان ان سے بیعت ہوگی۔

۲۔ ان کی خلافت عرب و عجم سب کے لئے ہوگی۔

۳۔ بوقت خلافت ان کا سن چالیس برس کا ہوگا۔ سات برس خلیفہ رہیں گے۔ دو برس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفاقت میں گزریں گے۔ کل عمر ۴۹ برس ہوگی'۔ (کتابچہ المہدی والمسیح از مولوی یوسف لدھیانوی صفحہ نمبر ۲۰ مجلس تحفظ ختمِ نبوت ملتان، ۱۴۰۰ھ)

گویا وہ مہدی جن کی بیعت کی آں حضرت ﷺ نے انتہائی تاکید فرمائی تھی وہ انکار اور گریز کی حالت میں عوام الناس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس منصب پر فائز ہوں گے۔

ایک اور کتاب کی رو سے

'احادیث صحیح کی رو سے سچے مہدی علیہ السلام کی جو علامتیں اور خصوصیتیں ثابت ہوتی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

۳۔ عرب کے حکمران ہوں گے۔

۵۔ بسیط ارضی کو عدل و انصاف سے معمور کر دیں گے۔

۶۔ سات سال تک مسند آرائے خلافت رہیں گے۔

۶۔ ان کے عہدِ مبارک میں اسلام کا بول بالا ہوگا اور سطوتِ اسلام منتہائے عروج کو پہنچ جائے گی۔

۸۔ داد و دہش میں بے مثل اور ضرب المثل ہوں گے۔ گنتی کئے بغیر مال وزر تقسیم کریں گے۔

۹۔ ان کے آخری ایام میں مال وزر کی اتنی فراوانی ہوگی کہ کوئی شخص زکوٰۃ کا قبول کرنے والا نہ مل سکے گا۔

۱۰۔ شہرِ قسطنطنیہ کو جو اس سے پیشتر نصاریٰ کے عمل و دخل میں چلا گیا ہوگا۔ نصاریٰ سے واپس لیں گے۔

۱۱۔ یورپ کی مسیحی طاقتوں کے خلاف ان کی بہت سی لڑائیاں ہوں گی جن میں وہ مظفر و منصور رہیں گے'۔

(ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۳۷۵ ایڈیشن مطبوعہ مجلس تحفظ ختمِ نبوت ملتان)

ان اخبار کی ظاہر اشکل کے مطابق امام مہدی عرب اور قسطنطنیہ کے حاکم ہوں گے اور یورپ کی مسیحی طاقتوں کے خلاف بہت سی لڑائیاں ہوں گی بظاہر یہ عرب اور یورپ کی جنگ ہوگی جس میں عرب جیتیں گے اور اسلام منتہائے عروج کو پہنچ جائے گا گویا یورپ کے علاوہ امریکہ، روس، چین کی طاقتیں اور دیگر ممالک از قسم آسٹریلیا، جنوبی امریکہ، کوریا و جاپان سب مطیع ہوں گے۔ اس طاقت کے ساتھ بسیطِ ارض کو عدل و انصاف سے معمور کر دیں گے اور آخر حکومت میں ہر

فردکواتنامال وزر تقسیم کریں گے کہ کوئی مستحق زکوۃ نہ رہے گا۔
اور یہ سب سات سال کے اندر ہو جائے گا۔

## ۱۷۔ پیشگوئی کا الفاظ کے مطابق مسیح موعود کے ظہور کا نقشہ:

مسیح موعود کے ظہور سے متعلق مفتی محمد شفیع صاحب کی بیان کردہ چند علامات درج ذیل ہیں جو ان کی اور بیشتر مخالف علماء کی دانست میں بالکل انہی الفاظ کے مطابق ظاہر ہوں گی:

علامت نمبر ۶۲: آسمان سے اترنا۔
علامت نمبر ۵۸: صلیب توڑیں گے۔ (دنیا میں جہاں جہاں جیسی بھی صلیب ہوگی؟)
علامت نمبر ۸۰: خنزیر کو قتل کریں گے۔ (جہاں جہاں یہ جانور ہوگا؟)
علامت نمبر ۸۱: جس کسی کافر پر آپ کی سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مر جائے گا۔ (یہ واضح نہیں کہ یورپ، امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا کے کفار کی ہلاکت بھی اسی ہوا سے ہوگی؟)
علامت نمبر ۸۷: جو یہود باقی ہوں گے چن چن کر قتل کر دئے جائیں گے۔
علامت نمبر ۱۳۴: آپ کے نزول سے پہلے دجال کا خروج ہوگا۔
علامت نمبر ۱۴۵: وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا۔ (یہ ذکر نہیں کہ یہ عظیم الجسّہ گدھا اسی جیسے گدھوں کی نسل سے ہوگا یا کسی اور طرح ظاہر ہوگا۔ اس چوڑائی والے گدھے پر سوار ہونے والے دجال کے جسّہ کا بھی قیاس کیا جا سکتا ہے)
علامت نمبر ۱۳۵: اس کی پیشانی پر کافر اس صورت میں لکھا ہوگا ک ، ف ، ر
علامت نمبر ۱۳۸: تمام دنیا پھر جائے گا کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جس کو وہ فتح نہ کرے۔
علامت نمبر ۱۴۳: اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی۔
علامت نمبر ۱۴۷: جب وہ بادل کو کہے گا، فوراً بارش ہو جائے گی۔
علامت نمبر ۱۵۰: زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آ کر اس کے پیچھے ہو جائیں گے۔
علامت نمبر ۱۵۶: (ان طاقتوں کا حامل) دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔
علامت نمبر ۸۶: اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی۔
علامت نمبر ۹۰: اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔
علامت نمبر ۹۳: مال وزر لوگوں میں اتنا کر دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔
علامت نمبر ۱۰۰: ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گی۔
علامت نمبر ۱۰۷: ساری دنیا مسلمانوں سے ایسے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔

(ختمِ نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۴۶۵۔۴۷۴ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی)

مولوی مودودی صاحب نے اپنے کتابچہ ختمِ نبوت صفحہ نمبر ۳۹۔۵۳ میں جو ۲۱ روایات درج کی ہیں ان میں مندرجہ بالا میں سے بیشتر کا ذکر نہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب اور مولوی مودودی صاحب اگرچہ اصرار کرتے ہیں کہ یہ سب علامات الفاظ کے بالکل مطابق ظاہر ہوں گی لیکن پھر بھی درج ذیل دو تین جگہ بیان فرمائی گئی بات سے 'مراد' بھی لیتے ہیں:

مفتی محمد شفیع صاحب کی تاویلیں:

علامت نمبر ۸۰: آپ صلیب توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو اٹھا دیں گے۔

علامت نمبر ۸۱: خنزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔

مولوی مودودی صاحب کی تاویلیں:

'صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی'

(ختم نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۴۰ حاشیہ اشاعت دوم ۱۹۶۲ء شائع کردہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

حضرت مسیح موعود کے وقت کے علماء یہ تاویلیں بھی نہ کرتے تھے لیکن جب آپ نے یہ سوال اٹھایا کہ ہر عیسائی کے گلے میں ڈلی صلیب کو توڑنے اور جنگلوں میں بھرے لکھوکھا سؤروں کو قتل کرنے میں تو حضرت عیسیٰ کی پوری عمر گزر جائے گی تو باقی کام وہ کب کریں گے؟ تو دوسری نسل کے ان علماء نے با امر مجبوری ان دو علامات کی تاویل کی ہے۔ اس سے اب یہ سوال جواب طلب ہو جاتا ہے کہ جب پیش گوئی میں بتائی گئی باتوں میں سے دو کی توضیح اور تاویل ہو سکتی ہے تو باقی کی کیوں نہیں ہو سکتی جب کہ ظاہر اقرینہ موجود ہیں؟

**تصورات کی دنیا**: احادیث میں آں حضرت ﷺ کے رویاء اور کشوف پر مبنی ان پیش خبریوں کو ظاہر امعنوں پر حصر کر کے مولوی مودودی صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے نزول اور اس کے بعد کے حالات کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ درج ذیل ہے:

'مسیحِ دجال ۷۰ ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہنچے گا ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے مشرقی میں سفید مینار کے قریب حضرت عیسیٰ بن مریمؑ صبح دم نازل ہوں گے اور نمازِ فجر کے بعد مسلمانوں کو اس کے مقابلے پر لے نکلیں گے۔ ان کے حملے سے دجال پسپا ہو کر افیق کی گھاٹی سے اسرائیل کی طرف پلٹے گا اور وہ اس کا تعاقب کریں گے۔ آخر کار لُد کے ہوائی اڈے پر پہنچ کر وہ ان کے ہاتھ سے مارا جائے گا اس کے بعد یہودی چن چن کر قتل کئے جائیں گے اور ملتِ یہود کا خاتمہ ہو جائے گا اور تمام ملتیں ایک ہی ملتِ مسلمہ میں ضم ہو جائیں گی'۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۶۱ اشاعت دوم ۱۹۶۲ء اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب ختمِ نبوت صفحہ نمبر ۴۶۶ پر علامت ۷۰، ۷۱ کے تحت لکھا ہے کہ: 'مسلمانوں کی جماعت مع امام مہدی کے مسجد میں موجود ہو گی جو دجال سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے ہوں گے اور ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں ہو گی'۔

مودودی صاحب کی یہ تحریر مارچ ۱۹۶۲ء کی ہے آج نصف صدی سے زائد کے بعد دنیا یا اسرائیل اور اسرائیل کی پشت پناہ امریکہ اور یورپ کے حالات میں یہ بیان جس قدر حقیقت سے دور ہے وہ ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ آج ۲۰۱۶ء میں یا اس کے بھی بعد کسی وقت ۸۰۰ مردوں اور ۴۰۰ عورتوں کا ۷۰ ہزار یہودیوں کے لشکر کو میدان جنگ میں شکست دینا اور ان کے سالار کو قتل کر دینا اور پھر چن چن کر یہود کو مار دینا بظاہر ایک ناممکن صورتحال ہے۔

یہود و نصاریٰ کا بالکل ختم ہو جانا قرآن کریم کی ان آیات کے بھی سراسر مخالف ہے جن میں ان اقوام کا قیامت تک موجود رہنا بیان ہوا ہے اور جو پہلے درج ہو چکی ہیں۔

**یہود کے ہم رنگ**: یہ سارا خیالی تصور حیرت انگیز طور پر ویسا ہی ہے جیسا خود یہود اپنے مسیح کے متعلق رکھتے ہیں اور جس کے جلد آنے کے لئے اب تک دیوار گریہ پر روتے ہیں خود مولوی مودودی صاحب نے لکھا ہے:

’آج تک یہودی اس مسیح موعود (Promised Messiah) کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوش خبریاں ان کو دی گئی تھیں۔ان کا لٹریچر اسی آنے والے دَور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے،تلمود اور ربیّون کے ادبیات میں اس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی وسیاسی لیڈر ہوگا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا‘۔

(ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۵۸ اشاعت دوم ۱۹۶۲ء اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

کیا یہودیوں کی یہ حالت اور ان حالات میں جو مودودی صاحب کے مطابق مسلمانوں میں آنے والے مسیح کے نزول پر واقع ہوں گے کوئی فرق ہے ؟ وہی ہلا ہاتھ ہلائے دشمن طاقتوں کا خاتمہ اور حکومت وسیادت کے خواب، وہی اصل مسیح کا انکار اور وہی انجام کار رونا اور سیاپا۔کیا ایسا نہیں لگتا ہے کہ ایک ہی عبارت دوبار لکھ دی گئی ہے صرف اس فرق کے ساتھ کہ ایک کے کردار مسلمان ہیں اور دوسری کے یہود۔اور کیا یہ یکسانیت آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس ارشاد کے عین مطابق نہیں:

لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ

(جامع ترمذی کتاب الایمان باب ۱۸ جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۶ بتحقیق وشرح علامہ احمد محمد شاکر قاضی مصر شائع کردہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: میری امت پر بھی ضرور ایسا زمانہ آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا یہ ان کے قدم بہ قدم چلے گی۔

فاتعبرو علی الابصار

## ۱۸۔ان ناممکنات کے ظہور پر علماء کے اصرار کی وجہ :

قرآن کریم میں مذکور اور آں حضرت ﷺ کی فرمودہ ظہور مسیح ومہدی کی ان علامات کی تشریح اور اس کے مطابق ان کا پورا ہونا، یہ ساری باتیں اتنی صاف اور کھلی کھلی ہیں کہ ہر شریف النفس ان کو جان کر مانے بغیر نہیں رہ سکتا۔پھر بھی یہ علماء کیوں ان کے انکاری ہیں؟ بادی النظر میں یہ علماء اس حقیقت کو پا چکے ہیں کہ پیش گوئی میں بتائی ہوئی ساری باتیں پوری ہو چکی ہیں اور جو آنے والا تھا وہ آچکا ہے۔لیکن اسے ماننے کا نتیجہ کیوں کہ ان کی لیڈری اور اس سے بندھے ہوئے منفعت اور مادی مفادات کا نقصان ہے جو انہیں زیادہ عزیز ہے۔اس لئے وہ تصدیق کی جرأت نہیں کرتے۔

قوم میں موجود بیسیوں مذہبی گروہ ان مذہبی سیاست دانوں کی دنیوی فلاح کا سامان ہیں۔ان لیڈروں کا مفاد ان کے اپنے گروہ کے قائم رہنے اور اس کی بڑھوتی میں ہے۔اس لئے دنیا کے مفاد کی خاطر ان کی ترجیح یہی ہے کہ تفریق قائم رہے۔پھر چونکہ اس تفریق کا قائم رہنا اختلافات کو ہوا دینے میں ہے۔کیونکہ اگر یہ اختلافات ختم ہو جائیں تو گروہ بندی بھی ختم ہو جائے گی۔اس لئے وہ اختلافات کی آگ کو بھڑکائے رکھنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔تفریق کے ختم ہو جانے کے کسی بھی امکان سے اپنے لوگوں کو دور تر رکھنا ان کے نزدیک ایک ضروری حفاظتی تدبیر ہے۔

اس گروہ بندی کی حفاظت اور اس کے سر پر لیڈری چمکانا ان مذہبی سیاست کاروں کا بنیادی مفاد ہے۔اس لئے وہ دینی تعلیم کے خلاف کی جانے والی برائیاں ازقسم چور بازاری، رشوت ستانی، حقوق تلفی، گندہ دہنی، قتل وخون، ظلم وزیادتی، عورتوں پر مظالم، بے عملی ، اور بے راہ روی غرضیکہ ہر عیب سے صرفِ نظر کئے رہتے ہیں لیکن اگر ان کے کیمپ کے کسی فرد کو دوسرے کیمپ میں لے جانے کی کوشش ہو تو یکدم بھڑک اٹھتے ہیں اور اس کو روکنے کے لئے ہر جتن کرتے ہیں۔غرضیکہ تمام سعی اس رخ پر ہے کہ بندہ خواہ بے عمل رہے ، عیب دار ہو لیکن رہے ہمارے کیمپ میں۔

امت کی اصلاح اور نشاۃِ ثانیہ کا جو پروگرام آں حضرت ﷺ نے بتایا تھا اس کے مطابق چلنا چونکہ ان کے ذاتی اغراض ومقاصد کے برعکس ہے اس لئے وہ

اس کی راہ میں روکیں پیدا کرنا ضروری جانتے ہیں۔اسی ضرورت کے تحت وہ قوم کو یہی باور کراتے ہیں کہ پیش گوئی میں بتائی گئی سب باتیں اسی طرح ہوں گی جیسا کہ کہا گیا ہے۔اور چونکہ ایسا کچھ کبھی بھی نہیں ہونا ہے اس لئے وہ ان ساری جماعتوں، جمیعتوں، دھڑے بندیوں اور گروہوں کو اسی طرح قائم اور ان کی لیڈری سے حاصل ہونے والے دنیوی عیش وآرام کے سامان بلا روک ٹوک برقرار رکھ سکتے ہیں۔

احمدیوں کو علیحدہ کرنے،ان کے خلاف مسلسل پروپاگنڈہ کرنے اور ان کا سوشل بائیکاٹ کرنے کی تعلیم کی بنیادی غرض بھی یہی ہے کہ عام مسلمانوں کو ان سے دور رکھا جائے تا وہ احمدیوں کی معقول باتوں سے متاثر ہو کر کہیں ان علماء کے چنگل سے آزاد نہ ہو جائیں۔ایسی ہی غرض کے تحت کفارِ مکہ نے آں حضرت ﷺ کو نعوذ باللہ مجنون مشہور کر رکھا تھا۔

ان علماء کا دنیا کی خاطر دین کو قربان کر دینے کا یہ عمل کچھ تعجب خیز نہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے کے بارے میں آں حضرت ﷺ نے پہلے ہی یہ فرما کر خبردار کر دیا تھا کہ:

عُلَمَاؤُهُم شَرُّ مَنْ تحتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ ، مِن عندِهِم تخرُجُ الفِتنَةُ ، وفيهم تعودُ ۔

(مشکوٰۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ بتحقیق علامہ ناصر البانی فصل ثالث کتاب العلم جلد ا صفحہ نمبر ۹۱ شائع کردہ المکتب الاسلامی)

ترجمہ:اس وقت لوگوں کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے انہیں میں سے فتنے اٹھیں گے اور انہیں میں لوٹ کر جائیں گے۔

(تیرھواں باب یہاں ختم ہوا۔اگلے باب کا عنوان ہوگا 'جھوٹے مدعیانِ نبوّت')

جمیل احمد بٹ

۴ مارچ ۲۰۱۷ء

# ۱۴۔ جھوٹے مدعیانِ نبوت

## (ختمِ نبوّت کے موضوع پر کتاب کا چودھواں باب)

انبیاء کے بلند مرتبہ اور تائیدِ الٰہی کے نتیجہ میں ان کی کامیابی بعض دنیاداروں کی طمع کی باعث بنتی رہی ہے اور انہوں نے حصولِ دنیا کی خاطر جھوٹے طور پر آسمانی مدارج پر فائز ہونے کے دعوے کئے ہیں۔ ایسے غلط کار لوگوں کے بارے میں انجیل میں یہ خبر دی گئی تھی کہ:

'اور بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے' ( متی ۱۱:۲۴ )

### جھوٹے نبیوں کی خبر اور اس کا پورا ہونا :

اسلام میں بھی ایسے دعویداران کی خبر دی گئی۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث جو احمدی مخالف لٹریچر میں بکثرت دہرائی جاتی ہے اور مفتی محمد شفیع صاحب اور مولوی مودودی صاحب کی کتب میں بھی درج ہے:

وَاَنَّهُ سَيَكُوْنُ فِى اُمَّتِىْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِىٌّ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِىَّ بَعْدِىْ

( جامع ترمذی شریف مترجم جلد دوم ابواب الفتن صفحہ نمبر ۵۱ ناشر مکتبۃ العلم ۱۸۔اردو بازار لاہور )

ترجمہ: قریب ہے کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ مَیں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ حدیث ابوداؤد اور محدث ابنِ ابی شیبہ میں بھی بیان ہوئی ہے۔ اس سے ختمِ نبوت کے حق میں جو استدلال کیا جاتا ہے اس کا درست نہ ہونا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس باب میں ایسے لوگوں کا کچھ حال بیان کرنا مقصود ہے جو تاریخی اعتبار سے اس حدیث کے ذیل میں آتے ہیں۔

**صرف تیس !** : اوّل یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس حدیث میں نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی ایک معین تعداد کا ذکر از خود سچے نبی کی آمد کی خبر بھی بن جاتی ہے کیونکہ اگر کسی سچے کی آمد کا امکان ہی نہ ہوتا تو شائد اظہار یہ ہوتا کہ امت میں جو بھی نبوت کا دعویدار ہوگا وہ جھوٹا ہوگا۔

**پیش گوئی کا پورا ہونا** : پیش گوئی میں لفظ **سَيَكُوْنُ** یعنی 'قریب ہے' کا استعمال یہ بھی بتاتا ہے کہ ایسے دعویدار آپ ﷺ کے بعد قریب کے زمانے میں ہوں گے۔ ضمناً یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس حقیقت سے پہلوتہی کرتے ہوئے مولوی مودودی صاحب نے اس لفظ کا ترجمہ کیا ہی نہیں اور ترجمہ کی جگہ یوں خالی چھوڑ دی ہے:

'۔۔۔اور یہ کہ' ( ختمِ نبوت از مولوی مودودی صاحب صفحہ نمبر ۱۸ اسلامک پبلی کیشنز لیمیٹڈ لاہور مارچ ۱۹۶۲ء )

بہرحال ۸۲۸ھ میں وفات پانے والے امام ابوعبداللہ نے صحیح مسلم کی شرح کرتے ہوئے اس پیش گوئی کے پورا ہو جانے کا یوں ذکر فرمایا ہے:

’ هذا الحديث ظهر صدقه فانه لو عد من تنها زمته صلعم الی۱۴الان بلغ هذا العد و یعرف ذالک من یطالع التاریخ‘

(اکمال الاکمال شرح مسلم از علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ الوشتانی جز ۷ صفحہ نمبر ۲۵۸ مطبعہ سعادۃ مصر)

ترجمہ: اس حدیث کی سچائی ثابت ہو چکی ہے کیونکہ اگر آں حضرت ﷺ سے لے کر آج تک نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو گنا جائے تو یہ تعداد پوری ہو چکی ہے اور اس بات کو ہر وہ شخص جانتا ہے جو تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے۔

## تاریخ میں ذکر :

یوں تو گزشتہ تواریخ طبری، طبقات ابنِ سعد اور ابنِ خلدون وغیرہ میں مختلف زمانوں کے حالات کے تحت ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ذکر بھی موجود ہے لیکن یکجائی سے ان کے حالات پر مشتمل ایک رسالہ ’الدعاۃ‘ نامی مصنفہ وجیہ فارسی مصر میں شائع ہوا تھا۔ اس بارے میں اردو میں ایک کتاب ۱۹۳۷ء میں اَئمہ تلبیس کے نام سے شائع ہوئی۔ جسے ۲۰۱۰ء میں مجلس تحفظ ختمِ نبوت نے ’مجلس کے موضوع سے متعلق ہونے کے سبب‘ دوبارہ شائع کیا۔ گو یہ ادارہ ۱۹۹۷ء میں اس کتاب کو مختصر کر کے ’بائیس جھوٹے نبی‘ کے نام سے بھی شائع کر چکا تھا۔ ناشران کی شامل کردہ عرضِ مرتب میں اللہ وسایا صاحب نے کتاب کے مصنف کو ’بہت بڑے عالمِ دین‘ اور ’صاحبِ قلم رہنما‘ قرار دیا ہے۔ نیز یہ لکھا ہے کہ ’آپ کی کسی بھی مضمون پر تحریر حرفِ آخر کا درجہ رکھتی تھی‘ ۔

(ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر۳ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

مخالف حلقوں میں کتاب کی اس اہمیت کے پیشِ نظر اس باب کے مندرجات زیادہ تر اسی کتاب سے اخذ کئے گئے ہیں۔

ابتداء سے ۱۸۸۱ء میں دعویٰ مہدویت کرنے والے محمد احمد سوڈانی تک اس کتاب میں ۶۹ افراد کا ذکر ہے۔ تاہم ان میں سے صرف نصف (۳۳) مدعیان ایسے ہیں جنہوں نے نبوت یا کسی اور منصب کے ساتھ وحی والہام کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ جبکہ درج ذیل باقی ۳۶ افراد کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبوت یا وحی والہام کے بغیر خدائی، مسیحیت، مہدویت یا دیگر خود ساختہ مناصب کے دعویدار ہوئے۔

## وحی و الہام کے بغیر مختلف دعاوی :

ان ۳۶ دعویداران کے نام درج ذیل ہیں۔

**خدائی کے ۱۰ دعویدار** :حکیم مقنع خراسانی (مدعی نمبر۱۶)، محمد بن علی شلغمانی (مدعی نمبر۳۱)، ابوعلی منصور (مدعی نمبر۳۴)، ابوعبداللہ بن شباس حمیری (مدعی نمبر۳۶)، ابن ابی ذکریا طمامی (مدعی نمبر۴۰) اور علی بن حسن شیمیم (مدعی نمبر۴۱)۔ یہ سب خدائی کے مدعی تھے

جبکہ ابومنصور عجلی (مدعی نمبر۱۰) امامت اور اپنے تئیں اللہ کا ہم شکل ہونے کا مدعی تھا۔

بابک بن عبداللہ خرمی (مدعی نمبر۱۸) خدا کی روح اپنے میں حلول ہونے کا مدعی تھا۔

ابوطاہر قرمطی (مدعی نمبر۲۹) خدا کا اوتار ہونے کا دعویدار تھا اور

مرزا حسین علی بہاءاللہ (مدعی نمبر۶۸) دعویٰ خدائی کے ساتھ مسیح موعود ہونے کا مدعی بھی تھا۔

**مسیحیت کے ۴ دعویدار** :یحیٰ بن فارس ساباطی (مدعی نمبر۲۰)، حاجی محمد فرحی (مدعی نمبر۵۲)، سباتائی سیوی یا ربی (مدعی نمبر۵۹) اور شیخ بھیک (مدعی نمبر۶۵)۔ یہ سب مسیحیت کے مدعی تھے۔

**مہدویت کے ۱۳ دعویدار** : یحییٰ بن ذکرویہ قرمطی (مدعی نمبر۲۵)، حسین بن ذکرویہ (مدعی نمبر۲۶)، عبیداللہ مہدی (مدعی نمبر۲۷)، محمد بن عبداللہ بن تومرت حسنی (مدعی نمبر۳۹)، محمود واحد گیلانی (مدعی نمبر۴۴)، احمد بن عبداللہ ملثم (مدعی نمبر۴۵)، عبدالعزیز طرابلسی (مدعی نمبر۴۸)، اویس رومی (مدعی نمبر۴۹)، سیّد محمد نوربخش جونپوری (مدعی نمبر۵۴)، ابوالعباس احمد بن عبداللہ عباسی سلجماسی (مدعی نمبر۵۶)، احمد بن علی محیرثی (مدعی نمبر۵۷)، محمد مہدی ازکی (مدعی نمبر۵۸) اور محمد بن عبداللہ کُردی (مدعی نمبر۶۰)۔ یہ سب مہدویت کے دعویدار ہوئے

**دیگر ۹ دعویدار** : احمد بن کیال بلخی (مدعی نمبر۱۹) امام الزماں اور قائم ہونے کا مدعی تھا۔
حسن بن صباح (مدعی نمبر۳۷) نزاری فرقہ کا بانی تھا۔ اس کے بارے میں مصنف نے لکھا ہے کہ
'مہبطِ وحی ہونے اور خدا برتر سے احکام پانے کا مدعی تھا'۔ (ائمہ تلبیس صفحہ نمبر۳۲۴)
لیکن ۴۶ صفحات مشتمل حالات میں وحی کی ایک مثال بھی درج نہیں اور نہ دیگر ماخذ ایسا کوئی ذکر کرتے ہیں۔ مولوی طارق جمیل صاحب نے فیس بک پر ۵ مارچ ۲۰۱۵ء کو اپنے Daily clip میں لکھا ہے 'حسن بن صباح نے خود نہیں کہا کہ مَیں نبی ہوں بلکہ اپنے چیلوں سے کہلواتا تھا'،
عبداللہ راعی شامی (مدعی نمبر۴۷) مصداق پیش گوئی حضرت موسیٰؑ ،
احمد بن بلال حسانی (مدعی نمبر۵۰) مجتہد مطلق،
جلال الدین اکبر بادشاہ (مدعی نمبر۵۳) موجد دینِ اکبری ،
ملا محمد بارفروشی (مدعی نمبر۶۳) مقام قدوسیت اور رجعت رسول اللہ ﷺ،
زریں تاج المعروف قرۃ العین (مدعیہ نمبر۶۴) مظہر حضرت فاطمہؓ،
مومن خان اچی (مدعی نمبر۶۶) رجعت حسنی اور
مرزا یحییٰ نوری المعروف بہ صبح ازل (مدعی نمبر۶۷) باب کا وصی اور جانشین ہونے کے دعویدار ہوئے۔

## دورِ نبویؐ کے جھوٹے مدعی :

کتاب میں مذکور ۳۳ جھوٹے مدعیان نبوت میں سے چار وہ تھے جنہوں نے آں حضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ایسے دعوے کئے۔ ان کے حالات بہ ترتیب زمانی درج ذیل ہیں:

### ۱۔ صاف ابنِ صیاد مدنی (مدعی نمبر۱) :

صاف مدینہ کا ایک یہودی تھا جو آں حضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں نبوت کا دعویدار ہوا۔

**آں حضرت ﷺ سے ملاقاتیں:** صحیح مسلم کی روایات کے مطابق آں حضرت ﷺ کا ایک بار حضرت عمرؓ کی ہمراہی میں ابنِ صیاد کی طرف تشریف لے گئے۔ اس سے مکالمہ فرمایا۔ اس کا امتحان لیا اور پھر دوسرے دن حضرت ابی کعبؓ کی معیت میں اس کی قیام گاہ تشریف لے گئے۔ مصنف کے الفاظ میں اس کا سبب یہ تھا کہ
'آپ ﷺ کو ابنِ صیاد کے مزید حالات کے معلوم کرنے کا اشتیاق ہوا'۔ (کتاب ائمہ تلبیس صفحہ نمبر۱۷)۔

ایک اور بار مدینہ کے ایک کوچہ میں آں حضرت ﷺ بمع حضرت شیخین ؓ ابنِ صیاد سے ملے اور مکالمہ ہوا جس کے نتیجہ میں آں حضرت ﷺ نے فرمایا
'اس شخص پر اپنا معاملہ مختلط ہو گیا ہے اور اسے اپنی نسبت بھی یقین نہیں کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا'۔ (کتاب ائمہ تلبیس صفحہ نمبر ۱۸)۔
ایک اور مرتبہ ابنِ صیاد کا آں حضرت ﷺ سے جنت کی مٹی کے بارے میں سوال پوچھنا بھی روایت ہوا ہے۔
(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۹۷۔۳۹۸ بحوالہ کتاب ائمہ تلبیس صفحہ نمبر ۱۶۔۱۸)
یہ روایت بھی ہے کہ ایک بار حضرت عمر ؓ نے آں حضرت ﷺ سے ابنِ صیاد کی گردن مارنے کی اجازت چاہی تو آں حضرت ﷺ نے فرمایا
'اگر ابنِ صیاد دجال معہود نہیں تو اس کے قتل کرنے سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا'۔ (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۹۸ بحوالہ کتاب ائمہ تلبیس صفحہ نمبر ۱۶)۔

**بلا پرسش گزران:** ابنِ صیاد لمبا عرصہ بلا روک ٹوک مدینہ میں ہی رہتا رہا اور مصنف کے مطابق
'واقعہ حرہ میں مرا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی'۔ (کتاب ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۲۲ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ۲۰۱۰ء)
واضح رہے کہ یزید کے لشکر کا مدینہ پر حملہ واقعۂ حرّا کہلاتا ہے جو ذوالحجہ ۶۳ھ میں ہوا یعنی اس مدعی نبوت سے جس طرح آں حضرت ﷺ نے کوئی تعارض نہ فرمایا اسی طرح تمام خلفائے راشدین ؓ نے بھی اس سے کوئی پرسش نہیں کی۔ اس کی نمازِ جنازہ پڑھے جانے کی روایت سے اس کا کسی وقت مسلمان ہو جانا ظاہر ہوتا ہے لیکن غالباً ایسا بعد میں ہوا ہو گا کیونکہ بقول مصنف:
'کسی روایت سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ابنِ صیاد نے کس سال بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر بیعتِ اسلام کی'۔
(کتاب ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۱۹ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ۲۰۱۰ء))

## ۲۔ مسیلمہ کذاب (مدعی نمبر ۴):

**دعویٰ** : مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کی حیات میں دعویٰ نبوت کیا بلکہ مدینہ میں بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ آں حضرت ﷺ سے ملاقات میں بھی اس معاملہ کو اٹھایا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ: 'مسیلمہ نے بھی وفد بنی حنیفہ کی معیت میں آستانہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی مگر بعض صحیح روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے حضور ﷺ کی بیعت نہ کی تھی بلکہ بیعت کو مشروط ٹھہرایا تھا اور کہا تھا اگر آپ مجھے اپنا جانشین متعین فرمائیں یا اپنی نبوت میں شریک کریں تو مَیں بھی حضور ﷺ سے بیعت کرتا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: 'اے مسیلمہ! اگر تم امرِ خلافت میں مجھ سے یہ شاخِ خرما بھی طلب کرو تو مَیں دینے کو تیار نہیں'۔ (کتاب ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۴۹ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ۲۰۱۰ء)
لیکن واپس جا کر اس نے اہلِ یمامہ کو یقین دلایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے'۔ (کتاب ائمہ تلبیس صفحہ نمبر ۵۰)

**آں حضرت ﷺ کا ردِ عمل** : لکھا ہے: 'جب مسیلمہ کی اغوا کوشیوں کی اطلاع آستانہ نبوت میں پہنچی تو حضور خواجہ دو عالم ﷺ نے قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک ممتاز رُکن کو جو نہار کے نام سے بھی مشہور تھا اور چند روز پیشتر یمامہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آیا تھا۔ اس غرض سے یمامہ روانہ کیا کہ مسیلمہ کو سمجھا بجھا کر راہِ راست پر لائے'۔ (کتاب ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۵۰ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ۲۰۱۰ء)

**تیس میں سے ایک دجال** : بنو حنیفہ کے ایک اور وفد کی مدینہ آمد کے موقع پر 'حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا جس میں حمد و ثنائے الٰہی

کے بعد فرمایا کہ مسیلمہ ان تیس کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو دجال اعور سے پہلے ظاہر ہونے والے ہیں'۔ (کتاب آئمہ تلبیس صفحہ نمبر ۵۱)

**مسیلمہ کا مکتوب** : مسیلمہ نے اپنے دو قاصدوں کے ہاتھ آں حضرت ﷺ کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا:
'مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام۔ معلوم ہو کر میں امرِ نبوت میں آپ کا شریک کار ہوں (عرب کی) سرزمین نصف ہماری اور نصف قریش کی ہے'۔ (کتاب آئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۵۱ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ۲۰۱۰ء)
اس بارے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے کہ 'مدینہ میں اسلام قبول کرنے کے باوجود وطن واپس ہوتے ہی اس (مسیلمہ) نے آں حضرت ﷺ کو ایک گستاخانہ خط لکھا'۔ (رسولِ اکرم کی سیاسی زندگی از ڈاکٹر محمد حمید اللہ دارلاشاعت کراچی صفحہ نمبر ۳۰۸ مطبوعہ ۱۹۸۰ء)

**جوابی خط** : آں حضرت ﷺ نے جوابی خط میں لکھوایا:
منجانب محمد رسول اللہ بنام مسیلمہ کذاب۔ سلام اس شخص پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس کے بعد معلوم ہو کہ زمین اللہ کی ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے'۔ (کتاب اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۵۱۔۵۲ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ۲۰۱۰ء)

**ظاہر حقیقت** : مندرجہ بالا حالات اور خط و کتابت سے خوب ثابت ہے کہ مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کا دعویٰ آپ ﷺ کے علم میں تھا۔ پھر بھی آپ نے مسیلمہ کے خلاف کوئی جنگی کاروائی نہ فرمائی بلکہ سمجھانے کیلئے ابلاغ کا راستہ اختیار فرمایا۔
اس حقیقت کی روشنی میں ایسی تمام تحریریں جن میں یہ کہا جاتا ہے کہ مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کی وفات کے بعد دعویٰ کیا یا یہ کہ اسلام میں جھوٹے مدعیانِ نبوت پر فوج کشی ضروری ہے یا یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے دعویٰ نبوت کی وجہ سے مسیلمہ پر لشکر کشی کی تھی۔ باطل ٹھہرتے ہیں۔

**مسیلمی عقائد** : لکھا ہے کہ پیروان مسیلمہ کہتے ہیں 'حق تعالیٰ نے مسیلمہ پر ایک صحیفہ نازل فرمایا جو 'فاروق اوّل' کے نام سے موسوم ہے۔۔۔ ایزد متعال نے۔۔۔ مسیلمہ کو ایک اور واجب التعظیم کتاب بھی عطا فرمائی تھی جس کا نام 'فاروق ثانی' ہے۔۔۔ آں حضرت ﷺ کی رحلت کے بعد بعض احکام قرآن فرمانِ ایزدی سے۔۔۔ منسوخ ہو گئے'۔ (کتاب اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۵۱۔۵۲ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ۲۰۱۰ء)

**مسیلمی شریعت کے احکام** : اس بارے میں لکھا ہے: حرمتِ خمر سے انکار۔۔۔ زنا کو مناح۔۔۔ نکاح میں گواہوں کے روبرو ایجاب وقبول کی حاجت نہیں۔۔۔ چچا پھوپھی، ماموں اور خالہ جیسے اقارب کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام۔۔۔ ختنہ کرنا حرام' (کتاب اَئمہ تلبیس صفحہ نمبر ۵۵۔۵۶)
'مسیلمی لوگ ماہِ رمضان کے روزے نہیں رکھتے بلکہ اس کی ممانعت کرتے ہیں۔۔۔ 'مسیلمہ نے تین نمازیں، ظہر عصر، مغرب مقرر کی تھیں اور حکم دیا تھا کہ تینوں نمازیں مختلف جہات میں ادا کی جائیں۔۔۔ صبح اور عشاء کی دو نمازیں۔۔۔ مسیلمہ نے بحکم الٰہی اپنی منکوحہ سجاح کے مہر میں جو وہ بھی ایک مرسلہ تھیں بخش دی'۔ (کتاب اَئمہ تلبیس ۵۴۔۵۶ بحوالہ دبستان مذاہب صفحہ نمبر ۲۹۷، ۲۹۹)

**خلافِ واقعہ حمایت** :اس سے ظاہر ہے کہ مسیلمہ نے اسلام کے برعکس اپنی ایک خود ساختہ شریعت بنالی تھی جس میں شراب اور زنا تک جائز تھے اور نماز

روزہ معاف۔ پھر دعویٰ وحی والہام کے ساتھ قرآن کے علاوہ صحیفے بنا رکھے تھے۔ان حقائق کے ہوتے ہوئے مسیلمہ کذاب کے حق میں مفتی محمد شفیع صاحب کا یہ کہنا کس قدر بے جا اور خلافِ واقعہ ہے کہ

'الغرض نبوت وقرآن پر ایمان اور نماز روزہ سب ہی کچھ تھا'۔(ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ نمبر ۳۷۳ نیا ایڈیشن شائع کردہ ادارۃ المعارف کراچی )

**جنگِ یمامہ** :مسیلمہ کے خلاف جنگی کاروائی کا اصل سبب اس کا مسلمان حکومت سے بغاوت کی غرض سے فوج جمع کرنا تھا جیسا کہ لکھا ہے:

'اس وقت مسیلمہ اور بنی حنیفہ کا طوطی بول رہا تھا اور مسیلمہ کے چالیس ہزار جنگ آزما سپاہی یمامہ کے دیہات اور دادیوں میں پھیلے ہوئے تھے'۔

(کتاب اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۶۲ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ۲۰۱۰ء )

**مسیلمہ کی ہمتِ مردانہ** : اس عنوان کے تحت مصنف نے مسیلمہ کی یہ مدح سرائی کی ہے

'مسلمانوں کی مسلسل جدوجہد اور ولولہ انگیز یورشوں کے باوجود مسیلمہ میدان کارزار میں اس طرح جم کر لڑ رہا تھا کہ گویا آہنی برج قائم ہے۔باوجود ضعفِ پیری کے اس نے ذرہ بھر اپنی جگہ سے جنبش نہ کی۔بنی حنیفہ اس کے اردگرد خوب دادِ شجاعت دے رہے تھے'۔ ( کتاب اَئمہ تلبیس صفحہ نمبر ۶۵ )

**۳ سال میں خاتمہ** :بنوحنیفہ کا وفد ۹ ہجری میں مدینہ آیا جس سے واپسی پر مسیلمہ نے ادعائے نبوت کیا۔اور آں حضرت ﷺ کے نام وہ خط لکھا جس میں اس نے اپنے آپ کو رسول لکھا ہے۔ ابنِ ہشام کے مطابق یہ واقعہ ۱۰ ہجری کے آخر کا ہے

(سیرت النبی ؐ از ابنِ ہشام جلد دوم مترجم محمد امجد میلسوی صفحہ نمبر ۴۹۵ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

مسیلمہ کی ہلاکت ۱۲ ہجری میں ہوئی اور یوں اس قضیہ کی عمر ۳ سال رہی۔

**۳۔ اسود عنسی (مدعی نمبر۲):**

آں حضرت ﷺ کا ایک کشف صحیح بخاری میں یوں بیان ہوا ہے:

'مَیں نے خواب میں سونے کے دو کنگن دیکھے اور ان کو پھونک مار کر اڑایا تو اس کی تعبیر میں نے یہ کی:

**فَاَوَّلتُھما کَذَّابَینِ یخرُجانِ یَعدی اَحَدَ ھُما اَسوَد العَنسِیُّ وَ الا خَرُ مُسَیلَمَۃُ** ( بخاری کتاب المغازی )

ترجمہ:اس سے مراد دو کذاب ہیں جو میرے بعد نکلیں گے پہلا اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ۔

[ضمنی طور پر یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آں حضرت ﷺ نے دونوں مدعیان کا اپنے بعد ہونا بیان فرمایا۔جبکہ واقعاتی طور پر مسیلمہ کی طرح اسود عنسی نے بھی آپ ﷺ کی حیاتِ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔اس سے ظاہر ہے کہ حدیث کے لفظ 'بعدی' سے مراد 'زمانی' بعد نہیں بلکہ معنوی 'بعد' ہے یعنی آں حضرت ﷺ کے بالمقابل اور آپ کی اطاعت سے باہر ہو کر دعویٰ نبوت کرنے والے۔یہی معنی حدیث **لا نبی بعدی** میں 'بعد' کے ہیں]۔

**دعویٰ** :'اسود عنسی مدعی نبوت تھا۔۔۔اس نے قرآن پاک کی نقل کرتے ہوئے کچھ عبارتیں لکھ رکھی تھیں۔جنہیں اس کے پیرو برہانِ مقدس کے مماثل خیال

کرتے تھے۔ (اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر۳۴ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**باغیانہ سرگرمیاں** : عنسی نے دعویٰ کے ساتھ ہی باغیانہ سرگرمیاں شروع کر دیں۔ چنانچہ لکھا ہے

'سب سے پہلے۔۔۔نجران پر چڑھ دوڑا اور عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن عاص (یہ آں حضرت ﷺ کے مقرر کردہ با اختیار لوگ تھے) کو وہاں کی حکومت سے بے دخل کر دیا'۔ (کتاب اَئمہ تلبیس صفحہ نمبر ۲۶۔۲۷)

پھر جلد ہی باقی علاقہ پر بھی قابض ہو گیا بقول مصنف

'اس وقت اسودی اقبال کا یہ عالم تھا کہ فتح وظفر ہر وقت حکم کی منتظر تھی۔ غرض یمن کا سارا ملک اسود کے حیطۂ اقتدار میں چلا گیا'۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابولقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۲۷ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**حکمِ سرکوبی** : جب اس مسلح بغاوت کی خبریں مدینہ پہنچیں تو 'یمن کے مسلمانوں کے نام حضرت فخرِ کون ومکان ﷺ کا ایک فرمان آیا جس میں اسود کی سرکوبی کا حکم تھا'۔ (اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۲۸ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**ہلاکت** : تاہم کسی کاروائی سے پہلے اسود کے سپہ سالار قیس جسے 'اسود کی نخوت اور فرعون مزاجی نے سخت کبیدہ خاطر اور متنفر کر دیا تھا'۔ اور اس کی جبراً بنائی گئی بیوی آزاد کا عم زاد بھائی فیروز دیلمی جو 'آزاد کو اس کے پنجۂ بیداد سے نجات دلانے اور اس کا قرار واقعی انتقام لینے کے لئے بُری طرح دانت پیس رہا تھا'۔ (اَئمہ تلبیس صفحہ نمبر ۲۸) اور علاقہ کے ایک ممتاز مسلمان جشنس دیلمی نے نقب لگا کر محل میں گھسنے اور اسود کا کام تمام کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جس میں آزاد بھی شریک تھی۔ اس پر کامیابی سے عمل کرتے ہوئے فیروز نے بزور اسود کی گردن مروڑ کر اسے ہلاک کر دیا۔

**حضور ﷺ کو اطلاع** : ایک قاصد کے ذریعہ یہ خبر آں حضرت ﷺ کو بھجوائی گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی رات بذریعہ وحی اس کی اطلاع دے دی اور آپ نے صحابہ کو اسود کی فیروز کے ہاتھوں ہلاکت سے آگاہ فرما دیا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری ملخص صفحہ نمبر ۲۸۔۳۳ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**صرف بسبب بغاوت** : مصنف نے لکھا ہے:

'فیروز کہتے ہیں کہ جب ہم اسود کو قعرِ عدم میں پہنچا چکے تو اسلامی عمل داری حسبِ سابق عود کر آئی'۔ (اَئمہ تلبیس صفحہ نمبر ۳۳)

اس سے ظاہر ہے کہ اسود کی ہلاکت کا باعث صرف اس کی بغاوت تھا۔ آں حضرت ﷺ کا یمن کے مسلمانوں کو اس کی سرکوبی کا پیغام اسی سبب تھا۔ اگر اسود بھی صرف دعویٰ نبوت پر اکتفا کرتا جیسا کہ مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کے دورِ مبارک میں کئے رکھا تو بظاہر آں حضرت ﷺ اس سے بھی کوئی تعرض نہ فرماتے جیسا کہ مسیلمہ سے نہ فرمایا بلکہ اسے سمجھانے بجھانے کی کوشش فرمائی۔

**صرف تین چار ماہ** : مصنف نے لکھا ہے کہ 'اسود کا فتنہ تین چار مہینہ سے زیادہ عرصہ ممتد نہیں ہوا'۔ (اَئمہ تلبیس صفحہ نمبر ۳۴)

**مسیلمہ اور اسود سے معاملہ میں فرق کی وجہ :**

ان دونوں مدعیانِ نبوت سے آں حضرت ﷺ کے معاملہ کے اس فرق کی خود صحیح بخاری میں بھی یہی وضاحت آئی ہے۔ اوپر درج دو کنگنوں والے کشف والی حدیث کے حاشیہ میں حضرت امام بخاریؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

**'فادعی (الاسود) النبوة و عظمت شوكة و حارب المسلمين و قتل فيهم و غلب البلاد و آل امره الىٰ ان قتل فی حياة النبی ﷺ و اما مسيلمه فكان ادعىٰ النبوة فی حياة النبی ﷺ لكن لم تعظم شوكته و لم يقع مهاربته الا فی عهد ابو بكر'**

(بخاری کتاب الرویاء باب نفخ فی المنام بحوالہ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری۔ صفحہ نمبر ۹۰ نیا ایڈیشن شائع کردہ سلور لنکس لاہور)

ترجمہ: اسود عنسی نے آں حضرت ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کی شان وشوکت بن گئی۔ اس نے مسلمانوں سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا اور علاقہ پر قابض ہو گیا۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ آں حضرت ﷺ کی زندگی میں قتل کر دیا گیا۔ ہاں مسیلمہ نے آں حضرت ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا مگر اس وقت نہ اس کی شان وشوکت قائم ہوئی اور نہ ہی اس سے جنگ پیش آئی۔ سوائے حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں'۔

**۴۔ طلیحہ اسدی (مدعی نمبر۳):**

**دعویٰ نبوت اور شریعت :** 'اس شخص نے حضرت رسالت مآب ﷺ کے عہدِ سعادت میں مرتد ہو کر۔۔۔ دعویٰ نبوت (کیا اور) تھوڑے ہی دن میں ہزار ہا لوگ اس کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے'۔ اپنی نئی شریعت میں صرف قیام کو ضروری قرار دیا اور رکوع وسجود کو حذف کر دیا۔۔۔ دوسرے احکام اور عبادات کے متعلق بھی بہت سی باتیں اختراع کی تھیں۔ 'کہا کرتا تھا کہ جبریلِ امین ہر وقت میری مصاحبت میں رہتے ہیں اور وزیر کی حیثیت میں تمام امور مہمہ میں مشورے دیتے ہیں'۔ (اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۳۴ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**آں حضرت ﷺ کو دعوت :** 'طلیحہ نے اپنے عم زاد بھائی یا برادر زادہ کو۔۔۔ دنیا کے ہادیٔ اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اپنی نبوت کی دعوت کیلئے مدینہ روانہ کیا۔ حیال بارگاہِ نبوی میں پہنچا اور آپ ﷺ کو (معاذ اللہ) طلیحی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی اور۔۔۔ کہا کہ طلیحہ کے پاس ذالنون (روح الامین) آتا ہے۔ آپ نے فرمایا 'تم لوگوں نے محض ذوالنون کا نام کہیں سے سُن لیا ہے'۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۳۴۔۳۵ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**تحریکِ جہاد :** 'حیال کی مراجعت کے بعد پیغمبر خدا ﷺ نے حضرت ضرار بن ازورؓ کو اپنے ان عمال اور قبائل کے پاس تحریکِ جہاد کی غرض سے روانہ فرمایا جو طلیحہ کے قریب واقع تھے'۔ (اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۳۵ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

مصنف نے یہاں آں حضرت ﷺ کے وصال سے پہلے طلیحہ کے ساتھ ایک جنگ اور اس کی ہزیمت وفرار کا ذکر بھی کیا ہے لیکن ایک اور تاریخ کے مطابق 'مسلمان طلیحہ سے جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے میں مصروف ہی تھے کہ نبیٔ پاک ﷺ کے وصال کی خبر پہنچ گئی اس پر ان میں اضطراب برپا ہو گیا اور ان کی تعداد گھٹنے لگی بعض لوگ اسلامی لشکر سے بھاگ کر طلیحہ سے جا ملے'۔

(حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم انجم سلطان شہباز صفحہ نمبر ۱۳۹ ناشران بک کارنر جہلم)

**زکوٰۃ دینے سے انکار** :'حضرت ابوبکرؓ کے دور میں غطفان کا ایک وفد اور حیال کا قاصد دارالخلافہ مدینہ کو آئے۔۔۔اور کہنے لگے کہ ہمارے قبائل حسبِ سابق نماز تو پڑھیں گے مگر آئندہ بیت المال میں زکوٰۃ بھیجنے سے انہیں معاف رکھا جائے'۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابولقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۴۰ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

یہ اسلامی اقتدار کو چیلنج کرنا تھا۔

**معرکہ آرائی** :ان مخالفین نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ 'وفد کو واپس گئے ابھی تین ہی دن گزرے تھے کہ حیال سرشام مدینہ منورہ پر آچڑھا'۔

(اَئمہ تلبیس صفحہ نمبر ۴۲ )

'مسلمانوں کی جوابی کاروائی نے دشمن کو بھگا دیا'۔اپنی ہزیمت پر۔۔۔اپنے جوشِ انتقام کو تسکین دینے کے لئے بنی عبس اور ذبیان نے اپنے اپنے قبائل کے مسلمانوں کو پکڑ کر شہید کر ڈالا'۔(اَئمہ تلبیس صفحہ نمبر ۴۳)

**صریح بغاوت**: کچھ عرصہ بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو طلیحہ کی سرکوبی پر مامور فرمایا۔حضرت خالدؓ نے عکاشہؓ بن محص اور ثابتؓ بن ارقم کو کچھ فوج دے کر طلیحہ کی طرف روانہ فرمایا۔اس معرکہ میں طلیحہ نے عکاشہؓ کو اور اس کے بھائی سلمہ نے ثابتؓ کو شہید کر دیا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری ملخص صفحہ نمبر ۴۵۔۴۶ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**انجام** : تاہم باقاعدہ لڑائی میں طلیحہ کو ہزیمت ہوئی اور وہ فرار ہو کر شام چلا گیا۔تاہم اس کا سالار عینیہ بن حص گرفتار ہوا۔امیر المومنین نے اس کی جان بخشی فرمادی' (اَئمہ تلبیس از مولوی ابولقاسم دلاوری ملخص صفحہ نمبر ۴۷۔۴۸ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

بعد میں' طلیحہ بھی مسلمان ہو کر امیر المومنین عمرؓ کے عہدِ حکومت میں شام سے حج کو آیا اور مدینہ پہنچ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی'۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۴۸ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان سن اشاعت ۲۰۱۰ء)

**صرف چند ماہ** :طلیحہ کی خود ساختہ نبوت اور معرکہ آرائی کا دورانیہ آں حضرت ﷺ کے آخری دور اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ابتدائے خلافت تک چند ماہ بنتا ہے۔

**نتیجہ** : مذکورہ بالا حالات سے واضح ہے کہ طلیحہ کے پیروکاروں نے اسلامی حکومت کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔اسلامی دارالحکومت مدینہ پر چڑھائی کی اور طلیحہ اور اس کے بھائی نے دو صحابہ حضرت عکاشہؓ اور حضرت ثابتؓ کو شہید کیا۔اس سبب مسلمانوں نے اس کے خلاف معرکہ آرائی کی۔تاہم تلوار چھوڑ دینے کے بعد گرفتار شدہ سپہ سالار کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے معاف فرما دیا اور مدعی نبوت طلیحہ کے ہتھیار پھینک دینے کے بعد اس سے کوئی تعارض نہ کیا گیا اور وہ حالتِ کفر میں شام میں کم از کم دو سال آزادی سے رہتا رہا اور حضرت عمرؓ کے دور میں مسلمان ہوا۔

**دیگر مدعیانِ نبوت و وحی والہام:**

دورِ نبوی ﷺ کے بعد کے نبوت اور وحی والہام کے دیگر ۳۱ جھوٹے مدعیان کے حالات کتاب اَئمہ تلبیس کے تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہیں جو اختصاراً ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

## ۵۔ سجاح بنتِ حارث تمیمیہ (مدعی نمبر۵):

**تعارف:** 'سجاح مذہباً عیسائی اور فصیحہ بلیغہ اور بلند حوصلہ عورت تھی اسے تقریر وگویائی میں یدِ طولیٰ حاصل تھا اور جدتِ فہم، جودتِ طبع اور اصابتِ رائے میں نظیر نہ رکھتی تھی اس کے علاوہ اپنے زمانے کی مشہور کاہنہ تھی۔۔۔اور ان سب خوبیوں پر مستزاد یہ کہ ابھی شباب کا عالم اور دلربائی کا زمانہ تھا'۔
(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر۷۲ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**دعویٰ:** 'جونہی سید العرب والعجم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر وفات سنی نبوت اور وحیٔ الٰہی کا دعویدار بن بیٹھی'۔
(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر۷۳ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**مقصد:** 'دعویٰ نبوت کے ساتھ خروج کیا اور اپنے پیروؤں کو لئے ہوئے مدینہ پر حملہ کرنے اور مسلمانوں سے لڑنے چلی'۔
(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر۷۳۔۷۴ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**دیگر حالات:** 'لیکن ایک صلاح کار کے مشورہ پر اوّل اس نے بنی تمیم پر لشکر کشی کی اور پھر بقول خود وحی الٰہی کی ہدایت کے بموجب فوج کثیر کے ساتھ ارض یمامہ کی طرف روانہ ہوئی'۔ (اَئمہ تلبیس از مولوی ابولقاسم دلاوری صفحہ نمبر۷۴ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)
بعد میں مصنف نے 'عشق ومحبت کی کمند میں پھانسنے کی تدبیر' کے عنوان کے تحت مسیلمہ کی سجاح کو اپنا ساتھی بنانے کی کوشش کی اپنے ذوق کے مطابق تصویر کشی کی ہے۔جس کا انجام دونوں کی شادی پر ہوا اور مہر میں عشاء اور صبح کی نمازیں معاف کردیں۔جس کے نتیجہ میں اس کی جمعیت میں انحطاط شروع ہوگیا اور وہ مدینہ پر حملہ کا خیال ترک کر کے قبیلہ بنی تغلب میں رہ کر امن وامان اور خموشی کی زندگی بسر کرنے لگی۔
(اَئمہ تلبیس از مولوی ابولقاسم دلاوری ملخص صفحہ نمبر۷۵۔۷۶ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**قبولِ اسلام:** 'حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں اس نے اور اس کی ساری قوم نے اسلام قبول کرلیا اور جب فوت ہوئی تو اس وقت بصرہ کے حاکم ایک صحابیٔ رسولؐ حضرت سمرہ ابن جندبؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی'۔
(اَئمہ تلبیس از مولوی ابولقاسم دلاوری ملخص صفحہ نمبر۷۹ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**نتیجہ:** یہ بات قابلِ غور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں اسلامی لشکر کے سجاح کو چھوڑ دینے کے بعد سے حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں قبولِ اسلام کے اس لمبے عرصہ میں وہ اسلامی حکومت میں رہتی رہی لیکن اس سے کوئی تعارض نہ کیا گیا۔ایسا ہونے کی وجہ مصنف کے الفاظ میں اس کا 'امن وامان اور خموشی کی زندگی بسر کرنا تھا'۔(اَئمہ تلبیس صفحہ نمبر۷۹)۔شائد زیادہ صحیح یہ ہے کہ 'امن وامان' حکومتی گرفت سے بچنے کا باعث ہوا اور عملاً اپنے دعویٰ نبوت

سے تائب ہوکر 'خموشی کی زندگی' اس کی آسمانی گرفت سے بچنے کا ذریعہ بنی۔

**ایک واقعہ اور اس کا نتیجہ** :فوج کشی کے ارادہ سے سجاح کے یمامہ کی طرف کوچ کے حالات میں ایک جگہ مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ 'امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک لشکر جرار کے ساتھ سجاح کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔شرحبیل بن حسنہ اور حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل بھی ساتھ تھے۔خالدؓ آگے بڑھے تو خبر ملی کہ اسلام کے دو مشترک دشمن باہم نبرد آزما ہونے کو ہیں تو وہاں سے پیچھے ہٹ آئے'۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر۷۴۔۷۵ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان،سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

اس بیان سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلامی لشکر ان دونوں مدعیانِ نبوت کے خلاف محض ان کی سرکشی کے خاتمہ کیلئے بھیجے گئے تھے چونکہ ان کے باہم ٹکراؤ سے دونوں کی فوجی طاقت کا خاتمہ قرینِ قیاس تھا اس لئے اسلامی لشکر نے دخل نہ دیا۔اگر دعویٰ نبوت وجہ ہوتی تو مجرم کو یوں چھوڑ دیا جانا کیسے ممکن تھا؟

## ۶۔ مختار ابنِ ابوعبید ثقفی (مدعی نمبر۶):

**تعارف** :'مختار کے والد حضرت ابوعبید مسعود ثقفیؓ جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔۔۔(یہ) اوائل میں خارجی المذہب تھا اور اسے اہلِ بیتِ نبوت سے بغض وعناد تھا'۔ (اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر۷۹ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان،سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

بعد میں جب اہلِ بیت کا دم بھرنا شروع کر دیا اور قاتلانِ حسینؓ سے بدلہ لینے کے ارادہ کے ساتھ جمعیت اکھٹی کرنی شروع کر دی اور بالآخر کوفہ کی تسخیر کر کے ان تمام ممالک پر قابض ہو گیا جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زیرِ نگین تھے۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری ملخص صفحہ نمبر۸۱۔۸۷ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان،سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

اس کے بعد اس نے شہدائے کربلا کے قاتلین کو کیفرِ کردار پہنچانے میں انتہائی سعی کی۔یہاں تک کہ نبوت کے دعویٰ کے بعد اس کے مرنے پر حضرت ابنِ عباسؓ نے اس کے حق میں فرمایا: 'مختار وہ شخص تھا جس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا،ہمارے خونوں کا انتقام لیا اور ہمارے سینوں کی آگ بجھائی۔اس کی خدمات کا صلہ یہ نہ ہونا چاہئے کہ ہم اسے گالیاں دیں یا اس کی موت پر اظہارِ مسرت کریں'۔

(تاریخ کامل ابن الاثیرؒ جلد۴ صفحہ نمبر۷۲ بحوالہ اَئمہ تلبیس از مولوی ابولقاسم دلاوری صفحہ نمبر۱۲۰ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان،سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**دعویٰ نبوت** : 'قاتلینِ امام حسینؓ کو تہس نہس کرنے پر خوشامدیوں نے اس کو اس حال کو پہنچایا کہ اس نے اپنے آپ کو مختار رسول اللہ لکھنا شروع کر دیا۔ دعویٰ نبوت کے ساتھ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ خدائے برتر کی ذات نے مجھ میں حلول کیا ہے اور جبرئیل امین ہر وقت میرے پاس آتے ہیں'۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر۱۲۱ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان،سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

مصنف نے ترمذی،مسلم اور مستدرک میں مذکور احادیث میں ایک کذاب کی پیش خبری کو بھی مختار پر محمول کیا ہے۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر۱۲۲ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان،سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**کرامات** :مصنف نے بعض واقعات سے یہ ظاہر کیا ہے کہ مختار نے مکر سے اپنے بعض کرامات از قسم منصوبہ بنا کر گھر جلنے کی خبر،خیالی فرشتوں سے مدد،ایک کرسی کی عظمت کا غلو وغیرہ ظاہر کیں۔(اَئمہ تلبیس از مولوی ابولقاسم دلاوری صفحہ نمبر۱۲۲۔۱۲۷ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ۲۰۱۰ء)

**انجام** : مختار نے بصرہ پر تسلط جمانے کیلئے سازشوں کا جال پھیلا رکھا تھا۔جس کے باعث مصعب بن زبیر نے کوفہ پر یلغار کی۔مختار نے بیس ہزار فوج کے ساتھ مزاحمت کی لیکن اس کی فوج کو ہزیمت ہوئی اور واپس ہو کر آٹھ ہزار افراد کے ساتھ قصر میں قلعہ بند ہوا۔لیکن پھر محاصرہ کی سختیوں سے نالاں ہو کر باہر نکلا۔صرف انیس افراد ہمراہ ہوئے اور لڑتے ہوئے ۶۷ھ میں مقتول ہوا۔بعد میں اس کی فوج کے چھ ہزار افراد بھی قتل کئے گئے۔مصعب کے حکم سے مختار کے دونوں ہاتھ کاٹے گئے اور مسجد کے پاس کیلوں سے ٹھونک کر نصب کر دئے گئے۔

(ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری ملخص صفحہ نمبر ۱۳۴۔۱۳۷ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**ایک سال کے اندر** : گو مصنف نے نہیں لکھا لیکن دیگر ماخذ سے یہ پتہ لگتا ہے کہ قاتلینِ حسینؓ سے بدلہ لینے کا کام مختار نے ۶۶ھ میں کیا اور اس کے بعد ادعائے نبوت۔اگلے سال میدانِ جنگ میں قتل کیا گیا یوں اس کا یہ دور کم وبیش صرف ایک سال رہا۔

## ۷۔ حارث بن عبد الرحمٰن بن سعید دمشقی (مدعی نمبر۷):

پہلے مملوک تھا۔حصولِ آزادی کے بعد اس کے دل میں یادِ الٰہی کا شوق سر سرایا۔اس سے ماورائے عقل افعال صادر ہوتے تھے۔مسجد میں ایک پتھر پر انگلی مارتا تو وہ تسبیح پڑھنے لگتا۔بے موسم پھل لوگوں کو کھلاتا۔ان خوارق وکرامات سے ہزار ہا لوگ اس کے آستانۂ زہد کی جبہ سانی کرنے لگے۔

نبی ہونے کا دعویدار ہوا۔اموی خلیفہ عبدالمالک نے گرفتاری کا حکم دیا تو بھاگ کر بیت المقدس چلا گیا۔ایک بصری مرید ہوا لیکن پھر خلیفہ کے سامنے اس کی نشاندہی کر دی۔گرفتار ہو کر خلیفہ کے سامنے پیش ہوا وحی الٰہی اور نبوت کا اقراری ہوا اور اس کے حکم پر ۶۹ھ میں قتل کیا گیا۔

(ائمہ تلبیس از مولوی ابولقاسم دلاوری ملخص صفحہ نمبر ۱۳۸۔۱۴۷ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

ان حالات میں اس کی تعلیمات کا کوئی ذکر نہیں نہ یہ کہ کب دعویٰ کیا۔خلیفہ عبدالمالک کا ذکر ہے جو ۶۵ھ میں حاکم ہوا تھا۔اس طرح حارث کا عرصۂ نبوت غایت درجہ ۴ سال بنتا ہے۔

## ۸۔ مغیرہ بن سعید عجلی (مدعی نمبر۸):

مغیرہ ایک آزاد شدہ غلام تھا۔یہ حضرت امام محمد باقرؒ کی رحلت کے بعد پہلے امامت اور پھر نبوت کا مدعی ہوا۔اس کا دعویٰ تھا کہ وہ اسمِ اعظم جانتا ہے۔اسے سحر میں کامل دستگاہ حاصل تھی اور اس نے نیرنجات وطلسمات دکھا کر لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا۔

اس کا عقیدہ تھا کہ معبودِ حقیقی کا نور ایک پیکرِ انسانی کی صورت پر ہے۔یہ شخص تمام صحابۂ کرامؓ کی بااستثنا،ان حضرات کے جنہوں نے حضرت علیؓ کی رفاقت اختیار کی،تکفیر کرتا تھا۔

۱۱۹ھ میں امیرِ عراق کے حکم سے زندہ آگ میں جلایا گیا۔

(ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری ملخص صفحہ نمبر ۱۴۷۔۱۵۰ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

حضرت امام باقرؒ ۱۱۴ھ میں فوت ہوئے جس کے بعد اس کا دعویٰ اور ۱۱۹ھ میں ہلاکت مذکور ہے اس طرح اس کا دورِ نبوت ۵/۴ سال ہوا۔

کتاب میں اس کے حالات صرف تین صفحات پر مشتمل ہیں۔

## ۹۔ بیان بن سمعان تمیمی (مدعی نمبر۹):

یہ مغیرہ کا معاصر تھا۔ نبوت کا مدعی تھا اور کہا کرتا تھا کہ وہ اسمِ اعظم کے ذریعہ زہرہ کو بلاتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے۔ اس نے حضرت امام محمد باقرؒ کو ایک خط کے ذریعہ اپنی نبوت کی دعوت بھی دی تھی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس کے جسم میں خدائے کردِگار کی روح حلول کر گئی ہے۔

اس کے فرقہ کے بعض لوگ تو اس کو نبی مانتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ بیان نے شریعتِ محمدی کا ایک حصہ منسوخ کر دیا ہے اور بعض اسے معبود برحق خیال کرتے ہیں۔ بیان حضرت علیؓ کی خدائی کا یقین رکھتا تھا۔

اسے بھی عاملِ کوفہ کے حکم پر گرفتار کر کے کوفہ لایا گیا اور مغیرہ کی ہلاکت کے بعد زندہ جلا دیا گیا۔

(ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری ملخص صفحہ نمبر ۱۵۰۔۱۵۳ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

اس کی ہلاکت ایک جگہ مغیرہ کے بعد بتائی گئی ہے جو پچھلے بیان کے مطابق ۱۱۹ھ میں ہلاک ہوا۔ جبکہ بحوالہ کتاب منہاج ابن السنہ شیخ ابنِ تمیہ یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت امام باقرؒ نے اس کی دعوتِ نبوت پر اس کے حق میں بددعا کی چنانچہ چند ہی روز میں خالد قسری کے ہاتھوں قتل ہو کر طعمہ اجل ہو گیا۔ حالانکہ حضرت امام باقرؒ ۱۱۴ھ میں فوت ہو گئے تھے۔ اس اختلاف سے قطع نظر اگر اس نے ان کی زندگی کے آخری دنوں میں دعویٰ کیا اور ۱۱۹ھ میں ہلاک ہوا تو بھی اس کا دور ۵/۴ سال ہی رہا۔

کتاب میں اس کے حالات صرف تین صفحات پر مشتمل ہیں۔

## ۱۰۔ صالح بن طریف برغواطی (مدعی نمبر۱۱):

یہ یہودی الاصل تھا۔ ۱۲۵ھ یا ۱۲۷ھ میں دعویٰ نبوت کیا۔ ادعائے نبوت کے علاوہ صالح کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ وہ وہی مہدیٔ اکبر ہے جو قربِ قیامت کو ظاہر ہو کر جناب عیسیٰ بن مریم کی مصاحبت اختیار کریں گے اس شخص کے کئی نام تھے۔ بربری میں وارباکے نام سے موسوم تھا۔ جو اس زبان میں خاتم النبیین کو کہتے ہیں۔ صالح کہتا تھا کہ جناب محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرح مجھ پر بھی قرآن نازل ہوتا ہے اس نے جو قرآن پیش کیا اس میں اسّی سورتیں تھیں۔

اس کی شریعت میں روزے بجائے رمضان کے رجب میں تھے۔ نمازیں دس تھیں ۵ دن میں اور ۵ رات کو۔ ۲۱ محرم کے دن ہر شخص پر قربانی فرض تھی۔ غسلِ جنابت صرف زنا کی صورت میں فرض تھا۔ طلاق کی کوئی حد نہ تھی۔ چور کی سزا قتل، مرغی کا گوشت مکروہ اور مرغ کا حرام اور جو کوئی مرغ ذبح کرے اسے ایک غلام آزاد کرنے کا حکم تھا۔ اس نے حکم دیا کہ جس عورت سے اور جتنی عورتوں سے چاہیں شادی کریں۔ البتہ چچا کی بیٹی سے عقدِ ازواج نہ کریں۔ (شادیوں کی اس آزادی پر مصنف نے یہ اظہار فرمایا ہے کہ 'کاش! اس کا فلسفہ ہمیں بھی معلوم ہو جاتا')۔

آخر عمر میں تبتل و انقطاع کا اشتیاق ہوا اور اپنے کفریات کے باوجود بزعم خود کاملۃً ذہاب الی اللہ کا سودا سر میں سمایا۔ چنانچہ ۱۷۴ھ میں تاج و تخت سے دست بردار ہو کر پایۂ تخت سے کہیں مشرق کی طرف جا کر عزلت گزیں ہو گیا۔

(ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۱۵۵۔۱۵۶ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

مصنف نے اسی باب کے تحت صالح کے خاندان کے دو اور افراد کو مدعی نبوت لکھا ہے۔ ایک ابوغفیر محمد بن معاذ جو ملک برغواطہ کا بادشاہ ہوا۔ اس نے بھی اپنے آباء کی رسم کہن کے بموجب دعویٰ نبوت کیا۔ یہ شخص تیسری صدی کے اواخر میں انتیس سال حکومت کر کے ہلاک ہو گیا۔

دوسرے ابومنصور عیسیٰ جو ابوغفیر کا پوتا تھا جانشین ہوا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کی نبوت کو بڑا عروج نصیب ہوا۔ اس کو ایک غنیم سے ہزیمت ہوئی

اور ۳۶۹ھ میں اٹھائیس سال تک دعویٰ نبوت کے ساتھ میدان جان ستان کی نذر ہو گیا۔
(ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۱۵۷۔۱۵۸ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**صالح کا عرصۂ نبوت اور باقی دو کی نبوت** :مصنف نے صالح کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ سینتالیس سال تک دعویٰ نبوت کے ساتھ دینی و دنیوی امور کا کفیل ونگرانِ حال رہا۔(ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری صفحہ نمبر ۱۵۶ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)
اور ابوغفیر اور ابومنصور کے عرصۂ حکومت کو ان دونوں کا عرصۂ نبوت بھی قرار دیا ہے یعنی انتیس سال اور اٹھائیس سال۔ گویا جس دن بادشاہ ہوئے اسی دن دعویٰ نبوت بھی کیا لیکن ان دعاوی کے بارے میں اور کوئی تفصیل نہیں لکھی۔ نہ ان کی تعلیمات کا ذکر کیا ہے۔ ان سب واقعات کیلئے ایک کتاب 'الاستقصاء لاخبار دول المغرب الاقصیٰ' جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۰۳،۵۱ مطبوعہ مصر کا حوالہ دیا ہے۔
اس کتاب کے مصنف کا نام ابوالعباس احمد بن خالد الناصری ہے۔ اور یہ ۱۸۹۴ء میں مراکش میں شائع ہوئی بعد میں مصنف کے بیٹے نے اس کا فرانسیسی ترجمہ بھی شائع کیا۔ مصنف کا دوسری سے چوتھی صدی ہجری کے ان واقعات کا ماخذ تاریخ ابنِ خلدون ہے۔ جب تاریخ ابنِ خلدون میں اصل حوالے کو دیکھا جائے تو دونوں میں اختلاف نظر آتا ہے۔ اس راقم کیلئے یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا کتاب الاستقصاء کے مصنف نے ابنِ خلدون کی تحریر سے انحراف کیا ہے یا ائمہ کے مصنف دلاوری صاحب نے استقصاء کے ترجمہ میں ردوبدل؟

**ابنِ خلدون سے مصنف کے بیان کے فرق** :
دونوں بیانوں میں درج ذیل چار فرق نمایاں ہیں:
**پہلا فرق** :کتاب ائمہ میں صالح کی نبوت ۴۷ سال پر محیط لکھی گئی ہے جبکہ تاریخ ابنِ خلدون کے متعلقہ حصہ کا ایک ترجمہ یوں ہے:
'۴۷ سال کی عمر میں ان کی حکومت سنبھالنے کے بعد وہ مشرق کی طرف نکل گیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ ان میں سے ساتویں کی حکومت میں واپس آجائے گا'
(تاریخ ابنِ خلدون حصہ یازدہم ترجمہ وتبویب از مولانا اختر فتح پوری صفحہ نمبر ۲۲۸ مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء)
یعنی صالح نے ۴۷ سال کی عمر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی نہ کہ ۴۷ سال نبوت کی۔

**دوسرا فرق** :ایک اور بات جو ابنِ خلدون نے بیان کی ہے لیکن کتاب ائمہ میں نقل نہیں کی گئی وہ صالح کی اپنے بیٹے کو اپنے دین کو مخفی رکھنے کی یہ وصیت ہے کہ 'اس نے اپنے بیٹے الیاس کو اپنے دین کی وصیت کی اور اسے تاکید کی کہ وہ حاکم اندلس سے دوستی کرے جو بنی امیہ میں سے ہے اور جب ان کی پوزیشن مضبوط ہو جائے تو اپنے دین کا اظہار کرے اور اس کے بعد اس کے بیٹے الیاس نے اس کے کام کو سنبھالا اور وہ ہمیشہ ہی پوشیدگی سے اظہارِ اسلام کرتا رہا کیونکہ اس کے باپ نے اسے اپنے کلمۂ کفر سے یہی وصیت کی تھی اور وہ پاکباز، پاک دامن اور زاہد تھا'۔
(تاریخ ابنِ خلدون حصہ یازدہم ترجمہ وتبویب از مولانا اختر فتح پوری صفحہ نمبر ۲۲۸ مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء)
اس وصیت سے ظاہر ہے کہ خود صالح بھی اپنے دعویٰ نبوت پر راسخ نہ تھا اور اس لئے اپنے جانشین کو بھی اس نے اس کا اظہار صرف اسی وقت کرنا روا رکھا جب اس کی پوزیشن مضبوط ہو جائے یوں اس برائے نام دعویٰ کے ساتھ گزرنے والے مدعی کے سالوں کی تعداد کی کوئی بھی اہمیت نہیں رہتی۔

**ایک اور پہلو:** اس حوالہ سے حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب نے ایک اور نکتہ بھی اجاگر فرمایا ہے کہ

'یہ بیان ابن خلدون نے محض ایک شخص کی روایت سے نقل کیا ہے اور دنیا کا کوئی عقل مند ایسے اہم معاملہ کے لئے خبر واحد کو مستند نہیں مان سکتا۔ بالخصوص جبکہ اس راوی کا بیان بھی کئی سو سال کے بعد ضبطِ تحریر میں لایا گیا ہو۔ (تفہیماتِ ربانیہ صفحہ نمبر ۳۴ مکتبہ الفرقان ربوہ دسمبر ۱۹۶۴ء)

**تیسرا فرق** : تاریخ ابنِ خلدون میں ابو غفیر محمد کے دعویٰ نبوت کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف یہ لکھا ہے:

'حکومت ابوغفیر محمد بن معاد بن الیسع بن صالح بن طریف نے سنبھالی اور اس نے برغواطہ کی حکومت پر قبضہ کرلیا اور اپنے آباء کے دین پر چلا۔'

(تاریخ ابن خلدون حصہ یازدہم ترجمہ وتبویب از مولانا اختر فتح پوری صفحہ نمبر ۲۲۸ مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء)

ہاں اس کے بارے میں لکھے گئے اشعار کے ترجمہ میں یہ الفاظ ضرور ہیں کہ 'یہ کہتے ہیں ابوغفیر نبی ہے اللہ تعالیٰ کا ذبوں کی ماں کو ذلیل کرے'۔ اس مخالفانہ اظہار میں ادعائے نبوت کے حوالے کے علاوہ مزید اور کوئی تفصیل نہیں ہے۔ اور نہ دعویٰ نبوت پر گزرے ہوئے عرصہ کا کوئی ذکر ہے۔

**چوتھا فرق** : تاریخ ابنِ خلدون میں ابو منصور عیسیٰ کے بارے میں لکھا ہے 'ابومنصور عیسیٰ ۲۲ سال کی عمر میں حکمران بنا اور اپنے آباء کی سیرت پر چلا اور نبوت وکہانت کا دعویٰ کیا اور اس کی حکومت مضبوط ہوگئی اور قبائل مغرب اس کے مطیع ہوگئے'۔

(تاریخ ابنِ خلدون صفحہ نمبر ۲۲۹ مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء)

لفظ 'نبوت' کا 'کہانت' کے ہم معنی یہ استعمال اور کسی مزید تفصیل کا نہ ہونا ظاہر کرتا ہے کہ یہ دعویٰ نبوت اس کے معروف معنوں میں نہ تھا بلکہ دورِ جہالت کی کہانت کی طرح تھا اور شائد انہی غیر واضح تحریرات کے باعث خود مصنف ائمہ نے ان دونوں کے بیان کے لئے کوئی علیحدہ باب نہیں باندھے۔ بلکہ انہیں باب ۱۱ میں صالح بن طریف کے تحت ہی سمیٹ دیا ہے۔

**ایک اور ترجمہ:** یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ تاریخ ابنِ خلدون کے ایک اور ترجمہ میں مندرجہ بالا حوالوں کے الفاظ میں سرِ مو فرق نہیں۔ ملاحظہ ہو تاریخ ابنِ خلدون جلد ششم حصہ یازدہم، دوازدہم مترجم علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی، ترتیب وتبویب منیر احمد نعیم، صفحہ نمبر ۲۲۸۔۲۲۹ ، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، مطبوعہ جولائی ۲۰۰۴ء ۔

**ایک اور کتاب:** چونکہ تاریخ ان کے دعویٰ نبوت پر خاموش ہے شائد اسی لئے اس سے پہلے کی ایک اور مخالف کتاب عشرۂ کاملہ مصنفہ منشی محمد یعقوب میں صالح بن طریف کے ساتھ ان دونوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

**افسوسناک** : ان سب کے باوجود اور کسی اَور تاریخی سند کے نہ ہوتے ہوئے بھی مصنف کتاب ائمہ تلبیس مولوی ابوالقاسم دلاوری صاحب کا ان دونوں مدعیان کے زمانۂ حکومت کو زمانۂ نبوت قرار دے کر اور ان کے یہودی الاصل جدّ کو خلافِ واقعہ دعویٰ کے بعد آں حضرت ﷺ کے ۲۳ سالہ زمانۂ نبوت سے لمبا عرصہ پانے کا یہ بیان ایک بلاثبوت دعویٰ بن جاتا ہے۔ بظاہر اس کا حاصل محض اس قرآنی اصول کی تکذیب کی ناکام کوشش ہے کہ آں حضرت ﷺ کا ۲۳ سالہ عرصۂ نبوت آپ ﷺ کی صداقت کی ایک ایسی دلیل ہے جس کو کوئی جھوٹا مدعی نہیں پا سکتا اور وہ اس سے پہلے ہی خدا کی پکڑ کا نشانہ بن جاتا ہے۔ مقصد خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو مصنف کی یہ جرأت قابلِ افسوس ضرور ہے۔

## ۱۱۔ بہا فرید زوزانی نیشاپوری (مدعی نمبر۱۲) :

یہ ابومسلم خراسانی کے عہدِ دولت میں نیشاپور میں ظاہر ہوا۔ یہ مجوسی تھا اور نبوت ووحی کا مدعی۔ یہ سات سال چین رہا اور وہاں سے واپسی پر آسمانوں اور جنت و دوزخ کی سیر وسیاحت اور شرفِ نبوت پانے کا مدعی ہوا۔ سبز رنگ کی ایک نہایت باریک قمیص ہمراہ لایا اور اسے آسمان سے عنایت شدہ اپنا معجزہ قرار دیا۔ ہزار ہا مجوسی اس کے پیروکار ہوئے۔

اس نے ایک فارسی کتاب مدون کی اور (حضرت) زرتشت کو پیغمبر تسلیم کیا لیکن مجوس کے اکثر شرائع واحکام پر خطِ تنسیخ کھینچ ڈالا اور (حضرت) زرتشت کے تمام پیروؤں اپنی اطاعت فرض قرار دی۔ ایک زانو پر آفتاب کو سجدہ کا حکم دیا۔ بال کاٹنے یا مونڈنے کی ممانعت کی۔ مویشی کی قربانی صرف بوڑھے اور لاغر ہونے پر جائز رکھی او عورت کے مہر چار سو درہم کی حد لگائی۔

مسلمانوں اور مجوسیوں کی شکایت پر ابومسلم خراسانی کے حکم پر گرفتار اور قتل کیا گیا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۱۵۹۔۱۶۱ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

Encyclopadia Iranica Level IV Page 88-90 کے مطابق اس نے ۱۲۹ھ/747ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۳۱ھ بمطابق ۷۴۸۔۴۹ء میں قتل ہوا یعنی دعویٰ کے ۲ سال کے اندر۔

کتاب میں اس کے حالات صرف دو صفحات پر مشتمل ہیں۔

## ۱۲۔ اسحاق اخرس مغربی (مدعی نمبر۱۳):

یہ شمال مغربی افریقہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے آسمانی کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اسی طرح دیگر علوم کی۔ کئی زبانیں بھی سیکھیں اور باکمال انسان ہو کر اصفہان چلا گیا۔ جہاں وہ دس سال تک مکمل گونگا بنا رہا اور پھر ۱۳۵ھ میں ایک دن اس دعویٰ کے ساتھ گویا ہوا کہ فرشتوں نے اسے نبی اللہ کہہ کر مخاطب کیا اور کہا کہ محمد ﷺ کی طرح تم بھی رسول اللہ ہو اور پھر بطور معجزہ مجھے تمام آسمانی کتب، کئی زبانوں اور کئی رسم الخط کا علم دیا گیا۔

ہزار ہا آدمی اس پر ایمان لے آئے آخر جمعیت یہاں تک ترقی کر گئی کہ اس کے دل میں ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ چنانچہ خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی کے عمال کو مقہور ومغلوب کر کے بصرہ، عمان اور ان کے توابع پر قبضہ کر لیا۔ بڑے بڑے معرکہ ہوئے آخر عساکر خلافت مظفر ومنصور ہوئے اور اسحاق مارا گیا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۱۶۱۔۱۶۵ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

ابوجعفر جس کی افواج کے ہاتھوں اسحاق مارا گیا ۱۳۶ھ میں خلیفہ ہوا یوں اس کا عرصۂ نبوت زیادہ سے زیادہ ۳/۴ سال ہوتا ہے۔

کتاب میں اس کے حالات چار سے کچھ زائد صفحات پر مشتمل ہیں۔

## ۱۳۔ استاد سیس خراسانی (مدعی نمبر۱۴):

یہ خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی کے عہد میں اطراف خراساں میں مدعی نبوت ہوا۔ چند سال میں اس کے پیروؤں کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ گئی۔ اتنی بڑی جمعیت دیکھ کر اس کے دل میں ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی اور وہ خراساں کے اکثر علاقے دبا بیٹھا۔ عمالِ حکومت کے کئی لشکروں کی ناکامی کے بعد چالیس ہزار کا ایک لشکر جنگ آزمودہ فوجی افسروں اور سپہ سالار کے سرکردگی میں بھیجا گیا جو بڑی تگ ودو کے بعد استاد پر غالب آ گیا۔ اس کے سترہ ہزار آدمی کام آئے اور چودہ ہزار قید کئے گئے۔ سیس بقایا تیس ہزار فوج کے ساتھ بھاگ اُٹھا۔ مزید کمک کے ساتھ اس کا پیچھا کیا گیا اور بالآخر اسے بیٹوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۱۶۵۔۱۶۷ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

بظاہر یہ معاملہ یہیں ختم ہوگیا۔

تاریخِ طبری کے حوالے سے دو صفحوں سے بھی کم تذکرہ میں مزید حالات کا ذکر نہیں۔

## ۱۴۔ ابو عیسیٰ اسحٰق اصفہانی (مدعی نمبر۱۵) :

یہ ایک یہودی تھا اور نبوت کا مدعی۔ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیحِ منتظر کا رسول ہے۔ خالق کردگار اس سے ہم کلام ہوا ہے۔ اس نے ایک کتاب مدون کی اور اسے منزل من اللہ بتایا۔ اس میں اس نے تورات میں مذکور بہت احکام کی مخالفت کی۔ تمام ذبائح کو حرام قرار دیا۔ دس نمازیں فرض کیں۔

بے شمار یہود نے اس کی متابعت اختیار کر لی۔ جب جمعیت بڑھ گئی تو اس نے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دئے۔ خلیفہ ابوجعفر منصور کے لشکر سے مُڈبھیڑ ہوئی۔ معرکہ میں ابوعیسیٰ مارا گیا اور اس کے اکثر پیرو بھی تہہ وتیغ ہو گئے۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۱۶۷۔۱۶۸ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

کتاب میں اس کے حالات صرف ایک صفحہ پر مشتمل ہیں۔

## ۱۵۔ عبداللہ بن میمون اہوازی (مدعی نمبر۱۷):

یہ مضافاتِ کوفہ کا رہنے والا تھا۔ فنونِ شعبدہ، سحر وطلسمات میں یدِ طولیٰ رکھتا تھا۔ نبوت ومہدویت کا مدعی تھا۔ یہ پہلے مجوسی تھا پھر اسمٰعیلی ہوا لیکن بعد میں اس نے اپنے باپ میمون کے وضع کردہ باطنی اصولوں کو اختیار کر کے اس مسلک کی تبلیغ شروع کر دی۔ عبداللہ نے جس باطنی طریقہ کی دعوت کی اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ نصوص کیلئے ظاہر الفاظ پر عمل کرنا حرام اور ان کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے۔ حشر نشر اور جزا وسزا کا منکر تھا۔ باطنی خالق کردگار کو صفات الوہیت سے عاری قرار دیتے ہیں۔ بہن بیٹی سے شادی کرتے ہیں۔ ہر عورت کو بلا نکاح حلال سمجھتے ہیں۔ آزاد خیال لوگوں کو یہ نیا طریقہ جو کمال درجہ کی آزادی اور بے باکی سے ہم کنار تھا بہت پسند آیا اور ہزار ہا آدمی اس کے معتقد ہو گئے۔

۲۰۲ھ میں اس نے عراق کی طرف اپنا ایک داعی بھیجا۔ کچھ کامیابیوں کے بعد جب وہ مر گیا تو عبداللہ اس کے مرنے کی خبر سے ایسا مغموم ہوا کہ بیمار ہو گیا اور جاں بَر نہ ہو سکا۔ (اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری صفحہ نمبر ۱۷۵۔۱۸۱ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

## ۱۶۔ علی بن محمد خارجی (مدعی نمبر۲۱) :

مضافاتِ رے میں پیدا ہوا۔ خوارج کے فرقہ زاراقہ سے متعلق تھا۔ امراء کی مجلسوں میں آمد ورفت سے کچھ رسوخ پیدا ہوا تو اس کے دل میں سرداری کے خیالات موجزن ہوئے۔ ۲۴۹ھ میں بغداد سے بحرین چلا گیا اور دعویٰ نبوت کیا۔ اس کا بیان تھا کہ اس پر کلامِ الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اس نے اپنا ایک صحیفۂ آسمانی بنا رکھا تھا۔ بحرین کے اکثر قبائل نے اس کی متابعت اختیار کر لی اور آزادی کے وعدے پر حبشی غلاموں کا ایک جمِ غفیر جمع ہو گیا۔

کتاب میں اس کے دعویٰ نبوت کی کوئی تفصیل درج نہیں۔ ۱۶ صفحات کے حالات میں اس کی معرکہ آرائیوں، بتدریج فتوحات، مفتوحین پر ظلم، اور پھر ہزیمتوں کی تفصیل درج ہے۔ نیز یہ کہ جامع مسجد کے صحن میں ایک تخت پر بیٹھ کر حضرت علیؓ پر (معاذ اللہ) لعنت کرتا۔ اس کے پیرو بھی ساتھ ہوتے۔ ایک بار اس نے سادات کی خواتین کو دو دو تین تین درم میں بذریعہ نیلامِ عام فروخت کیا تھا۔ ایک ایک زنگی نے دس دس سیّد انیاں اپنے گھر میں ڈال رکھی تھیں۔

عباسی خلیفہ معتمد کے بھائی موفق کے ہاتھوں کئی معرکوں کے بعد بالآخر اپنی حکومت کے چودہ برس چار مہینے بعد زنگیوں کا یہ خانہ ساز نبی ۲۷۰ھ میں مارا گیا۔
(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۲۰۵۔۲۲۰ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

## ۱۷۔ حمدان بن اشعث قرمط (مدعی نمبر۲۲) :

کوفہ کے ایک چاہ کن کا بیٹا تھا۔ بعد میں باطنی مناد کے طور پر کام کرنے لگا۔ ۲۶۴ھ میں ظاہر ہوا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ مہدی ہے۔ اس نے آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویہ کے الفاظ میں قطع و برید کر کے ایک سورت تیار کی تھی اور نماز میں قرآن کی جگہ اس سورت کو پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ سال میں صرف دو روزوں کا حکم دیا۔ ایک روزہ ماہ مہرجان کا اور دوسرا نوروز کا۔ شراب کو حلال اور غسل جنابت کو برطرف کر دیا۔ تمام درندوں اور پنجہ سے شکار کرنے والے جانوروں کو حلال بتایا۔ کعبہ مصلیٰ کی جگہ بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا۔ حکم دیا کہ مَرد اور عورتیں مل جل کر نماز ادا کریں۔ جمعہ کی جگہ دوشنبہ کو تعطیل منانے کا حکم دیا۔
اہلِ دیہات نے اس کی متابعت اختیار کر لی۔ والیٔ کوفہ کو جب اس کی بڑھتی ہوئی جمعیت کا علم ہوا تو اسے گرفتار کر لیا۔ لیکن ایک لونڈی نے رہا کرا دیا۔ اس نے بھاگ علی بن محمد خارجی کے پاس جا کر کہا کہ وہ ایک مذہب کا بانی ہے اور ایک لاکھ مبارز اس کے پیرو ہیں اور اسے اتفاق کی دعوت دی لیکن متفق الرائے نہ ہو سکے۔
قرمط واپس آ کر عزلت نشین ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا کوئی حال معلوم نہیں ہو سکا۔
(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۲۲۱۔۲۲۸ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)
جیسا کہ پہلے ذکر ہوا علی محمد خارجی ۲۷۰ھ میں مرا۔ یہ ملاقات اس سے قبل ہو گی اور یوں اس کا دورانیہ زیادہ سے زیادہ ۶/۵ سال ہوتا ہے۔

## ۱۸۔ ابو سعید حسن بن بہرام جنابی قرمطی (مدعی نمبر۲۳) :

یہ شخص اولاً مضافاتِ بحرین کے ان شیعان کا سرگروہ تھا جو یحییٰ بن مہدی کو حضرت مہدی آخر الزماں کا ایلچی کہتے تھے۔ لیکن ۲۸۶ھ میں خود دعویٰ مہدی کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنی جمعیت کے ساتھ فسادی ہوا اور دیکھتے دیکھتے بصرہ اور ہجر پر قابض ہو گیا۔ اپنے ہی لشکر کے تمام مسلمان قیدیوں کو آگ میں زندہ جلا دیا۔ کہتا تھا کہ حشر و نشر اور معاد و حساب کے سارے قصے فضول اور من گھڑت ہیں۔ انتہا درجہ کا سفاک تھا اس نے بے شمار مسلمانوں کو جرعہ شہادت پلایا۔ بہت سی مسجدیں منہدم کیں۔ سینکڑوں مصاحفِ مقدس نذرِ آتش کئے اور بے شمار عازمینِ حج کے قافلے لوٹے۔ ان سفاکیوں کے باوجود وحی آسمانی کا مدعی تھا۔
۳۰۱ھ میں ابوسعید اپنے خادم کے ہاتھوں حمام میں مارا گیا۔
(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۲۲۸۔۲۳۱ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)
کتاب میں اس کے حالات تین صفحات پر مشتمل ہیں۔

## ۱۹۔ زکرویہ بن ماہرو قرمطی (مدعی نمبر۲۴):

یہ قرمط کا ایک داعی تھا۔ حاملِ وحی اور حضرت مہدی علیہ السلام کے ایلچی ہونے کا مدعی تھا اور قرمط مذہب کی اشاعت کرتا تھا۔ عباسی عمالِ حکومت کے لشکروں سے اس کے کئی مقابلہ ہوئے جن میں فتح و شکست ہوتی رہی۔ ایک شکست کے بعد کئی سال بخوفِ جان چھپا رہا۔ پھر جمعیت اکٹھا کر کے حاجیوں

کے قافلہ لوٹے۔چشموں اور کنوؤں کا پانی خراب کیا۔امان کے خواستگار حجاج کو تہ تیغ کیا اور اسی طرح اس کے ہاتھوں حمص میں ہزار ہا حجاج شہید ہوئے۔ بالآخر خلیفہ کی فوجِ گراں کے ایک اور حملہ میں اسے شکست ہوئی۔اس کے سَر پر کاری زخم لگا اور چھٹے روز مر گیا۔خلافت مآب کے حکم سے نعش کو صلیب پر چڑھائی گئی اور سر کاٹ کر ان حاجیوں کے پاس بھیج دیا جنہیں اس نے لوٹا تھا۔بچ رہنے والے قرامطہ شام کی طرف بھاگے جہاں افواجِ بغداد کے سپہ سالار نے ان جان باختوں کو خوب تہ تیغ کیا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۲۳۱۔۲۳۷ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

قرمطی ۲۸۵ھ میں ظاہر ہوئے۔زکرویہ ان کا داعی تھا اور یہ عباسی خلیفہ مکتفی کے سپہ سالار کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا۔اس خلیفہ کا دور ۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ ہے۔یوں اس مدعی کا دورانیہ ۶/۵ سال یا حد سے حد ۱۰ سال بنتا ہے۔

## ۲۰۔ علی بن فضل یمنی (مدعی نمبر ۲۸) :

یہ ابتداء میں اسماعیلی فرقہ کا پیرو تھا۔ ۲۹۳ھ میں صنعاء میں اس دعویٰ کے ساتھ آیا کہ وہ نبی اللہ ہے۔اس کا ایک شعبدہ دیکھ کر ہزار ہا لوگ بشمول سینکڑوں پڑھے لکھوں کے اس پر ایمان لے آئے۔معلوم ہوتا ہے کہ دعویٰ رسالت کے ساتھ اسے کسی حد تک خدائی کا دعویٰ بھی تھا۔

اس نے اپنے مذہب میں تمام محرمات کو حلال کر دیا تھا یہاں تک کہ شراب اور بیٹیوں سے نکاح بھی روا تھا۔بعض شرفائے بغداد نے اس کو ۳۰۳ھ میں زہر پلوا کر ہلاک کر دیا۔ (اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۲۶۰۔۲۶۱ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

**کیوں تعرض نہ کیا؟** مندرجہ بالا تاریخوں سے اس کا دور ۱۰ سال بنتا ہے۔تاہم مصنف اَئمہ تلبیس نے دو صفحات پر مشتمل ان حالات میں بحوالہ مذاہبِ اسلام بحوالہ نزہت الجلیس وسنتہ الانیس جلد اوّل صفحہ نمبر ۳۰۸ و کتاب المختار و کشف الاسرار للجوبری لکھا ہے کہ یہ فتنہ انیس سال تک ممتد رہا اور یہ بھی اظہار کیا ہے کہ

'تعجب ہے صنعاء کے حکام نے انیس سال تک اس سے کیوں تعرض نہ کیا؟'

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اسی دوران ہونے والے عباسی خلفاء معتضد اور مکتفی ایک اور مدعیٔ وحی زکرویہ قرمطی کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔اگر انہوں نے علی بن فضل سے تعرض نہیں کیا تو بظاہر اسی لئے کہ پہلا مدعی حکومت کا باغی تھا جبکہ علی نے دعویٰ نبوت کے ساتھ تلوار نہیں اٹھائی۔ان حکمرانوں کا یہ عمل سنتِ رسول ﷺ اور خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے طرزِ عمل کے عین مطابق تھا کہ بلا تلوار کشی صرف دعویٔ وحیٔ اور نبوت حکومتی عمل دخل سے باہر کی بات ہے۔پس اس پر تعجب بے جا ہے۔

## ۲۲۔ حامیم بن من اللہ محکسی (مدعی نمبر ۳۰) :

اس نے ریف ملک مغرب میں ۳۱۳ھ میں دعویٔ نبوت کیا اور ہزار ہا بربری عوم کو اپنا پیرو بنا لیا۔اس نے ایک نیا آئین جاری کیا۔صرف دو نمازوں کا حکم دیا۔ماہِ رمضان کے روزے اڑا دئے۔حج، زکوٰۃ اور وضو ساقط کر دیا۔خنزیر کو حلال بتایا۔انڈے کھانے کی مخالفت کی۔

اس نے بربری زبان میں ایک کتاب لکھی تھی جسے وہ کلامِ الٰہی کی حیثیت سے پیش کیا کرتا تھا۔اسی کے الفاظ نماز میں پڑھے جاتے تھے۔

حامیم ایک قبائلی لڑائی میں مارا گیا جو ۳۱۹ھ یا ۳۲۹ھ میں ہوئی۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۲۷۲۔۲۷۳ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

کتاب میں اس مدعی کے کل حالات صرف ایک صفحہ کے بقدر ہیں۔

## ۲۲۔ عبدالعزیز باسندی (مدعی نمبر۳۲) :

اس نے ۳۲۲ھ میں دعویٰ نبوت کیا۔ یہ شخص شعبدہ باز تھا لوگ پروانہ وار اس کی طرف دوڑے۔ اہلِ شاش اور بہت سے دوسرے لوگوں نے اس کی متابعت اختیار کر لی۔ اب اس نے ان اہلِ حق کے خلاف ستیزہ کاری شروع کر دی جو اس کو نبی تسلیم نہ کرتے تھے۔ ہزار ہا مسلمان اس کی ظلم رانی کے قتیل ہوئے۔

جب حکومت کو اس کی فتنہ جوئیوں اور اس کی روز افزوں جمعیت کی طرف سے خطرہ ہوا۔ تو اس کی سرکوبی کیلئے ایک جیش روانہ کیا۔

باسندی کے ہزار ہا پیرو نذرِ اجل ہو گئے۔ خود باسندی بھی ہلاک ہوا۔ اسلامی سپہ سالار نے اس کا سَر کاٹ حاکم کے پاس بھیج دیا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۲۷۹۔۲۸۰ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

کتاب میں اس مدعی کے کل حالات دو صفحات سے بھی کم پر ہیں۔

## ۲۳۔ ابو طیّب احمد بن حسین مُتنبّی (مدعی نمبر۳۳):

یہ ۳۰۳ھ میں کوفہ میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ سقّہ تھا۔ اسے لغاتِ عرب پر غیر معمولی عبور تھا۔ ابوالطیب شعر و سخن کا امام تھا۔ اس کا دیوان متنبّی کے نام سے مشہور ہے۔ ہندوستان کے مدارسِ عربیہ کے نصابِ تعلیم میں داخل ہے۔ وہ اپنے بعض کلام کو کلامِ وحی بتاتا۔ اس نے اپنا ایک قرآن بھی بنا رکھا تھا جس میں بہت سی سورتیں تھیں۔ اس نے شام میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

بنو کلب وغیرہ قبائل نے اس کی متابعت اختیار کی اور اس کی جمعیت روز بروز بڑھنے لگی تو حمص کے حاکم کو اس کی طرف سے فکر پیدا ہوئی اور اس کو قید کر لیا۔

اس کے پیرو اس کو اسی حالت میں چھوڑ کر کنارہ کش ہو گئے۔ طویل عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا۔ پھر تائب ہو کر قید سے رہائی پائی اور یہ لکھ کر دیا کہ اس کا دعویٰ نبوت جھوٹا تھا۔ ۳۵۴ھ میں ایک مخالف گروہ کے حملہ میں زخمی ہو کر ہلاک ہوا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۲۸۰۔۲۸۹ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

## ۲۴۔ اصغر بن ابو الحسن تغلبی (مدعی نمبر۳۵) :

یہ راس عین (شام) کا رہنے والا تھا۔ اس نے ۴۳۹ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہنا شروع کیا کہ کتابوں میں جس موعود کے آنے کی پیش گوئی ہے وہ وہی ہے۔ طرح طرح کے شعبدے دکھائے بے شمار جہلا اور تعلیم یافتہ لوگ اس کے حلقہ مریدین میں داخل ہو گئے۔ جب جمعیت بڑھنے لگی تو ملک گیری کا شوق سر سرایا۔ اور ایک لشکر لے کر رومیوں پر حملہ آور ہوا جس میں اس کو کامیابی ہوئی۔ اسی طرح ایک اور حملہ کیا اور بے شمار مالِ غنیمت کے ساتھ لوٹا۔ شاہِ روم نے مسلمان حاکم کو شکایت کی اور حاکم نے ترکیب کر کے اسے گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اس کا کچھ حال معلوم نہیں۔ قرینہ یہ ہے کہ اسی حالتِ قید میں مر گیا۔ (اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۳۲۱۔۳۲۳ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

کتاب میں اس مدعی کے کل حالات صرف ڈیڑھ صفحہ کے بقدر ہیں۔

## ۲۵۔ رشید الدین ابوالحسن سنان (مدعی نمبر۳۸) :

یہ شام کے اسماعیلیوں کا سردار تھا۔اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک الہامی کتاب بھی معتقدین کے سامنے پیش کی۔یہ شخص اپنے آپ کو ایک اوتار اور مظہر ایزدی بھی بتاتا تھا۔(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری صفحہ نمبر ۳۶۹۔۳۷۱ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

کتاب میں دو صفحات کے بقدر اس مدعی کے حالات میں اس کے دعویٰ کی کوئی مزید تفصیل درج نہیں اور نہ اس کے انجام کا کوئی ذکر ہے۔

## ۲۶۔ حسین بن حمدان خصیبی (مدعی نمبر۴۱) :

یہ عراق کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔کتاب الدعاۃ میں بیان کردہ حالات میں اس شخص کے زمانہ ظہور کے دو ایسے ادوار لکھے گئے ہیں جن میں تین سو سال کا بُعد ہے۔یہ شخص ایک غالی شیعہ تھا۔مدعی نبوت ہونے کے بعد اس نے بغداد اور بصرہ سے اپنی دعوت کا آغاز کیا۔اس نے حج کی فرضیت اُڑا دی اور بتایا کہ اولادِ علیؓ کے سوا کسی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔اس نے عورتوں کو اوامرِ دین سے مطلع کرنا حرام کر دیا تھا۔اس نے حکم دے رکھا تھا کہ اس کے پیرو اس کی تعلیمات کا علی الاعلان اظہار نہ کریں بلکہ نہایت خاموشی اور رازداری کے ساتھ اس کی تبلیغ کریں۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۴۰۲۔۴۰۳ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

کتاب میں ڈیڑھ صفحہ پر مشتمل اس مدعی کے حالات میں اس کے انجام کا کوئی ذکر نہیں۔

## ۲۷۔ ابو القاسم احمد بن قسی (مدعی نمبر۴۲):

اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت لوگوں نے اس کی متابعت کی۔جب جمعیت زیادہ ہوگئی تو دو مقامات پر قبضہ کر لیا۔لیکن تھوڑے دنوں بعد اس کا ایک فوجی سردار اس کا مخالف ہو گیا۔تمام پیرو بھی برگشتہ ہو گئے۔شاہِ مراکش عبدالمومن نے اسے قید کر دیا۔اس کے سوا اس کا کچھ حال معلوم نہیں۔یہ ۵۵۰ھ اور ۵۶۰ھ کے درمیان کسی سال مرا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۴۰۳۔۴۰۴ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

کتاب میں اس مدعی کے حالات ایک صفحہ سے بھی کم بیان ہوئے ہیں۔

## ۲۸۔ عبدالحق بن سبعین مرسی (مدعی نمبر۴۵):

یہ نبوت کا دعویدار تھا اور ملک مغرب کے ایک قصبہ مریسیہ میں ظاہر ہوا۔ایک کلمۂ کفر کے باعث ملک مغرب سے خارج کر دیا گیا تھا۔امام سخاویؒ کے حوالے سے مصنف نے لکھا ہے کہ یہ اور اسکے پیرو نماز اور دوسرے فرائض کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔زندگی کے آخری دور میں ابنِ سبعین مکہ معظّمہ چلا گیا اور حاکمِ مکہ کا کامیاب علاج کیا جس سبب حاکم اور دیگر شرفائے مکہ سے اس کے اچھے مراسم ہو گئے۔کہتے ہیں کہ یہ شخص کیمیا جانتا تھا اور اس نے سونا بنا بنا کر اسی ہزار دینار اہلِ مکہ پر خرچ کئے تھے۔۶۶۸ھ میں اس نے فصد کھلوایا لیکن خون زیادہ نکل جانے کے سبب جانبر نہ ہو سکا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۴۰۹۔۴۱۰ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

دعویٰ نبوت کے ساتھ مکہ معظّمہ جانا اور وہاں کے حاکم اور شرفاء سے اچھے مراسم کا پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اس کا دعویٰ نبوت ان تعلقات میں کوئی روک نہ تھا۔ کیونکہ بلا تلوار کشی کے تھا۔

## ۲۹۔ سیّد محمد جونپوری (مدعی نمبر۵۱) :

داناپور کے جنگل میں سیّد نے پہلی مرتبہ اپنی مہدویت کے الہام بیان کئے۔ بعد میں ایک موقع پر کہا کہ مجھے برابر ۱۸ سال سے خدا کا بلا واسطہ حکم ہوتا رہا کہ مہدویت کا دعویٰ کر۔ لیکن مَیں حکمِ الٰہی ٹالتا رہا۔ اب مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ اے سیّد محمد مہدویت کا دعویٰ کر وورنہ ظالموں میں شمار کردوں گا۔ اس لئے مَیں بصحتِ عقل واحوال دعویٰ کرتا ہوں۔ کتاب ہدیہ مہدویہ از مولوی محمد زماں خان صاحب شاہ جہاں پوری کے حوالے سے مصنف نے لکھا ہے کہ

'مہدویوں کے نزدیک سیّد محمد جون پوری رتبہ میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے برابر ہیں۔ دونوں میں سرِ مو بھی کمی بیشی نہیں ہے۔ اس لئے سیّد تمام دیگر انبیاء ومرسلین، خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ سے افضل ہیں نیز یہ کہ سیّد صاحبِ شریعت رسول ہیں اور ان کی شریعت شرع محمدی کے بعض احکام کی ناسخ ہے۔ منصبِ نبوت ورسالت کے علاوہ سیّد بعض صفاتِ ربوبیت میں حقِ تعالیٰ کے شریک ہیں'۔

زمانۂ عروج میں احمد نگر کا شاہ بھی مرید ہوگیا لیکن پھر سندھ اور قندھار میں عمالِ حکومت کے ہاتھوں بہت سختیاں اٹھانی پڑیں۔ بالآخر سالہا سال کی خانہ بدوشی کے بعد غریب الوطنی اور درماندگی کے عالم میں ۹۱۰ھ میں سیّد کا انتقال ہوا۔ بقول مصنف اس وقت موت کا پیغام سیّد کیلئے عین نویدِ حیات تھا کیونکہ وہ اپنے دعویٰ مہدویت کے بعد سے جسمانی اور روحانی صدمے اٹھاتے اٹھاتے سخت بدحال ہوگیا تھا۔

(ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۴۱۵۔۴۴۸ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

## ۳۰۔ بایزید ابنِ عبداللہ روشن جالندھری (مدعی نمبر۵۵):

یہ ۹۳۱ھ میں جالندھر میں پیدا ہوا۔ نبوت کا مدعی تھا۔ کہتا تھا کہ جبرائیلِ امین اس کے پاس رب العالمین کی طرف سے پیغام لاتے ہیں اور وہ خالق کون و مکاں کو ان دو ظاہری آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اس کی ایک کتاب کا نام خیر البیان ہے۔ جسے وہ کلامِ الٰہی کہتا تھا۔ اس کے عربی الہام دبستانِ مذاہب میں درج ہیں۔ بایزید کی شریعت میں مسلمانوں کا ذبیحہ حرام تھا۔ نماز کا قبلہ کوئی نہ تھا۔ غسلِ جنابت اُڑا دیا تھا۔ بایزید کہا کرتا تھا کہ مَیں خدا ناشناسوں کے قتل کیلئے منجانب اللہ مامور ہوں۔ حق تعالیٰ نے مجھے تین بار حکم دیا کہ ان لوگوں کو قتل وغارت کروں مگر مَیں نے ہتھیار نہ اٹھائے آخر چوتھی مرتبہ حکم ہوا تو مجبوراً جہاد کو مستعد ہوگیا۔

اپنی عمل داری میں جو مسلمان مرتا اس کے وارثوں کو ترکہ نہ دیتا۔ بلکہ اس کے مرید وارث قرار پاتے۔ بسا اوقات مسلمانوں پر فتویٰ لگا کر ہلاک کر دیتا اور ان کی جائداد پر خود قبضہ کر لیتا تھا۔ اس نے اور اس کی اولاد نے سالہا سال تک مسلمانوں پر لوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔ ڈاکہ زنی اور غارت گری ان کے نزدیک کارِ ثواب تھا۔ یہ لوگ راستوں میں جس مسلمان کو پاتے لوٹ لیتے تھے۔

سرحدی عقیدت مندوں سے قومی پشت ہو کر یہ اکبر شاہ گورنر کابل کی اطاعت سے باہر ہوگیا اور کھلم کھلا علم ستیزہ کاری بلند کر دیا۔ اکبر نے ایک لشکر جرار اس کی سرکوبی کو بھیجا لیکن سرکوب ہو کر بھاگ آیا۔ بایزید نے تیراہ اور ننگرہار پر قبضہ کر لیا اور جن بستیوں نے سرتابی کی انہیں لوٹ کر برباد کر دیا۔ بالآخر اکبر شاہ نے ایک فوج گراں خود روانہ کی اور ساتھ ہی صوبے دار کابل کو بھی یورش کا حکم دیا۔ اس دوطرفہ حملہ میں بایزید کو شکستِ فاش ہوئی۔ اس نے ہشت نگر کی طرف بھاگ کر جان بچائی جہاں عمر نے وفا نہ کی اور نشانۂ اجل ہوا۔

(ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۴۹۹۔۵۰۸ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

بیان شدہ تفصیل میں یہ ذکر نہیں کہ کب دعویٰ کیا اور کب ہلاک ہوا۔

## ۳۱۔ میر محمد حسین مشہدی معروف بہ نمود (مدعی نمبر۶۱) :

یہ نزولِ وحی اور بیگو گیت ہونے کا مدعی تھا جسے وہ نبوت اور امامت کا مابین قرار دیتا۔ کہتا کہ 'اسے کسی خاص مذہب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ وہ تمام مذاہب کا چراغ روشن کرنے والا ہے'۔ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ (معاذ اللہ) حضرت زہراؓ کا جو حمل ساقط ہوا تھا اور جس کا نام محسن رکھا گیا تھا وہ یہی تھا۔ کہا کرتا تھا کہ اس پر دو طرح سے وحی نازل ہوتی ہے۔ ایک تو قرصِ آفتاب پر جب نظر کرتا ہے تو اس پر کلمات منقوش نظر آنے لگتے ہیں۔ دوسرے اس طرح کہ ایک آواز سنائی دیتی ہے۔ اپنے پیروؤں کا لقب فربودی رکھا تھا۔ بعض ایام کو قابلِ احترام اور جشن مسرت قرار دیا۔ جن میں پہلی وحی کے نزول کا دن بھی تھا۔ اور اس نزول کے مقام کو غارِ حرا سے تشبیہ دیتا۔ نماز پنجگانہ کی جگہ ہر روز تین بار اپنی زیارت فرض کی تھی۔

لاہور کو سازگار نہ پا کر اس نے دہلی میں بود و باش اختیار کر لی۔ اور مصنف کے الفاظ میں 'اپنے وعدوں کا اظہار و اعلان کے ساتھ پیش کرنا شروع کیا۔ بڑے بڑے مستند علماء تو اہلِ باطل سے الجھنے کے عادی نہیں ہوتے۔ ان علمائے کرام کے عدم توجہ کو دیکھ کر عموماً ضعفائے اسلام ہی میدانِ مباحثہ میں اترتے ہیں۔ نمود کے مقابلے میں بھی کم سواد مولوی صاحبان اترتے رہے جنہیں یہ مجادلہ و مکابرہ سے مغلوب کر لیتا۔ اسی وجہ سے عوام کا اعتقاد اس کی نسبت اور بھی راسخ ہو گیا'۔ اچھے اچھے مدعیانِ بصیرت بھی اس کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ فرخ سیر بادشاہ بھی اس کا معتقد ہو گیا۔ نمود کے بعد اس کا بیٹا مسند نشین ہوا۔ اس نے منصوبہ میں نمود کے شریک کار کو اس کا حصہ دینے میں دست اندازی کرنی چاہی۔ جس پر بگڑ کر اس نے ایک جشن میں پول کھول دیا کہ کس طرح نمود نے اس کے ساتھ مل کر مسودات مرتب کئے تھے اور کہا کہ اگر یہ خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں کسی اصلاح و ترمیم کی گنجائش نہ ہوتی۔ اسی وقت ہزار ہا آدمی اس باطل مذہب سے منحرف ہو گئے۔ آخر نصف صدی سے پہلے یہ مذہب کس مپرسی کی گور میں دفن ہو گیا۔

نمود مغل بادشاہ بہادر شاہ کے آخری دور میں لاہور میں مدعی ہوا۔ اور اس کی موت وزیرِ ہند محمد امین کی رحلت کے دو تین سال بعد ہوئی۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۵۲۱۔۵۳۱ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

بہادر شاہ ۱۷۱۲ھ میں فوت ہوا اور وزیرِ ہند کی وفات ۱۷۲۱ء میں ہوئی یعنی اس کا زمانۂ مدعیت ۱۰/۹ سال کے درمیان رہا۔

## ۳۲۔ مرزا علی محمد باب شیرازی (مدعی نمبر۶۲):

مرزا علی محمد ۱۲۰۰ھ میں شیراز آیا اور اپنے تئیں باب کے لقب سے متعارف کرانا شروع کیا اور چند روز کے بعد مہدویت کا دعویٰ کر دیا۔

باب نے بیان نام ایک فارسی کتاب لکھی تھی جسے وہ الہامی اور آسمانی کتاب بتاتا تھا۔ باب کا دعویٰ تھا کہ وہ چار زبانوں کے ساتھ ظاہر ہوا ہے تا خلقِ خدا کو معلوم ہو جائے کہ ان چاروں ملکوں (عالم لاہوت، جبروت، ملکوت اور عالمِ ملک) میں اس کی بادشاہت ہے اور چاروں جگہ پر اس کا سکہ چلتا ہے تا کہ وہ ہر ملک والوں کو ان کا رزق دے۔ باب کے مطابق قرآن کا درخت تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لگا لیکن اس کا کمال (معاذ اللہ) اس کے ظہور کے وقت ۱۲۷۰ھ میں ہوا۔ باب قیامت کا منکر تھا اس کے نزدیک یومِ قیامت سے مراد شجرۂ حقیقت کا ظہور ہے۔

باب کی بڑھتی ہوئی جمعیت اور خروج و بغی کے خطرے کے پیشِ نظر حکام نے اسے اوّل ماکو اور پھر چہریق نامی قلعوں میں نظر بند کر دیا۔ اس نظرِ بندی کے زمانہ میں اس کے پیروؤں نے جان بکف ہو کر مسلح بغاوتیں شروع کر دیں۔ انہوں نے طبریہ کے قریب ایک قلعہ تعمیر کر لیا اور اردگرد کے دیہات کی بے گناہ رعایا کو لوٹ لوٹ کر اناج اور مال و اسباب قلعہ میں جمع کر لیا۔ ان کی جمعیت سینکڑوں سے بڑھ کر ہزاروں تک پہنچ گئی۔ لیکن بالآخر شاہی فوج کے ہاتھوں محصور ہو کر اپنے انجام کو پہنچے۔ اسی طرح انہوں نے تبریز اور زنجان میں بھی ناکام شورش کی۔

دورانِ قید باب نے ایک بار خودکشی کی ناکام کوشش کی پھر بالآخر والیٔ ایران کے حکم پر گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۵۳۱۔۶۰۴ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

کتاب میں باب کے ظہور کا سال ۱۲۷۰ھ لکھا ہے جو کیلنڈر کی رو سے ۱۸۵۴ء بنتا ہے اور درست نہیں ہوسکتا کیونکہ باب اس سے پہلے ۱۸۵۰ء بمطابق ۱۲۶۶ھ میں قتل ہو چکا تھا۔ اس لحاظ سے درست ۱۲۶۰ھ بمطابق ۱۸۴۴ء ہے اور اس طرح دعویٰ کے بعد باب کا عرصۂ حیات ۶ سال بنتا ہے۔

## ۳۳۔ محمد احمد مہدی سوڈانی (مدعی نمبر ۶۹):

مئی ۱۸۸۱ء میں سوڈان میں محمد احمد اس امر کا داعی ہوا کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے جس مہدی کے آنے کی اطلاع دی تھی وہ خود ہے اور اُسے خداوندِ عالم کی طرف سے سفارتِ کُبریٰ عطا ہوئی ہے۔ اس کے شائع کردہ منشور کے مطابق اگر کوئی عورت ایک لحظہ بھی سر کھول کر بیٹھے تو اسے ۲۴ کوڑوں کی سزا، جو شخص حقہ پیئے، تمبا کو کھائے پیئے تو اسی کوڑوں کی سزا، تارکِ نماز کا پڑوسی اگر امیرِ شہر کو آگاہ نہ کرے تو اسّی کوڑوں اور سات دن قید کی سزا مقرر کی۔ نیز یہ بھی کہ عورت اگر عقد سے پہلے اپنے منگیتر کے ساتھ پائی جائے تو اس مرد کو قتل کر دیا جائے اور اس کا مال مالِ غنیمت سمجھا جائے۔ بے عذر روزہ نہ رکھنے کی سزا موت مقرر کر رکھی تھی۔ اس کا ہر مرید ایسا جبّہ پہنتا تھا جس پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ اس نے حجِ کعبہ کی ممانعت کر دی۔ جو کوئی اس کے مہدی موعود ہونے کا انکار کرتا یا شک کا اظہار کرتا اس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جاتا۔ محمد احمد نے ان تمام کتابوں کو نذرِ آتش کر دیا جو اس کی تعلیمات کے منافی خیال کی گئیں۔ وہ کہتا جو کچھ مَیں کرتا ہوں وحی الٰہی کے حکم سے کرتا ہوں۔

جب محمد احمد کے پیروؤں کی تعداد بڑھنے لگی تو اس مذہبی گروہ پر سیاسی رنگ چڑھنے لگا اور اشاعت کے پردے میں ملک گیری کے ارادے نشو ونما پانے لگے۔ محمد احمد نے جہاد فی سبیل اللہ کا وعظ شروع کر دیا۔ سوڈان کے گورنر کی طرف سے اس کی روک تھام کی ابتدائی کوششیں ناکام رہیں تو اس نے ابیض کا محاصرہ کر کے تمام کردوفان پر قبضہ کر لیا۔ محمد احمد کے مقابلہ کیلئے مصر اور انگلستان سے بھیجی جانے والی مہموں کی یکے بعد دیگرے ناکامی کے بعد مہدی کی حکومت چھ سو میل کے فاصلے تک پھیل گئی تھی۔ اگلے معرکہ میں اس کا خرطوم پر بھی قبضہ ہو گیا اور یوں سوڈان کی ساری مملکت محمد احمد کے زیرِ نگین ہو گئی۔

فتح خرطوم کے چند ماہ بعد وہ بخار اور چیچک میں مبتلا ہو کر جون ۱۸۸۵ء میں ملک عدم میں پہنچ گیا اس وقت اس کی عمر ۳۷ سال تھی۔

(اَئمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دِلاوری ملخص صفحہ نمبر ۶۰۴۔۶۳۱ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء)

اس کا دورِ مہدویت صرف ۴ سال رہا۔

## مدعیانِ نبوت کے حالات میں یکسانیت :

مندرجہ بالا حالات کا ایک سرسری سا مطالعہ کرنے والا قاری بھی ان میں پائی جانے والی یکسانیت کو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آخر زمانۂ نبوی ﷺ سے لیکر ۱۸۸۵ء تک کے عرصے میں اسلامی دنیا کے بڑے بڑے مراکز مدینہ، یمن، یمامہ، کوفہ، دمشق، مغرب (مراکش، تیونس، الجزائر وغیرہ ممالک پر مشتمل شمالی افریقہ) نیشاپور، اصفہان، خراساں، شیراز، بحرین، شام، بغداد، بصرہ، ہندوستان (جونپور، اودھ، سرحد اور لاہور) اور سوڈان میں پھیلے ہوئے مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے اور مختلف عمروں (۳۱ سے ۱۰۰ سال) کے ان ۳۳ جھوٹے مدعیانِ نبوت کے حالات حیرت انگیز طور پر ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور سب میں درج ذیل پانچ باتوں میں سے بیشتر پائی جاتی ہیں:

۱۔ قرآن وسنت کے برخلاف تعلیم (خودساختہ شرائع)

۲۔ ہوسِ ملک گیری۔ لوٹ مار اور قتل وغارت

۳۔ماننے والوں میں کسی مثبت تبدیلی کا فقدان

۴۔ابتدائی بڑی کامیابیاں

۵۔انجام کارناکامی ونامرادی

۶۔آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿٤٤﴾ (الحاقہ ۶۹:۴۵۔۴۸) کے مطابق ۲۳ سال سے کم مہلت

## ۱۔ قرآن و سنت کے خلاف تعلیم :

اللہ تعالیٰ کے نبی اپنے مخاطبین کو پاک کرنے (وَيُزَكِّيهِمْ آلِ عمران ۳:۱۶۵)، اچھی باتیں کرنے (وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ (انبیاء ۲۱: ۷۳) اور تقویٰ اختیار کرنے (فَاتَّقُوا اللَّهَ شعراء ۲۶:۱۴۵) کی تعلیم دیتے ہیں۔لیکن یہ جھوٹے مدعیان اس کے برعکس نہ صرف دنیاداری کی تعلیم دیتے تھے۔بعض حشر ونشر، معاد وحساب کو قصہ اور من گھڑت کہتے اور قیامت کا انکار کرتے۔پھر اپنی تعلیمات میں قرآن وحدیث سے نہ صرف تجاوز کرتے بلکہ ان سے متصادم باتوں کا پرچار کرتے تھے۔بلکہ بسا اوقات بدیوں اور برائیوں کو جائز قرار دے کر اپنے ماننے والوں کو بالواسطہ ان پر اکساتے بھی تھے

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔وضو، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج میں چھوٹ اور آسانیاں، شراب، زنا اور خنزیر کو جائز قرار دینا اور عورتوں سے تعلقات میں آزادی کو اختیار کرنا (جس عورت سے اور جتنی عورتوں سے چاہیں شادی کی اجازت، ہر عورت بلا نکاح حلال، بلا ایجاب وقبول نکاح، بیٹیوں سے نکاح جائز وغیرہ) ان کی تعلیمات میں عام تھا۔

ان میں سے بعض نے قرآنی حدود میں بھی تصرف کیا اور ان میں کمی وبیشی کرنے کے ساتھ نئے جرائم اور ان کی سزائیں مقرر کیں۔اس طرح عملاً قرآنِ کریم کی شریعت کے تاقیامت ہونے کی نفی کی۔مہدی سوڈانی کی مقررہ کردہ بہت سی سخت سزائیں اسی قبیل کی ہیں۔اس کا حج کا روکنا بھی بنیادی اراکین اسلام میں دخل اندازی تھا جبکہ اس کا دعویٰ اسلامی مہدی ہونے کا تھا۔

## ۲۔ فساد فی الارض :

اللہ کے نبی یہ تعلیم دیتے ہیں کہ زمین پر فسادی بن کر بدامنی نہ پھیلاؤ (وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ عنکبوت ۲۹:۳۷) لیکن اس کے برعکس ان جھوٹے دعویداروں میں ایک قدرِ مشترک ان کی ہوسِ ملک گیری۔لوٹ مار اور قتل وغارت ہے۔جمعیت ہوتے ہی ان میں سے بیشتر کا حکومت کے خلاف علَمِ بغاوت بلند کرنا اور علاقوں پر قبضے ظاہر کرتا ہے کہ ان کے جھوٹے دعویٰ نبوت تھے ہی اس غرض سے۔

اپنی باغیانہ کوششوں میں عارضی کامیابی کے بعد وہ قتل وغارت اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیتے تھے۔بعض کے ذکر میں درج ہے کہ انہوں نے حاجیوں کے قافلے لوٹے، مسلمان قیدیوں کو زندہ جلا یا دیا گیا۔ان کے ہاتھوں ہزار ہا حاجی اور دیگر مسلمان قتل ہوئے۔جن بستیوں نے سرتابی کی انہیں لوٹ کر برباد کر دیا۔ہوس ملک گیری میں اپنے پیروؤں کو میدانِ جنگ میں جھونکنا اور کھیت کرنا یقیناً ایک فعلِ عبث تھا جو ان سے بار بار سرزد ہوا۔

## ۳۔ ماننے والوں میں کسی مثبت تبدیلی کا پیدا نہ ہونا :

ایمان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ برائیاں دور کر دیتا ہے (يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ انفال ۸:۳۰) لیکن ان جھوٹے مدعیان کے ماننے والے ان کی آزادانہ تعلیمات کے زیرِ اثر نیکیوں سے دُور اور برائیوں سے قریب تر ہو جاتے تھے۔جنہوں نے شراب اور زنا تک کو جائز اور محرمات کو حلال کر دیا تھا ان کے ماننے

والے ان برائیوں میں گم ہو جاتے تھے۔ جیسا کہ ایک مدعی کے ماننے والوں کے بارے میں لکھا ہے:

'فساق اور ہوا و ہوس کے پرستار جوق در جوق اس کے حلقۂ ارادت و نیاز مندی میں داخل ہونے لگے۔ مسیلمی شریعت کے ماتحت اباحت پسند طبائع کو ہوس رانیوں اور نشاط فرمائیوں کا اچھا خاصہ حیلہ مل گیا'۔ (ائمہ تلبیس از مولوی ابوالقاسم دلاوری صفحہ نمبر ۵۵ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ۲۰۱۰ء)

بعض کے حالات میں درج ہے کہ

'آزاد خیال لوگوں کو کمال درجہ کی آزادی اور بے باکی کا طریق بہت پسند آیا'۔ (ائمہ تلبیس صفحہ نمبر ۱۷۷)

یا یہ کہ 'یہ لوگ (مدعی اور اس کے پیرو) نماز اور دوسرے مذہبی فرائض کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے'۔ (ائمہ تلبیس صفحہ نمبر ۴۱۰)

اور جو مدعی جنگ و جدل کی سرگرمیوں میں مصروف ہوتے تھے ان کے یہ ماننے والے بھی لوٹ مار اور قتل و غارت میں حصہ دار بنتے تھے۔ غرضیکہ اخلاقی اور روحانی طور پر ان میں کوئی مثبت تبدیلی پیدا نہ ہوتی۔ بلکہ برعکس نتیجہ نکلتا تھا۔ ایسا ہونا ہی تھا۔ کیونکہ یہ دعوے کسی نیک مقصد کیلئے نہ ہوتے تھے اور نہ شعبدوں کو دیکھ کر ان کو ماننے والوں کا مدعا کوئی مثبت تبدیلی ہوتا تھا۔

## ۴۔ ابتدائی بڑی کامیابی:

یہ عجیب واقعہ ہے کہ خدا کے نبی جو کسی صلہ کے بغیر لوگوں کو صحیح راستہ دکھا کر ان کی بھلائی کیلئے آتے ہیں انہیں بجائے خوش آمدید کہنے کے ہمیشہ تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان کی تکذیب کی جاتی ہے اور انکار۔ قرآنِ کریم میں مذکور بیشتر انبیاء کے حالات میں ایسا ہونا بیان کیا گیا ہے اور بطور اصول فرمایا گیا ہے:

i۔ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ (یٰسین ۳۶:۳۱)

ترجمہ: وائے حسرت بندوں پر۔ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

ii۔ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ (مومنون ۲۳:۴۵)

ترجمہ: جب بھی کسی قوم کی طرف اس کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔

iii۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ (الفرقان ۲۵:۳۲)

ترجمہ: اور اس طرح ہم ہر نبی کیلئے مجرموں میں سے دشمن بنا دیتے ہیں۔

اس کے برعکس یہ جھوٹے مدعیانِ نبوت بلا کسی مخالفت کے یکدم اور فوری طور پر بڑی کامیابی حاصل کر لیتے تھے اور بڑی تعداد میں لوگ ان کے ہم نوا ہو جاتے اور انہیں قبول کر لیتے تھے۔ اوپر مندرجہ حالات میں بار بار یہ اظہار ہوا ہے۔ ایسے چند فقرے درج ذیل ہیں:

۔ چالیس ہزار جنگ آزما سپاہی ہمراہ۔ (مدعی نمبر ۱)

۔ تھوڑے ہی دنوں میں ہزار ہا لوگ اس کے حلقۂ ارادت میں آ گئے۔ (مدعی نمبر ۴)

۔ ہزار ہا لوگ اس کے آستانہ پر جمع۔ (پیر انمبر ۷)

۔ ہزا ہا مجوسی اس کے پیرو کار ہوئے۔ (پیر نمبر ۱۱)

۔ ہزار ہا آدمی اس پر ایمان لے آئے۔ (پیر انمبر ۱۲)

۔ ہزار ہا آدمی اس کے معتقد ہو گئے۔ (پیر انمبر ۱۵)

۔ ہزار ہا لوگ بشمول سینکڑوں پڑھوں لکھوں کے اس پر ایمان لے آئے۔ (پیر انمبر ۲۰)

۔ہزار ہا بربری عوام پیرو۔(پیرانمبر۲۱)

۔بے شمار یہود نے اس کی متابعت اختیار کر لی۔(پیرانمبر۱۴)

۔بحرین کے اکثر قبائل نے اس کی متابعت اختیار کر لی۔حبشی غلاموں کا ایک جمِ غفیر جمع ہو گیا۔(پیرانمبر۱۶)

۔لوگ پروانہ وار اس کی طرف دوڑے۔(پیرانمبر۲۲)

۔بے شمار جہلا اور تعلیم یافتہ لوگ اس کے حلقۂ مریدین میں داخل ہو گئے۔(پیرانمبر۲۴)

۔بہت لوگوں نے اس کی متابعت کی۔(پیرانمبر۲۷)

۔چند سال میں پیروؤں کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ گئی۔(پیرانمبر۱۳)

۔زمانۂ عروج میں احمد نگر کا شاہ بھی مرید ہو گیا۔(پیرانمبر۲۹)

۔اچھے اچھے مدعیانِ بصیرت بھی اس کے گرویدہ ہو گئے۔فرخ سیر بادشاہ بھی معتقد ہو گیا۔(پیرانمبر۳۱)

۔اس کی جمعیت سینکڑوں سے بڑھ کر ہزاروں تک پہنچ گئی۔حاکمِ اصفہان اس کا معتقد ہو گیا۔(پیرانمبر۳۲)

۔اسودی اقبال کا یہ عالم تھا کہ فتح وظفر ہر وقت حکم کی منتظر تھی۔(پیرانمبر۲ اسود عنسی)

۔سوڈان کی ساری مملکت محمد احمد کے زیرِ نگیں ہو گئی۔(پیرانمبر۳۳)

## ۵۔ انجام کار ناکامی و نامرادی :

اللہ تعالیٰ کا اپنے رسولوں کے بارے میں یہ قانون ہے کہ انہیں نصرت عطا کی جاتی ہے: اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ (صافات ۳۷:۱۷۳)

اور وہ غالب آتے ہیں: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ (مجادلہ ۵۸:۲۲) ۔ اس کے برعکس اللہ پر افتراء کر کے وحی نبوت کے دعویدار ناکام و نامراد رہتے ہیں۔یہ اصول متفق علیہ ہے۔بطور مثال دو حوالے درج ذیل ہیں:

۱۔حضرت امام ابنِ قیمؒ نے تحریر فرمایا: انّ کثیراً من الکذابین قام فی الوجود و ظهرت له شوکة ولکن لم یتم له امره ولم تطل مدّته ۔۔۔ هٰذه سنّته فی عباده منذ قامت الدّنیا والی ان یرث الارض ومن علیها.

(زادالعاد از امام ابنِ قیمؒ جلد اوّل صفحہ نمبر ۵۰۰)

ترجمہ: بہت سے کذاب اور جھوٹے مفتری پیدا ہوئے اور ان کی ابتداً شوکت بھی ظاہر ہوئی لیکن وہ اپنے مقصد کو پا نہ سکے اور نہ ہی ان کی مدت لمبی ہوئی ۔۔۔ابتداء دنیا سے اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں میں یہی سنت رہی ہے اور تا قیامت رہے گی۔

(تفہیماتِ ربانیہ از مولانا ابوالعطاء جالندھریؒ جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۴ دوسرا ایڈیشن مکتبہ الفرقان ربوہ سنِ اشاعت ۱۹۶۴ء)

۲۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سَری نے لکھا :

'واقعات صحیحہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں دکھا سکتے'

(مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ نمبر ۱۷ بحوالہ تفہیماتِ ربانیہ از مولانا ابوالعطاء جالندھریؒ جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۴ دوسرا ایڈیشن مکتبہ الفرقان ربوہ سنِ اشاعت ۱۹۶۴ء)

ان اصولوں کے عین مطابق یہ سب جھوٹے دعویدار اپنے مقاصد میں ناکام و نامراد رہے اور ابتدائی کامیابیوں کے باوجود تھوڑے عرصہ ہی میں ناکامی کی

موت کا شکار ہوئے اور بسا اوقات ان کے ماننے والے بھی ہلاکت کا نشانہ بنے۔اب ان کا ذکر صرف تاریخ کی کتابوں میں درسِ عبرت کے طور پر ملتا ہے اور بہت ساروں کے تو حالات بھی پورے نہیں ملتے جیسا کہ کتاب اَئمہ تلبیس میں ان میں سے بعض کے صرف ڈیڑھ دو صفحات پر مشتمل حالات سے پتہ لگتا ہے۔

## ۶۔ آیت **ولو تقول** کے تحت ۲۳ سال سے کم مہلت :

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ کے حوالے سے فرمایا:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾

(الحاقہ ۶۹:۴۵۔۴۸)

ترجمہ: اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر ہم یقیناً اس کی رگِ جان کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اس سے (ہمیں) روکنے والا نہ تھا۔

یہ آیت خدا پر جھوٹ باندھنے والوں کے انجام کی وعید ہے۔ یہ آیت کفار کے اس الزام کا جواب تھی کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ نے افتراء کیا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ خود آپ کی گرفت کرتا۔پس آپ کا دشمنوں کے حملوں سے بچ رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔

بزرگ علماء اس قرآنی دلیل کو مخالفین کے سامنے رکھتے چلے آئے ہیں جیسا کہ حضرت امام ابن القیمؒ (متوفی ۷۵۱ھ) نے ایک عیسائی کو یہ دلیل دی کہ:

وهو مستمر في الافتراء عليه ثلاثاً وعشرين سنة وهو مع ذلك يؤيده۔

(زادالمعاد از امام ابنِ قیمؒ جلد ا صفحہ نمبر ۵۰)

ترجمہ: کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ جسے تم مفتری قرار دیتے ہو وہ مسلسل تئیس برس تک اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ بایں ہمہ اس کو ہلاک کرنے کی بجائے اس کی تائید کرے۔ (تفہیماتِ ربانیہ از مولانا ابوالعطاء جالندھریؒ جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۰ دوسرا ایڈیشن مکتبہ الفرقان ربوہ سنِ اشاعت ۱۹۶۴ء)

پس یہ ایک محکم اصول ہے کہ کوئی مفتری الی اللہ اپنے جھوٹے دعویٰ پر اتنی مہلت نہیں پا سکتا جتنا کہ آں حضرت ﷺ کا عرصۂ نبوت ہے یعنی ۲۳ سال اور لازم ہے کہ اس سے پہلے اللہ کی گرفت میں آئے اور ہلاک کیا جائے۔

اس قرآنی اصول کے مطابق سب جھوٹے مدعیانِ وحی اور نبوت اس میعاد کے اندر ہلاک ہوئے۔جیسا کہ اوپر مذکور حالات میں بیان ہوا۔اکثر کا دورانیہ چند ماہ یا چند سال ہی رہا۔کتاب اَئمہ تلبیس میں بُغضِ معاویہؓ کے تحت اس قرآنی اصول کو غلط ثابت کرنے کیلئے تین بادشاہوں کے لمبے عرصہ حکومت کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔جن کا تاریخ ابنِ خلدون کے حوالے سے تاریخی طور پر غلط ہونا ثابت ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اس جلد ہلاکت کے ساتھ ان میں سے بیشتر کی موت کا غیر طبعی ہونا بھی قابلِ ذکر ہے۔ان مدعیان میں سے ۷ قتل کئے گئے۔ان میں دو زندہ جلائے گئے۔ایک کو زہر دیا گیا۔باقی تلوار کا نشانہ بنے جبکہ سات کے انجام کا ذکر نہیں جن میں وہ دو بھی شامل ہیں جو مفقود الخبر ہو گئے۔تین تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور اپنی سزا سے بچ رہے۔صرف چھ افراد کے بارے میں تھوڑا عرصہ بعد طبعی موت بیان ہوئی ہے جن میں سے ایک کے بارے میں یہ الفاظ آئے ہیں 'غریب الوطنی اور درماندگی کے عالم میں' اور یہ کہ 'موت کا پیغام سیّد کیلئے عین نویدِ حیات تھا' (اَئمہ تلبیس صفحہ نمبر ۴۳۰)

## محض بربنائے مخالفت :

اس ظاہر حقیقت کے باوجود کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے حالات میں ایک امر بھی ایسا نہیں جو ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کے حالات سے میل کھاتا ہو پھر بھی کتاب اَئمہ تلبیس کے مصنف دلاوری صاحب نے محض بربنائے مخالفت اس کتاب میں ۹۲ صفحات (صفحہ نمبر ۶۳۱ تا ۷۲۲) پر مشتمل ایک باب حضرت مسیح موعود (آپ پر اللہ کی سلامتی ہو) کے نام سے بھی باندھا ہے۔ مصنف نے حضرت مسیح موعود (آپ پر اللہ کی سلامتی ہو) کے بارے میں ایک کتاب بعنوان 'رئیس قادیان' بھی لکھی تھی۔ اگر انہوں نے ان تحریرات کے لئے پہلے سے موجود مخالفِ احمدیت کتابوں پر تکیہ کے بجائے صاف دلی سے خود حضرت مسیح موعود (آپ پر اللہ کی سلامتی ہو) کی کتب اور دیگر جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہوتا تو انہیں یقیناً آگہی ہو جاتی کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں اور اسی لئے ان کے حالات ہر لحاظ سے جھوٹے مدعیانِ نبوت کے مذکورہ حالات کے برعکس ہیں۔

اس فرق کی کسی قدر وضاحت ذیل میں درج ہے:

## اوّل : قرآن و سنت کے مطابق تعلیم :

حضرت مسیح موعود (آپ پر اللہ کی سلامتی ہو) آں حضرت ﷺ کے عاشقِ صادق تھے۔ قرآن کریم سے بھی آپ کو عشق تھا اور اس کی تعلیمات دنیا کے ہر مذہب کے مقابلہ میں برتر اور اعلیٰ ثابت کرنے کیلئے آپ نے مسلسل جہاد فرمایا۔ سنتِ رسولؐ کو آپ نے ہمیشہ اپنا دستور العمل قرار دیا اور اسی قرآن وسنت کو آپ نے اپنے ماننے والوں کیلئے لازم رکھا۔ وہ عہدِ بیعت جو آپ نے جماعت میں داخلہ کیلئے مقرر فرمایا اور وہ تعلیم جسے آپ نے اپنی کتاب کشتی نوحؑ میں درج فرمایا اور جس پر عمل کرنا احمدی رہنے کیلئے لازمی قرار دیا۔ اس بات پر کافی گواہ ہیں کہ قرآن وسنت کی اسلامی تعلیمات کو زندہ کرنا ہی آپ کا مشن تھا۔

## دوم : امن و آشتی کا مسلک :

آپ امن وآشتی کے سفیر تھے اور آپ نے تکرار سے یہ اعلان فرمایا کہ آں حضرت ﷺ کی پیش خبری کے مطابق دین کے لئے جنگ وجدال کا اب کوئی موقع نہیں۔ اور ایسی کوئی کوشش اب کامیاب نہیں ہوسکتی بلکہ قلم سے جہاد اور افہام وتفہیم (Dialogue) ہی اب نتیجہ خیز راہ ہے۔ مخالفتوں اور گالیوں کے بالمقابل صبر، بنی نوع انسان کی ہمدردی اور ان کے کام آنا اور صلح جوئی وہ سنہری اصول تھے جن پر آپ خود بھی عامل رہے اور اپنی جماعت کو بھی یہی تعلیم دی۔ اس تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ آج جماعتِ احمدیہ دنیا بھر میں امن وسلامتی کی علم بردار جانی جاتی ہے اور توقیر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

## سوم : ماننے والوں کے اندر انقلابی تبدیلی :

آپ کو اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز قوتِ قدسیہ عطا فرمائی جس کی برکت سے وہ سب لوگ جو آپ کے ہاتھ پر جمع ہوئے۔ نیکی شرافت اور اعلیٰ اخلاق کے حامل ہوئے۔ یہ وجود بجا طور پر فرشتہ کہلائے اور دیکھنے والی آنکھوں نے اس جماعت میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ دیکھا۔ احمدیوں سے راہ ورسم رکھنے والے سب لوگ اس امر کے گواہ ہیں۔ یہ قوتِ قدسیہ آج سوا سو سال گزرنے کے بعد بھی اسی طرح تمام دنیا میں عام لوگوں کو با اخلاق اور با اخلاقوں کو باخدا بنا رہی ہے۔ یہ ایک ایسا حیرت انگیز نظارہ ہے۔ گویا کہ جماعت کے پاس کوئی سانچہ ہے جس میں ہر نئے آنے والے کو ڈال کر ویسا ہی کر دیا جاتا ہے جیسے ابتدائی احمدی۔ ملک ملک اور شہر شہر ظاہر ہونے والے یہ نظارے اس بات کا یقینی ثبوت ہیں کہ یہ سب ایک ایسے سرسبز درخت وجود کی شاخیں ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے لگایا۔ سینچا اور بارآور کر رہا ہے۔

## چہارم : ابتداء سے مخالفت :

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (آپ پر اللہ کی سلامتی ہو) کو ماموریت کا پہلا الہام الٰہی مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ اسی سال کتاب براہینِ احمدیہ حصہ سوم میں دیگر الہامات کے ساتھ اس کی اشاعت کے ساتھ ہی آپ کی مخالفت شروع ہوگئی۔ جس کا ایک فخریہ اظہار درج ذیل ہے۔

'۲۔ علمائے لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف ۱۸۸۳ء میں آوازِ حق بلند کی اس کی پوری تفصیل فتاویٰ قادریہ میں مرتب شدہ موجود ہے۔

۳۔ مولوی غلام دستگیر قصوری نے مرزا قادیانی کی کتاب براہین کے ابتدائی حصے دیکھتے ہی 'تحقیقاتِ دستگیریہ' رجم الشیاطین مرتب کی۔ دسمبر ۱۸۸۳ء میں ہی یہ کتاب مرتب ہو کر امرتسر، لاہور، پٹنہ کے علماء کے دستخط ہو گئے۔ ۱۸۸۷ء میں حرمین شریفین کے علماء سے فتویٰ حاصل کیا گیا۔ گویا یہ سب سے پہلی تحریری جدوجہد یا نقشِ اوّل اسے قرار دیا جاسکتا ہے'۔ ( احتسابِ قادیانیت جلد دہم صفحہ نمبر ۴۴۹ مرتبہ مجلس تحفظ ختمِ نبوت ملتان )

یہ مخالفت ہی تھی کہ باوجود اس حقیقت کے کہ براہینِ احمدیہ کے حوالے سے آپ ۱۸۸۲ء سے دور و نزدیک پہچانے جاتے تھے۔ پھر بھی ۷ سال بعد جب ۱۸۸۹ء میں آپ نے سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمایا تو تمام جھوٹے مدعیان کے برعکس جن پر ابتداء میں ہزار ہا لوگ ایمان لے آئے تھے۔ ہندوستان بھر سے پہلے دن صرف چالیس (۴۰) افراد آپ کے ہاتھ پر جمع ہوئے۔

حضرت بانی جماعتِ احمدیہ اور آپ کے ماننے والوں کی یہ مخالفت ہمہ وقت بڑھتی رہی۔ گالیاں، پتھر۔ مار پیٹ، گھروں سے بے دخلی، سماجی بائیکاٹ، جھوٹے مقدمات، اور حق تلفیوں کا یہ سلسلہ گزشتہ سوا سو سال سے جاری ہے۔

آپ کی یہ مخالفت، تضحیک اور دشمنی سچے انبیاء کے متعلق قرآنی اصولوں کے عین مطابق ہے۔

## پنجم : ہر آن ترقی :

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (آپ پر اللہ کی سلامتی ہو) روزِ اوّل سے شاہراہِ ترقی پر گامزن رہے۔ جماعت کی تعداد آپ کی حیاتِ طیبہ میں ہی لاکھوں کو پہنچ گئی اور آج کروڑوں کی تعداد میں دنیا کے بیشتر ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور ہر آن ترقی پذیر ہے۔ آج جماعت ساری دنیا میں امن کی سفیر کے طور پر پہچانی جاتی ہے اور اسی حیثیت میں اس کے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو امریکن کانگریس، برٹش پارلیمنٹ، یورپین یونین پارلیمنٹ اور دیگر ممالک میں خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے خدا سے خبر پا کر اپنے کامل غلبہ کیلئے تین صدیاں مقرر فرمائیں تھیں۔ آج سوا سو سال میں جماعت کے قدم جس مقام پر پہنچ چکے ہیں اس پر قیاس کرتے ہوئے یہ بڑی کامیابی جو پہلے دُور دھندلکوں میں مستور لگتی تھی اب قریب اور واضح طور پر سب کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

## ششم : ۲۳ سال سے زائد عرصہ پانا :

حضرت مسیح موعود (آپ پر اللہ کی سلامتی ہو) پر رویاء و کشوف کے سلسلہ کا نوعمری میں تحصیلِ علم کے زمانہ سے ہی آغاز ہو گیا۔ اوّلین الہام ۱۸۶۵ء میں ہوا۔ جبکہ ماموریت کا پہلا الہام ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ یہ سلسلہ مئی ۱۹۰۸ء تک جاری رہا۔ ۱۸۸۲ء میں براہینِ احمدیہ حصہ سوم میں آپ کے کئی رویاء و کشوف اور الہام درج ہو کر عام طور پر مشتہر ہوئے اور یوں ان کی عام اشاعت بھی ۲۶ سال ہوئی جبکہ واقعاتی طور پر سلسلہ الہام ۴۳ جاری رہا۔

اللہ سے الہام کے دعویٰ پر اتنے طویل عرصہ کا گزرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس دوران ہمیشہ آپ کو اپنی تائید و نصرت سے نوازنا، آپ کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا اور جماعت کی ترقی سب اس پر گواہ ہیں کہ آپ آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ کے قرآنی معیار پر پورے اترے۔

غرضیکہ تمام قرآنی اصولوں کے مطابق آپ اپنے دعویٰ وحی والہام اور نبوت میں سچے تھے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ان سب مناصب پر فائز کئے گئے تھے جن کا آپ نے وقتاً فوقتاً اظہار فرمایا۔

(چودھواں باب یہاں ختم ہوا۔ اگلے باب کا عنوان ہوگا 'حضرت مسیح موعود کا مقامِ نبوت')

جمیل احمد بٹ

۸ اگست ۲۰۱۷ء

# ۱۵۔ حضرت مسیح موعود کا مقامِ نبوت

## (ختمِ نبوّت کے موضوع پر کتاب کا پندرھواں باب)

حضرت مسیح موعود کی بعثت ان پیشگوئیوں کے تابع تھی جن میں آنے والے کو بطور مسیح موعود، نبی اللہ (صحیح مسلم جلد نمبر ۴ کتاب الفتن) اور بطور امام مہدی، آں حضرت ﷺ کی آخرین میں بعثتِ ثانیہ (جمعہ ۶۲:۴) فرمایا گیا تھا۔ یہ پیش خبریاں اس موعود کے نبی ہونے اور اس نبوت کے امتی اور ظلی ہونے کو مستلزم تھیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو ابتداء سے ہی اور بار بار الہاماتِ الٰہی میں نبی اور رسول کہا گیا۔ یہ سب الہامات یقینی اور قطعی تھے۔ اس لئے ایسے پہلے الہام کے ساتھ ہی آپ مقامِ نبوت پر فائز کئے گئے اور فائز رہے۔ تاہم ایک عرصہ تک حضرت مسیح موعود نبوتِ تامہّ کیلئے یہ ضروری جانتے کہ نزول شریعت بھی ہو۔ شریعت کا نزول از خود اس امر کا متقاضی ہے کہ ایسا نبی اپنے سے پہلے نبی کا امتی نہ رہے۔ آپ ان دونوں شرطوں کو پورا نہ کرتے تھے کیوں کہ آپ کو آں حضرت ﷺ کا امتی ہونا قابلِ فخر تھا اور قرآنِ کریم آپ کی شریعت تھی اور ہر دو کی حقانیت اور سچائی کا اثبات اور اسے دنیا میں الم نشرح کرنا آپ کا مشن اور مقصود تھا۔ اس سبب آپ اپنے مقامِ نبوت کو محدثیت تک محدود جانتے اور اسے جزئی اور ناقص نبوت کہتے۔ اپنے اوپر لفظ نبی کا اطلاق مجازی قرار دیتے اور اس امر سے انکار کرتے کہ آپ کا حقیقی نبوت کا دعویٰ ہے۔

بعد میں الہام الٰہی کے تابع آپ نے تعریفِ نبوت میں درستگی فرمائی اور صرف بکثرت مکالمہ ومخاطبہ، عظیم الشان اظہارِ غیب اور الہامِ الٰہی میں نبی کہے جانے کو نبی ہونے کی شرائط قرار دیا۔ تاہم ایسے نبی کا بلا نئی شریعت ہونا لازم رکھا۔

تعریفِ نبوت کی اس تبدیلی کے بعد آپ نے اپنے آپ کو محدث سے بالا امتی، ظلی اور بروزی نبی قرار دیا۔ اور برملا اپنے آپ کو ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی کہا۔ ان دونوں ادوار میں اس فرق کے علاوہ آپ کا یہ مؤقف یکساں رہا کہ قرآنِ کریم آپ کی شریعت ہے، آپ کی بعثت دینِ محمدی ﷺ کی نشاۃِ ثانیہ اور اس کو تمام ادیان پر غلبہ کی غرض سے ہے اور یہ کہ اب کوئی حقیقی نبی نہیں آسکتا اور اس امکان کا جائز سمجھنا آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کی نفی ہے۔

اس مضمون کی کسی قدر تفصیل اس باب کا موضوع ہے۔

### ا۔ حضرت مسیح موعود کا مامور ہونا:

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) پر رویائے صادقہ کا آغاز تحصیلِ علم کے دوران ہی ہو گیا تھا جبکہ الہامات کا آغاز قریباً ۱۸۶۵ء سے ہوا۔ ۱۸۷۸ء میں خود میں ایک عظیم روحانی تبدیلی برپا ہونے کا ذکر آپ نے یوں فرمایا:

'مجھے گورداسپور میں ایک رویاء ہوا۔ آنکھ کھلتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ مولوی عبداللہ کی وفات قریب ہے اور میرے لئے آسمان پر ایک خاص فضل کا ارادہ ہے اور پھر مَیں ہر وقت محسوس کرتا رہا کہ ایک آسمانی کشش میرے اندر کام کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ وحیٔ الٰہی کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ وہی ایک رات تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے بتمام وکمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہو گئی جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں ہو سکتی تھی'۔

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ نمبر۶۱۴۔۶۱۵ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

تاہم وہ اوّلین الہام جسے آپ نے اپنی ماموریت کا الہام قرار دیا، مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ جیسا کہ فرمایا:

'مجھ کو یاد ہے کہ ابتدائے وقت میں جب مَیں مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ پر مندرج ہے:۔۔۔۔ یعنی اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی اور جو تو نے چلایا یہ تو نے نہیں چلایا مگر خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے علم قرآن کا دیا تا تو ان کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی سعید لوگ الگ ہو جائیں اور شرارت پیشہ اور سرکش الگ ہو جائیں اور لوگوں کو کہہ دے کہ مَیں مامور ہو آیا ہے اور مَیں اوّل المومنین ہوں'۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد۵ صفحہ نمبر۱۰۹۔۱۱۰ حاشیہ۔ نیا ایڈیشن ربوہ)

۱۸۸۸ء کے آخر تک اس روحانی ترقی کی کیفیت آپ نے یوں بیان فرمائی:

'یہ عاجز اب تک قریب سات ہزار مکاشفاتِ صادقہ والہاماتِ صحیحہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے مشرف ہوا ہے اور آئندہ عجائباتِ روحانیہ کا ایسا بے انتہا سلسلہ جاری ہے جو بارش کی طرح شب و روز نازل ہوتے رہتے ہیں'۔ (سبز اشتہار روحانی خزائن جلد۲ صفحہ نمبر۴۶۴۔۴۶۷ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

## ۲۔ الہامِ الٰہی میں حضرت مسیح موعود کو ابتدا سے نبی اور رسول کہا گیا:

تعریفِ نبوت و رسالت کا ایک جزو الہامِ الٰہی میں نبی نام رکھا جانا ہے۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو ماموریت کے ساتھ ہی الہاماتِ الٰہی میں نبی اور رسول فرمایا گیا۔ ۱۸۸۲ء / ۱۸۸۳ء میں ہونے والے ایسے چار الہام جنہیں آپ نے ۱۸۸۳ء/ ۱۸۸۴ء میں براہینِ احمدیہ میں شائع کر کے الم نشرح بھی فرما دیا درج ذیل ہیں۔

۱۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں ہونے والے ۱۰۱ فقرات پر مشتمل سلسلۂ الہامات میں جہاں آپ کی ماموریت کا الہام ہے وہیں یہ الہام بھی ہے جس میں آپ کو رسول فرمایا گیا کہ:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

(براہینِ احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ نمبر۲۶۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء ربوہ)

ترجمہ: خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔

(تذکرہ صفحہ نمبر۳۶ ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء ربوہ)

۲۔ ۱۸۸۳ء میں الہام ہوا:

'جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء جری اللہ نبیوں کے حلّوں میں۔ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب ارشاد و ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حلّۂ انبیاء ہے'۔ (براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ نمبر۶۰۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء ربوہ)

۳۔ اسی سال ۱۸۸۳ء میں آپ کو الہام ہوا:

محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم.

ترجمہ: محمد رسول اللہ ﷺ خدا کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں۔

(براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ نمبر۶۱۶۔۶۱۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء ربوہ)

اس الہام کے بارے میں آپ نے فرمایا:

’اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی‘۔(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ نمبر۲۰۷ نیا ایڈیشن ربوہ)

۴۔ اسی سال ۱۸۸۳ء میں آپ کو الہام ہوا: ’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا‘۔(براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ نمبر ۶۶۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء ربوہ)

آپ نے اپنے ایک مکتوب مؤرخہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحب میں اس الہام کو ان الفاظ میں درج فرمایا

’دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا‘۔ اور اس پر یہ نوٹ تحریر فرمایا ’نوٹ: ایک قرأت اس الہام کی یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا اور یہی قرأت براہینِ احمدیہ میں درج ہے اور فتنہ سے بچنے کیلئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی‘۔

(یہ مکتوب الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء صفحہ ۶ پر شائع ہوا۔اب پورے مکتوب کیلئے ملاحظہ ہو مکتوباتِ احمد جلد دوم صفحہ نمبر ۲۴۸۔۲۴۹ مطبوعہ ۲۰۰۸ء ربوہ)

یہی وضاحت حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے ’ایک غلطی کا ازالہ‘ میں یوں تحریر فرمائی:

’ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے ’دنیا میں ایک نذیر آیا‘ اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا‘۔

(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ نمبر۲۰۷ ایڈیشن ۲۰۰۸ء ربوہ)

## ۳۔بعد کے الہامات میں بھی نبی اور رسول کہا گیا :

بعد کے الہامات میں بھی آپ کو بار بار نبی، رسول اور نذیر کہا گیا۔ایسے چند الہامات ترتیب زمانی کے اعتبار سے درج ذیل ہیں:

۵۔ ۵ جنوری ۱۹۰۰ء : اِنَّا اَرْسَلْنَا اَحْمَدَ اِلٰی قَوْمِہٖ

ترجمہ: ہم نے احمد کو یعنی اس عاجز کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۲۸۱ ، ۲۸۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۶۔ ۱۹۰۰ء : **یَومَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلیٰ یَدَیہِ یَا لیتنِی اتَّخَذتُ مَعَ الرَّسُولِ سبیلا**

(اربعین روحانی خزائن جلد۱۷ صفحہ نمبر۳۸۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء ربوہ)

ترجمہ:اس دن ظالم کفِ دست ملے گا اور کہے گا کاش اس رسول کا راستہ اختیار کر لیتا۔ (تذکرہ صفحہ نمبر۳۰۵ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

۷۔ ۱۹۰۰ء : **سَیَقُولُ العَدُوُّ لَستَ مُرسَلًا**

ترجمہ: دشمن کہے گا کہ تو خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ (اربعین روحانی خزائن جلد۱۷ صفحہ نمبر۴۲۲۔۴۲۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۸۔ ۱۹۰۰ء : **قُل اِنِّی نَذِیرٌمُّبِینٌ‘**

ترجمہ: کہہ کہ مَیں خدا کی طرف سے ڈرانے والا ہوں۔ (اربعین روحانی خزائن جلد۱۷ صفحہ نمبر۴۲۳ ، ۴۲۵ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۹۔ ۱۹۰۰ء : **’اِنِّی مَعَ الرَّسُولِ اَقُومُ‘**

ترجمہ: مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں۔ (اربعین روحانی خزائن جلد۱۷ صفحہ نمبر۴۲۶۔۴۲۷ ایڈیشن ۲۰۰۸ء ربوہ)

۱۰۔ ۱۹۰۰ء : یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔

ترجمہ: اے لوگو! مَیں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

(اشتہار معیار الاخیار مؤرخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر۳۹۰ نیا ایڈیشن)

۱۱۔ ۲۲ فروری ۱۹۰۱ء کو وحی ہوئی: **’اِنِّیْ لَا یَخَافُ الدَیَّ المُرسَلُونَ‘**

(از چٹھی مولانا عبدالکریم صاحب مندرجہ اخبار الحکم ۳ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ نمبر۹)

ترجمہ: میرے حضور میں نبی مرسل نہیں ڈرتے۔ (تذکرہ صفحہ نمبر۳۳۱ ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء ربوہ)

۱۲۔ یکم جنوری ۱۹۰۳ء : بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ

ترجمہ: یہ ایک خوش خبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔ (اشتہار مطبوعہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر۵۸۴ نیا ایڈیشن)

۱۳۔ ۹ فروری ۱۹۰۳ء : اِنِّی مَعَ الرَّسُولِ اُجِیبُ

ترجمہ: مَیں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر۱۰۶ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۴۔ ۱۴ اگست ۱۹۰۳ء : یٰسٓ وَالقُراٰنِ الحَکِیم اِنَّکَ لَمِنَ المُرسَلِین

(الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۳ء صفحہ نمبر۲۰ حاشیہ بحوالہ تذکرہ صفحہ نمبر۳۹۸۔۳۹۹ ۲۰۰۴ء ربوہ)

ترجمہ: اے سردار پُر حکمت قرآن اس بات پر گواہ ہے کہ تو خدا کا مرسل ہے۔ (تذکرہ صفحہ نمبر۳۹۸ ایڈیشن ۲۰۰۴ء ربوہ)

۱۵۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۰۳ء : اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَقْصِدُکَ وَاَزُوْرُکَ

(البدر یکم جنوری ۱۹۰۴ء، الحکم ۱۷۔۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء بحوالہ تذکرہ صفحہ نمبر۴۱۷ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

ترجمہ: مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور مَیں تیری طرف توجہ اور ارادہ کروں گا۔ (تذکرہ صفحہ نمبر۴۱۷ ایڈیشن ۲۰۰۴ء ربوہ)

۱۶۔ ۱۹۰۳ء : " یَا اَحْمَدُ جُعِلْتَ مُرْسَلًا اے احمد تو مرسل بنایا گیا ہے یعنی جیسے کہ تو بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوا حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا سو اسی طرح بروز کے رنگ میں نبی کے نام کا مستحق ہے کیونکہ احمد نبی ہے۔ نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی'۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ نمبر۴۵۔۴۶ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۷۔ ستمبر ۱۹۰۴ء : اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ فَقَطْ (الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء بحوالہ تذکرہ صفحہ نمبر۴۳۷ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

ترجمہ: مَیں اپنے رسول کے ساتھ ہوں اور بس۔ (تذکرہ صفحہ نمبر۴۳۷ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

۱۸۔ ۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء : وَقَالُوا لَستَ مُرسَلًا ۔ قُل کَفیٰ بِاللّٰہِ شَھیداً

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۷۰۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: اور کہیں گے یہ خدا کا فرستادہ نہیں۔ کہہ میری سچائی پر خدا گواہی دے رہا ہے۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۹۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء ربوہ)

۱۹۔ ۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء: مقامِ او بیں از راہِ تحقیر ۔ بدورانش رسولاں ناز کردند" (تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ نمبر۳۹۷ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: اس کے مقام کو تحقیر کی نظر سے نہ دیکھ اس کے عہد پر تو رسولوں کو بھی ناز ہے۔ (تذکرہ صفحہ نمبر۵۱۶ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

۲۰۔ ۱۹۰۶ء : یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک.

ترجمہ: اور زمین کہے گی اے خدا کے نبی مَیں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۱۰۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۲۱۔ ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء : 'اِنَّ خَبَرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاقِعٌ ۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ کسی پیش گوئی کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے'۔

(بدر ۲۲ اگست ۱۹۰۷ء ، الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء بحوالہ تذکرہ صفحہ نمبر۶۱۵ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

ترجمہ: رسول اللہ نے جو خبر بتلائی تھی وہ واقع ہونے والی ہے۔ (تذکرہ صفحہ نمبر ۶۱۵ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

۲۲۔ ایامِ جلسہ ۱۹۰۷ء : " يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ"

(بدر ۹ جنوری ۱۹۰۸ء ، الحکم ۲ جنوری ۱۹۰۸ء بحوالہ تذکرہ صفحہ نمبر ۶۳۱ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

ترجمہ: اے نبی! بھوکوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤ۔ (تذکرہ صفحہ نمبر ۶۳۱ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

## ۴۔الہام میں آپ کو انبیاء کرام کے نام دئے گئے:

اسی طرح آپ کو شروع ہی میں کئی انبیائے کرام کے نام عطا ہوئے جیسا کہ درج ذیل الہام اور ان کا ترجمہ / تشریح بھی براہین میں درج ہے :

i۔ 'فِيْهِمْ بِمَنْزِلَةِ مُوْسٰى تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے'۔

'الہام متذکرہ بالا میں اس عاجز کی تشبیہ حضرت موسیٰؑ سے دی گئی'۔

(براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ نمبر ۶۰۵ ، ۶۰۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ii۔'وكذالك منّا على يوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء

اور اسی طرح ہم نے یوسف پر احسان کیا تا ہم اس سے بدی اور فحش کو روک دیں۔۔۔اس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے جو باعتبار کسی روحانی مناسبت کے اطلاق پایا'۔ (براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ نمبر ۶۶۱۔۶۶۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

iii۔ يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ اے عیسیٰ مَیں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا۔۔۔اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے'۔

(براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ نمبر ۶۶۴۔۶۶۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)

iv۔ ' **ففهمنا ها سُليمان** پس ہم نے وہ نشان سلیمان کو سمجھائے یعنی اس عاجز کو'۔

(براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ نمبر ۶۷۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

v۔**'فاتخذو من مقام ابراهيم مصلىٰ**

'سو تم ابراہیم کے نقشِ قدم پر چلو۔۔۔یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندہ سے دریافت کر لیں اور اس پر چلیں'۔

(براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ نمبر ۶۷۰۔۶۷۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

vi۔ نیز ابتدا ۱۸۸۶ء میں آپ کو الہامِ الٰہی میں فرمایا گیا:

' تو مجھے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلّی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے)'۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ۹۷)

## ۵۔الہامِ الٰہی پر یقین :

یہ تمام الہام منجملہ ان الہامات کے ہیں جن کو حضرت مسیح موعود نے یقینی اور قطعی وحیٔ الٰہی قرار دیا ہے اور اس جہت سے انہیں قرآن و توریت کے ہم رنگ فرمایا ہے۔ایسی چند تحریریں درج ذیل ہیں:

۱۔ ’مَیں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآنِ مقدس پر ایمان رکھتا ہوں‘۔
(مجموعۂ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر ۳۰۶ نیا ایڈیشن)

۲۔ ’مَیں شکّی اور ظنّی الہام کے ساتھ نہیں بھیجا گیا بلکہ یقینی اور قطعی وحی کے ساتھ بھیجا گیا ہوں‘۔ (مجموعۂ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر ۳۰۷ نیا ایڈیشن)

۳۔ ’مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے، نہ شیطان کی طرف سے۔ مَیں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور مہتاب کے وجود پر یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں‘ (مجموعۂ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر ۳۰۶ نیا ایڈیشن)

۴۔ ’مَیں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور مَیں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا‘۔
(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۱۰ نیا ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۵۔ ’مَیں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو مَیں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے‘۔
(تحفۃ الندوہ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ نمبر ۹۵ نیا ایڈیشن)

۶۔ ’مَیں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابنِ مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی ﷺ سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ ﷺ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا‘۔ (تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۴۱۱ نیا ایڈیشن)

۷۔ ’یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ پر ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر مَیں ایک دَم کیلئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے‘۔
(تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۴۱۲ نیا ایڈیشن)

۸۔ ’وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے۔ ایسا ہی مَیں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور مَیں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر‘۔
(تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۴۱۲ نیا ایڈیشن)

۹۔ ’وہ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوتا ہے ایک خارقِ عادت کیفیت اپنے اندر رکھتا ہے اور اپنی نورانی شعاعوں سے اپنا چہرہ دکھلاتا ہے۔ وہ فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اپنی روحانی قوتوں کے ساتھ مجھے پُر کر دیتا ہے وہ لذیذ اور فصیح اور راحت بخش ہے اور ایک الٰہی ہیبت اپنے اندر رکھتا ہے اور غیب کے بیان کرنے میں بخیل نہیں‘۔ (تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۴۱۲ نیا ایڈیشن)

## ۶۔ نبی / نبوت کی ابتدائی تعریف:

حضرت مسیح موعود نے ابتداً نبی کی جو تعریف کی وہ درج ذیل چند تحریرات سے ظاہر ہے:

۱۔ النبوۃ التامۃ الحاملۃ وحی الشریعۃ قد القطعت (توضیح مرام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ نمبر ۶۱ نیا ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: نبوت تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہوتی ہے منقطع ہو چکی ہے۔

۲۔نبوتِ تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔۔۔حسبِ تصریح قرآنِ کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائدِ دین جبرئیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔ (ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر ۳۸۷ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۳۔ 'سو یہ بات کہ اس (آنے والے مسیح) کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی ۔۔۔لیکن صاحبِ نبوتِ تامہ تو صرف ایک شانِ نبوت ہی رکھتا ہے'۔ (ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر ۳۸۶ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۴۔'رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے'۔

(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر ۴۳۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۵۔'رسول کو علمِ دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے'۔ (ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر ۵۱۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۶۔انبیاء اس لئے آتے ہیں تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں اور بعض احکام منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد۵ صفحہ نمبر ۳۳۹ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۷۔'اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ بھی معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکامِ شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں'۔

(مکتوب تحریر فرمودہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء مطبوعہ اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء صفحہ نمبر ۶ کالم ۲ بحوالہ مکتوباتِ احمد جلد دوم صفحہ نمبر ۲۴۹ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

## ۷۔ابتدائی تعریفِ نبوت کے تحت اپنے مقام کا بیان :

اس تعریف کے مطابق آپ نبی نہ ٹھہرتے تھے۔اس لئے آپ نے الہامِ الٰہی میں بتائے گئے مقامِ نبوت کو محدثیت سے تعبیر کیا۔اور محدث کو بالقوہ نبی اور مرسلین میں شامل لکھا۔اس نام کا اختیار کرنا بھی غالباً الہام کے تابع تھا کہ براہین میں یہ الہام بھی درج ہے کہ

'اَنتَ مُحَدَّثُ اللهِ : تو محدث اللہ ہے'۔

(براہینِ احمدیہ حصہ چہارم طبع اوّل ۱۸۸۴ء روحانی خزائن جلد۱ صفحہ نمبر ۶۶۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

اس اظہار پر مشتمل چند تحریرات درج ذیل ہیں:

۱۔ 'محدث وہ لوگ ہیں جو شریعت مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں اور ان کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور وہ خواصِ عجیبہ نبوت کیلئے بطور آیاتِ باقیہ کے ہوتے ہیں'۔(برکات الدعا تحریر فرمودہ اپریل ۱۸۹۳ء روحانی خزائن جلد۶ صفحہ نمبر ۲۳۔۲۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۲۔ 'مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا'۔

(شہادت القرآن تحریر فرمودہ ستمبر ۱۸۹۳ء روحانی خزائن جلد۶ صفحہ نمبر ۳۲۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۳۔ 'من انی محدث ویکلمنی اللہ کما یکلم المحدثین'۔ (حمامۃ البشریٰ رقم فرمودہ ۱۸۹۳ء روحانی خزائن جلد۷ صفحہ نمبر ۲۹۷ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ:مَیں محدث ہوں اور اللہ مجھ سے ویسے ہی ہم کلام ہوتا ہے جیسے وہ محدثوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔

(اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر ۲۹۱ مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

۴۔ ان اجزاء النبوۃ توجد فی التحدیث کلہا ولکن بالقوۃ لا بالفعل فالمحدث نبی بالقوۃ ۔۔۔**ان المحدث نبی بناء علی استعداد الباطنی اعنی۔۔۔** ان المحدث نبی بالقوۃ وکمالات النبوۃ جمیعہا مخفیۃ مضمرۃ فی التحدیث

(حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد۷ صفحہ نمبر۳۰۰ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: نبوت کے سارے اجزاء محدثیت میں پائے جاتے ہیں لیکن بالقوہ، نہ کہ بالفعل، پس محدث نبی بالقوۃ ہے۔۔۔اپنی استعدادِ باطنیہ کی بناء پر ہر محدث نبی ہے یعنی محدث نبی بالقوہ ہے اور نبی کے تمام کمالات محدثیت میں مخفی و پوشیدہ ہیں۔

(اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر۲۹۹۔۳۰۰ مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

۵۔ ویکلم اللہ المحدثین کما یکلم النبیین ویرسل المحدثین کما یرسل الرسل ویشرب المحدث من عین یشرب

(حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد۷ صفحہ نمبر۳۰۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: اللہ محدثین سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح وہ نبیوں سے کلام کرتا ہے اور محدثوں کو اسی طرح مبعوث کرتا ہے جس طرح وہ رسولوں کو مبعوث فرماتا ہے اور محدث اسی چشمہ سے پیتا ہے جس سے نبی پیتا ہے۔ (اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر۳۰۱ مطبوعہ اشاعت ربوہ)

۶۔ 'میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس آیت (انبیاء۸۷:۳۹) میں لفظ روح سے مراد رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کی جماعت مراد ہے جن پر روح القدس ڈالا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں'۔ (نور الحق حصہ اوّل تحریر فرمودہ ۱۸۹۴ء روحانی خزائن جلد۸ صفحہ نمبر۹۸ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۷۔ 'بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحبِ شریعت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اللہ اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محیط نہیں ہیں **'ولکل ان یصلح**' سو خدا کی اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے'۔ (سراج منیر تحریر فرمودہ مارچ ۱۸۹۷ء روحانی خزائن جلد۱۲ صفحہ نمبر۵ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۸۔ 'یاد رہے کہ امام الزماں کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد سب داخل ہیں۔۔۔اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزماں کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے سو اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنائیت سے وہ امام الزماں مَیں ہوں'۔

(ضرورۃ الامام تحریر فرمودہ ستمبر ۱۸۹۷ء روحانی خزائن جلد۱۳ صفحہ نمبر۴۹۵ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۹۔ 'حدیثِ صحیح سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مرسلوں میں داخل ہے'۔

(ایامِ الصلح تحریر فرمودہ ۱۸۹۸ء روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ نمبر۳۰۹ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۰۔ قرآن شریف میں ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن ۲۷ ۔ ۲۸) یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہوں خواہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔ (ایامِ الصلح تحریر فرمودہ ۱۸۹۸ء روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ نمبر۴۱۹ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۱۔ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیحؑ پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔

(تریاق القلوب تحریر فرمودہ ۱۸۹۹ء روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ نمبر۴۸۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۲۔ 'اس جگہ جو میری نسبت کلامِ الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہِ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا نبیوں سے کیا اس پر رسول یا نبی کا لفاظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے' (تحفہ گولڑویہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۰ء روحانی خزائن جلد۱۷ صفحہ نمبر۶۱ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۳۔ 'جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں۔ اس جگہ لغوی معنی مراد ہیں'۔

(اربعین تحریر فرمودہ ستمبر ۱۹۰۰ء روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ نمبر ۳۶۶ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

## ۸۔ابتدائی تعریف کے تحت بعد کے دَور میں بھی حقیقی نبوت سے انکار :

اس تعریفِ نبوت کے مطابق چونکہ آپ کا کبھی بھی نبوت کا دعویٰ نہ تھا۔ اس لئے آپ اس حقیقی نبوت سے بعد کے اس دور میں بھی انکار کرتے رہے جس میں آپ نے نبوت کی نئی تعریف اختیار کر کے خود کو ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہونے کا برملا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ درج ذیل تحریروں سے ظاہر ہے:

۱۔ 'جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ مَیں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول۔ ہاں مَیں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی مَیں نے بیان کیا ہے'۔

(ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۱ء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۱۶ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۲۔ 'کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکہ نہ کھاوے۔ مَیں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے کہ کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ مگر مَیں امتی ہوں' (براہینِ احمدیہ حصہ پنجم تحریر فرمودہ ۱۹۰۵ء روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۳۶۰ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۳۔ 'ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آں حضرت ﷺ کے بعد آوے کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختمِ نبوت کے منافی ہے'۔

(حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۳۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۴۔ 'یاد رہے کہ بہت لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا مَیں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہِ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آں حضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے مَیں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی'۔ (حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۱۵۴ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۵۔ 'جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افتراء ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے مَیں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے مَیں آں حضرت ﷺ کے فیضِ نبوت کی وجہ سے نبی ہوں'۔ (حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۴۰۶ نیا ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۶۔ 'یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آں حضرت ﷺ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آں حضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے'۔ (حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۵۰۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۷۔ وليس مُراده من النبوة إلّا كثرة مكالمة اللّٰه وكثرة انباءٍ من اللّٰه وكثرة ما يُوحى. **ويقول** ما نعنى من النبوة ما يُعنٰى فى الصحف الأولٰى، بل هى درجة لا تُعطٰى إلّا من اتّباع نبيّنا خير الورىٰ. وكلّ من حصلتْ له هٰذه الدرجة.. يكلّم اللّٰه ذالك الرجل بكلام أكثر وأجلٰى، والشريعة تبقىٰ بحالها.

(حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۶۳۷ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: اس کی نبوت سے کچھ مراد نہیں سوائے بکثرت مکالمۂ الٰہیہ اور بکثرت اخبارِ الٰہیہ اور بکثرت وحی۔ اور اس نبوت سے وہ نبوت مراد نہیں جو کہ پہلی آسمانی کتب میں بیان ہوئی ہے۔ بلکہ یہ درجہ ہے جو سوائے آں حضرت ﷺ کے ایک سچے متبع کے کوئی نہیں پا سکتا اور جس کسی کو یہ درجہ ملتا ہے اللہ اس شخص سے اکثر اور کھلا کھلا کلام کرتا ہے جبکہ شریعت پہلے کی طرح قائم رہتی ہے۔

۸۔ 'یہ جو الزام میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا مَیں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ مَیں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعتِ اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آں حضرت ﷺ کی اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ مَیں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے'۔

( خط بنام ایڈیٹر اخبارِ عام لاہور تحریر فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر ۷۲۵ نیا ایڈیشن )

## ۹۔تعریفِ نبوت میں تبدیلی :

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کا خط محررہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء غالباً ایسی آخری تحریر ہے جس میں نبی کے لئے حاملِ شریعت ہونے اور دوسرے نبی کے امتی نہ ہونے کے لزوم کا اظہار ہے۔ اس کے جلد بعد الہامِ الٰہی کے تابع آپ نے نبوت کی تعریف میں سے ان شرائط کو ترک فرما دیا۔ ایسا ہونے کا ذکر آپ نے ان الفاظ میں فرمایا:

'اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابنِ مریم سے کیا نسبت۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا ہے تو مَیں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی'۔

(حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۱۵۳۔۱۵۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

نوٹ : حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جزئی فضیلت کا ذکر حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے ۱۸۹۹ء/ جنوری ۱۹۰۰ء میں لکھی گئی اپنی کتاب تریاق القلوب میں فرمایا جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔

اس تبدیل شدہ تعریف اور اس کے مطابق اپنے مقام کا پہلا اظہار آپ نے اپنے رسالہ 'ایک غلطی کا ازالہ' میں کیا جو ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو لکھا گیا۔ اس لئے عام طور پر اس تاریخ کو حدِ فاصل گِنا جاتا ہے۔

## ۱۰۔تبدیل شدہ تعریفِ نبوت :

اس کے بعد کی تحریروں میں مذکور تعریفِ نبوت میں آپ نے صرف بکثرت مخاطبہ الٰہیہ، اظہارِ غیبیہ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور کئے جانے کو شمار فرمایا۔ جیسا کی درج ذیل تحریروں سے ظاہر ہے:

۱۔ 'جس کے ہاتھ پر اخبارِ غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ (جن ۷۲:۲۷) کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے'۔

(ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۱ء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۰۸ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۲۔ ’نبی کیلئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امورِ غیبیہ کھلتے ہیں‘۔

(ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۱ء روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ نمبر۲۱۰ نیا ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۳۔ ’ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔۔۔ایسے لوگوں کو اصطلاحِ اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں وہ خدا کے پاک کلمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں‘۔(لیکچر سیالکوٹ تحریر فرمودہ نومبر ۱۹۰۴ء روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ نمبر۲۲۵ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۴۔ ’جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیّت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے‘۔

(الوصیت تحریر فرمودہ دسمبر ۱۹۰۵ء روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ نمبر۳۱۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۵۔ ’نبی کے لفظ سے اس زمانہ کیلئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدیدِ دین کیلئے مامور ہو یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے‘۔ (تجلیاتِ الٰہیہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر۴۰۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۶۔ ’میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے‘

(تجلیاتِ الٰہیہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر۴۱۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۷:’نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرفِ مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔شریعت کا لانا اس کیلئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحبِ شریعت رسول کا متبع نہ ہو‘۔(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم تحریر فرمودہ ۱۹۰۵ء روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ نمبر۳۰۶)

۸۔ یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں۔مَیں اس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں **وَلِكُلِّ اَن يَّصطَلِح** ‘ (حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۵۰۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۹۔’ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بہ کثرت آئندہ کی خبریں دے‘۔ (چشمہ معرفت تحریر فرمودہ مئی ۱۹۰۸ء روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ نمبر۱۸۹ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۰۔ ’ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کرسکتا ہے **لِكُلِّ اَن يَّصطَلِح** سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات ومخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں‘۔

(چشمہ معرفت تحریر فرمودہ مئی ۱۹۰۸ء روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ نمبر۳۴۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۱۔’عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ خدا سے الہام پا کر پیش گوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے‘۔ (خط بنام اخبارِ عام لاہور تحریر فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ مجموعۂ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر۷۲۵۔۷۲۶ نیا ایڈیشن)

## ۱۱۔ تبدیل شدہ تعریف کے تحت مقامِ نبوت کا اظہار :

تعریفِ نبوت میں اس تبدیلی کے بعد کہ نبوت کے لئے شریعت لانا اور غیر امتی ہونا شرط نہیں یہ روک دُور ہوگئی اور ضرورت نہ رہی کہ نبی کی جگہ متبادل نام استعمال کئے جائیں اس لئے آپ نے اپنے اس خداداد منصب کے لئے کا برملا لفظ نبی کا استعمال فرمایا۔یہ کسی نئے الہام کے ساتھ کوئی نیا دعویٰ نہ تھا بلکہ پہلے

سے عطا شدہ مقام کا درست نام تھا۔ یوں آپ کا مقام ہمیشہ ایک ہی تھا۔ ایسی چند تحریریں درج ذیل ہیں:

۱۔ 'آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شاملِ حال ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر مَیں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔'

(ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمودہ نومبر ۱۹۰۱ء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۱۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۲۔ 'سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا'۔ (دافع البلاء اشاعت اپریل ۱۹۰۲ء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۳۱)

۳۔ 'اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے'۔

(دافع البلاء اشاعت اپریل ۱۹۰۲ء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۳۳)

۴۔ 'مَیں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلّیتِ کاملہ کے۔ مَیں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے'۔

(نزول المسیح تحریر فرمودہ جولائی۔ اگست ۱۹۰۲ء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۳۸۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۵۔ 'اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر۔ مثیلِ موسیٰ ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیلِ ابنِ مریم، ابن مریم سے بڑھ کر'۔ ( کشتیٔ نوح اشاعت اکتوبر ۱۹۰۲ء روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ نمبر ۱۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۶۔ 'یہ کلام جو مَیں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور مَیں خدا کا ظلّی اور بروزی طور پر نبی ہوں'۔

(تحفۃ الندوہ شائع کردہ اکتوبر ۱۹۰۲ء روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ نمبر ۹۵ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۷۔ 'سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۷:۱۶) پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شائد تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو'۔

(تجلیاتِ الٰہیہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۴۰۰۔۴۰۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۸۔ 'اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اسی بناء پر مَیں امتی بھی ہوں اور نبی بھی'۔ (تجلیاتِ الٰہیہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۴۱۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۹۔ 'اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں سو وہ مَیں ہوں'۔ (براہینِ احمدیہ حصہ پنجم تحریر فرمودہ ۱۹۰۵ء روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۱۱۷۔۱۱۸ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۰۔ 'مَیں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ مَیں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ مگر وہ نبی جو اتباع کی برکت سے ظلّی طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی ہے'۔

(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم تحریر فرمودہ ۱۹۰۵ء روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۳۶۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۱۔ 'سو مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی'۔ (حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۶۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۲۔ 'خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ مَیں آدم ہوں، میں شیث ہوں، مَیں نوح ہوں، مَیں ابراہیم ہوں، مَیں اسحٰق ہوں، مَیں اسمٰعیل ہوں، مَیں یعقوب ہوں، مَیں یوسف ہوں، مَیں موسیٰ ہوں، مَیں داؤد ہوں، مَیں عیسیٰ ہوں اور

آں حضرت ﷺ کے نام کا مَیں مظہرِ اتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمد اور احمد ہوں‘۔

(حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۷۶ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۳۔ ’خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آں حضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی‘۔

(حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۹۹۔۱۰۰ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۴۔ ’صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی‘۔

(حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۱۵۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۵۔ ’خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آں حضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے مَیں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری نبوت آں حضرت ﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت‘۔ (حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۱۵۴ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۶۔ ’پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے‘۔

(حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۴۸۶ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۷۔ ’مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ پر میری جان ہے کہ اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے‘۔

(حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۵۰۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۸۔ ’اس جگہ صَور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اس کے صَور ہوتے ہیں یعنی قرناجن کے دلوں میں وہ اپنی آواز پھونکتا ہے‘۔

(چشمہ معرفت تحریر فرمودہ مئی ۱۹۰۸ء روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ نمبر۸۵ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۹۔ ’خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی اُن سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے‘۔ (چشمہ معرفت تحریر فرمودہ مئی ۱۹۰۸ء روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ نمبر۳۳۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۲۰۔ ’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اصل میں یہ نزاعِ لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کیفیت وکمیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیش گوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں‘۔

(ارشاد فرمودہ ۳ فروری ۱۹۰۸ء مطبوعہ بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء بحوالہ ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر۴۴۷ نیا ایڈیشن)

۲۱۔ ’مَیں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر مَیں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو مَیں کیوں کر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ مَیں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں‘۔

(خط بنام اخبارِ عام تحریر فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر۷۲۵ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۲۲۔ ’اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطب اللہ اور کثرت اطلاع بر علومِ غیب مجھے ہی عطا کی گئی ہے‘۔

(خط بنام اخبارِ عام تحریر فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر۷۲۶ نیا ایڈیشن)

۲۳۔ ’مَیں نبی بھی ہوں اور امتی بھی تا کہ ہمارے سید وآقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا‘۔

(خط بنام اخبارِ عام تحریر فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر۷۲۶ نیا ایڈیشن)

**نوٹ** : حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے ادعائے نبوت سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہو) نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں ۳۹

اقتباس درج فرمائے ہیں۔ملاحظہ ہوانوارالعلوم جلد۲ صفحہ نمبر۵۲۱۔۵۲۶ مطبوعہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن ربوہ۔

## ۱۲۔فیضانِ رسول ﷺ :

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی مندرجہ بالا تحریرات سے یہ حقیقت کھل کر روشن ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مقام عطا فرمایا اس کے تحت جہاں آپ نے اپنے آپ کو مجدد، محدث، مہدی اور مسیح موعود قرار دیا وہیں امتی نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ بھی فرمایا۔

آں حضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کے تابع امتی نبوت اور رسالت کے اس دعویٰ کی بنیاد آپ کو بکثرت مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ ہونا بکثرت اور عظیم الشان اظہار غیب ہونا اور الہامِ الٰہی میں آپ کو نبی اور رسول کہا جانا تھا۔اس نبوت کو آپ نے بار بار آں حضرت ﷺ کی برکات کا ظل اور اپنے آپ کو ایک کامل مطیع اور فرماں بردار امتی ہونے کے ناطے آں حضرت ﷺ کا بروز کہا۔اپنے اوپر ان تمام انعاماتِ الٰہیہ کو آپ نے صرف اور صرف اپنے آقا ومطاع آں حضرت ﷺ کا فیضان جانا۔جیسا کہ فرمایا:

i۔ 'یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ مَیں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شاملِ حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ'۔

(ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۱ء روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ نمبر۲۱۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ii۔ 'مَیں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا اور پھر اسحٰقؑ سے اور پھر اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیحؑ ابنِ مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی ﷺ سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔مگر یہ شرف مجھے محض آں حضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔اگر مَیں آں حضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ ومخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں' (تجلیاتِ الٰہیہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر۴۱۱۔۴۱۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

iii۔ 'مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد ومولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا'۔

(حقیقۃ الوحی تحریر فرمودہ ۱۹۰۷ء روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۶۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

## ۱۳۔انکار و اقرارِ نبوت :

الہام الٰہی میں آپ کو ہمیشہ نبی کہا گیا۔عرفِ عام میں نبوت کیلئے شریعت اور غیر امتی ہونا لازمی شرطیں تھیں۔ابتداً آپ خود بھی پہلے ایسا سمجھتے تھے۔لیکن یہ شرطیں آپ میں نہ پائی جاتی تھیں کہ آپ قرآن کو آخری شریعت مانتے تھے اور آں حضرت ﷺ سے فدائیت آپ کا ایمان تھا۔اس سبب آپ الہامات میں بیان شدہ منصبِ نبوت کو بجنسہٖ اپنے اوپر منطبق نہ سمجھتے اور اس کی تاویل کرتے تھے۔آپ کا ایسا کرنا صرف لفظ نبی کے استعمال سے احتراز تھا نہ کہ الہام الٰہی کا یا دعویٰ ماموریت کا انکار۔اس دوران بھی اپنے اس خداداد مقام کے لئے آپ نے جو لفظ استعمال فرمائے یعنی محدث، جزئی یا ناقص نبوت، ان کی وہی تعریف فرمائی جو ایک غیر تشریعی اور امتی نبی کی ہوتی ہے۔

بعد میں الہامِ الٰہی سے راہنمائی پا کر جب آپ نے جان لیا کہ یہ دونوں امور نبوت کیلئے لازمی شرطیں نہیں ہیں۔تو پھر شریعت کے بغیر اور آں حضرت ﷺ

کے تابع اسی مقام کو آپ نے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی فرمایا۔ بعد کے اس دور میں بھی آپ پہلے کی طرح اس بات سے بدستور انکار کرتے رہے کہ آپ کی نبوت تشریعی یا براہِ راست یا حقیقی ہے۔

پس جس منصبِ نبوت کا آپ نے اقرار کیا اور اس کی جو تعریف کی وہ اس تعریفِ نبوت سے مختلف ہے جو آپ پہلے کرتے تھے اور جس کی بنیاد پر آپ نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا۔ پس انکار مختلف مقام کا ہے اور اقرار مختلف کا۔ اگر بعد والی تعریف پہلے کی جائے تو سب انکار اقرار میں بدل جائیں گے۔ اور پہلی والی تعریف بعد میں کی جائے تو سب اقرار پھر انکار ہو جائیں گے۔ غرضیکہ تبدیلی صرف تعریفِ نبوت میں نہ کہ مقامِ نبوت میں۔

اس صورتِ حال کی ایک مکمل وضاحت آپ کی درج ذیل تحریر ہے جس کے بعد کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔ فرمایا:

'جس جس جگہ مَیں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں میں کیا ہے کہ مَیں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ ہی مَیں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں میں کہ مَیں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علمِ غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے مَیں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں میں خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی مَیں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔'

(ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۱ء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۱۰۔۲۱۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

**آپ کے ایک رفیق کی رائے:** حضرت مسیح موعودؑ کے مکتوب ۷ اگست ۱۸۹۹ء میں مندرج نبوت کی ابتدائی تعریف سے حضرت مسیح موعود کے رفقاء نے بھی یہی مضمون سمجھا جیسا کہ درج ذیل تحریر سے ظاہر ہے جو حضرت یعقوب علی عرفانی نے اس خط کو درج کر کے رقم فرمائی:

'اس مکتوب میں حضور نے اپنے دعوئے نبوت و رسالت کی حقیقت کو خوب کھول کر بیان کر دیا ہے۔ آپ نے اس دعویٰ سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ اس کا وہ مفہوم اور منطوق کبھی قرار نہیں دیا جو آپ کے معاندین و منکرین نے آپ کی طرف منسوب کیا'۔

(مکتوباتِ احمد جلد دوم صفحہ نمبر ۲۴۹۔۲۵۰ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

## ۱۴۔ اہلِ پیغام کا مؤقف :

باوجود حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی ان واضح تحریرات کے، اہلِ پیغام کا مؤقف سراسر اس کے برعکس اور متضاد ہے۔ اس گروہ کے موجودہ سربراہ کے نزدیک: 'حضرت صاحب پر جو نبوت کا دعویٰ کرنے کا الزام ہے وہ سراسر افتراء ہے۔ حضرت صاحب نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا'۔

(پیغام مندرجہ کتاب ۲۵۷ حوالہ جات شائع کردہ احمدیہ انجمن لاہور ۲۰۰۸ء)

اس مؤقف کی ترویج کیلئے ان کی شائع کردہ ایک اور کتاب اس وقت پیشِ نظر ہے۔ اس کتاب کے سرورق پر تحریر ہے:

'حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ نبوت سے انکار' اور اس کے ذیل میں درج ہے: 'حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تصنیفات اور خطوط سے ۲۵۷ حوالہ جات جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا'۔

یہ کتاب آرٹ پیپر پر انگریزی ترجمہ کے ساتھ شائع کی گئی ہے اور ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

افسوس کہ یہ ایک عبث کوشش ہے اور محض وقت اور وسائل کا زیاں۔ کتاب میں درج بیشتر حوالے اوپر دہرائے گئے ہیں۔ اگر تکرار اور غیر ضروری طوالت کی روک نہ ہوتی تو تمام کے تمام دہرائے جا سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی ایک غلطی کا ازالہ کی فیصلہ کن تحریر اقرار اور انکارِ نبوت پر مشتمل تمام

تحریروں کی کامل وضاحت ہے اور آپ کے برملا نبوت و رسالت کے ادعا پر مشتمل تحریریں اس امر میں کوئی شبہ باقی نہیں رہنے دیتیں کہ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) خدا تعالیٰ کی طرف سے امتی نبوت و رسالت کے مدعی تھے۔ اس دعویٰ کی تمام شرائط یعنی الہامِ الٰہی میں نبی اور رسول کہا جانا، بکثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہونا اور بکثرت اور عظیم الشان غیب پر مطلع کیا جانا سب بدرجہ اتم آپ میں موجود تھیں۔

**حوالوں میں اغلاط:** کتاب میں حوالوں کی ترتیب میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی کتب تحریر کئے جانے والی تاریخ کی بجائے کتب کی اشاعت کی تاریخ کو اختیار کیا گیا ہے۔ جس سے بعض تحریرات تاریخی اعتبار سے خلط ملط ہوگئی ہیں۔ بعض تحریرات جیسے کتاب تریاق القلوب ۱۹۰۱ء سے قبل لکھی گئیں لیکن شائع بعد میں ہوئیں۔ ان کی تاریخ اشاعت کو مقدم رکھنے سے غلط طور پر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ گویا ۱۹۰۱ء کی حدِ فاصل کے بعد بھی حضرت مسیح موعود نے امتی نبوت کے دعویٰ کے برخلاف تحریر فرمایا ہے۔

۲۔ صفحہ نمبر ۱۵۲ پر تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ نمبر ۲۴۔۲۵ کا حوالہ نمبر ۴۷ ایک مسلسل عبارت کے طور پر درج ہے جبکہ اصل کتاب میں اس کا پہلی چار سطور صفحہ نمبر ۹ کا حاشیہ ہے اور باقی عبارت صفحہ نمبر ۱۹ اور صفحہ نمبر ۲۰ پر ہے۔

۴۔ بعض حوالے بھی غلط ہیں جیسا کہ صفحہ نمبر ۱۲۶ پر حوالہ نمبر ۱۴۲ جس میں تحفۂ گولڑویہ صفحہ نمبر ۲۴ حاشیہ درج ہے جبکہ تحریر صفحہ ۱۶ حاشیہ پر ہے۔

۵۔ تریاق القلوب سے حوالہ نمبر ۱۶۳ اور ۱۶۴ کے عنوان میں غلط طور پر یہ الفاظ لکھے گئے ہیں کہ 'راجہ جہاں داد کے خط سے'۔

۶۔ انگریزی ترجمہ بعض جگہ غلط ہے جیسے صفحہ نمبر ۹۵ پر حوالہ نمبر ۱۱۵ میں الفاظ 'اسلام کا اعتقاد ہے' کا ترجمہ Fundamental Principal of It is Islam کیا گیا ہے

۴۔ ترجمہ بعض جگہ نامکمل ہے جیسے صفحہ نمبر ۱۴۰ پر حوالہ نمبر ۱۵۸ میں تریاق القلوب کے فارسی شعر:

منم مسیح الزماں و منم کلیمِ خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

کا ترجمہ صرف I am the Mesiah of the age and the Kalimal-Allah (Allah Speaks to me) کیا گیا ہے اور دوسرے مصرع کا ترجمہ ترک کر دیا گیا ہے۔

۷۔ کتاب مواہب الرحمٰن سے حوالہ نمبر ۱۶۵ کے انگریزی ترجمہ میں اصل عربی/فارسی الفاظ سے زائد الفاظ لکھے گئے ہیں جیسا کہ درج ذیل سے ظاہر ہے :

اصل عربی الفاظ : **نعتقد با نه لا نبی بعده الا الذی هو من امته ومن اکمل اتباعه**

فارسی ترجمہ: اعتقاد میداریم کہ بعد از وہیچ پیغمبرے نیست مگر آنکہ از امتِ او باشد (مواہب الرحمٰن روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ نمبر ۲۸۵ ایڈیشن ۲۰۰۸)

I further believe that there is no prophet after him except the one from among ummah and is benefited spirtually with his blessings. such a prophethood is neither independent of the Holy Prophet nor in any way in opposition to his prophethood.

(۲۵۷ حوالہ جات صفحہ نمبر ۱۴۵ شائع کردہ احمدیہ انجمن لاہور ۲۰۰۸ء)

۸۔ حقیقۃ الوحی سے لئے گئے حوالہ نمبر ۲۰۴ کے انگریزی ترجمہ میں عربی الہامِ الٰہی کے صرف پہلے فقرہ کا ترجمہ لکھا گیا ہے اور دیگر فقرے جن میں آپ کے منذر اور مامور ہونے کا ذکر ہے۔ چھوڑ دئے گئے ہیں۔ (۲۵۷ حوالہ جات صفحہ نمبر ۱۸۰ شائع کردہ احمدیہ انجمن لاہور 2006ء)

لیکن یہ سب اغلاط اس لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں کہ اصل اور بڑی غلطی تو یہی رہتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے تحریر فرمودہ ان اعلیٰ معارف و

حقائق کے معنوں اور مطالب کو سمجھنے اور ان کے مطابق اپنی درستگی کرنے کی بجائے تحکم سے انہیں ایک برخود غلط نظریہ کی حمایت میں استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔العجب۔

**دعویٔ نبوت والی تحریرات درج نہ کرنا:** یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اوپر مذکور ۲۳ تحریرات جن میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے برملا نبوت و رسالت کا ادعا کیا ہے۔ان میں سے اس کتاب میں درج ذیل ۱۱ یعنی نصف حوالے غالباً مفید مطلب نہ پا کر شامل نہیں کئے گئے ہیں۔
۲۔ دافع البلاء صفحہ نمبر ۱۱۔ ۵۔کشتی نوح صفحہ نمبر ۱۳۔ ۷۔تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ نمبر ۸۔۹۔۹ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم صفحہ نمبر ۹۰۔ ۱۰۔ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم ضمیمہ صفحہ نمبر ۱۸۹۔۱۹۰ ۔ ۱۱۔حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر ۶۲۔ ۱۲۔حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر ۷۳۔ ۱۶۔ حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ نمبر ۵۲۔ ۱۷۔ حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ نمبر ۶۸۔ ۱۸۔ چشمۂ معرفت صفحہ نمبر ۷۷۔ ۲۰۔ بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ۔
(چونکہ کتاب میں صفحے نمبر اشاعتِ اوّل کے درج کئے گئے ہیں اس لئے یہاں بھی اشاعت اوّل کے صفحے ہی لکھے گئے ہیں۔تا تصدیق میں آسانی رہے ۔روحانی خزائن سے پورے حوالہ تحریر کے سیریل نمبر کے تحت پہلے ہی لکھے جا چکے ہیں)
جو ۱۲ تحریرات شاملِ کتاب ہیں وہ ان ملحقہ عبارتوں کے ساتھ درج کی گئی ہیں جن میں آپ نے تشریعی اور بلا واسطہ دعویٔ نبوت سے انکار کیا ہے۔اور پوری عبارت کو صرف انکار ہی شمار کیا گیا ہے۔

**تمام حوالہ جات کا مجموعی مضمون:** کتاب میں شامل کی گئی ۲۵۷ تحریرات کا مضمون عام طور پر درج ذیل امور میں ایک یا زائد کے بیان پر مشتمل ہے اور ان کو تاریخِ تحریر اور نفسِ مضمون کو پیشِ نظر رکھنے سے کوئی اشتباہ باقی نہیں رہتا۔

**۱۹۰۱ء سے قبل کی تحریروں کے مضمون:**
i۔نبوت کی وہ تعریف جس میں نزولِ شریعت اور غیر امتی ہونا شرط ہے۔
ii۔اپنے مقام کا بطور محدث، مثیلِ مسیح، مسیح یا محدث کا اظہار
iii۔یہ اظہار کہ محدث بھی ایک معنوں میں نبی ہوتا ہے۔
iv۔یہ انکار کے آپ کا دعویٰ حقیقی، مستقل، بلا واسطہ، براہِ راست یا تشریعی نبوت کا ہے۔

**ایک غلطی کا ازالہ اور اس کے بعد کی تحریروں کے مضمون :**
i۔نبوت کی نئی تعریف جس کے مطابق شریعت کے بغیر اور باوجود امتی ہونے نبی ہو سکنے کا اثبات۔
ii۔اپنے ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہونے اور بروزی اور ظلّی نبوت کا دعویٰ۔
iii۔حقیقی، مستقل، بلا واسطہ، براہِ راست اور تشریعی نبوت سے انکار۔

تعریفِ نبوت کی وجہ سے نبوت سے انکار پر مبنی تحریرات پہلے دور میں ہیں۔جبکہ حقیقی نبوت سے انکار پر مشتمل تحریروں دونوں ادوار میں موجود ہیں۔یہ کثرت ہی غالباً وہ سبب بنی جس کے تحت اہلِ پیغام حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے مقامِ نبوت سے انکار کرتے اور یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ
'آپ نے ہمیشہ نبوت سے انکار کیا' اور یہ کہ 'جو یہ کہے کہ وہ نبی تھے یا انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ ان پر جھوٹا الزام لگاتا ہے'۔
(پیغام مشمولہ کتاب ۲۵۷ حوالہ جات مطبوعہ احمدیہ انجمن لاہور ۲۰۰۸ء)

اوراسی غرض سے انہیں بطور دلیل اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے۔
جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پہلے دور میں آپ نے اپنے جس مقام کا اظہار بطور محدث فرمایا اسی کو دوسرے دَور میں اُ'ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی' کہا۔ آپ کی یہ نبوت، اپنے فرائض کے لحاظ سے تجدیدِ دین اور مسیح ومہدی کی ذمہ داریاں لئے ہوئے تھی اس لئے دونوں ادوار میں ان مقامات کا ذکر بھی موجود ہے۔اس سے یہ غلط نتیجہ بھی نکالا جاتا ہے کہ گویا آپ کا دعویٰ ہمیشہ صرف انہی مقامات کا تھا۔

**دئے گئے پہلے حوالہ میں حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت:** درج شدہ ۲۵۷ حوالوں پر سے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے کسی دعوے کا ذکر اوّل بار حوالہ نمبر ۹ (صفحہ نمبر ۷۔۸ کتاب ۲۵۷ حوالے) میں ہے۔اس کے الفاظ ہیں:
'اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی میں نبی ہی ہوتا ہے۔گو اس کے لئے نبوتِ تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہوتا ہے کیوں کہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔امورِ غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغزِ شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجبِ سزا ٹھہرتا ہے۔ اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امورِ متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں'۔

(توضیح مرام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ نمبر ۵۹۔۶۰ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

صفاتِ نبوت کے ساتھ اس دعویٰ میں لفظ نبی کے عدم استعمال کی وجہ غالباً تعریفِ نبوت ہی تھی۔جیسا کہ آپ نے اس رسالہ کے ساتھ تالیف کئے جانے والی کتاب ازالۂ اوہام میں نبی اور رسول کی درج ذیل تعریف فرمائی:

i۔'رسول کو علمِ دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور بابِ نزولِ جبرائیل بہ پیرایہ اوحیٔ رسالت مسدود ہے'۔

(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ نمبر ۵۱۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ii۔ 'رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے' ۔(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ نمبر ۴۱۰ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

**اس اظہار کا دعویٰ نبوت سمجھا جانا:** آپ کے اس دعویٰ کو مخالف علماء نے دعویٰ نبوت قرار دیا اور کتاب ' فتویٰ علمائے پنجاب و ہندوستان ۱۸۹۱ء' میں آپ کی تکفیر کی ایک وجہ آپ کا دعویٰ نبوت بیان کیا گیا۔اور لکھا گیا
'جو شخص آں حضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے (محدث ہی کیوں نہ کہلاتا ہو) وہ دجال وکذاب ہے'۔

(اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۸۰ بحوالہ تعارف روحانی خزائن جلد ۳ از حضرت مولانا جلال الدین شمس صفحہ نمبر xiv ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے اس اعتراض کا درج ذیل جو جواب دیا اس میں آپ نے اپنے مؤقف میں سرِ مو فرق نہ کیا۔
'سوال: رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے ؟
اما الجواب: نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے'۔۔۔محدثیت جو قرآنِ شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے'۔

(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۲۰۔۳۲۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

**دیئے گئے آخری حوالہ میں حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت:** کتاب کا آخری حوالہ نمبر ۲۵۷ (صفحہ نمبر ۲۳۴۔۲۳۵ کتاب ۲۵۷ حوالے) بالکل واضح ہے اس میں حقیقی نبوت کے دعویٰ سے ان الفاظ میں انکار ہے:

'یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا مَیں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ مَیں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور قبلہ بناتا ہوں اور شریعتِ اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آں حضرت ﷺ کی اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے، بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ مَیں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے'۔

(ایڈیٹر اخبارِ عام لاہور کے نام حضرت مسیح موعود کا خط تحریر فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر ۷۲۵ نیا ایڈیشن)

اور دعوی 'نبوت کا اثبات ان الفاظ میں ہے :

'جس بناء پر مَیں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا او کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانے کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو ، دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ۔ سو مَیں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر مَیں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو مَیں کیوں کر اس سے انکار کر سکتا ہوں ۔ مَیں اس پر قائم ہوں اور اس وقت تک جو مَیں اس دنیا سے گزر جاؤں'۔

(ایڈیٹر اخبارِ عام لاہور کے نام حضرت مسیح موعود کا خط تحریر فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر ۷۲۵ نیا ایڈیشن)

پس کتاب میں درج ان ۲۵۷ تحریریوں کے اوّل و آخر کی رو سے بھی آپ کا دعویٰ از ابتداء تا انتہاء ایک ہی رہا۔ صرف اس کا نام ابتداً محدث اور بعد میں امتی نبی ہوا۔

## ۱۵: حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے مقامِ نبوت پر اعتراضات اور ان کے جواب :

مخالفین حضرت مسیح موعود کے مقامِ نبوت کو مختلف جہت سے اعتراضات کا نشانہ بناتے ہیں۔ بار بار دہرائے جانے والے ایسے چند اعتراض اور ان کے جواب درج ذیل ہیں:

### ا۔ تدریجاً دعووں کا اعتراض :

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایک منصوبہ کے تحت چھوٹے درجہ سے بڑھاتے ہوئے بڑے دعویٰ کئے یعنی پہلے مجدد پھر محدث پھر مسیح موعود اور بالآخر نبی بلکہ صاحبِ شریعت نبی۔

**جواب اول۔ واقعاتی طور پر نادرست:** اس اعتراض کا آخری حصہ کہ حضرت مسیح موعود نے صاحبِ شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا محض جھوٹ ہے۔ جس کی کسی قدر تفصیل آگے آ رہی ہے۔ آپ کے دیگر دعاوی یعنی مجدد ، مسیح ، مہدی اور محدث بمعنی امتی نبی کم و بیش ایک ہی وقت کے ہیں اور سب کا ساتھ ساتھ اور یکساں اظہار ملتا ہے۔ جیسا کہ آپ کی ابتدائی کتب میں درج ذیل چند تحریروں سے ظاہر ہے۔

**مجدد ہونے کا دعویٰ:** i۔'کتاب براہینِ احمدیہ کو جس کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدیدِ دین تالیف کیا ہے'۔
(اشتہار مطبوعہ مارچ ۱۸۸۵ء مشمولہ سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد۲ صفحہ نمبر۳۱۹ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)
ii۔'مصنف کو اس بات کا علم بھی دیا گیا ہے کہ وہ مجددِ وقت ہے'۔
(اشتہار مطبوعہ مارچ ۱۸۸۵ء مشمولہ سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد۲ صفحہ نمبر۳۲۰ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)
iii۔تحریر مندرج ٹائٹل پیج فتح اسلام اور توضیح مرام مطبوعہ ۱۸۹۱ء
'رسالہ تالیف کردہ مجددِ دوراں و مسیح الزماں مرزا غلام احمد' (صفحہ نمبر ۱ اور ۴۹ روحانی خزائن جلد ۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)
iv۔'(مسیح کے) یہ تینوں کام خدائے تعالیٰ نے اس عاجز کے سپرد کئے ہیں اور حقیقت میں ابتداء سے یہی مقدر ہے کہ مسیح اپنے وقت کا مجدد ہوگا اور اعلیٰ درجہ کی تجدید کی خدمت خدائے تعالیٰ اس سے لے گا'۔ (ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۱۳۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

**مسیح موعود ہونے کا دعویٰ:** i۔'چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہتِ تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو شریک کر رکھا ہے'۔ (براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ نمبر۵۹۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)
ii۔'مصنف کو اس بات کا علم بھی دیا گیا ہے کہ وہ مجددِ وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے شدتِ مناسبت اور مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء ورسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر وافضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجبِ نجات وسعادت وبرکت اور اس کے برخلاف چلنا موجبِ بُعد وحرماں ہے'۔ (اشتہار مطبوعہ مارچ ۱۸۸۵ء مشمولہ سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد۲ صفحہ نمبر۳۲۰ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)
iii۔'عاجز مؤلف براہینِ احمدیہ حضرت قادرِ مطلق جلشانہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کی طرز پر کمال مسکینی، فروتنی وغربت و تذلل وتواضع سے اصلاحِ خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہِ راست سے بے خبر ہیں صراطِ مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دیتے ہیں) دکھاوے'۔
(خط مطبوعہ ۸ مارچ ۱۸۸۵ء بہمراہ اشتہار انگریزی مجموعۂ اشتہارات جلد اوّل صفحہ نمبر۲۵ ایڈیشن بار دوم)
iv۔'بعض حدیثوں میں جو استعارات سے پُر ہیں مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنے کیلئے بطور پیش گوئی بیان کیا گیا ہے۔۔۔جس سے مراد یہ ہے کہ۔۔۔ایک شخص اصلاحِ خلائق کے لئے دنیا میں آئے گا جو طبع اور قوت اور اپنے منصبی کام میں مسیح بن مریم کا ہم رنگ ہوگا اور جیسا کہ مسیح بن مریم نے حضرت موسیٰؑ کے دین کی تجدید کی۔۔۔ایسا ہی وہ مسیحِ ثانی، مثیلِ موسیٰ کے دین کی جو جناب ختم الانبیا ﷺ ہیں تجدید کرگا۔۔۔اب جو امر کہ خدائے تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود مَیں ہی ہوں' (ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۱۲۱۔۱۲۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

**مہدی ہونے کا دعویٰ** : مہدی ہونے کا دعویٰ دعویٰ مسیحیت میں شامل ہے کیونکہ بموجب حدیث **لا مھدی الا عیسیٰ** آپ کا یہ مذہب تھا کہ کہ مسیح کے ساتھ مہدی کوئی علیحدہ شخص نہیں ہوگا جیسا کہ فرمایا:
'دراصل یہ خیال بالکل فضول اور مہمل معلوم ہوتا ہے کہ باوجود یکہ ایک ایسی شان کا آدمی ہو کہ جس کو باعتبار باطنی رنگ اور خاصیت اس کی کے مسیح ابنِ مریم کہنا چاہئے دنیا میں ظہور کرے اور پھر اس کے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضروری ہو۔کیا وہ خود مہدی نہیں ہے؟ کیا وہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پا کر نہیں آیا؟ کیا اس کے پاس اس قدر جواہرات، خزائن واموال، معارف وحقائق نہیں ہیں کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں اور اس قدر ان کا دامن

بھر جائے جو قبول کرنے کی جگہ نہ رہے۔ (ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۳۷۸ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

**محدث / نبی ہونے کا دعویٰ:** i۔ ۱۸۸۴ء میں مطبوعہ براہینِ احمدیہ حصہ چہارم کے صفحۂ آخر پر 'ہم اور ہماری کتاب' کے زیرِ عنوان ایک نوٹ میں آپ نے اپنے روحانی تجربہ کا حضرت موسیٰؑ کے ہم رنگ ہونا بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا :

'قدرتِ الٰہیہ کی ناگاہ تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰؑ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابنِ عمران کی طرح اپنے خیالات کی شبِ تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردۂ غیب سے **اِنّی اَنَ رَّبُكَ** کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی'۔ (براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ نمبر۶۷۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ii۔ مارچ ۱۸۸۵ء میں آپ نے ایک اشتہار ۲۰ ہزار کی تعداد میں اردو اور ۸ ہزار کی تعداد میں انگریزی میں شائع کر کے ایک خط کے ساتھ معززین کو بھجوایا۔ اس میں آپ نے اپنے آپ کے مجددِ وقت اور مثیلِ مسیح ابنِ مریم کے اظہار کے ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا کہ آپ کو

'خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل ﷺ ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں'۔ (اشتہار مشمولہ کتاب سرمہ چشمہ آریہ روحانی خزائن جلد۲ صفحہ نمبر۳۲۰ نیا ایڈیشن نظارتِ اشاعت ربوہ)

iii۔ الہام الٰہی 'تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل' کی وضاحت میں آپ نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں تحریر فرمایا:

'امتی کا کمال ہے کہ اپنے نبی متبوع سے بلکہ تمام انبیائے متبوعین علیہم السلام سے مشابہت پیدا کرے یہی کامل اتباع کی حقیقت اور علّت غائی ہے جس کیلئے سورۃ فاتحہ میں دعا کرنے کیلئے ہم لوگ مامور ہیں'۔ (مجموعۂ اشتہارات جلد اوّل صفحہ نمبر۹۷ حاشیہ باردوم نظارت اشاعت ربوہ)

iv۔ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصداق لڑکے کے بارے میں اپنی اجتہادی غلطی کی وضاحت میں آپ نے تحریر فرمایا:

الف : 'اکثر نبیوں اور اولوالعزم رسولوں کو بھی اپنے مجمل مکاشفات اور پیشگوئیوں کی تشخیص و تعیین میں ایسی ہلکی ہلکی غلطیاں پیش آتی رہی ہیں' (اس تحریر کے حاشیہ میں آپ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ کی مثالیں دیں) (سبز اشتہار روحانی خزائن جلد۲ صفحہ نمبر۴۵۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ب : 'اجتہادی غلطی ایک ایسا امر ہے جس سے انبیاء بھی باہر نہیں'۔ (سبز اشتہار روحانی خزائن جلد۲ صفحہ نمبر۴۶۶ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

v۔ 'یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی میں نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوتِ تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ امورِ غیبیہ اس سے ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجبِ سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ متذکرہ امور اس میں پائے جائیں'۔ (توضیح مرام مطبوعہ ۱۸۹۱ء روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۶۰ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

vi۔ **' فاعلم ارشدك الله تعالىٰ انَّ النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوت '**

(توضیح مرام روحانی خزائن جلد۲ صفحہ نمبر۶۰ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: جان لے خدا تعالیٰ تجھے ہدایت دے کہ بے شک نبی محدث ہے اور محدث، نبوت کی قسموں میں سے ایک قسم رکھنے کے اعتبار سے نبی ہے۔

vii۔ تحریر مندرجہ ٹائٹل پیج ازالۂ اوہام مطبوعہ ۱۸۹۱ء

زیرِ الہام : 'دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا'

از تالیفات مرسل یزدانی و مامورِ رحمانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۱۰۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

viii۔ 'اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔۔۔قرآنِ شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے'۔ (ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۳۲۰۔۳۲۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ix۔'اس (آنے والے مسیح) کو امتی بھی کہا اور نبی بھی۔۔۔اسی لئے خدائے تعالیٰ نے براہینِ احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی'۔

(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۳۸۷ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

x۔ 'خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی ﷺ کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوتِ محمدیہؐ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوتِ تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں داخل ہے جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے'۔ (ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۴۱۰۔۴۱۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

پس اپنے مامور من اللہ ہونے کے منصب کے لئے مجدد ، مثیلِ مسیح ، مسیح موعود اور محدث کے الفاظ آپ نے کم وبیش ہمیشہ ہی استعمال فرمائے۔ نیز اس مقام کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی فیض رسانی کا ثمرہ بھی ہمیشہ ہی قرار دیا اور اسی حیثیت کو بعد میں آپ نے امتی نبی فرمایا۔

**جواب دوم : سنتِ رسول کے تابع اظہارِ مراتب :**

اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب مشیئت تھی کہ ان الہامات کے درج کرنے کے باوجود جن میں آپ کو مسیح ابنِ مریم فرمایا گیا۔ براہینِ احمدیہ میں آپ نے حیاتِ مسیح کا رسمی عقیدہ بھی درج فرمادیا۔ پھر براہینِ احمدیہ ہی میں شائع شدہ الہامات میں آپ کو نبی اور رسول فرمایا گیا لیکن آپ اس معروف تعریف کے تحت کہ نبی کا صاحبِ شریعت ہونا اور غیر امتی ہونا لازمی ہے اپنے اس مقام کو محدث، جزئی نبوت اور نبوتِ ناقصہ کے ناموں سے پکارتے رہے۔تاوقتیکہ دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے بارش کی طرح نازل ہوتے الہامات نے بالآخر آپ کی رائے کو بدلا اور آپ نے مسیح موعود اور امتی نبی کے دعوے فرمائے ایسا ہونے کی ایک حکمت غالباً یہ تھی کہ اس میدان میں بھی آپ کا طرزِ عمل اپنے آقا آں حضرت ﷺ کے ہم رنگ ہوجائے۔

**آں حضرت ﷺ کا اپنے مقام کا تدریجاً اظہار:** آں حضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ میں ہی آپ کو یہ فرمایا گیا کہ:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا (سبا ۳۴:۲۹)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کیلئے بشیر اور نذیر بنا کر۔

یہ ایک ایسی فضیلت تھی جو اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی کیونکہ وہ سب اپنی اپنی اقوام اور علاقوں کیلئے مبعوث ہونے تھے۔اس کے باوجود آپ نے مختلف مواقع پر صحابہؓ کو اپنے آپ کو دوسرے انبیاء سے بہتر کہنے سے روکا۔جیسا کے درج ذیل احادیث سے ظاہر ہے۔

لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ (بخاری بشرح الکرمانی جلد ۲۴ کتاب الدیات صفحہ نمبر۳۹ باب نمبر۶۵۰۳ دارلاحیاء بیروت لبنان)

ترجمہ: مجھے انبیاء کے اوپر ترجیح نہ دو یا میرے اور (گزشتہ) انبیاء کے مقام میں فرق نہ کرو۔

**لَا تُفَضِّلُونِي عَلَىٰ يُونُسَ بْنِ مَتَّىٰ**

(تاویل مختلف الحدیث از حضرت امام ابنِ قتیبہؒ بتحقیق علامہ محی الدین اصغر صفحہ نمبر ۱۸۲ الکتب الاسلامی دارالاشراق)

ترجمہ: مجھے یونس بن متیٰ پر فضیلت نہ دو۔

«لا تخيروني على موسى» (صحیح بخاری جلد۲ صفحہ نمبر۲۰۹ بحوالہ الحق المبین از حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری صفحہ نمبر۲۰۴)

ترجمہ: مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔

جب کسی شخص نے آپ کو خَيْرَ الْبَرِيَّةِ یعنی سب مخلوق سے افضل کہا تو آپ نے فرمایا:

ذَاكَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام

ترجمہ: وہ ابراہیمؑ تھے۔

(صحیح مسلم جلد دوازدہم کتاب فضائل باب فضائل ابراہیم خلیل علیہ السلام صفحہ نمبر۲۸۰ شائع کردہ نور فاؤنڈیشن فضل عمر پرنٹنگ پریس انڈیا طبع اوّل ۲۰۱۲ء)

آپ پر اپنی افضلیت کی کامل حقیقت وفات سے پانچ سال پہلے ۵ھ میں اس وقت منکشف ہوئی جب آیت خاتم النبیین نازل ہوئی۔ تب آپ ﷺ نے تمام انبیاء پر اپنی فضیلت کی جو باتیں گنوائیں ان میں پانچویں نمبر پر اس مکی آیت کا مضمون رکھا اور فرمایا:

ارسلت الى الخلق كافة (بخاری و مسلم باب فضائل)

ترجمہ: مجھے تمام خلقت کی طرف بھیجا گیا ۔

اور ایک فضیلت آیت خاتم النبیین کے حوالہ سے فرمائی کہ **ختم بی النبیون** (مسلم باب فضائل)۔ کہ مجھے انبیاء کا خاتم بنایا گیا ہے۔

اور غالباً اسی زمانہ میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا: لو كان موسى وعيسى حيين لما وسعهما إلا اتباعي

(تفسیر ابنِ کثیرؒ سورت آل عمران زیرِ آیت وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ جلد۱ صفحہ نمبر۳۷۸ مکتبہ توفیقیہ سیّد الحسنین)

ترجمہ: کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر انہیں چارہ نہ ہوتا۔

پس جس طرح اپنے مقام کے انتہاء کی حقیقت آں حضرت ﷺ پر تدریجاً ظاہر ہوئی اور آپ کے سب سے بڑے مقام کا اظہار نبوت کے اٹھارویں سال میں ہوا۔ اور آپ ﷺ نے بھی الہام کے تابع اپنے مقام کو اولاً کم تر بتایا اور بعد میں پورے طور پر۔ بالکل اسی کے تابع مشیتِ الٰہی نے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) پر بھی آپ کے مقام کا اظہار تدریجاً کیا۔ اور مسیح موعود ہوتے ہوئے بھی آپ کچھ عرصہ حضرت مسیح ناصری کی آمد کے قائل رہے اور مقامِ امتی نبوت پا کر بھی آپ نے بعض دفعہ دعویٰ نبوت کا انکار کیا یا اس سے کم تر درجہ اختیار کیا۔

پس یہ امر غلام کے آقا کے ہم رنگ ہونے کا ایک اور اظہار ہے نہ کہ جائے اعتراض۔

**۲۔ بہت سے دعووں کا اعتراض :**

بعض دفعہ اس بات کو محلِ اعتراض بنایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے خود کو مجدد، محدث، مہدی، مسیح، امتی نبی کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سے نبیوں جیسا ہونے اور کرشن ہونے کے بہت سے دعوے بھی کئے۔

**جواب** : اس اعتراض کے پہلے حصہ کا جواب تو اس حصۂ مضمون میں بیان ہو چکا ہے جس میں مجدد، محدث اور نبی کے دعویٰ کی وضاحت ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ نبی محدث بھی ہوتا ہے اور مجدد بھی۔ اس لئے یہ کوئی علیحدہ علیحدہ دعاوی نہیں بلکہ ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ محدث کے نام کا استعمال اس وقت ہوا جب حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نبوت کی ایک مروجہ تعریف کے تحت اپنے مقام کو نبی کہنے سے احتراز فرماتے تھے۔

پھر جب آپ کے مقامِ نبوت کو الہام الٰہی میں مسیح ابنِ مریم کا نام دیا گیا اور فرمایا گیا:

'مسیح بن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے'۔

(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۴۰۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

'**جَعَلنَاكَ المَسيحُ بنِ مَريَم** ہم نے تجھ کو مسیح ابنِ مریم بنایا'۔(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ نمبر۴۴۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

تو آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرما دیا۔

پیشگوئیوں میں مسیح اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام تھے جیسا کہ حدیثِ رسول ﷺ ہے :

وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ (سنن ابنِ ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزماں جلد۲ صفحہ نمبر۱۳۴۱ شائع کردہ عیسیٰ البابی وشرکاء )

ترجمہ: عیسیٰ کے سوا کوئی مہدی نہیں۔

اس لئے مسیح کے دعویٰ کے ساتھ مہدی کا دعویٰ لازم ٹھہرا۔

ایک عرصہ تک مسلمانوں، عیسائیوں، آریوں اور سکھوں کو مخاطب رکھنے کے بعد آپ نے پہلی مرتبہ نومبر ۱۹۰۴ء میں کرشن ہونے کا دعویٰ ان الفاظ میں فرمایا:

'جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی مَیں ہندوؤں کیلئے بطور اوتار ہوں۔۔۔جیسا کہ مَیں مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کے رو سے مَیں وہی ہوں' (لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ نمبر۲۲۸ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

پھر چونکہ امت کے موعود کی علامتوں میں ایک یہ قرآنی پیش خبری تھی کہ:

وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ۝ (مرسلات ۷۷:۱۲)

ترجمہ: اور جب رسول مقررہ وقت پر لائے جائیں گے۔

یعنی جو موعود آئے گا اس کا آنا گزشتہ سب رسولوں کا آنا ہوگا اور اس کی سعی سے ان انبیاء کی امتیں آں حضرت ﷺ پر ایمان لا کر آپ ﷺ کی امت میں داخل ہوں گی تا مختلف قوموں کے درمیان فیصلہ ہو۔

اسی پیش گوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے اپنے آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا اور الہامات :

انی لا یخاف لدیّ المرسلون، اور كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِيْ کے حوالے سے فرمایا:

'اس وحیٔ الٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہینِ احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ مَیں آدم ہوں، مَیں شیث ہوں، مَیں نوح ہوں، مَیں ابراہیم ہوں، مَیں اسحٰق ہوں، مَیں اسمٰعیل ہوں، مَیں یعقوب ہوں، مَیں یوسف ہوں، مَیں موسیٰ ہوں، مَیں داؤد ہوں، مَیں عیسیٰ ہوں اور آں حضرت ﷺ کے نام کا مَیں مظہرِ اتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمد اور احمد ہوں'۔(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۷۶ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

**۳۔آں حضرت ﷺ کی برابری یا افضلیت کے اظہار کا جھوٹا الزام :**

جماعت مخالف لٹریچر میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی بعض تحریروں میں سے بلا سیاق وسباق جملے نقل کر کے اور ان میں اپنی مفید مطلب ایزدیاں کر کے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ گویا آپ نے آں حضرت ﷺ کی بعثتِ ثانیہ کے اس دور کی برکات وفتوحات کو خود سے منسوب کر کے انہیں بہتر کہا ہے اور اپنی

بڑائی کی ہے۔ یہ محض ایک جھوٹا الزام ہے اور حقیقتِ حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ جیسا کہ درج ذیل سے خوب ظاہر ہے۔

**جواب اول۔ مسیح موعود کے وقت غلبۂ دین:** قرآنِ کریم میں تین جگہ آں حضرت ﷺ کی بعثت کی یہ غرض قرار دی گئی ہے کہ:

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (توبہ ۳۳:۹) ، (فتح ۲۹:۴۸) ، (صف ۱۰:۶۱)

ترجمہ: وہ اسے (اسلام کو) تمام ادیان پر غالب کردے۔

گزشتہ بزرگانِ امت کے نزدیک یہ غلبہ مسیح موعود کے ذریعہ ہونا تھا جیسا کہ درج ذیل تحریروں سے ظاہر ہے۔

i۔ حضرت امام فخر الدین رازیؒ نے ان آیات میں سے ایک کی تفسیر میں لکھا ہے:

**'روی عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ انہ قال .ھذا وعد من اللہ بانہ تعالی یجعل الاسلام عالیا علی جمیع الادیان و تمام ھذا انما یحصل عند خروج عیسی و قال السدی ذلک عند خروج المھدی'**

(تفسیر رازی جزو نمبر ۱۶ تفسیر سورۃ توبہ صفحہ نمبر ۴۰ زیرِ آیت ھذا عنوان الوجہ الثانی بحوالہ راہِ ھُدیٰ از ایم کے خالد صفحہ نمبر ۱۱۳ مطبوعہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لیمیٹڈ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اس آیت میں وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دینوں پر اسلام کو غالب کردے گا اور اس وعدہ کی تکمیل مسیح موعود کے وقت میں ہوگی اور سدی کہتے ہیں کہ یہ وعدہ مہدی موعود کے زمانہ میں ہوگا۔

ii۔ تفسیر قرطبی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے:

**قال ابو ھریرۃ و الضحاک ھذا عند نزول عیسی علیہ السلام و قال السدی ذاک عند خروج المھدی**

**(تفسیر قرطبی جزو نمبر ۸ سورۃ توبہ زیر آیت ھذا صفحہ ۱۲۱)**

iii۔ اسی طرح علامہ محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں سورۃ توبہ اور سورۃ فتح ہر دو کی تفسیر میں اس وعدہ کی تکمیل مسیح موعود کے زمانہ میں بتائی ہے:

**"و قیل ان تمام ھذا الاعلاء عند نزول عیسی"** (روح المعانی جزو نمبر ۲۶ سورۃ الفتح صفحہ نمبر ۱۱۶ زیرِ آیت ھذا)

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے غلبۂ دین کی اس خبر کو قرآنِ کریم میں مذکور آں حضرت ﷺ کی بعثتِ ثانیہ کی خوش خبری سے منسلک فرمایا اور اس حقیقت کو مختلف پیراؤں میں بیان فرمایا۔ ان تحریروں کا سیاق وسباق کے ساتھ مطالعہ از خود ایسے الزام کی نفی کردیتا ہے۔

**جواب دوم:** حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے آں حضرت ﷺ کی بڑی شان بیان فرمائی ہے اور انہیں اوّلین وآخرین میں سب سے بہتر اور اپنا سردار کہتے ہوئے فرمایا ہے کہ

i۔ ولما کان شان المسیح المحمدی کذالک فما اکبر شان نبی ھو امتیہ

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ نمبر ۱۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: جب مسیحِ محمدی کی یہ شان ہے تو اس نبی ﷺ کی شان کتنی بلند ہوگی جس کی امت کا یہ ایک فرد ہے۔

ii۔ 'آں حضرت ﷺ خیر الاوّلین والآخرین ہیں'۔ (خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ نمبر ۲۳ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

iii۔'میری رحمت میرے سرداراحمد ﷺ کی طرح جوش میں ہے'۔(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد۱۶ صفحہ نمبر۶۲ حاشیہ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)
خطبہ الہامیہ کے مندرجہ بالا تین جملہ اس منفی تاثر کا کافی جواب ہیں جو اسی کتاب سے لئے گئے اقتباسات کو خود ساختی عناوین اور ایزادیوں کے ساتھ کتابچہ 'قادیانیوں کو دعوتِ اسلام' از مولوی محمد یوسف لدھیانوی شائع کردہ مجلس ختمِ نبوت ملتان کے صفحہ نمبر ۲۴۔۲۵ پر عقیدہ نمبر ۱ ، ۲ ، ۳ اور ۵ کے تحت درج کر کے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

**جواب سوم۔خادمانہ حیثیت:** حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) آں حضرت ﷺ کے کامل مطیع اور فرمانبردار تھے آپ نے اپنے آپ کو ہمیشہ آں حضور ﷺ کا غلام سمجھا اور اپنی اس خادمانہ حیثیت کا بار بار برملا اظہار کیا ہے اور ہر برکت اور فیض کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے جو کسی بھی ایسے الزام کے لئے کوئی امکان نہیں چھوڑتے کہ نعوذ باللہ آپ نے اپنے آپ کو کہیں آں حضرت ﷺ سے برابری کا سوچا بھی ہو کجا یہ کہ بہتر ہونے کا۔
ایسی چند تحریرات درج ذیل ہیں:

i۔ ؎ اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ نمبر ۴۵۶)

ii۔ ؎ ایں چشمہ رواں کہ خلقِ خدا دہم
یک قطرہ بحرِ کمالِ محمدؐ است
(اخبار ریاض الہند امرتسر مؤرخہ یکم مارچ ۱۸۸۴ء)

ترجمہ از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب : یہ دریائے رواں جو مَیں مخلوقِ خدا کو دے رہا ہوں۔ یہ محمدؐ کے کمالات کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔ (درثمین فارسی صفحہ نمبر۱۳۰ مطبوعہ لاہور آرٹ پریس لاہور)

iii۔ 'میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے'۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۶۴۔۶۵ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

iv۔ 'وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محرومِ ازلی ہے۔ ہم کیا چیزیں ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافرِ نعمت ہوں اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے پائی۔ زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۱۱۹ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

**۴۔دو محمد رسول اللہ :**

بغرض اشتعال انگیزی یہ وہ عنوان ہے جو مولوی یوسف لدھیانوی صاحب نے اپنے کتابچہ 'قادیانیوں کو دعوتِ اسلام' کی فصل اوّل کا رکھا ہے اور اس میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے اپنے آپ کو قرآنِ کریم میں مذکور آں حضرت ﷺ کی دوسری بعثت کی پیش گوئی کا مصداق قرار دینے کو یہ خلافِ واقعہ

رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔

**جواب۔دو بعثتیں : ایک قرآنی پیش گوئی** :آں حضرت ﷺ کی دوسری بعثت ایک قرآنی پیش گوئی ہے جیسا کہ فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا (جمعہ ۶۲:۳)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تم لوگوں میں ایک رسول مبعوث کیا۔

پھر اگلی آیت میں فرمایا : وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (جمعہ ۶۲:۴)

ترجمہ: اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔

یعنی آں حضرت ﷺ کی دو بعثتیں ہیں۔اوّل امیین اور دوسری آخرین میں۔

ان آخرین کی نشان دہی درج ذیل اس حدیث سے ہو جاتی ہے جس میں آں حضرت ﷺ نے انہیں حضرت سلمان فارسیؓ کے قوم سے قرار دیا:

وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ یَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: «لَوْ كَانَ الْإِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ، أَوْ رَجُلٌ، مِنْ هَؤُلَاءِ

( صحیح بخاری،،باب تفسیر القرآن زیر آیت وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ۔۔۔جلد 3، صفحہ 1560 مکتبہ العصیر یہ بیروت )

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان فارسیؓ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا جائے گا تو ان میں سے ایک شخص یا چند اشخاص اُسے دوبارہ قائم کر دیں گے۔

یہ خبر آں حضرت ﷺ کے بنفسِ نفیس دوبارہ آنے کی خبر نہ تھی۔مولوی لدھیانوی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ

'تیرہ صدیوں میں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ آں حضرت ﷺ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے'۔

(قادیانیوں کو دعوتِ اسلام از مولوی یوسف لدھیانوی صاحب صفحہ نمبر ۸ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

**بزرگانِ سلف کا یہی عقیدہ تھا:** گو یہ حقیقت ہے کہ اس دوسری بعثت کی پوری حقیقت حضرت مسیح موعود نے وضاحت سے بیان فرمائی لیکن اجمالاً پہلے بزرگ بھی یہ بیان کرتے رہے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی یہ تحریرات:

i۔ اعظم الانبیاء شاناً من لہ نوع اخر من البعث ایضاً

(حجۃ اللہ البالغہ از حضرت شاہ ولی محدث دہلویؒ جلد اوّل صفحہ نمبر ۸۳ باب حقیقۃ النبوۃ وخواصھا مطبوعہ مصر ۱۲۸۴ھ)

ترجمہ: شان میں سب سے بڑا نبی وہ ہے جس کی ایک دوسری قسم کی بعثت بھی ہوگی۔

**ii۔ اما الحقیقی فعلی ضروب ۔۔و تارۃ اخری بان تشتبك بحقیقۃ رجل من الہ اولمتوسلین الیہ کما وقع نبینا بالنسبۃ الی ظھور المھدی**

(تفہیماتِ الٰہیہ از حضرت شاہ ولی محدث دہلویؒ جزو ثانی تفہیم نمبر ۲۲۸ ناشر صفحہ نمبر ۱۹۸ مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور ۱۹۳۶ء)

ترجمہ: حقیقی بروز کی کئی اقسام ہیں۔۔۔کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک شخص کی حقیقت میں اس کی آل یا اس کے متولین داخل ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کی مہدی سے تعلق میں اس طرح کی بروزی حقیقت وقوع پذیر ہوگی۔

**iii۔ بزعم العامۃ انہ اذا نزل الی الارض کان و احدا من الامۃ کلا بل ھو شرح للاسم الجامع المحمدی و نسخۃ**

**منتسخة منه** (الخیرالکثیر از حضرت شاہ ولی محدث دہلویؒ صفحہ نمبر۲۷ مطبوعہ بجنور)

ترجمہ: عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو صرف ایک امتی ہوگا۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسمِ جامعِ محمدیؐ کی پوری تشریح ہوگا اور اس کا دوسرا نسخہ (True Copy) ہوگا۔

اس لئے یہ کہنا کہ 'یہ عقیدہ سب سے پہلے مرزا صاحب نے اختراع کیا'۔

(قادیانیوں کو دعوتِ اسلام از مولوی یوسف لدھیانوی صاحب صفحہ نمبر ۸ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

بالکل خلافِ واقعہ اور نادرست ہے۔

**دوسری بعثت ، دوسرا وجود** : بزرگانِ سلف امت میں آنے میں مسیح اور مہدی کو ہی اس پیش گوئی کا مصداق گردانتے رہے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی مندرجہ بالا تحریرات سے ظاہر ہے اور سلسلہ انبیاء میں ایک نبی کی دوبارآمد کی خبر دوسرے وجود کے ذریعہ ہی پوری ہوتی ہے اس کی ایک مثال بائبل میں حضرت ایلیاؑ کے آسمان پر جانے اور دوبارہ آنے کی درج ذیل اخبار ہیں :

'ایلیا بگولے میں آسمان پر چلا گیا' (۲ سلاطین ۲:۱۱)

'دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا'۔ (ملاکی ۴:۵)

لیکن یہ خبر حضرت یوحنا (یحییٰؑ) کے ذریعہ پوری ہوئی اور حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا:

'مَیں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آچکا اور انہوں نے اسے نہیں پہچانا'۔ (متی ۱۷:۱۲۔۱۳)

**مختلف وجود ، مختلف سوانح** : جب وجود مختلف ہوں گے تو سوانح بھی مختلف ہوگی۔ جیسے حضرت یوحنا (یحییٰؑ) جو حضرت ایلیاؑ کی بعثتِ ثانیہ تھے لیکن ان کا نام، والد، والدہ کا نام اور دیگر کوائف حضرت ایلیا سے مختلف تھے۔ اس لئے مولوی لدھیانوی صاحب کا اپنے کتابچہ میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے حالاتِ زندگی کا آں حضرت ﷺ کی سوانحِ مبارکہ سے تقابل اور اس پر ۲۴ (۱۶ + ۸) سوال اٹھانا (صفحہ نمبر ۳۴۔۳۵ مذکور کتاب) محض بے جا ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ ایسے ہی سوال یہود نے حضرت یوحنا (یحییٰؑ) کی بابت حضرت عیسیٰؑ سے کئے ہوں اور اسی تمسخر کے ہاتھوں ہزاروں سال تک دیوارِ گریہ ان کا مقدر رہا ہو۔

**تکمیلِ اشاعتِ دین** : حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) فنافی الرسول، ظل اور بروز کے طور پر اس پیش گوئی کے مصداق ہوئے۔ چونکہ آں حضرت ﷺ کی دوسری بعثت تکمیلِ اشاعتِ دین کی غرض سے مقدر تھی۔ اس سبب اس کے لئے درکار روحانی تجلیات جو حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) پر ہوئیں اصل میں آں حضرت ﷺ کی روحانی فیض رسائی کا کرشمہ ہی تھیں کہ

؎ شاگرد نے جو پایا اُستاد کی دولت ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی وہ تحریرات جن میں آپ نے آں حضرت ﷺ کی اس بعثتِ ثانیہ کو پہلے سے اقویٰ، اکمل اور اشد فرمایا (خطبۂ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ نمبر ۲۷۲) یا آں حضرت ﷺ کی روحانیت کے اس زمانہ میں ظہور کو پوری تجلی قرار دیا (خطبۂ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ نمبر ۲۶۶) یا اس مقدر فتح کو پہلے سے بہت بڑی اور زیادہ کہا۔ (خطبۂ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ نمبر ۲۸۸) یا اس زمانہ کو زمان البرکات کا نام دیا (مجموعۂ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر ۴۰۶ حاشیہ) یا اسلام کی ترقی کو ہلال سے بدر کے سفر سے تعبیر کیا (خطبۂ الہامیہ روحانی خزائن جلد

۱۶ صفحہ نمبر ۲۷۵) یہ سب اور ایسے ہی دیگر تمام ارشاد اسی تناظر میں ہیں اور آں حضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کی تکمیل کی نوید لئے ہوئے ہیں۔ پس ان پر اعتراض کرنا اور انہیں 'مکی بعثت پر قادیانی بعثت کی فضیلت' (کتابچہ قادیانیوں کو دعوتِ اسلام از مولوی یوسف لدھیانوی صفحہ نمبر ۲۷) کا نام دینا ایک خلافِ واقعہ امر اور بظاہر محض بغرض اشتعال انگیزی ہے۔ یہ بعثتِ ثانیہ بھی آں حضرت ﷺ کا فیضان ہے اور اسے علیحدہ نام دینا اور علیحدہ دَور کہنا اس خدائی اسکیم کی نفی ہے جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا اور قرآنِ کریم میں اس کی بشارت دی اور آں حضرت ﷺ نے صحیح بخاری میں درج اپنے ارشادِ مبارک کے ذریعہ اس موعود کی نشان دہی فرمائی۔

**ظل اور بروز کی حقیقت** :ظل اور بروز، صاحبِ بروز کی پوری تصویر ہوتا ہے اور اس کے تمام کمالات بروز میں منعکس ہوتے ہیں اور کوئی دوئی باقی نہیں رہتی۔ تب بھی وہ ظل اور بروز ہی ہوتا ہے اور اصل ، اصل ہی رہتا ہے۔ ماضی سے اس کی مثال دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے فرمایا: 'جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا یشوعا بروز تھا'۔ (ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۱ء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۱۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)
حضرت یشوعا ، حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ ضرور تھے لیکن حضرت موسیٰؑ ان سے کہیں زیادہ صاحبِ فضیلت اور صاحبِ شریعت نبی تھے اور دونوں ہرگز ہم مرتبہ نہ تھے یوں بروز صاحبِ بروز کے زیادہ سے زیادہ ایک لائق شاگرد کا درجہ رکھتا ہے۔

**بروزِ محمدیؐ کا دعویٰ** : حضرت مسیح موعود کا بروزِ محمدی ہونے کا اظہار بھی ایسا ہی ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو ہمیشہ آں حضرت ﷺ کے ایک خادم ، تابع ، مطیع ، اور عاشق کے درجہ پر رکھا۔ جو کچھ پایا اُسے آقا کا فیض گردانا اور یہی اعلان فرمایا کہ:

؎ وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۴۵۶ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

اور اپنے ماننے والوں کو بھی یہی سکھایا کہ 'تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ'۔

(کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ نمبر ۱۳۔۱۴ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

**بعینہٖ محمد رسول اللہ ﷺ**: پس درجہ کے اس فرق کے اس واضح اظہار کے ہوتے ہوئے محض بروزی طور پر بعینہٖ محمد رسول اللہ کے الفاظ کے استعمال میں کوئی وجہِ اعتراض نہیں۔ اپنے فنافی الرسول کے مقام کے لئے یہ اظہار ویسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا آں حضرت ﷺ کو مخاطب کر یہ فرمانا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ (فتح ۴۸ : ۱۱)

ترجمہ: وہ لوگ جو تری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ۚ (انفال ۸: ۱۸)

ترجمہ: اور جب تو نے پتھر پھینکے تھے تو تُو نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ نے پھینکے تھے۔

آں حضرت ﷺ کو یوں اللہ کہا جانا بصورتِ بروز ہی ہے اور کوئی اشتباہ پیدا نہیں ہوتا۔ پس بروز تمام تر اشتراک کے باوجود ایک غیر برابر وجود ہی رہتا ہے اور اصل، اصل ہی، دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ ایک آقا ہے دوسرا غلام، ایک استاد ہے دوسرا شاگرد۔ حضرت یوشعؑ کے حضرت موسیٰؑ کا بروز ہونے کی مثال اس

تعلق کی خوب وضاحت کر دیتی ہے۔

اب جب برابری ہی ناممکن ہے تو بروز کا صاحبِ بروز سے آگے بڑھنا تو صریحاً غیر ممکن ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود کی بعض تحریرات سے یہ تاثر دینے کی کوششیں محض عبث ہیں۔ ایسی تمام تحریرات کو ان کے صحیح تناظر میں دیکھا جانا چاہئے اور ان کی عشقِ رسول سے معمور دیگر سینکڑوں ارشادات کی روشنی میں توجیہہ کی جانی چاہئے۔

**جواب دوم ۔آپ کا عشقِ رسول ﷺ:** آپ کے قلب صافی سے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے محبت اور پیار کے دریا بہتے نظر آتے ہیں۔ اس باب میں آپ کی عاشقانہ اور عارفانہ تحریروں اور اشعار کا کوئی ثانی نہیں۔ اور نہ کوئی اور ہوا ہے جس نے آج تک اس بلند اور اعلیٰ طریق پر محبت کا اظہار کیا ہو۔ یہ کلام اس امر کا قطعی ثبوت ہیں کہ آں حضرت ﷺ کی عظمت و بڑائی آپ کے تصورات کی معراج تھی اور آپ اپنے آپ کو آں حضور ﷺ کا محض ایک خادم جانتے تھے۔ اس لئے اس کے برعکس کوئی اعتراض محض ایک جھوٹا الزام ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔ آپ کی ان عاشقانہ تحریروں اور منظوم اظہار میں سے بعض پہلے بھی درج ہوئے ہیں اور چند مزید درج ذیل ہیں۔

۱۔ 'اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور تم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں'۔ (براہینِ احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ نمبر ۵۵۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳، ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۲۔ ؎ بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم  گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۸۵، ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب: خدا کے بعد مَیں محمد ﷺ کے عشق میں سرشار ہوں اگر یہی کفر ہے تو بخدا مَیں سخت کافر ہوں۔ (درِثمین فارسی صفحہ نمبر ۱۴۹ مطبوعہ لاہور آرٹ پریس لاہور)

۳۔ وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو ۔۔۔ وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ نمبر ۱۶۰۔۱۶۱، ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۴۔ ؎ **انظر الیٰ برحمة و تحنّن  یا سیّدی انا احقر الغلمان**

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ نمبر ۵۹۴، ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: (اے میرے محبوب) مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر کیجئے  اے میرے آقا مَیں آپ کا ناچیز غلام ہوں

۵۔ ؎ یَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً  فِیْ مُهْجَتِیْ وَ مَدَارِکِیْ وَ جَنَانِیْ

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ نمبر ۵۹۴، ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: اے میرے محبوب تیری محبت میری جان اور میرے حواس اور میرے دِل میں سرایت کر چکی ہے۔

۶۔ ؎ جِسْمِیْ بَطِیْرُ اِلَیکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا  یالیتَ کَانَتْ قُوَّةُ الطَّیَرَانِ

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ نمبر ۵۹۴، ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: (اے میرے معشوق) تیرا عشق میرے جسم پر کچھ اس طرح غلبہ پا چکا ہے (کہ وفورِ جذبات کی وجہ سے) وہ تیری

طرف اڑا جاتا ہے ۔ کاش مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی (اور مَیں اُڑ کر تیرے پاس پہنچ جاتا)۔

۷۔ ؎ یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا  فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٍ

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد۵ صفحہ نمبر ۵۹۴،ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: اے میرے ربّ ! تو اپنے نبی ﷺ پر اس جہاں میں بھی ہمیشہ رحمتیں نازل فرما اور دوسرے جہاں میں بھی۔

۸۔ ’آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبیٔ اُمّی ﷺ کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا‘۔

(سراجِ منیر روحانی خزائن جلد۱۲ صفحہ نمبر۸۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۹۔ ؎ سرے دارم فدائے خاکِ احمد  دلم ہر وقت قربانِ محمد

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ نمبر۳۸۲،ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

ترجمہ: میرا سر احمد ﷺ کی خاک پر فدا ہے  اور میرا دل ہر وقت محمد ﷺ پر قربان ہے

۱۰۔ ؎ وانّی لظلّیِ ان یخالف اصلہ * فمافیہ فی وجھی یلوح ویزھر

اور سایہ (ظل) کیوں کر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے  پس وہ روشنی جو اس میں ہے مجھ میں چمک رہی ہے

(اعجازِ احمدی روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ نمبر۱۸۳ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۱۔ ’یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدراج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنی سیّدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ‘ ۔

(چشمۂ مسیحی روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ نمبر۳۵۴،ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۲۔ مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے ۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا ۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۱۱۸۔۱۱۹،ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۳۔’جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آں حضرت ﷺ کے معجزات ہیں‘۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ نمبر۴۶۹ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۴۔ دنیا میں کروڑہا پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ نمبر۳۰۱،ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

۱۵۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جس سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد ﷺ کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ۔

(مجموعۂ اشتہارات جلد دوم صفحہ نمبر ۹ نیا ایڈیشن)

۱۶۔ ’ہم پر جو اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں یہ سب رسولِ اکرم ﷺ کے فیض سے ہی ہیں۔ آں حضرت ﷺ سے الگ ہو کر ہم سچ کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں اور خاک بھی نہیں۔آں حضرت ﷺ کی عزت اور مرتبہ دل میں اور ہر رگ و ریشہ میں ایسا سمایا ہے کہ ان کو اس درجہ سے خبر تک بھی نہیں۔کوئی ہزار تپسیا کرے،

جپ کرے، ریاضتِ شاقہ اور محنتوں سے مشتِ استخوانی ہی کیوں نہ رہ جاوے مگر ہرگز کوئی سچا روحانی فیض بجز آں حضرت ﷺ کی پیروی اور اتباع کے کبھی میسر آ سکتا ہی نہیں اور ممکن ہی نہیں'۔(ارشاد فرمودہ ۴ مئی ۱۹۰۸ء ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر ۶۱۱ نیا ایڈیشن)

**۶۔ظل اور بروز کی اصطلاح پر اعتراض :**

لدھیانوی صاحب نے اپنے کتابچہ میں یہ تاثر دینے کی بھی کوشش کی ہے کہ گویا ظل اور بروز غیر اسلامی تصور ہے۔

**جواب:** یہ اعتراض بے جا ہے کیونکہ بزرگانِ سلف کے بہت سے ارشاد ایسے موجود ہیں جو اس تصور کے عین اسلامی ہونے کی تائید کرتے ہیں۔ان میں مولوی صاحب کے پیر و مرشد مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بھی شامل ہیں جن کا ارشاد ہے:

'انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکسِ محمدیؐ ہے'۔

(تحذیر الناس از مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صفحہ نمبر ۵۳ مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کورنگی کراچی)

یہ تحریر ماضی اور مستقبل دونوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔اور ظل اور بروز کے تخیّل کے اسلامی ہونے پر کافی دلیل ہے۔

بروز کا تصور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے درج ذیل ارشاد سے واضح ہے جس میں مسیح موعود کو اسمِ جامع محمدی اور اس کو دوسرا نسخہ قرار دیا گیا ہے۔

**بزعم العامة انه اذا نزل الی الارض کان و احدا من الامة کلا بل هو شرح للاسم الجامع المحمدی و نسخة منتسخة منه** (الخیر الکثیر از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ صفحہ نمبر ۷۲ مطبوعہ بجنور)

ترجمہ: عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو صرف ایک امتی ہوگا۔ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسمِ جامعِ محمدیؐ کی پوری تشریح ہوگا اور اس کا دوسرا نسخہ (True Copy) ہوگا۔

پس یہ اعتراض باطل ہے۔

**۷۔اعتراض بابت نزول آیاتِ قرآنیہ :**

حضرت مسیح موعود پر چند آیاتِ قرآنیہ کے بطور الہام نزول کو بعض دفعہ لاعلمی کے سبب وجہ اعتراض بنایا جاتا ہے۔

**جواب:** اولیاء پر آیات قرآنیہ کا بطور الہام نزول ہوتا رہا ہے۔ایسا ہونے کی حکمت حضرت امام محی الدین ابنِ عربیؒ نے یوں بیان فرمائی ہے:

**تنزّل القران علی قلوب الاولیاء ماانقطع مع کونه محفوظاً لهم ولکن لهم ذوق الانزال وهذا البعضهم**

(فتوحاتِ مکیہ از حضرت امام ابنِ عربیؒ جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۵۸ باب ۱۵۹ فی مقام الرسالة البشریہ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: قرآن کا نزول اولیاء کے قلوب پر منقطع نہیں۔باوجودیکہ وہ ان کے پاس اپنی اصلی صورت میں محفوظ ہے۔لیکن اولیاء کو نزولِ قرآنی کا ذائقہ چکھانے کی خاطر قرآن ان پر نازل ہوتا ہے اور یہ شان بعض کو عطا کی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کے الہامات میں بھی بعض آیاتِ قرانیہ ہیں۔جن میں چند وہ بھی ہیں جو بطور خاص آں حضرت ﷺ کے بارے میں نازل ہوئیں۔آپ نے اپنی تحریرات میں ان الہامات کی توجیہ فرمائی اور ان کا مصداق آں حضور ﷺ کو ہی قرار دیا اور یہ وضاحت بھی فرما دی کہ یہ کس حد تک آپ سے متعلق ہیں۔پھر آپ کا مسلسل خادمانہ حیثیت میں آں حضور ﷺ سے محبت اور پیار کا اظہار کسی بھی ایسے امکان کو باقی نہیں رہنے دیتا کہ ان الہامات کے سبب یہ

الزام لگایا جائے کہ گویا آں حضور ﷺ کے ساتھ آپ بھی ان مناصب کے مدعی تھے جو ایسے الہامات میں بیان ہوئے۔ کتابچہ قادیانیوں کو دعوتِ اسلام کی فصل سوم میں 'خصوصیاتِ نبوی اور مرزا صاحب' کے زیرِ عنوان گنوائے گئے ۱۹ عقائد کم وبیش سب اسی قبیل کے ہیں اور خلافِ واقعہ ہونے کے سبب محض جھوٹے الزام ہیں۔

**۸۔صاحبِ شریعت نبوت کے دعویٰ کا الزام :**

مفتی محمد شفیع صاحب نے بعض دیگر مخالفین کے تتبع میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) پر الزام لگایا ہے کہ آپ نے تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

**جواب:** یہ الزام محض جھوٹ ہے۔ شریعتِ قرآنیہ کی سچائی اور اسے تا قیامت نبی نوع انسان کے لئے راہِ عمل کے اثبات کے لئے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے جو نا قابل تردید دلائل اپنی تحریرات میں بیان فرمائے ہیں اور جس طرح آپ نے اس امر کو ردّ فرمایا ہے کہ کوئی شخص اس کے برخلاف کسی اور شریعت کا ادعا کرے۔ ان کے ہوتے ہوئے آپ پر یہ الزام کہ گویا آپ خود کسی اور شریعت کے حامل ہونے کے مدعی تھے۔ محض ایک خلافِ واقعہ الزام ہے۔

اس الزام کے حق میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی کتاب اربعین سے جو تحریر ماسبق سے کاٹ کر پیش کی جاتی ہے جبکہ اس میں محض یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغرضِ تجدیدِ دین، بعض قرآنی امر و نہی کو آپ پر بھی الہام کیا ہے۔ یہ تحریر کسی دعویٰ کے طور پر نہ تھی بلکہ صرف بعض مخالفین کی اس سوچ کی نفی میں بطور الزامِ خصم تھی جو قرآنی معیار وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۙ (الحاقہ ۶۹: ۴۵۔۴۷) کو ہر مدعیٔ الہام کی بجائے صرف ایسے جھوٹے دعویداروں کے لئے قرار دیتے تھے جو شریعت کے مدعی بھی ہوں۔

**۹۔آپ کا عرصہ نبوت مختصر ہونے کا اعتراض:**

جماعتی لٹریچر میں حضرت مسیح موعود کا تعریفِ نبوت میں تبدیلی کا ۱۹۰۱ء میں ہونا بیان ہوا ہے۔ اسے آپ کی نبوت کا آغاز سمجھ کر بعض مخالف معترض ہوتے ہیں کہ چونکہ ۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات ہوگئی اس لئے آپ کا زمانۂ نبوت صرف ۸/۷ سال بنتا ہے۔

**جواب اوّل۔شروع سے نبی:** حضرت مسیح موعود کو الہامِ الٰہی میں شروع سے نبی اور رسول کہا گیا جس کے تابع آپ کا نبی اور رسول ہونے کا ان معنوں میں دعویٰ ہمیشہ رہا ہے کہ آپ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیض سے آپ ﷺ کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں بکثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ مشتمل بر اخبارِ غیبیہ پایا۔ آپ کے نبی اور رسول ہونے کی یہ کیفیت اور حقیقت ایک ایسا امر ہے جس میں آپ کے دعویٰ کی ابتداء سے انتہائے زندگی تک کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ فرق صرف اس بات میں پڑا کہ پہلے آپ نبوت کی مروجہ تعریف کو درست جان کر اس مقام کی تاویل کرتے اور اپنی نبوت کو مامور محدث کے مقام تک محدود جانتے لیکن بعد میں آپ کے الہامات کی رو سے آپ کو یہ تصریح ہوگئی کہ آپ کی نبوت، محدثیت سے بالا ہے تو آپ نے یہ تاویل ترک فرمادی۔ تاہم ہر دو صورتوں میں یعنی جب آپ اپنی نبوت کو محدث قرار دیتے یا جب آپ نے اسے محدث سے بالا اُمتی ظلی، اور بروزی نبوت قرار دیا، آپ کا دعویٰ اپنی کیفیت اور معنویت کے لحاظ سے یکساں ہے کیونکہ اس کی اصل الہامِ الٰہی ہے۔ پس آپ ابتدا سے نبی ہیں اور یہ تاریخ تعریفِ نبوت میں تبدیلی کی ہے نہ کہ دعویٔ نبوت کی۔ اس لئے اعتراض بے جا ہے۔

**جواب دوم۔ایک نبی، نبی کب ہوتا ہے؟**: اس ضمن میں یہ بحث بھی متعلق ہے کہ ایک نبی، نبی کب ہوتا ہے؟ کیا وہ پیدائشی نبی ہوتا ہے ؟ یا بعد میں بنایا جاتا ہے ؟ اگر بعد میں تو کیا وہ اس وقت سے نبی شمار ہوگا جب اُسے الہامِ الٰہی میں نبی یا رسول کہا جائے یا اس سے بھی پہلے، اس وقت سے جب اس پر ایسا الہام ہو جس میں اگر چہ نبی اور رسول کے لفظ تو نہ ہوں لیکن اس سے نبی ہونے کا استنباط ہوتا ہو؟

**نبی بنانے کا قانون**: کسی شخص کے نبی بنائے جانے کے بارے میں اللہ کا قانون یہ ہے کہ:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ (انعام ۶:۱۲۵)

ترجمہ: اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کا انتخاب کہاں سے کرے۔

نیز یہ کہ:

يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۙ (مومن ۴۰:۱۶)

ترجمہ: اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے امر سے روح کو اتارتا ہے تا کہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔

**پیدائش کے بعد نبی بنایا جانا**: کیا یہ خدائی انتخاب قبل از پیدائش ہو جاتا ہے اور نبی پیدا ہی نبی ہوتا ہے؟ درج ذیل دو حوالے اس سوال کے اثبات میں جواب میں روک ہیں کہ نبی پیدا ہی نبی ہوتا ہے۔

i۔حضرت ہارونؑ کا نبی بنایا جانا: قرآنِ کریم میں حضرت موسیٰؑ کے احوال میں درج ہے کہ جب وہ اوّل بار وحی نبوت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے اللہ کے حضور اپنی ناطاقتی کا اظہار کر کے یہ استدعا کی کہ ان کے بھائی ہارون کو بھی ان کا مددگار کے طور نبی بنایا جائے اور اللہ نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے حضرت ہارونؑ کو نبی مقرر فرما دیا۔

ایک نئے مقرر کئے جانے والے نبی کی درخواست پر فی الفور ایک اور شخص کا نبی بنایا جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ نبی کا نبی پیدا ہونا ضروری نہیں۔

ii۔حضرت عمرؓ کے نبی بنائے جانے کا امکان: دوسرے حضرت عمرؓ کے بارے میں آں حضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ

لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ (بخاری کتاب فضائلِ صحابہ باب مناقب عمر بن الخطابؓ)

ترجمہ: اگر مَیں نبی نہ بنایا جاتا تو عمر نبی ہوتے۔

اگر حضرت عمرؓ پیدا ہی نبی ہوئے ہوتے تو پھر انہیں نبی ہونا ہی تھا۔یعنی وہ پیدائشی نبی نہ تھے۔اس کے باوجود ان کے نبی ہونے کا امکان یہی بتاتا ہے کہ نبی کا نبی پیدا ہونا ضروری نہیں۔

**نبی بالقوہ**: اصل میں جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تحت نبی برپا کئے جانے کا فیصلہ ہوتا ہے تو یہ وقت ایک روحانی انتشار کا ہوتا ہے اور کئی طبائع میں رجوع الی اللہ کیلئے جوش پیدا ہوتا ہے۔آں حضرت ﷺ کے ظہور کے وقت بھی ایسا ہوا۔چنانچہ لکھا ہے:

'آں حضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے فیضِ الٰہی کی خفیف شعاعیں عرب میں پھیلنی شروع ہوگئی تھیں چنانچہ قیس بن ساعدہ اور ورقہ بن نوفل، عبیداللہ بن جحش، عثمان بن الحویرث، زید بن عمرو بن نقیل نے بت پرستی سے انکار کر دیا تھا'۔

(سیرت النبی ﷺ از علامہ شبلی نعمانی جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۲۰ اسلامی کتب خانہ لاہور)

روحانیت کی طرف یہ میلان آں حضرت ﷺ کے ہاتھ پر جمع ہونے والے اصحابؓ کو نیکیوں میں آگے بڑھنے اور حق کی راہ میں تکالیف اٹھانے کے لئے مستعد رکھنے کا محرک تھا جو ان نتائج کا حامل ہوا کہ ان میں سے ہی وہ ہوئے جن کو جنت کی یقینی بشارت دی گئی اور وہ بھی بالقوہ نبی ہوئے۔

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے ظہور کے وقت بھی ایک روحانی انتشار نمایاں تھا۔ جس نے دور دور سے نیک طبعوں کو کھینچ کھینچ کر آپ کے ہاتھ جمع کر دیا۔ انہیں میں وہ بھی ہوئے جو خدا سے تعلق میں اس درجہ کو پہنچے ہوئے تھے کہ خیال کرتے تھے کہ شائد وہ خود اس دور کے مصلح ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت سید عبداللطیف شہید (اللہ آپ سے راضی ہو) جن کے کے حالات میں حضرت احمد نور کابلی رفیق حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے ان کا یہ قول لکھا ہے:

'مَیں نے ہر طرف دیکھا کہ زمانہ گو مصلح کا ہے لیکن مجھے کوئی مصلح نظر نہ آیا تو مَیں نے اپنی حالت کو دیکھا کہ تمام قرآن شریف اپنے حقائق و معارف مجھ پر ظاہر کرتا ہے اور کبھی کبھی مجسم بن کر مجھے اپنے معنی بتاتا ہے تب میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شائد خدا تعالیٰ مجھے ہی مصلح کر کے کھڑا کرے گا'۔

(چشم دید واقعات از حضرت احمد نور کابلی صفحہ نمبر ۵، ضیاء الاسلام پریس قادیان ۱۹۲۱ء)

**الہام الٰہی کے ساتھ نبی بنایا جانا:** اگر نبی پیدائشی نہیں ہوتا تو یا کیا اس وقت سے نبی ہوتا ہے جب اسے اوّل بار الہامِ الٰہی میں نبی یا رسول کہا جائے ؟ یا اس وقت سے جب اسے اوّل بار وحی ہو، خواہ اس میں اسے نبی نہ کہا جائے لیکن نبوت کا استنباط ہوتا ہو؟

قرآن کریم میں مذکور حالاتِ انبیاء سے اس سوال کے جواب کی تلاش میں ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء کے مقامِ نبوت کے حوالے سے ہونے والی وحی کی مثالیں قرآنِ کریم میں آں حضرت ﷺ کے ذکر میں تو بہت ہیں لیکن دیگر انبیاء کے حالات میں ایسی آیات چند ہی ہیں جو درج ذیل ہیں:

i۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نبی بنایا جانا: بعض کلمات سے آزمائے جانے کے بعد جب حضرت ابراہیمؑ ان پر پورا اترے تو اللہ نے فرمایا:

قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ (بقرہ ۲:۱۲۵)

ترجمہ: یقیناً مَیں تجھے لوگوں کیلئے ایک امام بنانے والا ہوں۔

آپ کو نبی بنائے جانے کے بارے میں قرآنِ کریم میں آپ کو مخاطب کر کے وحی الٰہی یہی آیت ہے۔

ii۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نبی بنایا جانا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے بکثرت کلام کیا: جیسا کہ فرمایا:

وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوۡسٰی تَکۡلِیۡمًا ۚ (نساء ۴:۱۶۵)

ترجمہ: اور موسیٰ سے اللہ نے بکثرت کلام کیا۔

اس کلام کی ابتداء کا حال قرآنِ کریم میں یوں بیان ہوا ہے:

فَلَمَّا جَآءَہَا نُوۡدِیَ اَنۡۢ بُوۡرِکَ مَنۡ فِی النَّارِ وَمَنۡ حَوۡلَہَا ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ یٰمُوۡسٰۤی اِنَّہٗۤ اَنَا اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝ وَاَلۡقِ عَصَاکَ ؕ فَلَمَّا رَاٰہَا تَہۡتَزُّ کَاَنَّہَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدۡبِرًا وَّلَمۡ یُعَقِّبۡ ؕ یٰمُوۡسٰی لَا تَخَفۡ ۫ اِنِّیۡ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ۝ (نمل ۲۷:۹-۱۱)

ترجمہ: ندا دی گئی کہ برکت دیا گیا ہے جو اس آگ میں ہے اور جو بھی اس کے اردگرد ہے اے موسیٰ یقیناً مَیں ہی اللہ ہوں کامل غلبہ اور حکمت والا اور اپنا عصا پھینک۔ ڈر نہیں یقیناً مَیں وہ ہوں کہ میرے قرب میں پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔

اس وحی میں گو حضرت موسیٰؑ کو واضح طور پر نبی تو نہیں کہا گیا لیکن پیغمبروں کے حوالے سے نہ ڈرنے کی تلقین سے بالواسطہ طور پر وہ نبی قرار دئے گئے۔
تورات میں بھی حضرت موسیٰؑ کے اللہ سے مکالمہ کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ اللہ نے فرمایا:
' مَیں تجھے فرعون کے پاس بھیجتا ہوں کہ تو میری قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لائے' (خروج ۳:۱۰)
اس ذمہ داری کو ہی یہود آپ کا نبی مقرر کیا جانا سمجھتے ہیں جیسا کہ لکھا ہے:

'Upon the Sinaitic mountain tops.....Yahweh revealed himself to Moses.....he heard a voice in thunder.....then came to him.....a message.....to go back into Goshen on the errand of....delivering his people. It was the prophet's call.....It was the prophethood mystery of the divine touching the human'.

( The Biblical Word, 7/27, Page No 108 by Schmidt, Nathani, Feb 1896)

ترجمہ: کوہِ سینا کی چوٹی پر خداوند نے اپنے آپ کو موسیٰ پر ظاہر کیا۔ اس نے بادلوں کی گرج میں ایک آواز سنی۔ اسے یہ پیغام ملا کہ وہ اس کے لوگوں کی غلامی سے رہائی کے مشن کے ساتھ واپس گوشن جائے۔ یہ نبی کی پکار تھی۔ یہ نبوت کا وہی اسرار تھا جو انسانوں سے الٰہی رابطہ کا ہمیشہ سے رہا ہے۔

iii۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا نبی بنایا جانا: اسی طرح حضرت داؤدؑ کو ایک آزمائش سے گزر کر بخشش کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (ص ۳۸:۲۷)

ترجمہ: اے داؤد ہم نے تجھے یقیناً زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔
آپ کو نبی بنائے جانے کے بارے میں آپ کو مخاطب کر کے وحیٔ الٰہی قرآنِ کریم میں یہی آیت ہے۔

iv۔ آں حضرت ﷺ پر پہلی وحی: بالاتفاق سورت علق کی درج ذیل ابتدائی ۵ آیات وہ پہلی وحی الٰہی ہے جو آقا و مولیٰ آں حضرت ﷺ پر نازل ہوئی:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ؕ (علق ۹۶: ۲ تا ۶)

ترجمہ: پڑھ اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو ایک چمٹ جانے والے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا ربّ سب سے زیادہ معزز ہے جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ ان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔
ان آیات کریمہ میں آں حضرت ﷺ کے مقام اور اعلیٰ مرتبت کا کوئی ذکر نہیں۔ تاہم اسے آغازِ رسالت مانا جاتا ہے۔

پھر سلسلۂ وحی موقوف رہا۔ اس فترۃِ وحی کے عرصہ کے بارے میں روایات میں اختلاف ہے اور اسے تین سال تک بیان کیا گیا ہے۔ تاہم حضرت ابنِ عباسؓ کی ایک روایت میں یہ دورانیہ چالیس یوم تھا۔ (زرقانی جلد ا باب مراتب الوحی)
اس وقفہ کے بعد سورت مدثر کی یہ آیات نازل ہوئیں (بخاری بدء الوحی)

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝

ترجمہ: اے کپڑا اوڑھنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور انتباہ کر۔ اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کر بعد اپنے کپڑوں کو پاک کر۔ اور ناپاکی سے الگ رہ۔

ان آیات میں بھی آپ ﷺ کے لئے نبی یا رسول کا لفظ استعمال نہیں ہوا گو لوگوں کو ڈرانے کے حکم سے رسالت کا استنباط ہوتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا دونوں وحیوں کے بارے میں علامہ حلبی نے لکھا ہے کہ:

'آپ ﷺ کو رسالت کے مقابلے میں نبوت پہلے ملی کیونکہ رسالت **یا ایھا المدثر** کے ذریعہ نازل ہوئی۔ چنانچہ اسی بات سے بعض علماء کا یہ قول سمجھ میں آجاتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کو **اقراء باسم ربك** کے ذریعہ نبوت ملی۔'

(سیرتِ حلبیہ از علامہ حلبیؒ مترجم محمد اسلم قاسمی جلد۲ صفحہ نمبر۱۸۳ مطبوعہ دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۱۹۹۹ء)

**بطور رسول اوّلین ذکر** : مندرجہ بالا کے مطابق سورۂ علق اور پھر سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات علی الترتیب نازل ہونے والی اوّلین آیاتِ قرآنیہ ہیں۔ تاہم ترتیبِ نزول کے بارے میں ایک اور روایت میں بیہقی کی کتاب دلائل النبوت کے حوالہ سے سورۂ قلم اور سورۂ مزمل کا سورۃ مدثر سے پہلے نازل ہونا بیان ہوا ہے۔ (الاتقان از امام جلال الدین سیوطیؒ اردو ترجمہ از مولانا محمد حلیم انصاری حصہ اوّل صفحہ نمبر۱۸ ناشر میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

لیکن ان سورتوں کی درج ذیل آیات کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کفارِ مکہ کی مخالفت شروع ہونے کے بعد کی ہیں۔

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ ۔۔ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ ۔۔ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ (قلم ۶۸: ۳، ۹، ۱۱۔۱۵)

ترجمہ: تو اپنے ربّ کی نعمت کے طفیل مجنوں نہیں ہے۔ پس تو جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کر۔ اور تو ہرگز کسی بڑھ بڑھ کر قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی بات نہ مان (جو) سخت عیب (اور) چغلیاں کرتے ہوئے بکثرت چلنے والا ہے۔ اور (جو) بھلائی سے بہت روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا (اور) سخت گناہگار ہے۔ بہت سخت گیر۔ اس کے علاوہ ولدِ حرام ہے۔ (کیا محض اس لئے اکڑتا ہے) کہ وہ دولت منداور (بڑی) آل اولاد والا ہے۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝

(مزمل ۷۳: ۱۱۔۱۲)

ترجمہ: اور صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں اور ان سے اچھے رنگ میں جدا ہو جا اور مجھے اور ناز و نعم میں پلنے والے مکذبین کو (الگ) چھوڑ دے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے۔

ان سورتوں کا نزول سورۃ مدثر کے بعد ہونا زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ یہ مخالفت اس کھلی تبلیغ کے بعد شروع ہوئی جس کا آغاز آں حضرت ﷺ نے سورۂ مدثر کے اس حکم کے تابع فرمایا کہ

: قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ (مدثر ۷۴: ۳)

ترجمہ: اٹھ کھڑا ہو اور انتباہ کر۔

علامہ شبلی نعمانی نے اس بارے میں لکھا ہے:

'تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ فترۃ الوحی یعنی سلسلہ وحی کے رُک جانے (فترۃ) کے بعد سب سے پہلے سورۂ مدثر کی آیتیں نازل ہوئیں۔

(سیرۃ النبی ﷺ جلد سوم از علامہ شبلی نعمانی صفحہ نمبر۱۹۴ اسلامی کتب خانہ لاہور)

پس زیادہ درست یہی لگتا ہے کہ سورۂ قلم اور مزمل سورۂ مدثر کے بعد کی ہیں۔

ضمناً یہ ذکر برمحل ہوگا کہ علامہ سیوطیؒ نے سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے کے بیان میں اصفہانی کے بیان کے مطابق سورۂ مزمل کی مذکورہ بالا دونوں آیات ۱۱۔۱۲ کا مدنی ہونا بیان کیا ہے۔

(الاتقان از امام جلال الدین سیوطیؒ اردو ترجمہ از مولوی محمد حلیم انصاری حصہ اوّل صفحہ نمبر ۳۸ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

جب کہ ان کا مضمون گزشتہ آیات کے تسلسل میں ہے۔اس لئے بظاہر وہ دو آیات جو مدنی ہوسکتی ہیں وہ ۱۶ اور ۱۷ ہیں جن میں آں حضرت ﷺ کے ایسا رسول ہونے کا بیان ہے جیسا فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا اور جس کے انکار کے سبب فرعون پر گرفت کی گئی ۔ یہ اعلان مدینہ کے یہود مخاطبین کے حسبِ حال ہے نہ کہ مکہ کے کفار کے۔آں حضرت ﷺ کا ابتداً حضرت موسیٰؑ سے اپنی برابری کے اس انکار سے کہ **لا تخیرونی علیٰ موسیٰ** (مسلم جلد۲ صفحہ نمبر ۳۱۰ فضائل موسیٰؑ ) بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیات بعد میں نازل ہوئیں۔ **واللہ اعلم با لصواب**

ان ابتدائی نازل ہونے والی آیاتِ قرآنیہ میں آں حضرت ﷺ کی شان میں یہ تو فرمایا گیا کہ

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ (قلم ۶۸:۵)

ترجمہ: اور یقیناً تو بہت بڑے خلق پر فائز ہے۔

نیز یہ کہ: وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝ (قلم ۶۸:۵۳)

اور وہ تو تمام جہانوں کیلئے نصیحت کے سوا کچھ نہیں۔

لیکن رسول یا نبی کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔

آپ ﷺ کیلئے رسول کا لفظ اولین بار سورہ تکویر کی اس آیت میں آیا کہ:

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ (تکویر ۸۱:۲۰)

ترجمہ: یقیناً یہ ایک معزز رسول کا قول ہے۔

سورۃ تکویر ترتیبِ نزول کے لحاظ سے ساتویں سورۃ ہے جو علق ، مدثر، قلم، مزمل، فاتحہ اور لہب کے بعد نازل ہوئی۔

(الاتقان از علامہ جلال الدین سیوطیؒ اردو ترجمہ از مولانا محمد حلیم انصاری حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۸ ناشر میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

درایں حالات شائد یہی کہنا درست ہوگا کہ نبی اپنی پہلی وحیٔ نبوت کے وقت سے نبی ہوتا ہے خواہ اس وحی میں اسے نبی اور رسول نہ بھی پکارا گیا ہو لیکن الفاظِ وحی سے اس کا استنباط ہوتا ہو۔اس لحاظ سے بھی حضرت مسیح موعود مارچ ۱۸۸۲ء میں ماموریت کے پہلے الہام کے وقت سے ہی مقامِ نبوت پر فائز قرار پاتے ہیں اور آپ کا دورانیہ ۲۶ سال بنتا ہے۔پس یہ اعتراض خلافِ واقعہ ہے۔

**خلاصۂ کلام :**

حضرت مسیح موعود کے دعووں کی بنیاد الہامِ الٰہی ہے۔اس الہام پر آپ کو یقینِ کامل تھا۔الہامِ الٰہی کی توجیہ ملہم کی اپنی رائے ہوتی ہے جو واقعاتی طور پر نادرست بھی ہوسکتی ہے لیکن اس سے الہام کے سچے رہنے پر کوئی حرف نہیں آتا۔

انبیاء کرام اپنی فطری کسر نفسی اور فنافی اللہ ہونے کی حالت کے سبب اپنے مقام کے ادراک اور اظہار میں کم درجہ کو اختیار کرنے کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کا اپنے آپ کو مفوضہ منصب کا اہل نہ جاننا اور مددگار کے لئے درخواست گزار ہونا اور آں حضرت ﷺ کی ابتدائی گھبراہٹ اور پریشانی۔ یا جیسے آں حضرت ﷺ کا اپنے آپ کا سب انبیاء سے برتر ہونے کے اعلان کو مؤخر رکھنا۔

اپنی افضلیت کی وجوہات میں سے ایک وجہ آپ ﷺ نے اپنا تمام دنیا کیلئے مبعوث ہونا بیان فرمایا۔آپ ﷺ کے اس مقام کا اظہار مکہ میں ہی ہوگیا تھا ۔یہ منصب سلسلۂ نبوت میں پہلی بار آپ کو عطا ہوا کیوں کہ اس سے آنے والے تمام نبی اپنی قوم اور علاقہ تک لئے تھے جیسے قرآنِ کریم میں انبیاء کے ذکر میں بعض کا ان کے شہروں، مدین، ارم، احقاف اور حجر کے حوالے سے ذکر ہے یا جیسے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا مخاطب صرف بنی اسرائیل کو قرار دیا گیا ہے۔اس کے باوجود اس افضلیت کے اظہار آپ کی حیاتِ طیبہ کے صرف آخری پانچ سالوں میں ملتے ہیں اور اس سے پہلے آپ حضرت یونس، حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے اپنے سے برتر ہونے کا کھلا کھلا اظہار فرماتے رہے۔

مشیتِ ایزدی کے تابع حضرت مسیح موعود کا اپنے مقام کے بارے میں اظہار بھی اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کا رنگ لئے ہوئے ہے اور آپ نے نبوت کی اس تعریف کو جس کے تحت نبی کا باشریعت اور غیر امتی ہونا ضروری تھا اپنی حیاتِ طیبہ کی آخری دہائی میں ترک فرمایا۔اور اپنے مقام کے لئے لفظ نبی کا برملا اظہار فرمایا۔باوجودیکہ یہ براہینِ احمدیہ میں درج الہامات میں بھی مذکور تھا لیکن اس سے قبل آپ اپنی نبوت کو محدثیت یا جزئی یا نبوتِ ناقصہ بیان فرماتے رہے تھے چونکہ اس کم تر اظہار کی بناء آپ کی اپنی توضیح تھی نہ کہ الہامِ الٰہی اس لئے اس سے آپ کے مقام پر کوئی فرق نہیں ہوا اور آپ اس اوّل الہام کے وقت سے جس میں آپ مامور کئے گئے نبی تھے اور نبی ہی رہے۔بالکل اسی طرح جیسے آں حضرت ﷺ شروع ہی سے تمام انبیاء سے افضل تھے۔

حضرت مسیح موعود کا اپنے مقام کے اظہار میں یہ فرق کسی منصوبہ کے تحت ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف کسی تدریج کا مظہر نہ تھا بلکہ رائے کی تبدیلی سے پہلے سے ملے ہوئے مقام سے متعلق کسی بھی اشتباہ کی درستگی تھا۔حضرت مسیح موعود کی یہ کمال احتیاط تھی کہ بعد میں بھی اپنے لئے مقامِ نبی کے اظہار کے ساتھ جہاں آپ اس کے ساتھ امتی کا لفظ زائد کرتے وہیں اکثر اس وضاحت کو بھی ضروری سمجھتے کہ یہ براہِ راست اور کسی نئی شریعت کے ساتھ نہ ہے۔اور ان دو صورتوں میں آپ کو ہرگز کسی نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔اقرار کے ساتھ انکار پر مشتمل اس وضاحت نے ان بعد کی تحریروں کو اس جہت سے گذشتہ تحریروں کے ہم رنگ کر دیا ہے۔شائد یہی امر ایسے فراد کی ٹھوکر کا سبب بنا جنہوں نے اس کلام کو سطحی نظر سے دیکھا۔

اگر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کو آپ کی بیان فرمودہ اس وضاحت کی روشنی میں پڑھا جائے جو آپ نے نبوت کے انکار اور اقرار کی بیان فرمائی ہے تو معاملہ صاف ہوجاتا ہے اور اوّل و آخر دور کی ایسی تمام تحریرات باہم منطبق ہوجاتی ہیں اور کوئی اشتباہ باقی نہیں رہتا۔ایسی ایک تحریر دوبارہ درج ذیل ہے۔

’جس جس جگہ مَیں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں میں کیا ہے کہ مَیں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ ہی مَیں مستقل طور پر نبی ہوں۔مگر ان معنوں میں کہ مَیں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علمِ غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔اس طور کا نبی کہلانے سے مَیں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں میں خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔سو اب بھی مَیں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا‘۔

(ایک غلطی کا ازالہ تحریر فرمودہ ۱۹۰۱ء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۱۰۔۲۱۱ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

**فھوالمراد**

(پندرھواں باب یہاں مکمل ہوا۔اگلے باب کا عنوان ہوگا ’انبیاء اور ان پر ایمان لانے والے‘)